

کتاب

ارایش محفل

حاصل مضمون خلاصہ ہند

تالیف شیرعلی متخلص باغی

عہد حکومت بین نواب مستطاب معالی القاب رایت انریل ارل اسٹڈلوزی

گورنر جنرل بہادر دامت اقبالہ

حکم سے جناب فریڈرک جیمس مویت ایم ڈی سکرٹری کونسل اف ایڈوکیشن

احقر العباد عبد اللہ نے

تألیف

اہتمام اور تصحیح سے مجمع کمال جامع افضال محقق ہرن مولوی محمد محسن غفر

لہما اللہ المہین کے

مطبع طبیبی میں اپنے مقام کلکتہ کے چھپوایا

سنہ ۱۸۴۸ ع

* بسم اللہ الرحمن الرحیم *

حمد کرتا ہوں میں اُس خالق کی جس نے مہیات کو مرتبہ تقرر کے بعد خلعت و جوہر کا بخشا * اور
 حقیقت انسانی کو زیور عقل سے آراستہ کیا * شکر کرتا ہوں ایسے منعم کا جس نے نعمتیں انواع
 و اقسام کی عنایت کیں * اور قوانین مختلفہ ہر ایک عضو کے مناسب جسم واحد میں بخشیں *
 جنکے باعث ہر ذی روح نے اپنے دوست دشمن کو پہچانا * اور نیش و نوش کا تفاوت جانا *
 کہ اُسے بچایا * اور اُسے لطف اُتھایا * خصوصاً ارسال انبیاء کرام کا اور راعیاء عظام کا کہ
 اعلیٰ انواع نعمت * اور اقصاے اقسام رحمت ہی * کیونکہ اُنکے ہی سبب ہم نے اپنے تین
 گمراہی سے بچایا * اور رستہ ہدایت کا پایا * بعد اُنکے تسلط سلاطین عدول کا * اور عمل شاہان
 مقبول کا * تا اُنکے ظل حمایت میں ہم جین کریں * کسی ظالم کے ہاتھ سے دکھ نہ بھریں (ابیات)
 * اگر ہر موئے تن میں سنو زباناں ہو * بشکر سے شکر اُس کا پر کہاں ہو *
 * وجود اُس کا ہی واجب یہہ ہی ممکن * سدا ہی وہ یہہ جگہ میں ہی کوئی دن *
 * ہو یں محصور پھر کب اُسکی نعمات * بغیر از بجز کچھ بنتی نہیں بات *
 * ہی اب نعت پیہر کی مجھے فکر * کہ ہتر اُسے اب کوئی نہیں ذکر *
 * محمد نام ہی اُس پیشوا کا * خلاصہ ہی وہ سارے انبیاء کا *
 زہ نصیب کہ ہم اُسکی امت ہوئے اب دغدغہ ہنکا نہ محشر کا مطلقاً نہ * اور خوف حساب
 کتاب کا یماخت دل سے اُٹھ گیا * (ابیات)

(۰)

تحصیل علم کی واجب ہوئی * (ع) * کہ بے علم نتوان گزارا شناخت *
 بلکہ سلیقہ معاش کا بھی ! سہی پر موقوف ہی بہر حال ! اس میں جتنی کوشش کرے یا ہی
 اور جتنی مشقت کھینچے روا ہی بشر کو لازم نہیں کہ اوقات اپنی لہو لعت میں گزارے
 اور عمر گران مایہ کو ہزلیات میں صرف کرے جو وقت کہ امور ضروری و واجبی سے فراغت
 پائے اور وقت فرصت ہاتھ آئے تو کتب تواریخ دیکھے کہ سیر انکی نہایت مفید ہی خصوصاً
 سلاطین و حکام کو کیونکہ شاہان سلف کی نیکی و بدی سے آگاہی ہوتی ہے چاہے کہ نیکیوں کے چلن اختیار
 کرے اور بدوں کے روئے چھڑ دے تا اُسکی سلطنت میں فساد راہ نہ پائے اور ریاست
 ہاتھ سے بجاوے سوائے اسکے ہدایت و معرفت بھی حاصل ہوتی ہے جو اُسکی بہرہ ہی
 کہ جب انسان نے دریافت کیا کہ کیا کیا پادشاہ ذوی الاقدار اور سلاطین جبار باوجود اُس
 جاہ و حشم و مال نعم کے ایک بار ایسے ناپید ہوئے کہ انکی قبروں کے بھی نشان نہ رہے شاید
 اُسکو عرس جاہ و سلطنت کی نہو دے دیلے فیہا کو مور دفنا سمجھے اور عقبی و لوازم عقبی کو محمل بننا

(ابیات)

* الو العزم کیا کیا ہوئے پادشاہ * ہوئی خاک ہی انکی آرام گاہ *
 * جو تھے مالک چتر و بان و نشان * نہیں انکی قبروں کے باقی نشان *
 * سروں پر جو رکھتے تھے تاج زرعی * پر ہی خاک پر انکی ہی کھوپری *
 * بدی یا کہ نیکی انھوں نے جو کی * وہی صفحہ دہر پر رہ گئی *
 * کہاں میں کہاں تو بجز اُسکی ذات * کسی کو نہیں ہی دوام و ثبات *

(یہ چند مطربوں مملکت ہندوستان کی تعریف میں)

جب سے یہ مرکز خاص حیوانات کی آرام گاہ ہو اسیکر آن ہزاروں لاکھوں شہر قصبے سے
 اور بستے جاتے ہیں کوئی ادنیٰ کوئی اعلیٰ لیکن ہندوستان کی سرزمین کا عالم سب سے
 نرالا ہی کوئی ولایت اسکی وسعت کو نہیں پہنچتی * اور کسی مملکت کی آبادی اسکو نہیں
 لگتی * یہاں کی ہر ایک بستی میں گہا گہم جا بجا ایک نئی طرح کا عالم ہر شہر و قصبے میں ستھری
 پاکیزہ پختہ و متعدد درائیں * مسافر کے واسطے ہر موسم کے اور آنے پھونے اور
 اقسام کی غذاؤں اکثر بستیوں میں مسجد میں خانقاہیں مدرسے باغات * غریبوں بیکسون

کیونکہ سرکارِ دولت مدار میں سبب اپنی رسانی کا وہی ہوا الا امیرون تلک فقیرون کی پہنچ کہان (ع) چہ نسبت خاک را با عالم پاک * اور صاحب کمال و شاعر اپنے سے بہتر بہتر لکھنؤ میں اُس وقت موجود تھے بلکہ اب بھی ہمیں غرض مرزا کی موصوف کی جو ہر شاعری و آثنا پرستی اور صاحبانِ عالی شان کی قدردانی و مہربانی لوحِ دل پر کالِ نقش فی العجم بھی مستے کی نہیں (ع) پتھر کا نقش بھی بہ متایانہ جائیگا * اشارہ اُس کا باغ اُردو کے دیباچہ میں جو گیا بھی بہ تفصیل وہاں لکھنا موقع نہ تھا

* بس اب بے عذر و ن کو تحریر کر * قلم ہاتھ میں ہی نہ تاخیر کر *

صاحبانِ فرد پر ظاہر ہو وے کہ بے عذر و ن لہین و مترجمین نے چھاپے کے وقت جو درخواست کی کہ نام کتب مطبوعہ کے اگر دیا جے میں رہینگے تو ہماری کسر شان ہوگی ناگزیر اُن کے پاس خاطر را قم نے صفحہ تحریر سے نکالی ڈالے اور خلاصۃ التواریخ کا ترجمہ نہیں کیا ہاں مضمون اُس کا اس زبان میں لکھا بھی اور کمی زیادتی بھی جہاں موقع دیکھا بھی وہاں کی بھی لیکن صوبے اور سرکارِ و ن کی حالات میں اکثر * اور قلعون کے احوال میں کمتر * سبب اس کا تغیر و تبدل بھی خواہ آبادی کی جہت سے ہو خواہ ویرانی و خرابی کے باعث اور بے شہر و قصے کا اُسی نہج پر رہنے دیا یہاں تک کہ صیغے بھی عبارت میں خال ہی کے لکھے ہر چند اس عہد میں وہ اُس رنگ پر نہیں بلکہ کہیں سے کہیں تنہا و ت ہو گیا بھی مگر آمدنی ہر ایک صوبے کی جو عالمگیر کی سلطنت میں تھی وہی لکھی کیونکہ مطابق اس دور کے دریافت کر کے لکھنا محال تھا اور بے صوفیہ کی کراست و خرق عادت اور اُن کی درکاہوں کے احوال و تصرفات جو ثبت کئے فقط کتاب مذکور کی مطابقت کے لئے بلکہ اسی لحاظ سے ہنود کے فقیر اور معابد کے بھی اوصاف و احوال کے خلاف عقل و عقیدہ تھے لکھنے میں آئے نہ ازراہ اعتقاد کیونکہ اس خاکسار کا مذہب یہہ ہی *

(بیت)

* گر دو عالم پر از ولی باشد * پیر ما مرتضیٰ علی باشد *

(مقدمہ)

والسلام علی من اتبع الهدی *

ہر انسان کو موافق اپنے مذہب کے معرفت و عبادت اپنے خالق کی ضرور ہی اور طریقے اُس کے بدون علم کے نہیں آتے بلکہ جاہل کی عبادت بسا اوقات بدعت ہو جاتی ہے پس

و فاکرے اور ایک خلق خدا کا پیت بھرے الغرض اکثر زمینیں یہاں کی جو قابل جوہر تھیں بونے کے ہیں انکی زراعت موقوف بارش پر ہی سیچنا وہاں متعذر اور لا حاصل کیونکہ دے اس قدر ہیں کہ شمار بھی اُنکا دشوار ہی پھر کسانوں کا کیا مقدور جو اُنکے عشر عشر کو بھی پانی دے سکیں سیراب کرنا تو درکنار یہہ قادر لایزال نے ابرہی کو قدرت بخشی ہی کہ ایک پل میں جل تھل بھردیتا ہی حاصل یہہ ہی کہ شے کی فراوانی اور اناج کی ارزانی کا سبب سبب الاسباب نے باران رحمت ہی کو بنایا ہی سیچنے سپاے سے یہہ بات کہان اور بعضے سیر حاصل کہ وہ سال میں دو بار مزدوع ہوتی ہی بلکہ تین بار سبحان اللہ کیا سانع ہی کہ ہیولا تو عناصر کا ایک کیا پھر ایک کی ایک کو ضد بنایا اور تاثیرات مختلفہ اُن سے ظاہر کیں بلکہ ہر ہر واحد کو بھی خواص و اوصاف ایک سے مدئے چنانچہ کسی ملک کی جو کچھ ہی اور کسی شہر کی کچھ علی ہذا القیاس پانی میں بھی کیفیت ایسی ہی کچھ دیکھی جاتی ہی ہر چند کہ جس میں اتحاد رکھتا ہو اب گنگا جمن میں کس قدر قربت ہی ساتھ اسکے پانی کی تاثیر بلکہ رنگت بھی جی ہی پھر جن دریا و نمین کہ کالے کوسوں کا تفاوت ہی اُنکے پانی کی خاصیت کا فرق لگنا زیادہ ہی اور کوئے تو ساتھ اس بات کے کہیں کھاری کہیں مہیتے ہوتے ہیں یہاں تو رات دن کا تفاوت ہی لگے سنا اسکا محض لغو زمین کی بھی ماہیت ایسی ہی کچھ ہی کسی جاگہ تو ایک سال میں دو دو تین تین مرتبے اناج پیدا ہوتا ہی کہیں ایک مرتبے کسی مقام میں مطلق نہیں گو کہ مینہ سب جگہ ساوی برے سوائے اسکے کہیں کا چانول خوب ہوتا ہی کسی جگہ کا گیہوں کسی طرف کا چنا معہذا اکتی زیادتی بھی ہر اناج کی جابجا دیکھنے میں آتی ہی وجہ اسکے کما حقہ ہم پر نہیں کھائی مگر آگ کی خاصیت و کیفیت میں فرق معلوم نہیں ہو تا شاید اسکا سبب یہہ ہو کہ وہ بد و ناکر سی لویاے وغیرہ کے علیحدہ موجود نہیں ہوتی یا کچھ اور ہو کہ اُسے ہم نہیں جانتے العلم عند اللہ *

(چند سطور میں موسم بہار و برسات کی تعریف میں)

اگرچہ فصل ربیع میں بھی اس ملک کے بیج پھول پھل بہتایت سے انواع و اقسام کے پھولتے چلتے ہیں آم مورا تے ہیں بلکہ کلاب بھی باغوں کے بیج یثتر اسی فصل میں پھولتا ہی اور جنگلون میں تیسو سوسوں اس کثرت سے کہ نکاد کام نہیں کرتی اور انکے نہیں

مسافروں کے لئے متعدد مکانات * قلعے برے برے مضبوط و سعادت میں ایسے کہ سیکرڈن کاؤن اُن میں بسیں * اور رفعت میں اس قدر کہ بادل اُنکے نیچے برسین * ندی نالے تالاب کوئے لطیف و پاکیزہ ہزار ہا * پانی اُن میں میتھاتھند استھرا بھرا ہوا * برے دریاؤں میں کشتیاں نواتے بحرے و غیرہ بے شمار شاہراہ کے ندی نالوں پر یثتر مقاموں میں پل بندھے ہوئے تیار * اکثر رستوں میں کوسوں تلک سایہ دار درختوں کی درستہ قطار * ایک ایک کوس کی مسافت پر ایک مینار نمودار * ہر ایک چوکی پر ہمہ چیز مہیا سو دے والوں کی دوکانیں جایجا * مسافر خوش و خرم کھاتے پیتے اتھتے بیٹھتے دن بھر چلے جاتے ہیں * اور شام کو منزل پر بھی سب طرح کا آرام پاتے ہیں * (بیت)

* جہان دیکھئے خیر ہی خیر ہی * سفر بہ نہیں باغ کی سپر ہی *

سواہی اس کے راہ میں اگر سو نا اچھا لیتے چلے جائیں کہیں خطرہ نہیں اور جنگل میں رات کو جہان چاہیں سو رہیں کچھ پروا نہیں * چنانچہ ہمیشہ اگر بنجارے مال متاع غلہ دور دور سے بھر لاتے ہیں * اور منزل مقصود پر سلامت جون کا توں بینچ جاتے ہیں مشرق کی طرف اس مملکت کے ہنگالاہی اور جنوب کی سمت دکھن مغرب کی جانب تھتھہ وائے شور دریائزدیک ہی اور شمال کی طرف ایک برآپہا رہی کہ اُسکی انتہا کو کوئی نہیں پہنچا ہر چند اس سرزمین میں الماس یا قوت سونے روپے تانبے لوہے سرب و غیرہ کی کھانیں موجود ہیں اور انکا حاصل بھی بہت ساہی لیکن یثتر آمدنی یہاں بدولت غلے کی ہی اور وہ انواع و اقسام کا ہوتاہی انکا تفصیل وار لکھنا وقت سبے خالی نہیں پر یہاں کا اکثر اناج بامزہ و خوش ذائقہ ہوتاہی خصوصاً کھد اس کے چانول نہایت لطیف لذیذ خوشبو ہوتے ہیں پادشاہ وزیر امیر بلکہ سارے دولتمند جنکو خدائے ذائقہ دیاہی ہر روز پکواتے ہیں اور چاہ کر کھاتے ہیں سچ تو یہہی کہ اگر لے بہشت میں ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام گیہوں کا دھیان نہ کرتے تو رانا کھانا تو معلوم غرض غلے کی بہتایت زراعت کی کثرت پر موقوف ہی اور اس کا مدار بارش پر ہر چند بعض بعض مقاموں میں کھیتیاں جھیل تالاب اور کوئے کے پانی سے بھی ہوتیں ہیں خصوصاً پہاڑ کی تراٹی میں کہ وہاں ندی نالے یثتر بہتے ہیں قطعاً وہاں کی زمین کے بسا اوقات غناگ رہتے ہیں وہ چند ان مینہ کی محتاج نہیں پروہ کتنی اور کیا باطرا رکھتی ہی کہ غلہ اُسکا

ہر ایک کام میں اپنے مشغول ہی * ادا اُسکی جو ہی مو مقبول ہی
 چرمی ہی سہون کو جوانی کی می * جسے دیکھئے، مست ہی مست ہی
 عجب طرح کی رت ہی برسات کی * کہ شکل اور ہلی ہی دن رات کی
 گھنٹہ کی یہ کثرت ہی شام و سحر * بس اب ایک صورت ہی شام و سحر
 ہر ایک طرف ہی بادلوں کا ہجوم * یہ کچھ مینہ کی ہی زمانے میں دھوم
 ہمیشہ بندھا مینہ کا تار ہی * برستا پر اسلا دھار ہی
 عیان ہی ہر ایک چشمہ با آب و تاب * پر یک ہی نہان چشمہ آفتاب
 زمانے میں دور می ناب ہی * باہر طرف عالم آب ہی
 نہ دن کی خبر ہی نہ اب رات کی * اگر کچھ خبر ہی تو برسات کی

ن شروع اس رت کی سنکرات کرک کی یعنی آنا سورج کا سلطان میں اور تمامی اسکی سنگھ
 کا آخر مراد اس سے تیراں درجہ اسد کا ہی پس اس حساب سے ساون بھادون
 ہمیں اس رت میں داخل ہمیں اور اساترہہ کو اور خارج لیکن خاص و عام میں چارون ہمیں
 موافق اس کے پہلا اساترہہ ہی اس میں اکثر ابر غبار آلود بلکہ گاہے آندھی کے ساتھ آتا ہی
 اور مینہ زور شور سے برس کر لھل جاتا ہی دوسرا ساون اُس میں بیشتر سہادنی سہادنی
 گھٹا تین تھند سی تھند سی ہوائیں بارش بھی اکثر میانہ و معتدل لیکن کئی کئی دن ابر گھرا رہتا ہی
 اور آفتاب چھپا رہتا ہی تیسرا بھادون بجلی اُس میں اکثر کرکٹی چمکتی ہی اور مینہ
 دیر تے سے برستا ہی پر بیشتر جلد لھل جاتا ہی اور اس کے آخر میں یون بھی ہوتا ہی
 کہ ایک طرف مینہ ایک طرف دھوپ بلکہ مبالغہ یہاں تک کرتے ہیں کہ بھادون کا مینہ
 اچنبھے کا ہی کہ بیل کا ایک سینگ گیلا اور ایک سوکھے کاسو کھارنا بنا براسی کے اساترہہ
 کے دو نگرے ساون کی جھریاں بھادون کے دیر تے مشہور ہمیں چوتھا کو اور پروہ جارتیکا
 دوار ہی مینہ اس میں بھی برستے ہیں بلکہ کئی کئی دن کی جھریاں لگ جاتیں ہیں لیکن
 کوئی خاص طور اُس کی بارش کا نہ تھا اس واسطے کہنے میں نہ آیا *

فہر قی رنگت اُسکی عاشقوں کے چہرے کی زردی زیادہ چمکاتی ہی اور ہوا آتش
عشق کو دونا بھرتا کاتی ہی *

* جنکو وصل کلر خان ہی انکو بھاتی ہی بہار * ہم سے ہجورون کو لیکن کب خوش آتی ہی بہار *
* دید کل کیا کیجئے برہنتی ہی دونی، بیکلی * خار ہجران اور بھی دلمیں چھاتی ہی بہار *
فی الحقیقت رات دن اُسکا خالی کیفیت سے نہیں کیونکہ دھوپ بے حدت اور چاندنی
بے کدورت اندون رہتی ہی * اور باؤ بھی عطریت و اعتدال کے ساتھ ہستی ہی *
ہنا نچے اُسکے جھو کے کی لپٹ دماغون کو مہکاتی ہی * اور طویت احسام کی
تازگی براتی ہی * مرزایان ہند اس موسم کو فصل بہار یا موسم بہار کہتے ہیں
پراکثر خاص و عام کلابی جاڑا ابتدا اس رت کی مین کی سنکرات ہی یعنی آفتاب کا
آنا برج حوت مین اور انتہا میکھم کا آخریغے برج حمل کا تیسواں درجہ اور پانچمین بسنت
جو ہولی کے پہلے ہوتی ہی وہ ایک تیوہار ہی کہ جہان مین رائج ہو گیا والا ہولی موافق
اس حساب کے اس رت سے مقدم ہی کیونکہ دھیند سی چیت کی پہلی کو ہوتی ہی
لیکن نور و زک وہ عبارت تحویل آفتاب در برج حمل ہی ہولی کے آگے پیچھے ہو ناہی
برتھو ترے دنوں کے فرق سے اور بعد سالہا سال کے اتفاق ایسا ہوتا ہی کہ ہولی اور
نوروز ایک دن جمع ہو جاتے ہیں لیکن اس ملک مین برسات کا موسم نہایت لطیف دکھاتا ہی
آسمان پر رنگ برنگ کی کھتا * چارون طرف خوش آئند ہوا * زمین یک لخت سبزہ زار ہر ایک
ہمارے مثل گلزار اور گلزار مر اپا بہار * پھول طرح بطرح کے چمنون مین کھلے ہوئے * درخت
ہرے ہرے گنجان آپس مین ملے ہوئے * نہرون کی لبریزی کا طور ہی جدا * سبزے کی
نوخیزی کا عالم ہیں علیحدہ ہر ایک ندی نالادر یاؤ چرھا ہوا * دہرا دہرا تالاب پانی سے
بہرا ہوا * سبزے کی لہک بھر ہستی کی دھک بجلی کی چمک بلدل کی کرک ایک عالم
دکھاتی ہی بکلوں کی داتر مینہ کی چہار سورون کی جینکار پیہون کی پکار دلوں کو لبھاتی ہی
تھم جایا گئے ہوئے جھولے پرے ہوئے ہندو لے کھڑے ہوئے اُن مین رنگ برنگ کی
پوشاگین پہنے ہوئے سیکرون پری پیکر مین جھو لینان مین کوئی پنگ چر دیا ہی ہی کوئی
ہند دلاکار ہی ہی کوئی پاؤن جو ر کر کیبیکے ساتھ جھولتی ہی کوئی کیکادل لیکر ہولتی ہی *

بہت بر آ نہت رسیلا بکشت دیکھے مین آیا ہی مزے مین جھی اتنا کہ بر غبت کھائیے لیکن
 سہست اور بتول کا کولا ہر طرح سے اولاہی اسکے ہوتے کوئی انھیں دستوری مین بھی نے
 بلکہ اندر این کا پھل جانے کیونکہ یہ نہ انگور بھی اُسکے آگے نہیں پھلتا * اور کسی بشر کا
 جی اُسپر نہیں چلتا جہاں تلک مبالغہ اُسکی حلاوت و عطریت پر کیجئے بجاہی * بلکہ قسم
 کھانی بھی اُسپر روا ہی * اور جنگل بھی یہاں کے ثمر بخش مین یثتر گھیارے لکڑارے
 وہاں سے بھنے بھنے پھل تو لاتے مین * اور عوام الناس اُن کو مول لیکر کھاتے مین *
 خصوصاً جھیر بیری کا بیر کہ سیکڑون لڑکیاں لڑکے تو کرے پر توات پرتے مین بلکہ بھنے بھنے
 رندیان بھی چاہ کر کھاتین مین * لیکن مزا اُسکا فی الحقیقت سافرون سے پوچھئے کہ ہر ہر
 قدم پر جہاں اُن کا دامن پکرتے مین * اور کانتے بیر بیر پانوں پرتے مین * غرض کھائے بن
 نہیں چھوڑتے قصہ کوتاہ نچوڑ ہند کی میوؤں کا آم پر ہی فی الواقع عجب پھل ہی کچھا تو مادہ
 کہا دے اور پکائے نرنگت مین کبھو پیلا کبھی ہر اُمرے مین کسی وقت لکھا کسی وقت
 میٹھا * میٹھے کی مٹھاس سب ثمر قند کو حلاوت بخشے اور کھست مٹھے کی چاشنیے انار رمانی کے
 دانت کھتے کرے درخت اُسکا باغ کی آرایش اور مور کی بوباس دماغ کی آسائش سایہ
 اُسکا سافرون کی آرام گاہ * ہر ایک تھکا ماندہ سوپ کا جلا اُسکا ہوا خواہ (ایات)
 کیون نہ درختون مین وہ ہو سر بلند * اُسکا ہی پھل شاہ و گدا کی پسند
 ہند کے سب میوؤں کا سردار ہی * رونق ہر کوچہ و بازار بھی
 جو صفائی اُسے ایکبار کھائے * میوے صفمان کے سبھی بھول جائے
 اُسکی مٹھائی کا کروں کیا بیان * ہیگا ہر ایک کی وہ زبان پر عیان
 چوسے توب کھل نہ سکیں بار بار * کاتے اگر بند پھری کی ہو دھار
 اور مٹھائی جو کبھو ایک ذری * کھائے ایکبار تو بھر جائے جی
 آم مین ہی یک حلاوت عجب * رہتی ہی اُسکی تو ہمیشہ طلب
 بیت بھرے جی نہ پر اُس سے بھرے * آدمی پھر کھائے نہ تو کیا کرے
 ہوتا ہی شیرین تو بہت پال کا * لک ہی ٹپکیکا بھی طرفہ مزا
 میوؤں مین ہی فوقیت اُسکے تئیں * باغ مین پھر کیوں نہو بالا نشین

* چند مطرین میون کے وصف میں *

میوے بھی رنگ برنگ کے اس سرزمین کے بیج اپنی اپنی رت میں ہوتے ہیں ہر ایک گرد و نواح میں جہاں تہاں تر بوزخربوزے سے فالیزین معمور * اور سیب انار شفتالو انجیر انگورو وغیرہ کا باغون میں نہایت وفور * لیکن نہ ولایت کے سے حق تو یوں ہی کہ ان میں ان میں فقط نام کی شراکت ہی * اور ذات صفات میں اس سریکافاوت * پرہند کے بعضے خاص میوے کو کہ وہاں کے میوون پر ترجیح دیتے ہیں وہ آم ہی لیکن سچ تو یہ ہی کہ کھانے پینے کی چیزوں میں عادت اور رغبت کو دخل بہت سا ہی ہیں کے باشندے بعضے تو ایک میوے کو چاہ کر کھاتے ہیں * اور کتنے اس کی بوسے بھاگ جاتے ہیں * چنانچہ کتہل کی باس سے راقم ہمیں بیزار ہی * حال آنکہ ایک عالم اس کا خریدار ہی * قصہ مختصر یہاں کا خاص میوہ ایک انسان ہی جکا وہ روشناس ہوا اور جس کے تک منہم گکا پھر نہ چھتا * باس اسکی دماغ کا آرام * شیرہ اس کا شیرہ جان کا قوام * حلاوت اسکی ناشپاتی کو پھیکا کرے رنگ پر اس کے بھی تپک پرے * اور شریفہ سب سے شریف تر ہی و ضیع و شریف اس کو چاہ کر مینگو اتے ہیں * بلکہ اکثر صاحب ذائقہ سراہ کر کھاتے ہیں * کتہل برہاں بھی اپنے اپنے مزے میں بے بدل ہیں لیکن اس کے ایک ہی کوئے سے جی پھر جاتا ہی * اور یہ اکثر کھانے میں آتا ہی * اور کیلا تو سب میوون پر بھاری ہی اسے اکیلے کھایا چاہیئے کیونکہ حلوہ بے دود ہی خصوصاً امت بان کہ عطریت ملائیت حلاوت تینوں اس میں بخوبی موجود ہیں اگرچہ چنپا کیلا بھی نہایت لطیف لذیذ خوبصورت خوش ذائقہ ہی پرویا کہان اب اور قسموں کا بیان لا حاصل ہی ہر چند کہ بعضا اور بھی ایک طور کا مزار کھتا ہی اور ہند کے سب ملکوں میں ہوتا ہی لیکن بنگالے برابر کہیں نہیں چنانچہ وہ دونوں قسم خاص اس ملک میں ہیں * کوہ سنگترا بھی عجیب تر میوہ ہی رنگت میں تو گل سا * اور اس اس کا مل سا * باغ کی بہار دونی کر دکھائے اور گھر کو باغ بنائے مزے میں بے بدل صفرائی مزاج کے لئے امت پھل ہر چند زیادتی اسکی دانت کھتے کرتی ہی * پر زبان چٹکارے ہی بھرتی ہی محمد شاہ فردوس آرام گاہ نے نام قسم ثانی کا رنگترا کھا ہی اس لیے کہ اسم باسمی ہو اور یہ خاص شاہ جہاں آباد میں نہایت پاکیزہ خوش ذائقہ سیلا بر آہوتا ہی اور لکھنؤ وغیرہ میں بھی بھلا چٹکا پر قسم اول ان ملکوں میں

پرانہ جوتا جاوے طراوت اور تپندا کرے ہر ایک امیر فقیر کی طبع کا مالوف ہی اور مدارات
شاہ و گدا کی بیشتر اُسی پر موقوف خواہ اُسکو سونے روپے کی تھالی میں اُسکے آگے
دکھیں خواہ سفالی میں * (ع) * برگ سبز است تحفہ درویش *

مہر سبز ہر ایک برگ پر کیونہو کہ لالہ خون کے مکھڑے کی بہار دونی کر دیتا ہی اگر اُسکا لکھا
ہوشت پر نہو تو رندی کا بناؤ پھیکا ہی ہر چند کہ نمکین ہو مہی کی دھڑکی بغیر اُسکے رونق
نہ پکڑے اگرچہ وہ کیسی ہی رنگین ہو اقسام اُس کی اکثر ہمیں پردلی آگرے میں گوری
اور پیر کی بہت بکری ہی کیونکہ ان میں لطافت اور نزاکت بیشتر ہی خصوصاً پیر سی میں
قواہی کہ احیاناً جو تھ سے چھست پرے تو تکرے ہو جاوے اوہ لکھنؤ سے لیکر بنگالے
نمک بنگلے اور دسوری کی پر حق تو یوں ہی کہ مگھی نہایت نفیس و لطیف و خوشبو ہوتا ہی
اگر ایک گوری کوئی اُس کی کھائے تو سارا کھر خوشبو سے بھر جائے ہر چند کہ پان کا لازم
کتھہ چونا پیاری ہی پر رنگ دھنگ میں اُسکا نام زبان پر جاری ہی * (ابیات)

ساتھیوں بن گو نہیں کرتا وہ کام * لیتا ہی ہر ایک پر اُسکا ہی نام
دہم میں وہ تبدیل کرے ذائقہ * تاخیر و تیزی میں ہی اُسکی مزہ
آتھ ہر پانی میں رہتا ہی تر * اُسکی حرارت نہیں گتتی ہی پر
نت ہی اُسے کھائے بعد از طعام * ضمیمہ کا ہی وہ معین لا کلام
کیونہو ہر ایک کو اُسکی طلب * ہی وہی آرایش برآم طرپ
اس لئے ہی شمع و خون کی پسند * حسن کا شعلہ وہ کرے ہی بلند
جو کوئی خوبان میں اُسے منہہ لگائے * اُسکے وہ مکھڑے کو بھبھو کا بنائے
کیونہ نہ سُنکار دن میں ہو اُسکا وقار * گلبد فون کے ہی وہ منہہ کا سُنکار
گورا ہو یا سادہ جو اُسکو کھائے * غنچہ لالہ وہ دہن کو بنائے
بھاد میں کم ہی پہ بہت دے ہی سود * خوبی لب کی ہی اُسی سے نمود
کھائیں نہ کیونکہ اُسے انسان کل * لب کو بنا دیوے ہی وہ برگ گل
اس لئے معشوقوں کے ہی منہہ چرھا * رنگ سے دے عاشقوں کو خون بہا
کیا کہوں اُس برگ کے میں دھنگ کوہ کرتا ہی خونین لب گلرنگ کو

بسکہ طراپا ہی بھرا اُس میں رس * کیون نہ ہر ایک میوے سے ہودے برس

شوخی بہ سینہ دہائیے کارنگ ہی * سیب ثمر قند بھی یہاں دنگ ہی

ہیگا فواکہ میں وہ ہر دل عزیز * سیب غلام اُسکا بھی ہی کنیز

بعد اسکے نیشکر مٹھاس اُسکی خداداد ہی * اور وہی ساری مہتائیوں کی بنیاد * او وہ
لکھنؤ وغیرہ کے گنوار زمیندار اُدکھ کہتے ہیں اور دلی کے قرب جوار کے ایک اقسام
اُسکے بہت ہیں اور ہر قسم کا ایک نام علیحدہ لیکن صاحبان اُردو کی زبان پر سوائے گنے
کنارے پوندے کے اور قسموں کا نام جاری نہیں پہلا تو اسم جنس سا ہی کہ ہر قسم کو کہہ سکتے
پر دوسرا تیسرا خاص خاص قسم کا بانوُن ہی چنانچہ کنار اکرار اتنا ہوتا ہی لنبائی میں تو پوندے
سے کچھ برابر برابر لیکن بہت سخت اور کم رس کھانتہ مصری وغیرہ اُسی سے بنتی ہی
پوندے ابھی دو طرح کا ہوتا ہی یعنی سیاہ و سفید اگرچہ سیاہ کو اکثر گون پر بعضے و صفوں میں
سرسائی ہی پر اُسکی مٹھاسی قدرے تلخی لیئے ہوتی ہی اور بعضے کی شوریّت کے ساتھ
باوجود اسکے حالات سے خالی نہیں ہر چند سختی اُسکی دندان و زبان کو اذیت دیتی ہی
بہر صورت سفید سب طرح سے بہتر ہی پور پور میں اُسکی مزاجند تیری اُسکی خواہش
ذائقہ اور گانتھہ ہر ایک اُسکی رکی گانتھہ ساتھ اسکے نرم ایسی کہ پوپا بے اذیت
کھائے بلکہ دومہ کا بچا بھی بآسانی چوسے رس اُسکا شیرہ جان کو برہا دے مٹھاس
اُسکی کام و دھوکہ حالات بخشنے * (ایات)

کیون نہ میوے میں بلند اُسکی شان * کھیت اُسیکا ہی مٹھاسی کی کھان

ساتھ طراوت کے ہی اُسکی مٹھاس * کھائے جو پیاسا تو بجھے اُس کی پیاس

فصل میں گنے کی سفر جو کرے * پیت وہ رستے ہی میں رس سے بھرے

جتنے مسافر ہوں وہ چھک جائیں کل * باندھ دے وہ پل میں مہتائی کے پل

حالات مضمون سے سیاہی نے خاصیت شہد کی پکرتی قلم کی زبان بند ہو گئی راقم لکھنے

سے باز راوا لکتاب کو شکر ستان بنادیتا ہر چند ساگ پات اس سر زمین میں بھانت

بھانت کے ہوتے ہیں کتنے بوئے سے اور کتنے بغیر بوئے اصل یوں ہی تاجب المک

درخت میں لگا رہ دہ تارے مگر پان طرف برگ ہی کہ قوت کر زیادہ تازگی پکرتے بلکہ جون جون

مدن بان کی ادھم کھلی ہر کلی * برہاٹی ہی عشاق کی بیکلی
 خوشامد ہی نکہت راے بیاں * رہے بزم میں اُسکی نت ریل پیل
 چنبیلی کی بوہی نزاکت بھری * سچکتی ہوئی سونگھے اُسکو پری
 بہہ ہین خوش نما جائی جوہی کے پھول * کہ دیکھ اُنکو بس سرت جاتی ہی بھول
 صفائی کا عالم کہوں اُن کی کیا * کہ پائے نظر یہاں پھسل ہی پرآ
 بہت مویا کی پیاری ہی بو * ہر ایک گل سے اُسکی نیاری ہی بو
 انوتھی نہو کیوں کہ اُسکی کلی * نہایت اُسکی ہی بو میں بھری
 نوا آری کی از بسکہ میتھی ہی بو * دلون کے وہ مقبول کیوں کر نہو
 جہاں سب سے دو پہریا کا ہی روپ * کہاں اُسکی رنگت کو لگتی ہی دھوپ
 گلوں سے نہرالا ہی گل چاندنی * چمن کا اُجالا ہی گل چاندنی
 یہ چنپا کے پھولون میں ہیگی مہک * لپٹ اُنکی جاتی ہی گردون ناک
 میں رنگت میں شبیہ دون اُس سے کیا * کہ بن باس جو ہر ہی ہیکہ راج کا
 ہر ایک گل کا ہی رنگ و عالم جدا * نہیں لطف سے کوئی خالی ذرا
 جسے دیکھئے ہر طرح خوب ہی * طبیعت کا ہر ایک کی مرغوب ہی
 بہہ گو ہر طرف سستے بکتے پھریں * یہ خوبان جہاں دیکھیں سر پر دھریں
 ہوئے سستے یوں نا کہ پہنئے رنگا * زن بے نوا و زن بادشا
 جو عالم دکھاتے ہیں دمرتی کے پھول * وہ ہرگز نہو موتیوں سے حصول
 پہنئے کا اُن کے نہو کیونکہ چاؤ * کہ ہونا ہی یہاں کو آریوں میں بناؤ
 کسی خوب کی دل میں کھبتی نہ آن * نہ ہوتے جہاں میں اگر پھول پان

القصہ کوئی پھول چمن دہریں رنگ و بو سے خالی نہیں * (ع)

* ہر گلی رانگ و بوئے دیگر است * لیکن مویا چنبیلی بعضے بعضے ودفون میں سب سے
 زیادہ ہین تیل عطر اُنہیں کا نکلتا ہی اور ہر ایک صاحب طبع اُسکو چاہ کر لٹا ہی خصوصاً وہ
 عورتیں کہ جنکے مزاج میں ستھرائی سگھرائی بیش تر ہی وہ ہمیشہ بدن کو لگائے اور بالونکوا مٹھیں
 بسائے ہی رکھتے ہین تا چاہئے والے کی خواہش زیادہ برہے اور چاہ کی آنکھ اکثر پرے (بیت)

زیادہ نہ لکھہ وصفوں کا اُس کے بیان * جو نہ کہیں لال قلم کی زبان

* بے چند سطرین پھولوں کی تعریف میں *

پھول بھی یہاں سارے دیکھنے اور سونگھنے کے اپنی اپنی بہار میں بیٹھا رہتے ہیں رنگ
دھنگ میں بھی کچھ ایران تو ران وغیرہ کے پھولوں سے کم نہیں چنانچہ عباسی کی رنگ
کی بہت دہندہ ہی اور گل مہندی بھانت بھانت کی نپت چمچھی گلاب و یاسمن و سوسن کا
و فور * نرگس و سرین و ترن سے چمن کے چمن ریمان و ارغوان کے * تختے کے تختے لالہ و نافرمان
کے * رعنا و زیبا جہان تہاں داؤدی و صد برگ کی ہزاروں کیاریاں اور وے پھول جو
خصوصیت اُس سرزمین سے رکھتے ہیں ہزاروں ہیں اگر اُن سب کے فقط نام
لکھوں تو یہ فصل برابر گلستان کے ہو جائے اور تھوڑے سے تغلیف کے لئے کلام میں
طول بہت سالا زم آئے لیکن مشہور و معروف خلق میں بیٹھتا ہے میں بیوتی
کے نہ درس سورج مکھی چنیا چنبیلی چاندنی جاسی جو ہی جعفری موگرا موتیادن بان موسری
کرنا کیو ر بیل کنول کیو ر اکیٹکی گرہاں ہار سنگار نوا آری بیلا کتھم بیلا رتن منبجری رای بیل
رتن مالا دہریا *

ہی اس مملکت کی عجب گل زمین * کہیں پھول یہاں کے سے ہوتے نہیں
دل بستہ دیکھ اُن کو ہو باغ باغ * جو سونگھے تو بھر جائے بو سے دماغ
گندھے بن گندھے گروہ محفل میں آئیں * تو مجلس کا عالم چمن کا بنائیں
جو پہننے اُنہیں حسن اُنکا چلے * کہ عاشق کا دل اُن پہ دونا چلے
جو لکھنے کے قابل ہو مو کا قلم * نزاکت ہو کچھ بیوتی کی رقم
سفیدہ سحر کا جو حل ہو کے آئے * صباحت ذرا اُسکی تب لکھی جائے
کروں وصف کیا موگری کا بیان * کہ ایک ایک کلی اُسکی ہی عطر دان
معطر ہی شدت سے بیلے کی باس * پہ آتی نہیں حیف عاشق کو ر اس
جو سوتے میں آجائے اُسکی لہبت * پھر کجائے دل نیند جاوے اُچت
ہی کر نیکی اس مرتبہ مست ہو * جو سونگھے اُسے تک سیہ مست ہو

چھوٹکا و گھینڈا دیا اور برے کو کنبھل کہنے میں ناک کی جاگہ اُسکی ایک لنبی سوتہ اڑدے کی
 ماتہ جس چیز کو چاہے اُس سے اُٹھالے اور کان ایسے چوڑے کہ چھاج کی برابر جب
 اُنھیں چھتر چھتر آئے ایک فراتاباد کا آئے وودانت اُسکے طول میں ایک گز سے کچھ کم و
 زیادہ غار دہن سے لگے ہوئے ایک بھونڈے کے ادھر اور ایک ادھر سفیر اس قدر کہ
 شمع کا نور ہی کو بے نور کر دیں اور سخت اس مرتبہ کہ پہاڑ کو چکنا چور کر دیں طرف بہہ ہی کہ
 تمام اعضا اُسکے موافق دیں کے ہیں لیکن آنکھیں چھوٹی و جھہ اُسکی خالق کو بہتر معلوم
 ہی مخلوق کیا جانے پر اتنا خیال میں آتا ہی کہ صانع نے اُسکی آنکھوں کو شاید اس واسطے برآ
 نکیا کہ خود بین ہو جاتا بلکہ خاکساری کی خصیلت عطا کی چنانچہ تھان پر کھڑا اکثر خاک سر میں سوتہ
 سے ڈالا کرتا ہی پر جس وقت ہتھیائی پر آوے شیر خستہ ناک کی کتاب کہ اُسکے منہ پر قہ
 سکے ایک چنگہ آرمین زہر آب ہو جائے حملے کی نوبت بھی نہ پہنچے چنانچہ آزمودہ کار ایک فیل جنگی
 کو لڑائی کے وقت ہوا بر ہزار سوار جرار کے جانتے ہیں واقعی کہ وہ بہادر بھی ایسا ہی ہوتا ہی
 کہ توپ بند وں کو پھانچھرتی سے زیادہ نہیں سمجھتا * (قطعہ)

چرخ کیا چیز ہی لاوے وہ جسے خاطر میں * بان بجلی کی کر تک کا کہو پہنچے اُس تک
 چالے وہ توڑ کے جون نیشکر اُسکی چھتر کو * پاؤں کھجلائے لگے سوتہ میں لیکر پولک
 اُٹھا سوتہ اپنی کو چنگہ آرمین * جو حملہ کرے فوج پر ایک بار
 سواروں کا تھراؤ ہو ایک قلم * پیادوں کے بھر خاک تھہرین قدم
 کوئی آہ پاوے نہ جائے گریز * اکھڑ جائے ہر ایک کا پائے گریز
 فی الواقع فتح نشان اسی سے نمودار ہی اور وہی دل کا سنگار سواروں کے ہرے کی اُسی
 سے زینت * شکر میں اُسکے بسن قدم سے برکت * سوار اُسکے سب سے بلند و بالا *
 قیمت میں بھی وہ اکثر گھوڑوں سے اعلیٰ * کیونکہ گھوڑا پچاس روپیہ کا بھی نوکر لے
 سکے * پر بہہ طالع منہ ہی لے دروازے پر بندھے * سواروں کی نگرانی ایک رنار دار کے
 ساتھ بھی نکلتی ہی * پر اُسکی قور بادشاہ وزیر ہی کے پیچھے جلتی ہی * گھوڑا کیا ہی
 چالاک ہو چالیس پینتالیس کوس سے آگے نہ چل سکے اور بہہ اسی پچاسی کوس جائے اور نہ
 تھکے * اس دیں پر سبک روایا کہ سوار کے پیت کا پانی نہ ہلے * اور آہستہ پادوں کی کسب کو

اگر تیل اور عطر ہوتے نہ یہاں * تو رونق پکرتا نہ حسن بھان

برہائی انھوں نے ہمیں بہہ انکی قدر * عجب چیز ہینگے غرض تیل و عطر

اور کیتکی کیوڑے کی بوباس صورت شکل کسی پھول سے نہیں ملتی ! نکا عالم ہمیں جدا ہی
اگر ہزار پھول خوشبودھرے ہوں اور کیوڑیکا ایک پھول بھی آئے تو انکی مہک اُسکی
لبت میں چھپ جائے گلاب و بید مشک اُسکے عرق سے خجالت کھینچے عطر کو اُسکے
کوئی عطر لگ نہ سکے *

(بیت)

جو ایک پھول ہو کیوڑے کا دھرا * تو روشن نیچے کہیں لکھنا

* چند سطرین اصپ کی تعریف میں *

گھوڑے بھی بعضی بعضی اس مملکت کی زمینوں میں نہت اسلوب دار اور چالاک رہوا
پیدا ہوتے ہیں خصوصاً جنگل کا گھوڑا نہایت اسیل شایستہ جان باز ہوتا ہی اور دھن کے
بھی بعضے مقاموں کا علی ہذا القیاس خصوصاً گھوڑی نہت چالاک ہوتی ہی پر ولایت کے گھوڑے کی
قوت و چالاکی سے لگا ہی نہیں کھاتی کیونکہ جب بھاؤ مارا گیا اور اُسکا کمر تباہ ہوتا تب ایک مرداد
بھل گھوڑیا چکر بھاگ نکلا جو نہیں ایک درانی نے اُسے دیکھا وہ نہیں پہچنے لگا غرض جب بہہ اُسکے
قریب پہنچتا مرہٹا مرہٹا پھینک جاتا دو تین کوس پر دم لیتا بعد ایک گھڑی کے جو مور کر دیکھتا
تو وہی مغل گھوڑا مارے خیر خیر کرتا چلا آتا ہی تب پھر وہ گھوڑی کو بدستور بھکا جانا آخر
تیس یا چالیس کوس چلکر گھوڑی تھک کر گھڑی ہو رہی اور درانی آن پہنچتا مرہٹا ناچار منہ
دیکھنے لگا کیونکہ نہ گھوڑی میں سکت نہ اُس میں طاقت نہ ان درانی نے ایک نیزہ مارا اور بہہ
اُسکی ضرب کھاتے ہی گھوڑی سے جدا ہو کر گر بر آسانس الٹی لینے لگا تب مغل اُسکے ہتیار
ہیبانی اشرفیوں کی نفری زمین کی کاتھی معہ ساز لیکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور گھوڑی کو ناکارہ
سمجھ کر وہیں چھوڑا بعضے اس واردات کو پتیل مہاجی سینہ دیا سے منسوب کرتے ہیں

اور بعضے کہہ اور مردار سے والہ اعظم بالصواب *

* تعریف فیل *

لیکن یہاں کے چو پاؤں میں اتھی عجیب خلقت ہی صورت سیرت میں سب سے جدا قد
و قامت میں نہایت اُدغا جاست میں کوہ پیکر اور قوت میں اکثر حیوانوں سے بالاتر رنگت
میں بیشتر سیاہ خال خال بھورا بھی دیکھنے میں آیا ہی سوائے اُسکے برآ چھوٹا بھی لیکن

مناہج می کیا نہت ہی کہ ایک حیوانی کے جسم میں اجڑا تین حیوان کے اعضا ملے ضرورت
 ہمیں اور بدن اُسکا وہ سے سخت نہ کہ تیرگو لی بلکہ کوئی ہتیار اُسپر کارگر نہیں ہوتا اور
 اُسکے ماتھے کا کھاگ بہ سخت و قوی کہ سنگ اُسکے آگے حکم پارتا کہتا ہی اور فولاد
 خشک پتے کا پھر حیوان کا جسم تو کیا چیز ہی عجب کیات ہی اگر ہاتھی کے بدن میں وہ خار دالے
 اور شیر کو مار دالے غرض یہ حیوان کیانر کیا مادہ سارے حیوانوں پر غالب ہی اُسکے جنگل
 میں شیر ہاتھی ارنہ کوئی نہیں اتارہینے کا تو کیا ذکر ہی * (بیت)

جہاں وہ ہوتا ہی گاگب ہو گذار * کرے شیر سائے سے اُسکے فرار
 غضب سے اگر مارے وہ اپنا کھاگ * جو ہون کوہ کے پاؤں تو جاے چاگ
 پند ایش بھی اُسکی جنگل ہی میں ہوتی ہی *
 * ارنے بھینسے کے اوصاف میں *

الہنا بھی نہ سب بھی برآزور آہنی پیکر ہوتا ہی سینگ اُسکے ایک گز سے کچھ برے نپت نکیلے
 اور رنگ ایسا سیاہ چمناگو یا تیل دھاتا ہی دلیر اس قدر کہ شہر سے نہیں دڑنا ہاتھی سے بھی خطرا
 نہیں کرتا اگر دو ارنوں میں ایک شیر آجاتا ہی تو اُسکو گیند بنا دالتے ہیں ایک سینگوں
 پر اُتھا دوسرے کی طرف پھینک دیتا ہی * دوسرا اُسی طرح اُسکی طرف اُچھال دیتا
 ہی * غرض جب تک اُسکا دم نہیں نکلتا دم نہیں لینے دیتے کہو کہو شہروں میں بھی
 ایسی لڑائی بادشاہ وزیر کے حضور ہوتی ہی اور دیکھنے والوں کے تعجب سے ہوش
 کھوتی ہی * سوائے اُسکے یہ حیوان صورت دیو سیرت آپس میں بھی ایسے لڑتے
 ہیں کہ بدن سینگوں سے چھن جاتے ہیں اور سارے اعضا غریب بن جاتے ہیں ایسی
 ایسی او جھرمین باہم چلتیاں ہیں کہ دیکھنے والوں کی مارے ہیبت کے جانیں نکلتیاں ہیں
 اور بعضا ایسا جیوت ہوتا ہی کہ اکیلا فیل سگلو سسی پر دو آرتا ہی چنانچہ نواب اصف الدولہ
 مرحوم جاتے کے موسم میں ایک دن بکھرے کی جھیل کے جنگل میں شکار کھلتے تھے کہ کئی
 ارنے نکل آئے بند و قین اُنپر چڑنے لگیں کہ ایک ارنے میں سے جھنجھا کر نواب حسن رضا خان مرحوم
 کی ہتھنی کی طرف دو آرتا اور پچھلے دھڑ کو اُسکے سینگوں پر اُتھا کر ایسا ریلہ کہ گرتی
 سنبھل سکی غرض نواب مرحوم کی تو خیر گزری پر ہتھنی زخمی ہوئی اور ارنہ ناگو لیوں سے

معلوم نہ ہو سکے * رحم دل اس مرتبہ کہ چھوٹا لڑکا راہ میں جو پر آدیکھے تو اس کو موت سے اتھا کر
اس طرح الگ رکھ دے کہ ایک ذرہ صدمہ نہ پہنچے * حیا دار اس قدر کہ مو اسے اپنی جنس
کی مادہ کے کسی مادہ بن پر رغبت نہیں کرتا معہذا آدمی کے روہرو اس سے بھی نہیں لگتا اور
اس کا بچا بھی یثتر جنگل میں پیدا ہوتا ہے اچانا اگر ہتھنی کا بھن آئے اور بسی میں جسے تو
حاکم کو نامبارک ہے اور عمر طبعی اس کی مانند انسان کی ایک سو بیس برس جوانی ساتھ
برس کے بعد اور مہینہ ہزاری کے ساتھ کہو کہ اسی عالم میں ایک کا ایک سامنا
کرتا ہے اور ایک دوسرے سے کس کس گھات سے لڑتا ہے کہو تو یہ اس کو دور تک ریل
لے جاتا ہے کبھی وہ اس کو اس طرح پیل لانا ہی غرض موت دن کے پیچ اور مستکون سے
رگڑے اور داتون کے صدمے انہیں کا جگر ہی کہ آپس میں اتھا تے ہیں اور تاب
لاتے ہیں گویا پہاڑ سے پہاڑ ٹکراتا ہے اور دیو سے دیو جت رہا ہے بشر کی کیا طاقت کہ موت
ان کے پاس آسکے لا بھالے بردار اور بواری بردار بھالے لئے اور چرخان داغے لگے ہی جاتے ہیں
اور مہاوت ان سے بھی زیادہ کام کرتے ہیں اگر ایک مارا گیا تو دوسرا وہ نہیں اُسپر
قائم ہوا افرین ہی انکی پھرتی اور جان بازی کو کہ ایک دیو کتین اس حالت میں آنکس اور
آسن کے زور سے زیر کرتے ہیں *

بہ حق نے آدمی کو زور بخشا * جو تابع ہر ایک حیوان اس کا
کوئی عہدہ برا اس سے ہو اہی * میان بہر کسرا ایک بد بلا ہے
الفصلہ اقم ہے اسی سرزمین سے جو ہتھی کو نسبت دی سو بنا بر کثرت کے ہی کیونکہ یہاں
ہتایت کے ساتھ ہوتا ہے اور ترجیح بھی اُس کے بعض اوصاف و قیمت میں مطلق اس پر
منظور نہیں بلکہ خاص اس ملک کے گھوڑوں پر ہی اس لئے کہ ہتھی اگر کیسا ہی خوب صورت
پائل بھول چالاک ہو پانچ چھ ہزار روپی سے زیادہ نہیں آتا اور گھوڑا عربی عراقی ولایتی
پچیس پچیس ہزار روپی بلکہ زیادہ کو بکنا ہے *

* کینڈے کی صفت میں *

گینڈا بھی ایک جانور بر اقوی ہیکل عجیب خلقت ہی پاؤں اور پچھلا دھڑا اس کا ہتھی کا
سباگردن اس کی لہنی گتھی ہوئی شہر کی سی اور آنکھیں کان منہ بیل کی مانند بہکانا

جہاں جو ناہی یوں اُنکا گذارا * کسے رہتی ہی وہاں تابِ نظار
کہاں جو ناہی حاصلِ لطف دیدار * ہر ایک بن جائے ہی بس نقشِ دیوار
جو اس میں اُتھ گیا پردہ ہوا سے * جھمکے ایک نظر آیا آداسے
جو وہ بجلی کے بھی یوں سامنے آئے * تر پھہ کر اُسکے آگے لوٹ ہی جائے

اور صاحبِ عصمت بی بیوں کی رتوں پر گھٹا توپ برے ہوئے چاند نیان کسین ہوئیں کیا داخل
کہ ایک مو برابر اُنمیں رخنہ یا سوراخ ہووے چنانچہ تو اب خانِ دوران و منظر خانِ مرحوم کے ناموس
کی رتھوں پر بیشِ نر موقی سیلی چاند نیان ہوئیں نصیب علی ہذا القیاس میانوں پر بھی بادِ خود اسکے
کہ ایک بھائی میر بخشی تھا اور دو مراہفت ہزاری فی الواقع قضا غارت کا یہی ہی کیونکہ
جس کا میانہ رتھ ایک چھمکے کے ساتھ نکلے مقرر تماشا یوں بازار یوں کے جی میں آوے
کہ اس میں کوئی چمک چاندنی رشک بری جاوہ گر ہوگی پس زانی سوار ہی کی رتھ یا میاں کا
پر تکلف ہو نا بعضے بعضے ثقہ امیرون کے نزدیک بھی سخت معیوب ہی اصل بہہ ہی کہ
سواری اُسکی فی الحقیقت اچھی ہی طور طرز اپنی اپنی پسند پر موقوف ہی پر ہچکولے
بہت برے اور سوائے اسکے بھی بہت سی پاتے ہیں فراغت سے چار آدمی گپ شپ
کرتے ہوئے بیٹھے چلے جاتے ہیں اور سفر میں کینیتِ حضر کی اُتھاتے ہیں لیکن اُسکے پیچھے
دو ہوتے ہیں چھتری دار ہو یا مندرسی اگر دھانچا اُس کا کچھ جھٹکے کے ساتھ ہلکا ہو تو
منہجہ سولی کہلائے گی اور بہت جھوٹا اور سبک ہو گا تو گینے اُسکے بیل بھی جھوٹے ہوتے
ہیں اُنھیں گینے کہتے ہیں قسم ہیں اُنکی علیحدہ ہی اور چار ہیوں کی رتھ وہ اس سے کہیں
بہتر ہی بہ نسبت اُسکے اُنچھے پیچھے سے کم گرتی ہی ہچکولا بھی اُس میں تھوڑا لگتا ہی امیر
امرا کی سواری کے قابل ہوتی ہی فی الواقع بعضی تو ایسی ہی خوش دِل سبک نقاشی
ہوتی ہی کہ دیکھنے والے نقشِ دیوار بن جاتے ہیں اور ساز بھی اُسپر بانائی سادے یا
کار چوبی وغیرہ نیت صفائی اور چمک کے ساتھ اگر سورج اُسوقت زمین پر ہووے تو اپنی رتھ
سے اُتر اُس میں آ بیٹھے اور راجہ اند بھی دیکھے تو اپنے تخت پر پھر پاؤں نہ رکھے پر ساتھ ان
خوبیوں کے بھی امرا اُس میں برائے تفنن طبع کبھو کبھو سوار ہوتے ہیں اور بعضے برے
آدمی میرزا منشاں ہر چند کہ چرتے کم ہیں لیکن ہر موسم کا سلا اُنکی سواری کی رتھ پر ہو نا ہی

نڈان مارا گیا اور شہری بھینسا تو فقط لکڑی کے سچارے ہی کے کام کا ہی کہوے لکڑیاں یا گونین اسپرلاوین اور ہراہ اپنے لئے بھر بن مگر اُسکی مادہ کا دودھ بہت میٹھا کارہا سفید چکنا ہوتا ہے اگر تازہ دیا ہوا لاغری سے تو قریب ہوئے اور ضعیف تو انا سبب اکثر پہلوان زور آور مدد اوست اُسکی کرتے ہیں اور ہر روز بعد ورزش کے پیتے ہیں لیکن ارنی کا دودھ شہری بھینس سے مفید تر ہے رنگ اُسکا خال خال بھورا بھی ہوتا ہے لیکن اکثر سیاہ ہی دیکھنے میں آیا ہے *

ہو اہی جسم یون اُسکا سیاہ فام * کہ شیر اُسکا ہی مثل آبجوان نہ پیوے کس طرح ہر ایک اُسکو * برہاتا ہی سدا وہ شیرہ جان وجہ ان تینوں حیوانوں کی تعریف کی یہ ہے کہ حیوانات متعارف میں یہ عظیم الجثہ اور قوی ہیکل ہیں بلکہ دلیر بھی ایسے کہ شیر خشناک اُن کا سامنا نہیں کر سکتا اور جو کریتھتا ہی تو مارا جاتا ہے سوائے اسکے مطابقت خلاۃ التواریخ کی بھی منظور تھی *

* گجراتی بیل گجراتی وغیرہ کے بیان میں *

اور اس سرزمین کے یلون میں گجراتی بیل سب طرح سے اچھا ہے ہر چند کہ ناگوزا بھی اور یلون سے مرتبہ بہتر ہے لیکن اُس کو نہیں لگتا صورت شکل اُسکی نہایت خوب دلیل دہل نہایت خوش اعلوب قد و قامت میں بھی بلند بادشاہ وزیر و فقیر ہر کسی کی پسند قدم ایسا چلے کہ روار ترکی نہ پہنچ سکے دوڑے اتنا کہ چالاک نازی پیچھے رہ جائے یون سناہی کہ سابق بعضے اشرار عیار احمد اباد گجرات میں وہاں کے یلون کو گجراتیوں میں جوت سوار ہو رہی کو جنگل میں آتے تھے اور مال متاع مسافروں سودا گروں کالوت لیجاتے تھے ہر چند سوار گھوڑے اُن کے پیچھے دالتے لیکن اُن کی گرد بھی پاتے اور یہ بھی مٹ ہو رہی کہ گجراتی خاص اختراع اہل ہند کا ہے پتھنے والے اُس کے گرمی سردی آندھی مینہ میں نہایت آرام روپکی سناوتیان اور ساؤنگیوں میں تالیان جھانچوہ جوؤن میں رنگ لگو بند ہوا رکھوا سوار ہو کر ہر تہ سے میلے تھیلے میں نہرتیان میں یا باغوں کی سیر میں کرتیان میں واقعی اُنکی آمد سے حملہ شایوں کے ہوش و ہوا اس جاتے ہیں گویا جھن جھن کرتے ہوئے پریوں کے تحت چلے آتے ہیں *

(بیت)

واقف ہوتے ہیں صورت اُسکی بہت ہی کہ ایک شبیشے میں ریت بھر کر اُس کا منہ دوسرے کے منہ سے ملا کر خوب مضبوط باندھتے ہیں لیکن ریت دوسرے شبیشے میں آنے لگتی ہی جب کہ تمام آچکنی ہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک گھڑی گزری غرض اُسی طور سے دن رات کی گھڑی ساعت کو معلوم کرتے ہیں راقم نے ان صنعتوں کو کچھ فخر یہ سمجھ کر نہیں لکھا فقط خلاصہ التواریج کے مصنف کی تیئست کی ہی کیونکہ ان امور میں مصنوعات اہل فرنگ کے ایسے ایسے اپنے دیکھنے میں آئے ہیں کہ ہند کے اگلے پچھلے کاری گروں نے کبہو خواب میں بھی نہ دیکھے ہونگے بنانا تو درکنار ان تعصب کی بات نرالی ہی پر خداحق کا دالی ہی *

* یہ چند سطرین علم اہل ہند کے بیان میں *

ہام بھی ہندؤن کے بیان اتنے ہیں کہ اُن کا بیان وار لکھنا ناپت کتھن ہی کہ اُس دریا و کا اور چھوڑ کسی پیراک نے نہیں پایا اور اُس کا کنار کسی بہتے دو بہتے کے ہاتھ نہیں آیا * اُسی میں سے ایک بید ہی کہ سارے گنو کے بھید اُسی سے کھلتے ہیں * اور دھرم دیا کے رستے وہیں سے ملتے ہیں * ہر بربا کی وہی بنیاد ہی اور پشونکی گمری اُسی سے آباد * کہتے ہیں کہ اِس جہان میں پہلے بد ہرند ہر پانی میں موجود تھا سوائے اُس کے ہر مخلوق معدوم و مفقود مگر بشن اکھی بر کے ایک پتے پر اُسکی سطح کے اوپر انگو تھے برابر قند سے سوتا تھا کہ خالق مطلق نے اُسکی ناف میں ایک کنول کا پھول پیدا کیا اور اُسکے اندر برہما چار سزاور چار تھ سببت آدمی کی شکل خلق ہو او ہی اِس فرقے کے نزدیک واسطہ پیدائش کا تھا * اور پید آسمانی الہام ربانی سے اُسی کی زبانی سنا گیا * چنانچہ اب ناک کہ ہزاروں برس گزرے ہیں سارے چھوٹے برے ہندو اُسکے حکموں کو مانتے ہیں * بلکہ اپنے دھرم کی بنیاد اُسی کو جاننے میں پھر برہما کے پوتے منو نے اپنشد کو ترتیب دیا ایک انگ اُسی پید کا ہی اور اُس میں بیان وحدانیت کردگار کا اور طریقہ معرفت پروردگار کا تفصیل وار لکھا ہی بعد اُسکے اُسکے بیٹوں پوتوں نے کھت شاستر یعنی چھ کتابیں اُسی پید سے اخذ کر کے بنائیں اور اُنک بیچ ماہیت و شناخت میں معبود و مطابق کی بہت سے دلیلیں ثابت کیں لیکن یہ علم الہی و طبیعی و ریاضی و منطق و مناظرے پر موقوف ہے اور بے چھون آپ میں بعض مفدمات کے بیچ موافق ہیں اور بعضوں میں مختلف سوائے اُسکے اکثر مباحثے مناقشے کے

چنانچہ گرمیوں میں جس کا اور ہر مہینے میں موسم جانیگا جاتوں میں بنائی پر اکثر اُس میں مہاجن صراف جوہری منصوبہ ہی سوا ہونے میں یا عورت ہندو مسلمان کی اور بعضی اوباش بیگمین یا بانکی کسبیاں اپنی رتھوں پر نہایت جہ سجھاتے ساز سجدوا بیلوں کے گلوں میں گھنگروں سینگوں پر تونے شواریاں صاحب سلیقہ لوگوں نے اور کاری گروں نے بنوائیں اور بنائیں چنانچہ ملوک و سلاطین کے واسطے تخت و تالکی امیروں کے لئے جھالردار پالکی اور شہزادیوں دوزیرزادیوں و امیرزادیوں کے واسطے مہا دول چوندول سکھ پٹال میاں اور غریبوں کی عورتوں کے لئے دولی تاکوئی نجیب زادی اشرف زادی پیادہ پانہ نکلے اور اُسکے قد و قامت کو کوئی نامحرم نہ دیکھے *

* گھریاں وغیرہ کے ذکر میں *

اور یہاں کے ہندوؤں کی کاری گروں کا ایک مختصر گھریاں ہی کہ اُسے سے دن رات کی گھریاں ساعتیں دریافت ہوتی ہیں شکل اُسکی گول گندہ دل انگل بھرے کچھ زیادہ خواہ مھو تا خواہ برالیکن اثرات کا بننا ہی اور طریقہ گھریاں ساعت کے جاننے کا یوں ہی کہ کسی مکان میں اُسکو لٹکا کر ایک طاس پر آب میں ایسی تانبے کی کتوری کہ ہندی و پھانسی اُسکی بارہ انگل کی ہو اور ایک سواخ اُسکے ہندے میں اتاجس میں پانچ انگل کی سلاخی ایک ماشے سونے بار و پے کی آوے جاوے ڈال دیتے ہیں پانی اُس میں آہستہ آہستہ آنے لگتا ہی مگر ایک گھریاں کے عرصے میں وہ بھر کر دوب جاتی ہی تب اُس پر مو گری ایک بار دہارتے ہیں دو نہیں آواز ایک تھناک سے نکلتی ہے اور دور تک جاتی ہی سننے والے معلوم کرتے ہیں کہ ایک گھریاں گزری غرض رات دن کے چار چار حصے کیے ہیں اور ہر ایک ہاد کا نام ہر رکھا ہی لیکن گھنٹا ہر گزرات دن کی کمی زیادتی پر ہی اور وہ نو گھریاں سے زیادہ اور چھ گھریاں سے کم نہیں ہونا خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک گھریاں تمام ہوتی ہی تب اُسے ایک بار بجاتے ہیں اور دوسری کے بعد دوبار یہاں تک کہ پہریو را ہو بعد اُسکے اذ سرو موافق پہریو کی گھریوں کے متصل بجاتے ہیں اور دو پہر کے وقت دونا اُسے شام و صبح کو چو گنا دونا اُسکا ناؤ گجر ہی سواے اُسکے شیشہ ساعت بھی اُسنی کلام کا ہی لیکن جس جلسے میں وہ ہو وہیں کے لوگ اُس کے سبب گھریاں ساعت کے احوال سے

وہ ت کو یقینی عقیدہ اُس کا یہ ہے کہ ہر چند کائنات اُسی سے ہی پر جو کچھ ہی ہو وہی ہی غرض جو ت کو کوزے سے اور لہر کو پانی سے چمک کو سورج سے نسبت ہی وہی موجودات کو اُسکی ذات سے * (چھتا)

میں انساں باستر ترتیب دینے والا اُس کا سوا می جہن جانتا اُس کا سب شاسترون پر مقدم کیونکہ صاحب تعاق کا عمل اُسی پر ہی کہتے ہیں جو کچھ ہی ہو عمل ہی ہی سوائے اُس کے پہنچ جب تلک کھیت والا نہ جوتے ہو یگا کھیت سے کیا خاک لیو یگا جسے جو بویا وہی اُتھایا حاصل یہ ہے کہ مفلسی دولت نیکی بدی بہشت و دوزخ نتیجہ عمل کا ہی اور سوائے ان چھ کے * (دھرم شاستر) بر مہا ہی کے فرزند و ن نے یہ سے نکالا ہی کام کاج کسب چلن کہ برہمن چھتری بیس سودر کی گزران کے ہیں اُس کے وہی بنیاد ہی اور چار اسرم یعنی چار طریقے بر مہم چرج گرہست بان پرست سنہاس وغیرہ ریاضتین عبادتین خیر خیرات دان پن برت جس وضع سے کہ چاہئے اور ہر ایک گناہ کا کفارہ لغزشون کا چارہ انواع و اقسام کے جھگڑے قضیے کا فیصلہ عدالت کا دوسرے اُسی سے ماخوذ ہی اس علم کو فارسی عربی زبان میں فقہ کہتے ہیں *

ایک علم ہی کہ سنسکرت کی زبان کے مفرد مرکب کلموں کی بناؤن کا جانتا اور ایک حال سے اُنکو جمال دیگر گردانا پوتھیون کی عبارت کا تھیک پر ہڈنا اسی پر موقوف ہی جب تلک اس علم میں سہارت پیدا نہ کر یگا اُنکی عبارت درست نہ پڑہ سکے یگا جابجا تھو کرین کھائیگا آخر گر یگا اگر کوئی چاہے کہ بد و ن نحو صرف کی مشق کے عربی عبارت صحیح پڑہ سکے یا اُس زبان کی کتابون کے مطلب جون کے تون کہہ سکے کیا مجال ویسی ہی بد و ن اُسکی مشافی کے سنسکرت کی کتابون پر روانی امر محال کہتے ہیں شیش ناگ کہ حامل زمین اُنکے ہڈیئے میں ہی اُس نے اُسکی شرح کی ہی سوائے اُس کے اور بھی کتنے دانان نے اس فن میں قاعدے قانون ایسے ایسے بنائے کہ مبتدیون پر مشکل مشکل ملے آسان ہو گئے *

(ہر دہ پران)
یعنی علم تواریخ جو کوئی نفوس قدسیہ کا حال * اور عالم ملکوت کا احوال * خلقت کے پیدا ہونے کی تفصیل و حقیقت قیامت صغرا و کبرا کی کیفیت راجاؤن کے افسانے پنشیون کے قصے

زوے کے ہر ایک ذائقہ و فہم نے بقدر اپنی دماغی و طبع کی رسائی کے پیدا کیے ہیں انہیں کتابوں کی سیر کے نتیجے میں * (پہلا)

نیائے شاستر مصنف اُس کا گوتم بنایک حاصل اُس کے مضمون کا بہرہ ہی کہ کارج کارن کرنا یعنی فعل و سبب و فاعل بغیر کوئی چیز موجود نہیں ہوتی اس لئے فاعل حقیقی بے جہت کوئی فعل نہیں کرتا لیکن مختار ہی بندے کی کیا طاقت کہ اُس میں دم مار کے یا اول و اوسط و آخر میں دخل کرے جیسے کھار مٹی کے وسیلے سے ہندی موافق اپنی مرضی کے بناتا ہے اور حکام میں چاہتا ہے برتتا ہے اُن دونوں کی مجال نہیں کہ کہیں ایسی بنا دیسی نہ بنایا یوں نکر دون کر اسی طرح مخلوق اپنی خلقت میں خالق کے ارادے کے آگے بے مقدمہ رہی اور مجبور * (دوسرا)

وئیششک شاستر بنانے والا اُس کا سوامی کنر آد اُس سے بہرہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدار کار و وقت پر ہی جو کام غیر وقت کیا جائیگا * سوائے حسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا * چنانچہ اگر کان بے موسم کچھ ہو و یگا اپنے پیچ بھی کھو و یگا گو مینہ برسے یا سینچے پر کہتی ہیں ایک دانہ نہ اُگیگا اور اُسکو سوائے مریاس کے کچھ پھل نہ ملے گا پس جو کچھ ہی سوز مانا اُسی کی پرستش کیا چاہئے بدوں اُس کے تاثیر فعل کی مجال ہی اور مقدم کا موجود ہونا اشکال * (تیسرا)

سانکھ شاستر جمع کرنے والا اُس کا سوامی کپان اُس کا ماہر حق و باطل کو جدا کر سکتا ہے کہتے ہیں کہ جوشی کہ چھبیر نے چھو نے دیکھنے میں آوے وہ آنا اتنا ہی اور فانی اور جو ایسی نہ وہ اتنا ہی اور باقی غرض جسم کو فنا ہی اور روح کو بقا پس آدمی کو چاہئے یہاں تک سعی کرے کہ آنا اتنا سے اتنا کو جب چاہے جدا کر دے اور پر م اتنا یعنی بیٹھ محض سے ملے * (چوتھا)

پاتانجل جامع اُس کا سوامی انت جس دم کا طریقہ انہیں سے نکلا ہی اُس کے مشاق کا آئینہ باطن ایسی جلا پاتا ہے کہ ہر ایک کے دل کا بھید اُس پر کھل جاتا ہے حال میں اگلا پختلا احوال کا چاہے کہدے اور اُس میں مو برابر فرق نہ پڑے جسم ظاہری بھی اُس کا اتنا سبک ہو جاتا ہے کہ جس وقت ارادہ کرے باو میں آرنے اور پانی پر مھرے * (پانچواں)

دیدانت شاستر مولف اُس کا بیاس دیو عالم اُس کا صاحب توحید ہوتا ہے و ہر اُسکی آنکھوں میں ایسی صفائی ہے کہ دوسری نظیرون سے گری جاتی ہے کثرت کو وہی سمجھتا ہے اور

اُسکے پر تھنے والے کو طرح طرح کی پرتھنتیں یاد سحر و جادو کے چلن میں اسناد جتس باو بناس
گو ارادہ کرے ایک آن میں زندہ ہوائے عالم جنات اُسکے سامنے سر جھکا بے کتھن کتھن
بنیادیوں کی دو ایکے برے برے آزار یوں کو چنگا کرے دولت و منفعت جتنی چاہئے پیدا
کر لے تو تھکاتا کبھو مذے دوستوں کو اپنے نہال کرے اور دشمنوں کو پایمال * (سجاد رویدیا)
اُسکا عالم سانپ سچھو وغیرہ کے منتر و ن کا حاکم ہوتا ہے اُنکے کاٹے کی چرتھی ہوئی لہر چاہ
تو اتار لے اور اُتری کو چرتھاوے سوائے اُسکے منتر کے زور سے جسکو اُن میں سے چاہ
حاضر کرے بلکہ حسب و نسب بھی ہر ایک سانپ کا کہہ سناوے * (دھنک بدیا)
آگاہ اُس کا کرتب تیر اندازی کا جیسا چاہئے جانتا ہے اور کامل اُس فن کا قوت طبیعت سے وقت
ہر ایک تیر سے کتنے ہمیں تیر نکال کر دشمن کے سینے کو چھاتا ہے * (رتن پرچھپا)
اس ہنر کا باننے والا لعل موتی ہیرا اپنا پر کھ لیتا ہے بلکہ ہر ایک جو اہر کا عیب ہنر بنا دیتا ہے
کو سب بنگر یزہ نہیں کو اُسکی خاصیت و پیدائش کا حال اُس پر ظاہر نہیں * اور کوئی نگینہ نہیں
کہ اُسکی ماہیت سے وہ ماہر نہیں * (بامستک بدیا)
یعنی معماری اُسکی مشافی سے قسم قسم کی عمارتیں طرح طرح کی پھلواریاں حوض نہرین بآئین
شائستہ بنا سکتا ہے اور ہر ایک مکان خاص کے خواص مفصل بنا سکتا ہے * (دساین بدیا)
یہ عالم اگر سیکھے تو سونا روپا بنا پارہ وغیرہ بخوبی مار لیوے بلکہ راکھ سے روپا سونا بنا کر
دکھا دیوے اسی صنعت کو مہوسی کہیا گئی کہتے ہیں * (اندرجال)
ایک علم ہی عالم اسکا انواع و اقسام کے طلسم بناتا ہے اور عمل تحجیر کے باعث
سے ایک عالم کے دلون کو لبھاتا ہے جب چاہے جان اپنے تن سے نکالے * اور دوسرے
کے بدن میں ڈالے سوائے اسکے ایسے ایسے اہرج اچنبھے دکھائے کہ ساری خلقت
بھیچک رہ جائے * (سجادھرب بدیا)

یعنی علم موسیقی اُسکے عالم پر چھہ راگ تیس راگنی کی ماہیت تین گرام کی حقیقت
سات سر کی نسبت کھل جاتی ہے * تک دھر پر گیت سنگیت کی ریت اُسی سے بن آتی
ہی * جس راگ کو چاہے نجوہ تجھ سے گائے * اور جس ساز پر ارادہ کرے بخوبی
بجائے * ناچنا تو ایسے گنی کے آگے بات ہے * کیونکہ اسی نال کی بہت کھپت اُسکے ہاتھ ہے *

اور یافت کیا چاہے وہ اُسکو پرہمے * (کرم بیباک)

کیا نادر کتاب ہی ماہر اُسکا کو رہی کلنکی گونگی ہرے اندھے کانے لو لے لنگرے لنگرے کو
سوائے اُنکے جو ازاری کہ ہمیشہ تب میں جلتا ہی اور جگاسد اپیت جلتا ہی جب چاہے بناوے
کہ فلا نے عقل کا بہرہ نتیجہ ہی کہ تو نے اگلے جنم میں کیا تھا اور آسن سے چھٹکارا اس دان ہن سے یا اس
برتر ریاضت سے پناوگا اگر اُس شخص نے اُسکے کہنے پر عمل کیا خدا کے فضل سے تری چنگا ہوا *
(لبلاوتی) ایک کتاب علم حساب میں ہی اُسکی مہارت سے مشکل مشکل سہلے

حساب کے اور دشوار دشوار عقدے دقیقے ہند سے کے حل کر سکتا ہی * (بیدک بدیا)
علم طب ہی مشاق اُسکا انسان کے بدن کی ماہیت مرز سے پانوں تک جس طرح سے کہ
چاہیے جانتا ہی اور اعضا کے جوڑ توڑ ربط وضع ہیئت نبض کی کیفیت مزاج کی حقیقت
بخوبی پہچانتا ہی بلکہ تشخیص ہر ایک بیماری کی اور تدبیر ہر ایک آزاری کی اُس سے
ہو سکتی ہی اکثر اوقات بگڑے ہوئے مرض کنی دوا اُسی سے بن پرتی ہی بانی اُس علم کا
اگرچہ بیاس دیو ہی لیکن اور بھی داناؤں نے اُس فن میں نسخے معقول معقول تصنیف
کیئے ہیں اور جا بجا رواج دیئے ہیں * (جوتک بدیا)

علم نجوم ہی خواندہ اُسکا ستاروں کی درآمد برآمد کا وقت ہر ایک ہرج میں بتا سکتا ہی
اور انسان کے طالعوں کی سعادت نحوست بلکہ دفع نحوست کی تدبیر میں چاند گہن سورج
گہن کی ساعتیں اور تاثیر میں جتا سکتا ہی اہل عجم و عرب اس علم کو انبیاء کرام سے نسبت
دیتے ہیں لاکھ ہند و اُسکے ظہور کا سبب آفتاب کو جانتے ہیں اور ایک آد ان میں سے
بید کو بھی اُسکا ماننا کہتا ہی * (سامدرک بدیا)

خواندہ اُسکا آدمی کے ماتھ کی لکیروں اور ماتھے کی چینوں کے ملاحظے سے چال ڈھال کے
طریقے سے اور بعض اعضا کے خال و خط سے برا بھلا احوال آئندہ بتا دیتا ہی * (شگن بدیا)
داندہ اُسکا انسان حیوان پرندے پرندے کی آواز سے شگن لیکر حقیقت حال سے اور
اُسکے آل سے اطلاع بخشتا ہی اور بہانے لوگوں میں دے شگنیے مشہور ہیں * (سر بدیا)
جانتے والے اُسکے داہنے بائیں نتھنے کی سانس سے کہ ہر روز ایک وقت سےین پر آتی جاتی ہی
سائل کو نیکی بدی سے خبردار کرتے ہیں * (اکہم بدیا)

کیا کیا معبود تین مہینے میں اگرچہ ظاہراً نکاح خراب حال ہی لیکن باطن دانا کے فیض سے مالا مال ہر چند انھوں نے بنائے۔ جہاں برباد کی پر عمارت روحانی آباد کی ایک فرقہ اُن میں سے چپ سدا ہے اپنے نفس سے مباحثے مناظرے کر رہا ہے کسی نے اپنے تن بدن سے دست بردار ہو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر دامن مطلوب کا پکڑا ہے کوئی درخت میں اُلٹا لٹک کر نفس امارہ کو پٹا کی آگ میں جلاتا ہے۔ بعض اپنی عبادت کے مقام میں صبح و شام رام سے لو لگائے کھڑا ہے کوئی اس جہان کی دید چھوڑ سو راج سے تکیہ کی باندھ اُس عالم کو دیدہ دل سے دیکھ رہا ہے غرض یہ لوگ اوقات اپنی چپ تپ ہی میں گزرتے ہیں اور ہر آن میں اپنے نفس کو مار تے ہیں انکی عبادتوں کے چلن کتھن میں دوسرے کی کیا طاقت کہ اُنکو ادا کر سکے بلکہ اُنپر دھیان بھی دہر کے مثل مشہور ہے جا کا کام ناہی کو چھاجے اگر اس گروہ کی ہر ایک قوم کا ناؤں اور راہ و رسم کا بیان عبادتوں کا تمام عنوان لکھنے میں آتا تو قصہ بہت برہمہ جاتا (دوسری) جو گیون کی لیے بھی اپنے خدا کی یاد دن رات کیا کرتے ہیں اور جس دم کی کثرت سے سیکڑوں برس جیا کرتے ہیں باوجود بار یا ضت انکا جامہ خاکی اسیا ہلکا ہے کہ جو امین اڑتے ہیں اور پانی پر پھرتے ہیں * عمل کے زور سے جب چاہیں اپنی روح کو نکالیں اور دوسرے کے جسم میں ڈالیں جسکی شکل چاہیں بن جائیں غیب کی خبریں کہہ سنائیں راکھ سے تانبے کو سونا کر دیں جادو کے زور سے ایک عالم کو موہ لیں بیرون سے ان کو صحبت بیتا لون پر لے نکلیں حکومت مرتے ہوئے آزاری بات میں جنگے کر بن پراے منکی ترت بو چھ لیں بے پروائی نا آشنائی انکی ریت سچ ہے کہ جو گی کس کے میت ہر چند کہ منتر جنتر مہوشی کیسا گری میں سامیون کو بھی سکت ہے ہر جو گیون کی ان کاموں میں شہرت بہت ہے (تیسری) بیرو کیون کی) سچ مچ بہہ تو بیراگ میں بھرے اور جوگ میں کھڑے ہیں اوقات انکی برے مزے سے کتنی ہی دن رات اپنے اپنے طور کی تپش میں لگے رہتے ہیں اور رام کی نیہہ میں پگے خلعت سے وار سے خالق کے آگے دست بستہ ہر ایک اپنے اپنے مرشدوں کی راہ پر چلتا ہے اُنکی پگ دندی سے باہر نہیں نکلتا اکثر اہل مذاق اُنہیں استین اپنے خدا کی وحدت و معرفت میں بنا بنا صبح و شام گاتے ہیں اور رنگ برنگ کے ساز بجاتے ہیں اُن کے عقیدے میں خاص عبادت معبود کی اور راہ کشود کی یہی کتنے حالات و جد میں آکر

(نت بدیا) اُسکی دریافت کا فائدہ بازی گری چالاک دستی بتیے بازی وغیرہ ہی

اس فن کے مشاق ایسے ایسے کرتب کب دکھاتے ہیں خصوصاً رندیان اُنکی بلائے بے درمان جوان کو بوڑھا کرین اور بوڑھے کو جوان بنائیں پر گود میں لڑکے چرہ

جائیں رسی پرد و آتی چلی آئیں ہونٹھون کے سہارے سے موتی پروین برے برے

ننگے تون کے گیان ایک آنہیں کہوئیں غرض اُنکی چالاکیاں بے باکیاں دھیان میں نہیں آئیں

بھربان گیونکر کہے اور قلم ک طرح لکھے بعضی تو اُن میں نشتیان کہلاتی ہیں اور بعضی جھان میان

(کام شاسنر) کوک بھی اسیکو کہتے ہیں اُسکی مہارت سے چور اسی آسن کے

عنوان اور ہر ایک کا فائدہ و نقصان معلوم ہو جاتا ہے اسیکا مہر عزت کو جماع میں تھکاتا ہے *

(رسک بدیا) ایک علم ہی اُنکے جاننے سے قسم قسم کے مردوں کے احوال اور

طرح بطرح کی رندیوں کے اطوار دریافت ہو جاتے ہیں اور اُنکے عشق و محبت کے روے

طریقے بخوبی سمجھ میں آتے ہیں *

(گچ شاسنر) مہر اُسکا تھی کی نیکی بدی عمر بلکہ ہر ایک اُسکا عیب و ہنر بخوبی پہچانتا ہے سوائے اُسکے

ہر ایک بیماری کے علاج کا سلیقہ اور اُسکی تندرستی کے حفظ کا طریقہ جس طرح سے

کہ چاہئے جانتا ہے *

(سالو تر بدیا) اُسکی دانست کا نتیجہ یہ ہے کہ گھوڑے کے عیب ہنر رنگ دھنگ وغیرہ بے تامل پہچان

لے بلکہ جو عیب پچھیر آئندہ نکالیں اُسکو فی الحال بتادے اور اُسکی ہر ایک بیماری کی دوا

موافق قاعدے کے کرے اغلب ہی کہ اس بات میں نچو کے *

چند ستورین سیرت میں ہندوستان کے

فقیروں کی اور بیان میں اُنکی گروہوں کے

پہلی گروہ سنا سیون کی طریقہ اُنکا خواہش نفسانی ولذت جسمانی کا چھوڑنا اور ریاضت

شاقہ میں تکلیف مالا بطاق سے مہنت نمودار بن کر یہاں تک مٹی لگائے رکھتے ہیں کہ تہیں

جم جاتیں ہیں اور بالوں کو اس قدر اُلبھائے رکھتے ہیں کہ لپٹیں بند نہ جاتیں ہیں دن رات

دھیان معبود سے لگائے اور اُسکی بندگی میں سرچھکائے رہتے ہیں نہ کسی سے علاقہ نہ کسی

چیز کی تمنا سے پاؤں ننگے جھبھوت سرا سر بے ننگ و ناموس کو تھے راہ مولا میں

کے واسطے چنانچہ اسی باعث آگ پانی مردوں کو دینا جس طرح کہ سب ہندوؤں کے مذہب میں روا ہی اُنکے نزدیک۔ سچا کہتے ہیں اگر مجھے چراغ میں تیل والا کیا فائدہ لطف یہ ہی کہ منہ ہر کے بالوں کو قینچی یا اُستر وغیرہ کے ہاتھ سے لگوانا بدعت جانتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اُکھاڑنا عبادت خاص ریاضت اُنکی دھون نکرنا منہ نہ دھونا پاک رہنا نہ نہانا اگر گوہ موت سے ہاتھ بھر جائے نہ دھوئیں نہ پاک۔ بنائیں اسی لئے تمام ہندو کہ صانع مطلق کو برحق اور ثواب عذاب عاقبت کا بیشک جانتے ہیں اس فرقے سے بیزار ہیں اور ان سے ہم صحبت ہو نا بلکہ بولنا بھی روا نہیں رکھتے اور یوں کہتے ہیں اگر ایک طرف سے مست ہتھی مر کھنا زنجیر تر آئے ہوئے آتا ہو اور ایک طرف سے سیوڑا ہتھی کے طرف جائے اور اُسکی طرف منہ بھی نیکیئے برہمن بھی مذہب قدیم کو جوید کے موافق شروع آفرینش سے رائج ہوا ہی مسلم جانتے ہیں اور اُس طریق کو کہ کسی فرقے آپی آپ ہدایت کے لئے اختراع کیا ہی نہیں مانتے سوائے اسکے کسی مخالف مشرب کو اپنے مذہب میں نہیں لاتے ہر چند وہ منت کرے اور جو کوئی اُنکے طریق سے برگشتہ ہو کر دوسرا مذہب اختیار کرے پھر اگر اُنکے دین کا طالب ہو اُسکو بھی اپنے دھرم میں نہیں ملاتے اگرچہ بہتری سمجھتے کرے اور اُس مذہب میں * (چار آئین) یعنی چار آئین ہیں (پہلا بومہ چورج) وہ عبارت اس سے ہی کہ بیاہ نکرے اور علم ظاہری باطنی کی تحصیل و تکمیل میں لگے (دوسرا گرہست) یعنی شادی کر کے خانہ داری کے کاموں میں مشغول ہووے * (تیسرا بان پرست) اور وہ یہ ہی کہ جب ادھیر ہو اور بیتا صاحب اولاد نہ ہو گھر بار چھوڑ کر چور و سمیت جنگل میں جاوے پشامین دھیان لگاوے اور پھلون کے سوائے کچھ نہ کھاوے (چوتھا سیناس) یعنی سب علاقوں سے بالکل ہاتھ اُتھا کر سخت سخت ریاضتیں مشکل مشکل عبادتیں بجالاوے (اور چار فرقے ہیں) (پہلا) بامہ کا آئین اُس کا یہ خوانی اور علوم حقیقی میں اوقات سرلیجانی * (دوسرا) پھتری کا کام اُس کا حکومت عدالت سیہ گری * (تیسرا) بیس کا چلن اُس کا سوداگری سودہ لینا دینا سوائے ان کے اور بھی کسب کرب کرنے (چوتھا) سودر کا اُس کا شیوہ سیوا کرنی ان تین فرقوں کی القصہ ہندوستانی

بے عاخذہ ناخن لگاتے ہیں بلکہ چرخ مارتے پھر نے ہمیں اُنکے نزدیک خلاصہ عبادت کا اور طریقہ ہدایت کا یہی ہی بیان تک کہ اس کیفیت میں جس نے ایک قدم بھی دھرا اپنے اعتقاد میں ایک درجہ منزل مقصود کا طبی کیا بعضے اُس کا نام زبان ہمیں سے تیرتے ہیں اور اُسکی یاد کی سرین پھیرتے ہیں کتنے مراقبہ کیے خاص خاص صورتوں کا دھیان باندھے بیٹھے ہیں بہتر سے یہ انت شاستر کے مطالعہ میں لگے ہیں کہ وادھ مطلق کی وحدت کے اسرار و معرفت کے آثار دریافت کر کے اپنے خانہ دلو پر نور کرین اور اُسکی تاریکیاں دور کرین ان میں بھی بہت سے فرقے ہیں ہر ایک اپنے اپنے پٹ واکے نام سے پکارا جاتا ہے * (چوتھی)

نانک پنتھیونکی اُدا سخی بھی لے ہی کہلاتے ہیں سرگروہ ۱۰ کا بابا نانک لے بھی اپنے پٹ وادوں کے ارشاد کے موجب خدا کی وحدت و شامین رہتے ہیں پر انکی عبادت کا خلاصہ یہ ہے کہ مرشدوں کے بنائے ہوئے دھرمے چھند کت گنگا کر سننے والوں کو محظوظ کرین اور

کسی چیز پر دھیان نہ دھرمین *

(پانچویں)

جیون سورون کی لے بھی کرتی کرتی ریاضتیں برتی برتی محنتیں کرتے ہیں چالیس چالیس دن برتی رہتے ہیں بھوکھ پیاس کے دکھ مدتوں سہتے ہیں اپنے جسم کو بخوبی نہیں پالتے کھانے پینے کا نام بھی اکثر زبان سے نہیں نکالتے برہمات بھرجتے پھرتے نہیں بلکہ پاؤں بھی نہیں پساتے کہ مبادا کسی کیرے مکرے کو صدمہ پہنچے اُن کی برتی پٹ باجندارونکی رکھیا ہے اُسی واسطے آگ نہیں جلاتے کھانا نہیں پکاتے عمارت کا بنا نا چراغ کا جلا نا کوؤن کا کھانا بلکہ اُسے پانی بھی نکالنا برا جانتے ہیں کہ شاید کسی جانور کی اذیت کا سبب ہو علاوہ انکے ترکاریاں سبز میوے مطلق نہیں کھاتے کیونکہ اُنکے نزدیک ایسی چیزیں جانداروں کی مانند ہوتی ہیں اگر بہت بھوکھ پیاسے ہوتے ہیں تو موافق حاجت کے اپنے مریدوں کے گھروں سے مانگ مانگ کر کھا پی لیتے ہیں اور کیر آلتا بھی ضروری ہی اپنے پاس رکھتے ہیں خالق حقیقی کے قائل نہیں کیونکہ اُنکے مرشدوں کا فرمودہ یہ ہے جسے گھاس آپ سے آپ اُگتی ہی اور بونے والا اُس کا کوئی نہیں ویسے ہی انسان و حیوانات وغیرہ کی پیدائش بھی بلکہ قدیم سے یونہی چلی آئی ہی اور عذاب آخرت کو بھی نہیں مانتے کہتے ہیں کہ انسان کا جسم مجموعہ جار عنصر کا ہے جب وہ پاش پاش ہوا ہر عنصر اپنی اصل سے مل جائیگا پھر عذاب کس پر اور

بس یہی رکھتے ہیں صفات بشر * ایک میں موجود ہیں جگ کے بنر

* چند سطرین سپاہ کی کیفیت میں *

اور سپاہ اس دیار کی بیشتر وفادار جان نثار نمک طال خاوند کے کام پر جان سے درگزر سے رفاقت چھوڑے مرتے پیتھہ نہ بے بیشتر یہاں کے منجھلون جانباڑ و نکا قاعدہ بہہ ہی جب تیرگو لی وغیرہ سے نوبت گذر جاتی ہی اور رتھہ بھیڑ کی ساعت آتی ہی تب گھوڑے چھوڑ دیتے ہیں اور تلوار میں سونت کر اُتار دے ہو جاتے ہیں اس واسطے کہ اگر طرفین سے ایک دوسرے پر غالب آئے تو اُس وقت ایسا نہ ہو کہ کچھ اور مت بھر جائے اور بہہ جی میں سمائے کہ سوار تو ہیں ہیں آؤ اب کھوڑو بکو بھگائیے اور جانیں سلامت لیجائیے کیونکہ جان عجیب چیز ہی اور نہایت عزیز مثل مشہور ہی (جی نہریکا پاپا ہٹا لے نہ دو جی بار) اس سے پہلے ہی پائے گریز کو کات ڈالنے تاکھتے تھے سے نہ جھٹتے گوسرکتے تو کتے * (ایہات)

بہادر جو نامی ہیں وقت ستیز * بہن میں نہیں رکھتے پائے گریز

قدم اُن کے ہرگز نہ پیچھے پر تین * ہم کت مرین آخر اسے لڑتین

پرے اُنہیں چل کب وہ بہہ ہیں اچل * نہ ہرگز تین گوز میں جائے تل

اور بعضے زمیندار بھی یہاں کے جو کسی سبب حاکم سے پھر جاتے ہیں تو لڑائی کے وقت کتنے بھائی بند اپنے معتمد عورات پر تعین کرتے ہیں جس وقت اُنھوں نے دیکھا کہ حاکم غالب آیا اور اُنھوں نے زندگانی سے ہاتھ اٹھایا اس وقت دے مارے غیرت کے سنگدلی اختیار کر کے ایک لخت عورتوں کو قتل کر ڈالتے ہیں پھر آپ بھی مارے جھوٹے ہیں اسی فعل کا نام جو یہی پر بہہ حرکت کچھ زمینداروں میں سے خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ بعضے نجبا غیرت مند بھی جس وقت دیکھتے ہیں کہ آبرو میں بٹا لگنا ہی تو بادشاہوں سے بگڑتے ہیں جان سے گزر جاتے ہیں پر آن بان سے ہاتھ نہیں اٹھاتے چنانچہ راقم نے اپنے والد مرحوم سے بہہ نقل سنی ہی کہ محمد شاہ فردوس آرام گاہ کے عہد میں پیش از نادر شاہی ہمارے دلی کے مشفقون میں حسن ذکی خان نام ایک سید ہراج کے رہنے والے نواب عمدۃ الملک امیر خان بہادر مرحوم کے رفیق تھے نہایت بامروت صاحب ہمت آشنا پرست در ماہ اُنکاتین سو روپی تھا لیکن بس دن سے زیادہ وفا نہ کرتا اس واسطے کہ اُنکے گھر میں بیشتر

کیا ہندو گیا مسلمان اکثر خوش پوشاک خوش خور اک ہنس مکھ سیرت مان عار
 و قادر چلن کے اچھے اشنائی کے پکے بات کے سچے خلیق شفیق رحم دل قابل قائم
 مزاج صاحب انصاف سیر چشم اشناد دست عالی ہمت صاحب دیانت ہو بے ہین
 چنانچہ مہاجن ایسے امین اگر کوئی شخص ہزاروں روپیہ اپنے مخفی کسی صراف کے پاس
 بطریق امانت بدون شہادت رکھوائے پھر جو وقت مانگے وہ بے عذر بلا توقف اُسی
 وقت حوالے کرے اور جو کوئی خوف راہ کے سبب یا کسی اور باعث اس قرار پر اپنے
 روپیہ اُس کو سونپے کہ میں فلاں شہر میں لوگیا میرے خیال وہاں ہمیں اُنکو پہنچیں تب بھی
 وہ ایک قلیل نفع پر اُن کو لیکر ایک کاغذ کے تکرے پر ہندی خط سے بدون لغافہ و مہراپنے
 اُس گماشتے کے نام پر جس کی دوکان اُس ملک میں ہے کچھ لکھ دیتا ہے جب وہ شخص
 اُس پاس پہنچتا ہے وہ خوش معاملہ موافق اُس کے لکھے کے بلا حجت روپیہ اُس کے ہاتھ
 دیتا ہے تا وہ جانے کہ راست بازوں کے لین دین کا چلن کقدر راستی و راستی کے
 ہاتھ ہے۔ اس طرح کے نوشتے کو درسنی ہندی کہتے ہیں اور اُس کے نفع کو ہند آون
 اور اگر وہ شخص کسی کے نام پر بھجوائے تو اُس پر زے کو معہ اُس کے خط وہ صراف
 اپنے گماشتے کے پاس پہنچوا دیتا ہے اور اُسکی رسید اُس کو منگوادیتا ہے ہر چند راہ کتنی
 ہی دور ہو۔ اس طرح کے نوشتے کو فقط ہندی کہتے ہیں عجیب تر اس سے یہ ہے اگر
 درسنی ہندی والا سوائے مکان معبود کسی اور شہر میں اُس کاغذ کے تکرے
 کو کسی صراف کے ہاتھ پہنچے تو وہ نہیں لے لےوے اور روپیہ اُس کے حوالے کر دے اس سے
 بھی ایک اچنبھے کی بات ہے اگر کوئی سوداگر راہ کے در سے اپنا مال متاع مہاجنو کے
 حوالے کرے تو لے نیک طینت اپنی اجرت لیکر اُس کو جہان مالک کہے حفظ و امان سے یجنس
 پہنچوا دیوین اور نقصان اپنے ذمے لیوین۔ اسی معاملے کا ناؤن بیہان ہے * (بیت)

جیسے ہمیں باشندہ ہندوستان * قابل و داناء و درسا رہ دان
 جو کہیں منہ سے وہ بر غبت کریں * داد و ستد میں نہ تفاوت کریں
 حلم و حیا شرم و وفا اُن میں ہی * لطف و کرم جو د عطا اُن میں ہی
 عالم الفت میں نہ ہی اُنکا حال * جان تلک دیتے ہمیں کیا چیز مال

حائل ہمسائی لاش سے پیش قدم آگے نہیں * (بیت)

جو آسنے کیا تھا وہ مردوں کا کام * رہیگا قیامت تک اُس کا نام
بنا ہے سخن جان جو کھون اُٹھائے * رہے بات باقی جو سر جائے جانے
نہ اب دے سپاہی نہ دے قدر دان * رہی کہنے سننے کو ایک داستان

* مورتوں کے اوصاف میں *

عورت اس ملک کی یعنی بعض ہندو زبان جنکو اپنے خاوندن سے ایسی تعشق کی حالت ہی کہ
سوز فراق کی جان سہہ ہی نہیں سکتیں اور اُسے جدا یکدم رہ ہی نہیں سکتیں دے بعد اُنکے
مرنے کے لباس دلہنوں کا پہن بناؤ سنگار کریں تھیں اور گہنا سونہ ہاگکا اُس کی لاش کے
ساتھ اگر موجود ہو نہیں تو اُس کا کپڑا تھمیں لے آگ میں جل جاتی ہیں اور اپنے سونے سے
بدن کو راکھ بناتی ہیں تا دنیا میں نام اُنکا روشن رہے اور عقبی میں بہت سا سکھ ملے (رباعی)

نسبت نہ سستی سے دوپٹنگے کتئیں * اُس میں اور اس میں ہی علاقہ بھی کہیں

وہ آگ میں جل مرتی ہی مردے کے لئے * بہ گرد سجھی شمع کے پھرتا بھی نہیں

اور بعض بیان اُنہیں گو نہیں جلدیں پروفا و حیا کے باعث اچھا پہنا اچھا کھانا سوائے اُنکے جو زیب
و زینت کی چیزیں ہیں بعد اپنے ~~خصلت~~ کے ترک کرتی ہیں رات دن نشا میں کاتتی ہیں اور
دکھ بھرتی ہیں اگرچہ نوجوانین کیون نہوں بلکہ ایک رات کی بیاہی بھی اسی طریق پر چلتی
ہی اور تمام عمر آگ بغیر جلتی ہی غرض دو مرا گھر کرنا اُن کے مذہب میں عاقبت کا گھر کھونا
اور دنیا میں سارے کسم کا ناؤن دے بونا ہی اگرچہ مسلمانوں کے دین میں اس کا کچھ گناہ
نہیں لیکن اکثر یہاں کے باشندوں کے خاندان میں بھی یہی رسم جاری ہی خصوصاً ماضیات
میں تو یہاں تک ہی اگر فقط سنگنی ہوئی ہو اور اُس کا سنگیتر مر جائے تو اُس کو دند سنا رہنا کر
سسرال میں بھیج دیتے ہیں یا میکے ہی میں رکھتے ہیں حاصل یہہ ہی کہ وہ اپنی زندگانی عبادت
و قرآن خوانی میں بطور یواؤن کے بسر کرتی ہی جب تک جیتی ہی دکھرا بھرتی ہی
ہر چند کہ اُس کا دلی عالم فاضل کیون نہو پر اس بات میں جاہل بن جانا ہی اور شرع کے
طریقے سے ہاتھ اُٹھانا ہی *

(بیت)

ستی ہوئے میں بس ایک نام ہیگا * ولے بن آگ جلنا کام ہیگا

دوستوں کا مجمع رہتا تھا جسے جو چیز چاہی وہ نہیں موجود ہوتی غرض میرے موصوف کے یہاں ہر مہینے دس دن عشرت رہتی اور بیس دن فراغت اپنی ذات کا خرچ بہہ تھا کہ کھانا تو دو چار آشناؤں کے ساتھ پہنچے گا ایک جو راسواری کا ایک گھوڑا لیکن حد چالاک بیش قیمت زمین گام بھی نہایت پر تکلف سنہری ہتھیار ملازم دو خد متگاد دو چیلے ایک نفر اور کالہ باری اُنھیں میں سے ایک چبلا چنانچہ اُس کو ہمیشہ یہی تقید تھا کہ گھوڑے کے آگے گھاس اودھ چولہے میں دھونی ہمیشہ رہے تاکہ کوئی نجاست نہ آئے ذکی کے یہاں فاقہ ہی القصہ شاہ جہان آباد میں ایک دن کسی پتھان کے ہاتھ سے ایک گھسیلا نادانہ مارا گیا اُس نے جو مقرر کہیں پایا اُس بزرگ کی خدمت میں آیا اور یوں اظہار کیا کہ جس بستی کے تم سید ہو میں وہیں کا پتھان ہوں میرے ہاتھ سے بے قصد ایک خون ہو گیا ہے تمہاری امید پر آیا ہوں اگر مجھے چھپاؤ اور میری جان بچاؤ تو عین جوانمردی و مردانگی ہی اُس جوانمرد نے بے تامل کہا کہ بسم اللہ بیٹھے تیرا گھر ہی کچھ اندیشہ نہ کر یہ خبر سنتے ہی جتنے آشنا کہ پاس آشنائی اور نشہِ مردمی رکھتے تھے آکر اُنکے شریک ہوئے غرض سو سے کچھ زیادہ بھلے آدمی مرنے پر مستعد ہو بیٹھے کو تو ال کا ہواؤ نہ پرے گا کہ اُدھر کا ارادہ کرے کیونکہ مرگزار و نکاسنا اُس سے ہو دے جو پہلے اپنے جان سے درگزر دے آخر یہ ماجرا حضورِ اعلیٰ میں من و عن عرض ہوا وہیں عہدۃ الملک کو فرما بھیجا کہ حسن ذکی خان تمہارا رفیق ہی اُسے سمجھاؤ کہ اُس خون سے دست بردار ہو اور بلا مہلت بندگانِ حضور کے سپرد کرے تا وہ اپنے کئے کی سزا پاوے اور ایسی جرات کوئی اور پھر نہ دے گا نواب مرحوم نے حکم حضور کے موافق عمل کیا پر اُس عزیز نے نہ مانا بلکہ روزگار سے دست بردار ہوا تب نواب نے بادشاہ سے عرض کر بھیجا کہ میری ذکی نے اپنی جان اور روزگار سے ہاتھ اٹھایا ہر چند کہ اُسکی نافرمانی خانہ زاد کو بھی حد ناگوار ہی لیکن اس کا تذکرہ ہو نہیں سکتا ناچار ہی آگے جو حضور کی مرضی لیکن گستاخی معاف ہی جس خون کے انتقام کے باعث ہزار خون ہو نوین اُس کا معاف ہی کرنا بہتر ہی کہ شریقیل خیر کثیر کے لئے جائز ہی آخر حضورِ اعلیٰ سے خون معاف ہوا پر اُس مرز نے نواب مرحوم کا پھر روزگار کیا اور میان عاقل کنبل پوشون کے مردار کی وساطت سے نواب صمصام الدولہ خان دوران بہادر کی سرکار میں نوکر ہوا پھر اُنھیں کے ساتھ نادر شاہ کی لڑائی میں کام آیا پر لاش اُس جوانمرد کی

کیونکہ ہر ایک چھوٹا برآیا گیا دانا بیٹا اس سرزمین کو ستر اہتا ہی بلکہ اپنی بود و باش بھی بہین چاہتا ہی چنانچہ اکثر بلاد کے باشندے آنکر سے اور اپنے وطن کو بھول گئے فقیر سے امیر ہوئے اور محتاج سے غنی * (بیت)

جون سے معمور ہی سارا جہان * لیک عجب ملک ہی ہندوستان
آنا سر کو جو یہاں ایک فقیر * شام سے پہلے اُسے دیکھا امیر
ہو گیا ایک آن میں پیادہ سوار * آبا تھا نا کام ہو اکام گار

فی الواقع اور نگ زیب کے وقت تنگ بلاشبہ یہی صورت تھی اور آبادی کی بہتایت پر فرخ سیر کے عہد سے سلطنت میں بگاڑ پر آ اور محمد شاہ بے عیاشی کے سببوں کا ہر چند کہ اُسکے وقت تنگ بھی آتھتی پنیٹھہ کا سنا عالم رہا پر احمد شاہ کے عصر میں تو دبیر آہی ہو گیا کتنے امیر ثقہ خانہ نشین ہوئے اور بعضے نجیب غیرت مند مارے افلاس کے دروازے بند کر کے اکثر ترتر تر تین تیرہ ہو کر جہان تہاں جا بسے خوشحال صوبہ بنگ کے باشندے تنگ کہ صاحبان عالی شان کی یہاں ریاست ہوئی اسی سبب سے آج تنگ بہہ کو نا آباد ہی والا ہر طرف داد و بیداد ہی مگر ان دنوں اشرف الاشرف صاحب انصاف نواب گورنر لارڈ مارکو بس و لڑلی بہادر دام اقبال کا استقلال سلطنت اور انتظام مملکت پر ارادہ ہوا ہی اغلب ہی کہ فصل ایزدی و لطف سردی سے پورا ہو دے اور چند روز میں پھر کر بہہ اقلیم کی اقلیم ہی رونق پکڑے * (بیت)

حکومت رہے اُسکی صبح و سہا * ہر ایک نام لے اُسکے اقبال کا
الغرض تمام ہندوستان صوبہ بنگ و دکھن و قندھار سمیت بس صوبے ایک سو نوے سرکار چار ہزار دو محال کو شامل ہی اور آمدنی اُسکی آٹھ ادب آٹھ کروڑ آٹھ لاکھ اسی ہزار پان سو تر اسی دام ہی ہر گاہ کہ تھوڑا سا وصف و احوال اس مملکت کا لکھنے میں آیا اب لازم ہی کہ ہر ایک صوبے کا بھی احوال کچھ کچھ لکھوں اور قلم کی چالاکی و روانگی دیکھوں * (بیت)

* صوبہ دار الخلافۃ شاہ جہان آباد *

ہندی فارسی کی تاریخوں سے یوں معلوم ہوتا ہی کہ شہر ہستنا پور گنگا کے کنارے پر اگلے زمانے میں تختیگاہ ہندوستان کے بادشاہوں کی تھا وسعت و رونق بھی اُسکی اُس

وہ محبت جاتی ہی دکھہ ایک آن بھر کر * بہہ اپنی زندگی کا تے ہی مر مر
وہ مرستی ہی بار و ایکباری * اسے رہتی ہی دائم دم شماری
کہان آنا فانا تن جلا نا * کہان دن رات رہ رہ سن جلا نا
غرض عورت وہی ہی خوبصورت * جو پہنتے ہی سدا ملبوس عصمت
ہی عصمت نیکی جتنی کی نشانی * نہ تو خاک ہی بھر زندگی گانی

* محبوبوں کی صفت مبین *

یہاں کے حسین بھی حسن میں بے نظیر اور چمک میں ماہ منیر ہیں بہہ میں نہیں گہنا کہ خوبان سے
کوئی ملک خالی ہی لیکن اس سرزمین کے معشو قوں کی چال ہی نرالی ہی تراش تراش آن
و اداناز و انداز سجاوت نگاوت بناوت بانگیں پھین جو یہاں ہی سوکسی اور ملک میں کہان بہہ
بات مشہور ہی کہ خاص ملک دہلی بے پہن حسن کے حق میں خامیت سوہن کی رکھنا ہی
جو سیم تن تک سال باہر یہاں آتا ہی ترش ترشا کر چند روز کے بیچ حسن میں گہرا
ہو جاتا ہی غرض یہاں ہر ایک محبوب کو طریقہ دلفریبی و دلربائی کے یاد چالاکی و بیباکی میں
جسے دیکھو وہ استاد جب قصد کرے ایک نگاہ سے داناؤں کو دیوانا بنا دیوے اور زاہد دن
کے لباس زہد ایک آن میں لوٹ لیوے طابہ صدمہ سالہ ہنکے حاصر چشم کو دیکھتے ہی خرابا قی
ہو جائے اور زاہد کہ نہ حال سو منانی *

ہر ایک شائق فن دلفریبی * ہر ایک پر ختم ہی بس جامہ زیبی
جسے دیکھو وہ رعنائی میں یکتا * ادا و ناز میں لیلی سے اعلیٰ
لب شیرین جو تک وہ اپنے کھولے * تو شیرین جز تصدق کچھ بولے
سدا عاشق کیتئیں بیمار رکھے * جسے آنکھوں سے چاہے مار رکھے
جو دیکھے متقی تک اُسکا جاوے * تو دیوے روعنائی میں وہ تقدوی
کرے غارت مسلمانوں کا ایمان * اگر چاہے تو ہندو ہوں مسلمان
بنادے تنگدہ مسجد کو دم میں * دکھادے کفر کا عالم حرم میں
ہی مدح و خبر و یان سے باہر * قلم قاصر ہی لکھئے اس کو کیونکر

القسمہ اس مہاکبت کی تعریف اور یہاں کے رہنے والوں کی توصیف جہاں تک کیجئے جاہی

دلی ہی مشہور ہی پھر سن ایک ہزار اٹھ سالیس ہجری میں مطابق بارہویں برس جلوسی کے
شاہ جہان صاحب قرآن ثانی نے دلی کے قریب ایک شہر بنیاد کیا اور شاہ جہان آباد اُس کا
نام رکھا اُسکی خوش نیتی سے اُس ملک نے بہرہ رونی اور آبادی بکرتی کہ جتنے ملک اگلے
بادشاہوں کے لکھنے میں آئے تھے گرم نام ہو گئے فقط اُس کا نام رہ گیا جیسے محمد رین بہتیرے
برے برے دلیاؤ ملے ہیں پر نام اُس کا ہی باجنا ہی قلعہ بھی اُس کا سنگ سرخ کا اس
مضبوطی و خوش اسلوبی کے ساتھ بنا ہی کہ معمار قضا و قدر کی زبان اُس کے اوصاف میں لال
ہی پھر ساخت تو اُسکی سی ارمحال علاوہ اُس کے مکانات قسم قسم کے متعدد پاکیزہ خاصے *
اور باغ بھی اُس کے گلشن جہان کے خلاصے * نہرین جاری جا بجا * حوض ہر ایک مکان میں کتور اس
بھرا ہوا * جدھر دیکھئے کیفیت نئی نظر آئے * اور جس طرف نگاہ پڑے وہیں رہ جائے * اگر
رضوان و ہانکی بہار دیکھتا تو روضہ رضوان کی درباری سے ہاتھ اٹھاتا * (بیت)

جنان کا ہر مکان اُس کا نمونا * خوش اسلوبی میں بلکہ اُس سے دونا
پھلین پھولین ہمیشہ ہانکے گلزار * خزان اُن تک نہیں پاتی کبھو بار
نرالی جگ سے رنگ و بو کلوں کی * حالات اور ہی کچھ ہی پھانوں کی
وہان کے طایر و نگارنگ ہر اور * ہی اُنکے زرمون کا ڈھنگ ہی اور
میں ہر ایک شے کو دو تشبیہ کس سے کہ وہ ماتی نہیں اس سے اور اُس سے
گرد اُس قلعہ مبارک کے ایک کھائی نہایت چوڑی چکلی گہری بھی ایسی عمیق زمین اُس کے
وہرے * اور وہ اس سے کہیں پرے * پانی اُس کا ایسا لطیف و شفاف اگر ایک خشخاش کا
دانہ بھی اُسکی تھام میں ہوے تو اندھیری رات میں صاف نظر آئے * اور جو اندھا بھی
اُس میں غوطہ لگا کے تو بلاشبہ نکال لائے * (بیت)

نظر آتی ہی اُسکی نہ میں رائی * کہان بہر آب گو ہر میں صفائی
اگر پڑ جائے اُس کے بیچ ایک بال * تو یوں آدے نظر موتی کا جون بال
جسنا بھی اُس قلعے کی تشہد پدار ہو کر جانب شرقی سے آئی اور اُس کے تلے نہایت آب و تاب
سے بہنے لگی بھر نواب علی مردان خان مرحوم دریائے مذکور کو گات کر شاہ نہر مرود بہار کے
اوپر سے لایا کہ چہ و بازار کی رونق زیادہ برہی * اور شہر کی آبر و دنی ہوئی * اکثر لوگ انکی

عصر میں جد سے باہر تھی زبان اُسکے بیان سے قاصر تھی اگرچہ اب بھی نہایت آباد تھی لیکن جیسا پانڈوؤں اور کورڈوؤں کے وقت میں بتاتا تھا سو کہاں جب کہ دونوں فرقوں میں سیرا کھیری ہوئی اور پھوٹ پر سی تب پانڈوؤں نے اس ملک کو چھوڑا اور شہر اندر پرست کہ جمناکے کنارے پر تھا اُس میں آئے بلکہ اپنا دار السلطنت بھی اُسی کو تھہرایا بعد ایک مدت کے راجہ اتیکپال تو نوآ نے بیر بکر ماجیت کے ایک ہزار کچھ اور دوسو سن میں ایک قلعہ و شہر اپنے نام کا بنایا چنانچہ سلطان قطب الدین ایک و سلطان شمس الدین التمش نے بعد اُسکے اپنا رہنا اُسمیں مقرر کیا مگر سلطان غیاث الدین بلبن نے ایک اور قلعہ چھ سو ساٹھ ہجری میں بنا کیا اور اُس کا نام مرزغن رکھا پھر سلطان معز الدین کی قیادت میں سن چھ سو چھیالیس میں جمناکے کنارے ایک اور شہر فضا و عمارات اُسکی دلکشا آباد کیا نام اُس کا کیلو گر تھی رکھا اُسکی امیر خسرو نے قرآن السعدین میں تعریف کی ہے بعد ازاں سلطان جلال الدین خلجی نے شہر کو شک لعل اور سلطان علاء الدین نے کو شک سبز بنا کر اپنا اپنا ایک کو دار السلطنت کیا پھر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے سن سات سو پچیس ہجری میں شہر تغلق آباد کیا تعمیر کی پھر اُسکے بیٹے سلطان محمد معز الدین جو مان نے ایک اور ملک کی بنیاد دہلی اور رستون کا ایک قصر بنایا سو اے اُسکے اور بھی مکانات سنگت رخام کے پاکیزہ پر فضا بنائے پھر سلطان فیروز شاہ نے سن سات سو پچیس ہجری میں شہر فیروز آباد نہایت وسعت و عظمت کے ساتھ بسایا اور جمناکو کات کر اُسکے نیچے لایا ساتھ اُسکے تین کوس کے فاصلے پر ایک اور محل معہ منارہ جہان نما بنایا چنانچہ وہ منارہ اب تک قائم ہے عوام الناس اُسکو فیروز شاہ کی لات کہتے ہیں بعد اُسکے سلطان مبارک شاہ نے مبارک آباد آباد کیا اور نوسی اٹھتیس ہجری میں ہمایون بادشاہ نے قلعہ اندر پرست کی مرمت و تعمیر کر کے دین پناہ نام رکھا اور اپنی تخت گاہ مقرر کیا پھر شیر شاہ پتھان نے کو شک سبز کو اجاڑ کر ایک اور شہر بسایا اور اُسکے بیٹے سلیم شاہ نے سلیم گر تھ بنایا اُتنا کہ بھی وہ شاہ جہان آباد میں جمناکے اندر قلعہ اراک کے سامنے موجود ہے اگرچہ ہر ایک نے اُن بادشاہوں میں سے ایک ایک شہر بسا کر اپنا دار السلطنت مقرر کیا لیکن ہندوستان کے بادشاہوں کی تخت گاہ ملک

نہیں ہی اہل حرفہ کوئی بیگار * ہی نہت بیع و شرا کا گرم بازار
 جو ادنیٰ دان ہی دوکان جواہر * وہی ہی بیگان کان جواہر
 گر ایک اقلیم کا آجائے دان مال * تولے لے ایک مہاجن اُسکو فی الحال
 کوئی پیپاری ہو گا ہیکو فکری * کہ دان ہرشی کی نہت رہتی ہی بکری
 فی الواقع اُس مقام فرحت انجام کو جتنا سہرا ہے بجلا ہی لیکن اردو سے معلیٰ کا عالم ہمیں
 جہاں ہی فضا اُسکی نہایت پاکیزہ و وسیع * عمارات دان کی برتبہ اسلوب وار و رفیع
 صحن اُسکا رشک صحن گلزار * دوکان ہر ایک بازار کی بہار * اہل حرفہ کے سب حرفہ احوال *
 کو تھے اُنکے نقد و جنس و جواہر سے مالا مال * نہ کسی چیز کی دان کمی * نہ کوئی بشر اُس
 آبادی میں غمی * (بیت)

ہی دروازہ اُسکا گلستان کا باب * بیاض جہان کا ہی وہ انتخاب
 فضا اُسکی دیکھے اگر ایک نظر * تو دل تنگ ہو دے نہ پھر عمر بھر
 بھلائی ہی ایک نہت غم اُسکی سیر * خوش آتی ہی بس دمدم اُسکی سیر
 سمان دان کا دیکھے اگر ایک ذرا * تو مانی نہ لے نام ار رنگ کا
 بہت مینے یون اُسکی تیر پخت کی * ہی اردو کی بولی کا ماخذ وہی
 اور تناس کے بازار کی طرز ہی جدی * وہی اُسکی فضا ہے عالم سے بھی برتری * صحن اُسکا قسم
 کے چار پاؤں سے مالا مال * زمین اُسکی نہایت صاف و تازہال * ہر ایک طرف خلق کا ایک
 دنگل * جا بجا چہل پہل * چابک سوار قسم قسم کے تیر ترون کو چیر رہے ہیں * خریدار دلاون
 کو گھیر رہے ہیں * سودا دان کا دست بدست * ہر ایک دلال کو تریا لال مست * کوئی
 گھوڑے کے مول تول کے لئے ہاتھ لاتا ہی * کوئی گھوڑے کا آٹو ہی چکاتا ہی * ایک طرف
 سپاہی پر شہ جالے آدمی جو ترون پر اپنے اپنے زین پوش سجائے حقے لگائے بیٹھے ہیں *
 کسی طرف بانگ تیر تھے اپنی مجلس جمائے بیٹھے ہیں * ایک طرف کئی شہدے شکتے
 سلفے کے دم مارتے ہیں * کہیں دو چار لہجے خنجے زیادہ گویا اپنے آدھائی چانول جڑے ہی
 بگھارتے ہیں * غرض میلہ کی سسی دھوم * اور چھتریوں کا سا بجوم * ہر روز سوائے جمعہ
 کے دو پہر ڈھلے تنگ رہتا ہی * (بیت)

۷ بلیوں میں بنے تھندے پانی سے معمور رہنے لگے اور عرض و تلاب جی دو لتخانہ والا کے
بھر پور باغوں میں وہاں کے شادابی اکثر رہنے لگی اور چمنوں میں طراوت یث نہر حقا کہ وہ
بزرگ بہشتی تھا کہ اُسکی کمائی سے شاہ و گد اکو فیض ہوا * (بیت)

رکھے حشر میں اُسکی حق آبرو * کہ فیض اُسکا جاری ہوا کو بکو
شہر پناہ اُسکی سنگی نہایت نچتہ و مضبوط عرض و طول و بلندی و خوش اسلوبی اُسکی عقل
احاطہ نہیں کر سکتی بلکہ ایک جہت کی پیمائش کا دھیان نہیں دھر سکتی اندر باہر اُسکے بستی
ہر سے باہر * چپے چپے پر آبادی جو ہر مذہب * عمارتیں انواع و اقسام کی خوبصورت کثرت سے
۷ یلیان طرح بطرح کی خوش اسلوب بہتایت سے * باغوں کی بہار بے خزان * چمنوں میں
دایم طلسمات کا سامان * ہر ایک محلہ اُسکا اقلیم سے زیادہ پر فضا * چھوٹے سے چھوٹا
کوچہ اُسکا شہر سے برآ * ہجوم خلائی ہر سردار * ہر ایک مقام ایک تماشگاہ * شہر شہر
گاؤں گاؤں کے باشندوں نے اپنی بہبودی اور آسائش جو دیکھی بود و باش و نہیں اختیار
کی غرض ہر صنف کے اشخاص و ہر ملک کی اشیاء جب چاہو کثرت سے دیکھ لو * کسی چیز کی
کمٹی کسی وقت ممکن نہیں کہ ہو * اگرچہ بازار اسارا ہی اُسکا اپنے عالم میں اعلیٰ ہی * پر چاندنی
چوک تمام شہر کا اجالا ہی ہر دوکان اُسکی بے مانند * جس جنس کو دیکھو بادشاہ پسند *
صحن بہہ کشادہ کہ دل کھل جائے * صاف ایسا پتہ آدمی چانول بکیر کر کھائے * دلال اُس
بازار کا سودا گروں کو آنکھ اُتھا کر نہیں دیکھ سنا بطنی وہاں کا جو ہریوں کو خاطر میں نہیں لاتا *
دوکان ایک بزاز کی اسطنبول کے بزاز سے برابر * کو تھی ایک صراف کی تمام ایران
کے صرافے برابر * .

(بیت)

دوبی ہر ایک دکان میں کھینکے * کتورے رات بھر ہینگے جھونکے
لگے ہمیں ہر طرف پھولوں کے انبار * گلی کوچہ ہر ایک ہی رشک گلزار
نوا کہہ کاو فوراً سد رجب ہینگا * لیے ہی تازہ میوہ اصفہان کا
طعام اقسام کا جو لوسی منگوائے * بقدر ایک فوج کے بازار سے آئے
جو تھات ایک طاقت کا ہوئے درکار * تو حاضر کر دے و وہیں ایک دکاندار
اگر اسباب چاہے ایک شکر * تو ہاتھ آجائے بس ایک دن کے اندر

غسل جو ایک بار بھی اُس میں کرے * بنائے سے بھر اُس کے جہنم دارے
 ہر چند مسجد و باغ اور مسافر خانے کی بنا سے بھی فائدہ لاکلام ہی کیونکہ بنانے والے کا دنیا میں نام
 اور خالق کو بلاشبہ آرام ہی لیکن حمام کی تعمیر ہر پیر و جوان کی راحت کا موجب ہوتی ہے *
 اور ہر شخص کے دل کی کلفت کھوتی ہے * چنانچہ بادشاہی حمام سے اس شہر میں ایک
 فیض عام ہی کوئی شہر محروم نہیں ساخت میں وہ فلاطون کے حمام سے خوبتر * درودیوار
 اُس کے خوش اسلوب سراسر * سطح اُس کے گنبد کی کرہ ناز سے ملی ہوئی * اور دیوار و نیکی
 نیو مرکز میں سے لگی ہوئی * جامہ خانہ اُس کا بہترین مکانات * حوض و بان کا خشک مزاجون
 کے لئے آب حیات * مطبخ اُس کا مخزن آتش سوزان کا * ماہ آئینہ اُس کے تابدان کا * حرارت
 اُس کی حرارت غریزی کو بھرتا ہے * اور رطوبت اُس کی رطوبت اصلی کو برہمائے (ابیات)

پاتے ہیں یہاں چین سے بھی خاص و عام * بس یہی حمام ہی خیر المقام
 تیل ملے اُس میں گر آیکار جو * اُس کو بوسست کا مرض بھر نہو
 میل جو کوئی چاہے کہ دل کی چھڑاے * حوض میں بس اُس کے وہ غوطہ لگائے
 اُس میں نہادے جو کوئی ایک دم * قلب پر اُس کے نہ رہے گرد غم
 وصف کرے اُس کا سندان اگر * پھر نہ کہے شعر بحر شعر نہ
 اُس کی جو تعریف میں کھولے * گرم رہے اُس کا ہمیشہ سخن
 القصہ اُس شہر کا ہر مکان لاثانی * ساتھ اُس کے عمارات کی فراوانی * پرستی کے اندر
 جیسی مکانات کی کثرت ہی * ویسی ہی باہر فیر و گلی کی ہستایت * اکثر بادشاہوں و زیروں
 امیروں کے مقبرے اطراف میں ہیں پر مشہور تر مشہور ہمایون بادشاہ کا قیقباد کی کیلو گرہی
 میں جہان کے کنارے پر ہی سوائے اُس کے وہ علما فضلا فقریہ کہ اپنے عہد میں مشہور آفاق
 تھے اُن کے مزار بھی اس کثرت سے ہیں کہ ایک شہر خرم و شادمان بنا ہی چنانچہ خواجہ قطب
 الدین بختیار کالی بن خواجہ کمال الدین موسیٰ کی درگاہ شہر سے تین کوس پر ہی وطن اُس
 بزرگ کا فرغانہ جذبہ الہی نے لڑکائی ہی میں اُسے اپنی طرف کھینچا * اور حضرت خضر
 علیہ السلام کی ملاقات سے تصفیہ باطنی حاصل ہوا * پھر بارہ برس کی عمر میں خواب کے بیچ
 خواجہ معین الدین چشتی سے ارادت حاصل کر کے سلف کو نکلا جب بغداد میں پہنچا بہت

خلق کا رہتا ہی زبس از دھام * رہتی ہی نت میلے کی سی دھوم دھام
جنس ہر ایک قسم کی وہاں خواہی * گھوڑوں کی بہہ گرمی بازار ہی
اسپ ہر ایک ملک کے ہمیں نے شمار * مانگوں اگر ایک تو لادین ہزار
گو کہ بہہ کثرت ہی بہ قیمت گران * سستا اگر چاہو تو پاؤ کہان
بکہ وہاں رہتی ہی نت لاؤ لاؤ * برتتا ہی جاتا ہی سدا اُنکا بھاؤ
گھوڑا بکامت پوچھینے لچھ مول تول * تھو ہی کنکائی کانر کی کے مول
گھوڑا ہر ایک شخص کو درکار ہی * پیر و جوان جو ہی خریدار ہی
بنکہ بہ احوال ہی ہر طفل کا * داسی سے کہتا ہی کہ گھوڑا ہی لا
کوئی کھلونا اُسے کیسا ہی دے * گھوڑے سوا بہ نہیں ممکن کے لے
دیکھا اکھاڑوں نے جو بہ کچھ بھاؤ * مٹی کے گھوڑے کئے نقرے کے بھاؤ

الغرض اس ملک مبارک بنیاد کا ہر ایک محلہ خوش سواد * اور ہر مقام آباد * بنا براسکے
مسجدین خانقاہیں مدرسے پاکیزہ دلچسپ کثرت سے ہمیں * اور خانہ باغ بھی بہتایت
سے * لیکن سن ایک ہزار ساٹھ ہجری میں مطابق چوبیسویں سال شاہجہانی کے ناف شہر میں
ایک جامع مسجد سنگ سرخ کی ایسی بنی کہ اگلون نے ویسی دیکھی نہ پچھلون نے سنی *
نیو * سکی تاجہ صماک * منارے اُسکے سر بفلک * گنبد چرخ بلاگردان اُسکے گنبد و نکا * عالم
بالا نک جلوہ اُسکی برجیوں کا * زینہ اُسکے منبر کا پایہ عرش سے اُونچا * ستون کہکشان اُسکے
ستون در سے نیچا * محراب اُسکی میں اجابت دعا * نمازی وہاں مقبول درگاہ کبریا *
دیواریں سد کنند سے بلند تر * صحن اُسکا صحن فردوس کے برابر * (بیت)

حوض ہی ایک صحن میں اُسکے لطیف * پاتے ہمیں فیض اُسے و ضیع و شرب
سنگ ہر ایک اُسکا بہ ازیشم ہی * چشمہ حیوان کا وہ ہم چشم ہی
جو کہ نازی کرے اُس سے وضو * شہر میں محشو رہو باآبر و
ایک بھی بوند اُسکی اگر جسنے پی * سلو ہو اُسکی تصفیہ باطنی
اُس سے طہارت ہی سراپا نجات * ہی وہ گنہگاروں کو آب حیات
جو کوئی ایک قطرہ بھی اُسکا پیئے * پیاس نہو شہر میں بھی گر جیئے

اپنی ماسمیت دلی میں آیا اور علم و رسمی و نہیں تحصیل کیا آخر سن سات سو پچیس ہجری میں ربیع الاول کی اتھارویں کو بدھ کے دن وہ خدا کا پیارا جنت کو سدھارا فی الجملہ ہندوستان میں جمیع اولیا سے اس مرد خدا کی شہرت رتبہ ولایت میں یثتر ہی سلسلہ اسکی بیعت کا شیخ عبدالقادر جیلانی کو پہنچتا ہی اور شیخ مدوح کی ارادت کا سررشتہ بعد چار واسطوں کے شیخ شبلی سے ملتا ہی وطن اُس بزرگ کا قریہ جیل بغداد کے قریب اور تولد چار سو اکھتر ہجری میں علم و رسمی و وہی میں بے مثل تھا پر فرقہ ولایت کا شیخ ابوسعید مبارک کے ہاتھ سے پہنا کیفیت اُسکے حال قال کی اور حقیقت کوامات و کمالات کی اظہر من الشمس ہی ایک عالم اُسکے دائرہ بیعت اور احاطہ عقیدت میں در آیا اور ہزاروں نے رتبہ تصوف اُسکی توجہ سے پایا بلکہ اب تک بھی ایک خلق اُسکی ولایت کی قائل ہی * اور بدل اُسکی طرف مائل * پر شیخ اُسکو برب علم و فضل کے کہتے ہیں والا قوم کا حسینی بید ہی نوے برس اسکی دار فنا میں رہا آخر سن پانسو اکھتر ہجری میں دار البقا کا راہی ہوا سرکار نارنول ایک قدیم قصبہ ہی دہلی سے پچاس کوس کے فاصلے پر آب و ہوا و ہانکی نہایت خوب سواد اُسکا ہر ایک صاحب طبع کا مرغوب عمارتیں اُسمیں اکثر پختہ و سنگین مہندی و ہانکی نیست رنگین کھیت اُسکی پستی کے قریب اکثر اوقات لڑکے و ہان کے باشندوں کے کھیلنے کھیلنے کھیتوں پر جاتے ہیں اور کہہ آتے ہوئے مہندی کے پتے اپنی جوتیوں میں بھر لیتے ہیں غرض گھر پہنچتے پہنچتے پاؤں اُنکے لال لال ہو جاتے ہیں شکار بھی ہر قسم کا بہتایت سے چنانچہ ہر تیار پیسے کے چار چار تیر پینچ جاتے ہیں بھر گوشت اور ترکاری کس کو غرض ہی کہ منگو ائے اور کھائے مگر ضرورت یا بسبب عادت سوائے اُسکے پھول چل ہر ایک موسم کے خوشبو خوش ذائقہ بافراط میسر آتے ہیں اور خواہش مندوں کے دل و دماغ کو راحت و آرام پہنچاتے ہیں موطن و ہان کے نجبا شرفا ہر قوم کے پر شیخ سید اکثر بلکہ فضلا علما بھی محمد شاہ فردوس آرام گاہ کے وقت تک شہر مذکور خوب آباد تھا اور عالم فاضل بہ غالب تھے کہ ماہ رمضان میں مقدور نہ تھا کہ دوپہر ڈھلے تک نان بائی یا بھتیجا اتور گرم کرے یا بھر بھو نجابھا آجھو نیکے یا کوئی بازار میں دن دیئے حقا پیسے اچانا اگر کسی سے ایسی حرکت ہو جاتی * تو محتسب کے ہاتھ سے اُسکی آبرو جاتی * شہر کے اندر

ویون سے فیض یاب ہوا وہاں سے ملتان میں آیا اور مجدد م بہار الدین ذکر یا سے بھی ملا بعد
 اُسکے سلطان شمس الدین التمش کی سلطنت میں اپنے مرشد کے دیدار کا مشتاق ہو کر دلی کی
 طرف روانہ ہوا اُس بزرگ نے بھی کشف قلب و صفائی باطن سے اُسکے ارادے کو
 پا کر اُسکی دیار کی طرف کوچ کیا حاصل یہہی کہ دونوں برگزیدہ حق جیسے کہ ملاقات باطنی سے
 آپس میں شاد تھے ویسے ہی وصال ظاہری سے بھی مسرور ہوئے اور چندے ایک سالہ آخر
 خواجہ معین الدین چند روز کے بعد اجمیر کو تشریف لیگئے اور اُسکی شہر میں مقیم ہوئے
 اکثر اشخاص انکی بدولت فیض کو پہنچے بعد ایک مدت کے چودھوین ربیع الاول کو
 سن چھ سو تیس ہجری میں دنیا سے فانی ہو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا بسے اور قریب
 اُسکے مزار سلطان مشایخ نظام الدین اولیا بن احمد بن دانیال کا ہی تولد ہوا اُس بزرگوار
 کا سن چھ سو تیس ہجری میں غزنین کے بیچ ہوا جب سن تیز کو پہنچا اتفاقات سے
 بد اؤن میں آیا اور وہیں علم ظاہری سے فراغت حاصل کی از بسکہ مباحثے میں طالب علموں
 پر اکثر غالب ہوتا تھا بسبب اُسکے نظام محفل شکن کا نام تھہر گیا بعد اُسکے
 بیس برس کی عمر میں قصبہ اجدھن میں پہنچ کر شیخ فرید الدین شکر گنج کا مرید ہوا
 اور علم باطنی اُنسے بخوبی سیکھا پھر رخصت ہو کر ہدایت خلق کے لیے دلی میں آیا وہاں بہت
 سے طالبان حق نے اُس سے فیض پایا چنانچہ شیخ وجہ الدین یوسف چندیری میں اور
 شیخ نصیر الدین چراغ دہلی و امیر خسرو دہلی میں اور شیخ علاء الحق و شیخ رحی سراج
 بنگالے میں اور شیخ یعقوب و شیخ کمال مالوے میں مولانا مغیث و مولانا غیاث اُجین اور
 دھار میں شیخ حاتم الدین گجرات کے بیچ اور شیخ برہان الدین و خواجہ حسن دکن میں
 سوائے انکے اور بھی خلفا شیخ ممدوح کے اکثر بلا دین مشہور و معروف تھے غرض
 اور نگ زیب کے وقت تک اولاد اُسکی اور خلفا انہیں ملکوں میں موجود تھے اور زمانہ
 خلق میں مشغول اب کا احوال معلوم نہیں لیکن صاحب تاریخ فرشتہ یون لکھتا ہے کہ باپ
 اُس بزرگ کا غزنین سے ہندوستان میں آیا اور بلند ہد اؤن میں مقیم ہوا وہیں ہارن
 باللہ چھ سو چونتیس ہجری میں باہ صفر کے بیچ متولد ہوا جب پانچ برس کی عمر ہوئی تب
 اُسکے پدر عالی قدر نے رجعت کی پھر والدہ نے شیخ مذکور کو پالا جب کہ سن تیز کو پہنچا

پھر خواجہ قطب الدین کی خدمت میں شرف ہوا لیکن یس برسننگ ظہور کی تحصیل میں راجہ نور زبانی کی تجلی اُسکے آپدہ باطن میں ہوئی ساری کتابیں جہاں میں دیو ذہن اور مسافرت اختیار کی جس وقت دوم میں پہنچا شمس تبریز و مولوی دوم سے استفادہ اُتھایا نواے اُنکے بھی وہاں کے اکثر ادایا سے بہت سافیدہ پایا نہ ان اپنے وطن کو پھر راجہ کے وہاں پہنچا کنج عزلت میں بیتا ہوا نہان تنگ کہ جہاں سے اُتھ گیا اُسکے بھی کشف و کرامات کا ہایک عالم گواہ ہے * اور مراد ایک جہاں کی زیارت گاہ * سرہند قدیم شہر ہی سامانے کے متعلقات سے فیروز شاہ نے اپنی سلطنت میں سن سات سو ساٹھ ہجری کے بیچ اُسے بھرا کر کے ایک علیحدہ پرگنہ مقرر کیا آبادی و رونق اُسکی پھر دن بدن بڑھتی گئی اگرچہ وہاں کی زمین میں بھی اکثر خداداد سیدہ سوتے ہمیں لیکن شاہ جہاں کے عہد میں شیخ فرید ثانی اور شیخ معصوم کابلی اپنے معاصرین میں نہایت غنیت و صاحب کیفیت تھے سیکرڈن اُنکے مرید ہوئے اور ہزاروں بھولے بھٹکے اُنکے وسیلے سے منزل مقصود کو پہنچے وے بھی وہیں آسودہ ہمیں اور سادہ و سادے میں شاہ قمریہ مدفون ہمیں بے بھی اپنے وقت کے فقرا میں نہایت صاحب دستہ تھے اور شہنام میں شیخ برسی کی درگاہ ہی وہاں بھی ایک خلق پھول دیو تری ہر تہائی ہی اور اپنے اعتقاد میں مراد انہیں کے وسیلے سے باقی ہی اور انسی میں مراد شیخ جمال الدین کا ہی یہ مرد خدا شیخ فرید ثانی کے خلفا سے ہی سوائے اُسکے صوبہ مذکور میں اور بھی صاحبان حال و قال کے مراد ہیں لیکن منظور اختصار تھا بنا برائے اُنکے احوال مفصل اُنکا نہ لکھا اب تھوڑے سے مکان پرستش کے جو اس صوبے میں ہمیں اُنکا احوال لکھتا ہوں سرہند سے یس کو س کے فرق پر بھوانا کھات ایک معبد ہی بیش تر لوگ اُسکو مہماد یو کہتے ہیں ہندوؤں کی قدیم پرستش گاہ ہی لیکن فدائی خان کو کہ امرائے عظام سے تھا اُسنے عالم گیر کے سن چار جلوس ہی میں وہیں رہنا اختیار کیا نام اُس کا بچہ نور لکھا وہاں کے راجا کو کہ کئی پشت سے راج کرنا تھا حسب الحکم بادشاہ کے نکال دیا اور ایک باغ نہایت مطبوع خوش قطع پانچ درجے کا بنایا عمارتیں اُسکی نہایت انوتھی اور بیشکین نہایت لگو نہیں جی اگر کیسا ہی اُداس ہو تو وہاں لگ جائے تاکہ دل پر اُداسی پھر بکھونہ آئے سوائے مکانات کی صنعت کے یہ عجیب کام کیا کہ اس کو وہ کی آجیو

باہر درگاہ میں اکثر کیونکہ ہزاروں بزرگ صاحب کمال اُس سرزمین میں آسودہ ہیں لیکن
 صاحب ولایت سید محمد ترک مراد اُس بزرگ کابستی کے اندر ہی سالہائے سال گزرے
 کہ کھانا کے ہاتھ سے وہ بزرگوار شہید ہوا عجیب و غریب حکایات و خرق عادات اُسکے
 ہزاروں سے وہاں کے باشندے منسوب کرتے ہیں اور اپنی مرادوں کے لئے جمہرات کو
 جاکر وہاں چوکیاں بھرتے ہیں لیکن بتخانہ دیرا اُسوقت تک قصبہ مذکور کی اطراف میں کوئی
 ہندو بنا کاتھا چنانچہ ایک اہیت نے نواب مظفر خان خان ووران کے بھائی کو بہت سے
 روپیہ نہ دے دیکر چاہتا تھا کہ ایک بتخانہ وہاں بنائے اور بنیاد کفر کی قائم کرے اتفاقاً اُسوقت
 نواب مرحوم کا قصبہ مذکور سے سات کوس کے فاصلے پر دیرا تھا علاوہ اُسکے سرکار مذکور اُسکی
 جاگیر بھی تھی غرض اُس اہیت نے آبادی کے قریب بتخانے کی بنیاد ڈالی بلکہ تھوڑی سی
 دیوار بھی اُٹھائی کہ شاہ عبدالباقی پیر زاد کو یہ خبر پہنچی سنتے ہی سوار ہوا اور سیکر و
 اشخاص خواص و عوام سے اُسکے ساتھ ہو لئے آخر آمد دیرا کی بنیاد ڈھائی اور اہیت کو
 خوب سزا دی اُس نے جاکر نواب سے فریاد کی نہایت غصے سے اور کئی سرداروں کو معنے فوج
 بھیجا کہ پیر زادے کی جوبلی دھادیں اور گھراوت لیں لیکن مسیح اپنے مکان میں باسنتقال یاد
 الہی میں بیتھار مطلق نہ دیا یہاں تک کہ وہاں کے لوگوں کو منع کیا کہ کوئی میری مدد نہ آئے اور
 اپنے تئیں اس بلا میں نہ پھنسانے کہ سوائے قادیان و بڑاں اُسوقت کسی سے یاری و مدد گاری
 منظور نہیں کیونکہ جنگ و جہل فقیر و نکاد مسکین نہیں القیہ وے لوگ جو بارادہ پر خاش
 آئے تھے یہ سوچے کہ دنیا کے واسطے ایمان کھونا اور عاقبت سے ہاتھ دھونا عیث ہی چارو
 ناچار ہر ایک شیخ سے بلا دت پیش آیا اور نقد ایمان اپنا دنیا کے لالچ پر کسی نے
 نہ گویا نواب نے بھی اس طرح سے کہ سنگر انفعال کھینچا اور اُس کارناشاہت سے ہاتھ
 اُٹھا یا جب احمد شاہ کی بادشاہت ہوئی ملک و معاش و ہائیکے خجما کی گھنٹے لگی جماعت میں
 اُن کی تفرقے نے راہ پائی جس نے سبہنا اپنا جہم دیکھا اُدھم کی راہ لی آخر شہر مذکور
 دیرا نہ بن گیا اور جس نے چارو وہاں عمال کر لیا اب تک تو یہی حالت ہی آگے دیکھئے کیا ہو
 الغیب عند اللہ اور شاہ جہان آباد سے نیس کوس کی مسافت پر پانی بت ایک قدیم
 قصبہ ہی شیخ شرف نوالی قلندر وہیں پیدا ہوا اور چالیس برس کا ہو کے دلی میں آیا

بسیب اُسکے آرتے کے زمینداروں کے بادشاہوں سے نہیں دیتے ہمیشہ بغی رہتے ہیں راقم
ایک مرتبے ہمراہ نواب امجد الدوکر مرحوم کے حسن رضا خان بہادر مغفور کی رفاقت میں
نانک متے نلک گیا ہی لیکن پہاڑ کی گھاٹی میں اتفاق جانے کا نہیں ہوا بلکہ کوئی شخص
شکر کا وہاں نہیں جاسکا فی الواقع راہ اُس پہاڑ کی نہایت سخت اور کٹھن ہے لیکن
پہاڑے وہاں کی جنس میوہ اکثر لا کر شکر میں بینج جاتے تھے خصوصاً فروت بہتیت سے اور
نہایت سستے الغرض اس صوبے میں دو دریا بہتے ہیں ایک جمنا کہ سرچشمہ اُسکا
معلوم نہیں اکثر سیاح جہان گرد خصوصاً صوبے کے چین سے پہاڑوں کی راہ آتے جاتے ہیں
اُنکی زبان یون سناہی کہ یہ دریا چین میں سے ہو کر پہاڑوں کو کاٹتا ہوا بٹ بٹ میں پہنچا ہی
کہتے ہیں کہ اُس ملک میں سو نہایت ہوتا ہی وجہ اسکی یہ ہے کہ اکثر سنگ ریزے
وہاں کے تاثیر پارس سے رکھتے ہیں لوہا بنا اُنکو لگ کر سونا ہو جاتا ہی لیکن پہچانے نہیں جاتے
اسو اسطے وہاں کے باشندے کھوڑے تھوگائے بیل کے پاؤں میں نعل باندھ کر چرنے کو
وہاں کے پہاڑ پر چھوڑ دیتے ہیں بسا اوقات اُنکے نعل سونے کے بن جاتے ہیں اور اُس
ملک کے حاکم کے یہاں نقارے بھی سونے کے ہیں پھر اور اشیا اور ظروف کا تو کیا شمار
ہی القصہ دریائے مذکورہ اُس دریا میں سے ہو کر سر مور میں آیا ہی چنانچہ وہاں کے زمیندار
سلاطین ہند کو بلکہ وہاں کے وزراء امراء و کس و ریا کی راہ سے برف کشتیوں پر بھیجتے تھے
اسی سبب عوام الناس وہاں کے راجا کو برفی سردار جاکہتے تھے پھر وہاں سے پہاڑ پر ہو کر اُس
زمین سطح پر پہنچا ہی کہ شاہ جہان نے وہیں اُسکے کنارے پر ایک قصر عالی شان بنایا ہی بلکہ
ہر ایک امیر صاحب منزلت نے سوائے اُن کے بعضے بعضے اور بادشاہی ہند و ن نے بھی
موافق اپنی قدر و حوصلے کے عمارتیں ستھری ستھری دل چاہی کنائیں ہیں اسی جہت سے وہاں
ایک معمورہ مختصر سا لگو نہان بن گیا اور مخلص پور اُس کا نام ہوا چنانچہ بادشاہ اکثر اوقات
وہاں سیر کو جاتے تھے اور ایک حظ اتھانے تھے اُسی مقام سے شاہ نہر کہ آدھی جمنا برابر
ہی شاہ جہان آباد میں کلات کر لیگئے ہیں اور دریائے مذکورہ پہاڑ سے اتر کر اکثر محال کی نازگی کا
باعث ہوا ہی چنانچہ قلعہ ارک اور کتے مکان بادشاہی امیر و ن کے اُسی کے کنارے ہیں
مہر وہاں سے متھرا اور گوکل اور بند رابن میں پہنچا ہی بے دار النکافیت سے ہندوہ فرسخ کا

کو اُس باغ میں اُس حکمت سے لایا کہ وہاں جتنے جھول اور نہروں میں فوارے تھے اُسی کے پانی سے چھوٹنے لگے محتاج خزانیکے نہرے اور گلاب بھی اُس کثرت سے اُس میں پھولتا ہی کہ موسم میں ہر روز انگنت پھول خوش رنگ و پاکیزہ اترتے ہمیں چنانچہ خلاصۃ التاریخ کا راقم لکھتا ہی کہ میں موسم بہار میں جسن اُس گلزار سر اُپا بہار کی سیر کو گیا تھا اُس دن چالیس سن گلاب کے پھول اُس باغ سے اتر کر گلاب خانے میں گئے تھے * (بیت)
 روش پر بھی اُسکی تھے پھولوں کے دہیر * نہوتے تھے پر سبر سے اُسکی سبر
 غرض سال بال پھولوں کی وہاں ترقی اور بہار کی زیادتی تھی تھا بس ایک پرانی بستی ہی سر ہند سے تین کوس پر جنوب و قریب اُسکے کو رکھتے نام ایک بر آتالاب ہی ہندی کتابوں میں اُسکو ناف زمین لکھا ہی اور پیدائش کی ابتدا بھی ہندوؤں کے نزدیک اُسی مکان میں ہوئی ہی حاصل یہ ہی کہ اُسکو برائے تیرتھ جانتے ہیں اور نہانا اُسمیں ثواب عظیم خصوصاً سورج گہن میں کیونکہ اُس روز دور دور سے گروہ گروہ ہندی مرد عام خاص بلکہ سب چھوٹے بڑے آنکر وہاں جمع ہوتے ہیں اور نقد و سس انواع و اقسام کے ظاہر و مخفی خیرات کرتے ہیں ہر چند کہ اُنہیں کوئی کیسا ہی بخیل و مفلس ہو پر اپنی قدر و طاقت سے زیادہ دان پن کرنا ہی بلکہ سوائے تالاب مذکور کے لکھتالیں کوس تلک جتنی جہیلین تالاب حوض کوئے اطراف شہر کے اور دورے مقامات جنکے نزدیک سستی نندی بہتی ہی بلکہ وہے بیتھکین بھی کہ اگلے مہینوں کے نام سے مشہور ہیں اور قدیم کتابوں میں مسطور اُن سبکو تیرتھ جانتے ہیں اُسی سب پاتھ و اور کور و کپیشو اہند و نکے تھے آپس میں لڑ کر وہیں مارے گئے اور چالیس کوس دلی سے پرے شمال و سنبھل ایک قدیم شہر اُسمیں ہر مند ایک پرانی پرستش گاہ ہنود کی ہی کہتے ہیں کہ دور آخری میں ایک اوتار وہیں سے نکلیگا قریب اُسکے نانک مہا بابا نانک کے چیلے اور سبوک وہاں اکثر جمع ہوتے ہیں اور چپ تپ میں مشغول رہتے ہیں اُتر طرف اُسکی کھاؤں کا پہاڑ سونے و پونے تانبے شیشے اور گندک سہاگے کی کھان اُسمیں ہی سوائے اُسکے بازو شاہین اولہ چنگل گیر پرندے وہیں سے آتے ہیں بلکہ سرگاہے مشک کے ہرن ریشم کے کیرے پہاڑیئے تا بگن اکثر وہیں ہوتے ہیں اور سفید شہد بھی بہتات سے وہیں ملتا ہی از بس کہ بستی اُسکی محفوظ اور بے لگاؤ ہی

ہسنگیوں میں ملک بلک پھنچا نے ہمیں لطف بہہ ہی کہ مدتوں پانی اُس دریا کا اگر باسوں میں رہے مطلق نہیں بڑھتا کیرا اُس میں کبھو نہیں پرتا ساتھ اس کے میتھا اور ہلکا سارے دریاوں کے پانی سے ہی اس پر خوبی بہہ کہ ہر ایک کے مزاج کو اس آتا ہی یہاں تک کہ بعضے بیماروں کو شفا بلکہ کتنی مزمن بیمار یوں کو فائدہ دوا کا بخشا ہی باوجود اس کے تندرستوں کو تو انسانی نازی معدے کو صفائی قوت غمہ کو ترقی دیتا ہی سواے ان باتوں کے رطوبت غریزی کو برہاتا ہی بھوکھ زیادہ لگاتا ہی رنگ لال کرتا ہی اور مزاج بحال اسی واسطے ہندوستان کے بادشاہ اور اکثر امرا کہیں ہو ئیں پر اُس کا پانی پیتے ہیں قصہ مختصر بہہ دریا و ہر دو اُسے سارا ہندوستان کی بستی میں ہوتا ہوا ہستنا پور کے متصل جا پھنچا پھر وہاں سے کہتے ہیں کہ قیروانوپ شہر و دکر ساس و سورن اور بد اوں کے قریب اور وہاں سے قنوج کے متصل مدائن شیوراج پور اور کھجورائے و مانک پور و شہزاد پور میں ہوتا ہوا قلعے الہ آباد کے تلے جا نکلا ہی ہمیں جمنا بھی کئی دریاؤں سمیت اُس میں آملی پھر گنگا چنا رگدھہ اور کئی محالوں کے تلے ہوتی ہوئی بنارس کے نیچے جا پھنچی غرض پتے کے تلے پھنچتے پھنچتے بہتر دریاؤں اور درکھن کے پہاڑوں سے جدے جدے آکر اُس میں ملے پر نام اُس کا باقی رہا مگر بات بہت برہہ گیا کہ کنارہ وہاں بوقت نظر آتا ہی اور برسات میں تو دکھائی ہی نہیں دیتا پھر وہاں سے راج محل و مرشد آباد و میرٹھ و پور و بھراہٹی میں ہوتی ہوئی جہانگیر نگر کے تلے پھنچی دھا کھہ بھی اُسی کا نام ہی بعد اُس کے لی گزرا سب سے جا کر دو حصے ہوئی ایک تو شرقی و دجا کر چات گام میں شور دریا سے مل گیا نام اُس کا پدماوتی سمجھا اور دوسرا جنوب کی طرف بہکرتین تھکے ہو ایک کو سرستی کہتے ہیں دوسرے کو جمنا تیسرے کو گنگا پھر اُس کے چھوٹے چھوٹے ہزار سوتے ہو کر بندہ چات گام کے نزدیک دریاے عمل میں مل گئے بعد اُس کے سرستی اور جمنا بھی اُس میں آملیں پر تحقیق بہہ ہی کہ گنگا راج محل سے آگے برہہ کر متصل قاضی پتے کے جب پھنچی نام اُس کا پدا ہوا وہیں سے ایک سونا جڑا ہوا کر مرشد آباد کی طرف گیا پھر مذہب میں پہنچ جلنگی سے مل کلکتے کے نیچے ہو دریا سے شور سے جا ملا اُسی کا نام بھاگی رتی ہی اور پدا کہ اصل گنگا ہی وہ چات گام میں جا کر سمندر سے ملی لیکن دھا کھے سے بہہ دریا و تین کو سب پر ہی متصل اُس کے بوڑھی گنگا قصہ کو ناہ چات گام کے دریا تک پہنچتے پھنچتے گنگا جمنا سرستی

عرصہ رکھنے میں پھر اکبر آباد کے نئے گچا چنچہ وہاں بھی اکثر عمارات بادشاہی اور امیر و بنگی جو بلقان لب وریا میں بعد اسکے آئے کے شہر و قلعے کے نیچے جا نکلا پھر کالپی کے متصل گیا اُسکے بعد اکبر پور میں چنانچہ عمارتیں راجہ بیربل کی اُسی کے کنارے پر میں اور راجہ مذکور شہر سطور ہی میں پیدا ہوا اور اُسی شہر کے تے دریائے چنبل اور تیوہ اور استان سواے انکے اور بھی دریا و گوند و آنے کی طرف سے جڑے جڑے آکر اُس میں ملے ہیں پھر جمنامکو سے میں ہو کر الہ آباد کے قلعے کے نیچے گنگا سے آملی اور دوسرا دریا و گنگا اُسکے بھی سرچشمے سے کوئی واقف نہیں لیکن ہندوؤں کے عقیدے میں یوں ہی کہ گنگا بیکشتہ سے اُتری شرح اسکے ہندو کی قدیم کتابوں میں بھی اور کیلاش بہت پر ہو چین کے متصل جا نکلی چنانچہ فردوسی کے شاہنامے میں ہی کہ پتھر کی عمارت سیاؤش بن شاہ ایک اؤس کی لب گنگا میں پھر وہاں سے کوہستان بدری میں آئی وہیں ایک حاطہ برف کا ہے کہ ہماچل اُسکو کہتے ہیں ہندو اپنی گایا کو اُسی میں گلا نا عت آخرت کی نجات کا جانتے ہیں چنانچہ پانڈوؤں نے جا کر اپنے بدن اُس میں گلائے لیکن کنارے اُس دریا کے اُس پہاڑ میں اس قدر بلند ہیں کہ پانی بدقت دکھائی دیتا ہی نا و ہر آدمی پار نہیں جاسکتے اس واسطے گزارے کی جاگہ برے برے موٹے رے دو نو کناروں کے درخون سے مضبوط باندھتے ہیں اور چھینکوں پر اُنکے سہارے سے پار آتے ہیں غرض بدری ناتھ کی پرستش کو خلائق شہر شہر سے آتی ہی لیکن اس طرح کا طور گزار کا جو کسی آدمی نے نہیں دیکھا بسبب اسکے آتے جاتے اُس پر نہایت ڈرتے ہیں بعد اُسکے دریائے مذکور بدری ناتھ کے پہاڑ سے بہتا ہو امری نگر تے آ اور وہاں سے رکھی کیش میں جا کر ہردوار کے پہاڑ میں جا نکلا ہی اگرچہ گنگا ناسر ہندوؤں کے مذہب میں پوجنے کے قابل ہی علی الخصوص اُس مقام کے بیچ چنانچہ ہر سال بیکالھی کے نہان کو ہر طرف سے ایک خلقت آکر وہاں جمع ہوتی ہی ہر جس سال کہ مشتری دلو میں آتی ہی زبان ہندی میں اُسے کبنتھ کہتے ہیں اُس برس دور دور کے لوگ کثرت سے آتے ہیں اور وہاں نہانے میں حاصل بہہ ہی کہ وہاں کا نہانہاں بن اور ناخن لینا مر منہہ کے بال مند آنا بر آثواب جانتے ہیں بلکہ مردوں کی ہڈیوں کو بھی اُس جگہ گنگا میں تو الٹا وسیلہ نجات کا سمجھتے ہیں اور پانی وہاں کا بطور تحفے کے

جیسی چاہئے ہر وقت بہنایت کے ساتھ موجود بھانت بھانت کے میوے ہر شہر و ولایت کے اور رنگ برنگ کے پھول ہر فصل میں بخوبی بہم پہنچتے ہیں پروانکے خاص میوہ میں فروزہ نہایت شیریں و خوش مزہ و خوش بو ہوتا ہے لیکن کچھ چھوٹا اسی واسطے اکبر آباد کی جمالی مشہور ہی پان بھی وٹکانا زکتر ساتھ عطریات کے سوائے اسکے اشیاء بھی انواع و اقسام کی لطیف و اعلیٰ بنتی ہی کاری گری اپنی اپنی صنعت میں کامل موجود خصوصاً کاروبار یہاں کا سنہری دھری نہایت چوکھا اور جگمگا ہوتا ہے۔ اس کے اکثر سوداگر کار چوٹی تھان اور چیرے خرید کر ملک ملک لے جاتے ہیں اور انشاع اکثر اٹھاتے ہیں قصہ مختصر شہر مذکور نہایت آباد و بارونق ہے۔ اس میں علما و اولیا کے اکثر ہیں اور مقبرہ محمد اکبر بادشاہ و شاہ جہاں کے اس کے نہایت اسلوب و نمود کے ساتھ ہی * (بیانا)

قدیم زمانے میں ایک برآشہر تھا اور قلعہ بھی اس کا نہایت مضبوط و محفوظ اگلے وقت میں گنہگار بندو انون کو وہیں کہتے تھے مہندی وٹانکی نہایت رنگین اور آم بھی بہت برآوزن میں قریب ایک سیر کے * (سیکری) * ایک گاؤں ہی اسی کے علاقے کا اکبر آباد سے بارہ کوس پر اکبر بادشاہ نے شیخ سلیم چشتی کے فرمانے سے وٹان ایک قلعہ سنگین بنایا ساتھ اسکے عمارتیں اچھی اچھی خانقاہیں خوب خوب مسجدیں پاکیزہ پاکیزہ بنائیں پھر فتح پور اس کا نام رکھ کر دارالسلطنت مقرر کیا متصل اس کے ایک برآٹالاب ہی دو کوس کے پھیر میں کنارے پر اس کے ایک برآیوان و ایک مینار عالیشان ملا وہ اسکے ایک مکان ہتھی لڑانے کا بہت برآ اور چوکا گاہ نہایت پر فضا قریب اس کے سنگ سرخ کی کھان چنانچہ ستون اور چٹانیں سوائے ان کے عمارت کے لوازم جس قدر اور جتنے اندازے کے درکار ہوں وٹان سے نکل سکتے ہیں * (گوالیار)

نامی قلعہ ہی آب و ہوا اس کی نہایت خوب استواری مضبوطی بھی نہایت مشہور با اسلوب سلطنت جو زندانی قابل حفظ کے ہوتے تھے اکتھ کا نا وہیں تھا با سندنے وٹان کے برتہ زبان آور گوئے نہایت با اثر اور محبوب دلربائی میں خوب چالاک اور قیامت لے باگ ہوتے ہیں مزار شیخ محمد غوث کا بھی وہیں ہی کہتے ہیں کہ شیخ مذکور اپنے عہد کے صاحب کمالوں میں ممتاز تھا اور نغیر مرغ اس کے عمل میں تھی * (کالی)

کے ہزار سوتے ہو گئے اور اکثر سیاحوں کی زبانی سننے میں یوں آیا ہی کہ گنگا کے کنارے پراندا سے انتہائیک بیشتر مسقہ مرد چور مفسد راہزن بستے ہمیں وجہ اسکی ایک اطف سے صاحب خلاصہ التواریخ نے یہ لکھی ہی کہ از بسکہ اس میں نہانے سے گناہ لوگوں کے جسم سے دور ہوتے ہمیں اغلب کہ وہ ہی بطور تاسخ پیکر انسانی میں جنم لے کر خلق کو یہاں اذیت دیتے ہمیں فی الجملہ صوبہ مذکور کی ہوا قریب اعتدال کے ہی اور ذراعت اُس میں بارانی و سہیلی اور کہیں کہیں کوؤں سے سم فصلہ ہوتی ہی میوہ بھی ایران و توران نیک کا گونا گونا کثرت سے اور پھول خوشبو اور رنگی طرح بطرح کے بہتایت سے ہر فصل میں ہوتے ہیں۔ ~~یہاں سے بھی بری بری یختہ سنگین و خشتی افراط سے بنتی ہیں صوبہ اکبر آباد اُسکے مشرق کی طرف صوبہ سرحد کی طرف صوبہ اجمیر جانب جنوب کماؤں کا پہاڑ جانب شمال اور پھول سے اکبر آباد لیکر تا لودھیانہ کنارہ دریائے ستلج طول ایک سو ساٹھ کوس کا اور سرکل دیواری سے کماؤں کے پہاڑ نیک عرض ایک سو پالیس کوس غرض شاہ جہان آباد و سرہند و حصار فیروزہ سہارنپور و سنبھل و بہاؤں دیواری و نارنول آٹھ کارہین متعلق اُنکے دو سو انتیس محال آمدنی اس صوبے کے چوتھ کر و ترستھ لاکھ تیس ہزار دام اور یہ اصطلاح میں متعدد یوں کی پیچیدہ ان حصہ سے کا ہی *~~

* صوبہ مستقر الخلافہ *

اکبر آباد اگرہ ایک گاؤں پر گنہ بیانہ کے متعلقات سے تھا سلطان سکندر لودی نے اُس مکان کو پر فسادیکھہ کر تختگاہ مقرر کیا اور ایک شہر نہایت خوب بسایا اُسکے بعد بادل گدھ مشہور ہوا مہر شاہ جلال الدین اکبر نے ممالک محروسہ کا بیچون بیچ سمجھہ کر ایک قلعہ نہایت مستحکم بنایا ساتھ اُسکے شہر بھی نہایت وسیع و خوش اسلوب ہر عمارت بسایا سچ تو یہ ہی کہ کسی جہانیدہ نے قلعہ اس منانت کا اور شہر اس وسعت کا نہیں دیکھا جمنا چار کوس نیک شہر کے درمیان بہتی ہی دو طرف عمارتیں عالیشان اور رنگ برنگ کے مکان خد اکی قدرت کا تماشا دکھاتے ہیں باوجود اسکے اشخاص ہر قوم کے اور باشندے ہر ملک کے کثرت سے مجتمع * علی ہذا القیاس اجناس و اشیا بھی ہفت اقلیم کی

و سے ہی عالم رہا نہ بجائے ہوئے برتنی دھوم سے قصبہ مذکور کو چلتے ہیں اسی مجمع کا نام چھترسی ہی اور میدانی جی اُسی کو کہتے ہیں دھڑ جائے یا بجائے قصبہ کو تاہم سطور میں اُس بزرگ کے مزاد پاس کئی دن جمع رہتے ہیں قسم قسم کی نذرین نیازیں پر آتے ہیں جب سترہویں تاریخ قل ہو چکنا ہے تب اپنے اپنے وطن کو روانا ہونے ہیں اور اس امر کو حرم و عمرے سے بہتر سمجھتے ہیں ہر چند کہ ماہر چلن ایک مدت سے چلا آتا ہی پر بانی استکاد سے بکھیرائیے اور بھٹکائیے بکے کوئی نہیں تھہرتا سہا تھہرا سیکر نہیں رہا جی بھی وہ مقبرہ ہو گا آثار اس دنگل کے اسہر دال ہیں اگرچہ شیعہ مذکور کی نیکی بدی اُن امور سے ثابت نہیں ہوتی لیکن قاضی نور الدین سوتیلی رحمت اللہ علیہ نے مجالس المومنین میں امامیہ مذہب اُسکو لکھا ہے کہ اس وقت کے لکھنے میں آباد و سر اچنیل کہ اکبر آباد سے آٹھ کوس کے فرق سے ہوتا ہوا بھد اور دھم کا ایرج کے محال سے گزرتا ہوا اکبر پورہ کہ متعلق کالیسی کا ہی وہاں پہنچ کر جمناسے جا ملا لیکن دیکھ پائے مذکور کی برآمد کا مقام مالوے کے متعلقات سے ہی یعنی خاص پور غرض گھاٹم پورہ اس پورے کے پورہ ب طرف گنگا اتر رخ چندیری دکن طرف پاول پچھم رخ طول صوبہ مذکور کا گھاٹم پورہ آباد کے متعلق سے لیکر پاولوں کہ شاہجہان آباد کے عملے سے ہی ایک سو سہ دکن میں اور عرض قنوج سے تا بہ چندیری کہ وہ مالوے کے متعلقات سے ہی سو کوس القصبہ سرکار اکبر آباد و بالادی والور و تجارہ و ایرج و کالیسی و سانوان و قنوج و کول برودھ منڈلا و رگوا لیا و غیرہ چودہ سرکار میں متعلق اُن سے دو سو اٹھ ستھ محال آمدنی آٹھ کروڑ اٹھارہ لاکھ پینسہ ہزار آٹھ سو دام لیکن برسوں سے سرکار قنوج صوبہ اودھ میں داخل ہی *

(دیکھ کذبھیرو)

بھرت پور بھی گویا صوبہ اکبر آباد کے متعلقات سے ہیں اٹھارہ اٹھارہ یا انیس انیس کوس کا فاصلہ اُن سے اور شہر مذکور سے ہی قلعے اُنکے نہایت مستحکم و محفوظ و کمان ساتھ اسکے اسباب جنگی اور ذخیرے ہر ایک میں اس بہتایت کے ساتھ کہ سالہائے سال قلعے والے محتاج ان امور کے نہوں خصوصاً بھرت پور میں بالفعول وہی مدنجیت سنگ کا سکین ہی قلعہ مذکور سب سے زیادہ مضبوط و محکم چنانچہ اُسکے گرد کی کھائی ایک جھوٹی حسی نہی ہی کہ ناو

ایک شہر ہی جنہا کے کنارے بہت سے صاحب کمال درویش اُس سرزمین میں بھی
آسودہ ہیں ساتھ اسکے مشہور ہیں کہ بھیم کے تودے کے غار میں وہاں فیروزے اور
نارنگی کھان ہی لیکن داخل و خارج اُسکے برابر ہیں پر گرمی اپنے موسم میں وہاں حد سے
زیادہ پرتی ہی یہاں تک کہ اُس کی اطراف میں بیشتر باز سسوم چلتی ہی اکثر راہرو اُسکی
حدت سے تو بس کراذیت پاتے ہیں بلکہ بعضے تو مر ہی جاتے ہیں اسی درختوں کے
باشندے اس رات میں بیشتر گھر میں بیٹھے رہتے ہیں پھرتے جاتے نہیں مگر بضرورت
گرمی کا وقت تال کر مصری بھی وہاں کی بلاد میں شہر ہو رہی متصرفہیم بستی ہی اسی
دوبار کے کنارے پر کنہیا کی پیدائش وہیں ہوئی ہی اولاد میں کاتون میں بزرگی و برتری اُس
طبقے کی بہت لکھی ہی خانی الواقع ہندو نکا براتھر تھ ہی آغاز آخرینش کے یہاں پرستش گاہ
جانتے ہیں تھا کروانکا عالمگیر کے وقت میں کی شولہ اے تھا چنانچہ بادشاہ کے اُسکے مندر کو
توڑ کر وہیں ایک مسجد بنائی ہی اور عبدالنبی خان فوجدار نے وسط شہر میں ایک
مسجد عالی بنا کر دنیا میں نام کیا اور عاقبت میں ثواب لیا سوائے اسکے سرائت میں دربار
کے کنارے سے آمد تک کئی سو سیر دیان سنگین پختہ بنائیں چنانچہ جیسے یہاں
میں بھی کچھ اور سو پانی میں درہی رہتی ہیں بس اسکے زینت گھات کی پرتھ گئی
اور نہانے والوں کو راحت حد سے زیادہ حاصل یہ ہی کہ ہندوؤں کو بھی راضی
کیا اور شہر مذکور میں نیکنام ہوا * (فوج) قدیم شہر ہی گنگا کے کنارے
پسنت خوش آب و ہوا میوہ بھی وہاں اکثر خوب و باغزد ہوتا ہی بلہوہ کا ایک پرگنہ
سرگام مذکور کا ہی اُسکے تعلقے کا ایک قصبہ مکن پور درگاہ سید بدیع الدین عرف
شاہ مدد کی وہیں ہی اکثر لوگ اُسکو مانتے ہیں خصوصاً عوام یثترالذال
اول فقیر بھی اس گھرانے کے ایسے ہی کچھ اکثر جاہل سلسلہ انکا ازادوں کے
نزدیک دست نہیں اول بانا اُس بزرگ کا انہیں سفیہوں نے سیاہ مقرر کیا
چنانچہ سنہری علموں میں سیاہ پتکے باندھ کر دو دم دو دم کرتے ہوئے گلی گلی لے پھرتے ہیں
خصوصاً جمادی الاول میں تو نہایت شورش مچانے میں سو اے اسکے ہر سال دو دور کے
لوگ زن و مرد کثرت سے لیکن بیشتر پا جی رہا لے حد اُسے فقیروں سمیت ہاتھوں میں اُنکے

اور نیک زب سلاہ اُس کے ہاتھ سے بانیگ تھا توپ کے منہ دھڑکے اُڑا دیا بھر جاتوں نے
اپنا ریس را جا دام کو مقرر کیا قصہ کوتاہ بنیاد انکی عالم گیر کے وقت سے بندھی ہوئی جو
سلطنت ضعیف ہوتی گئی بے قوت پکڑنے کے چنانچہ ابتک کہ شاہ عالم کا اقتدار ہوا
سن جلوس ہی را جا رنجیت سنگ سورج مل کا بیٹا اُسی قوت و تسلط کے ساتھ
اپنے ملکوں پر محیط ہی * (صدیق خاں خاں آلہ آباد)

ہندوی نام اُس کا پر اگ ہی اکثر ہندو تریشہ ہیں کہتے ہیں جلال الدین محمد اکبر نے
لیگا جھنا کے بیچ ایک قلعہ سنگین و محکمہ کیساتھ بھی اُس میں متعدد دودلیچسپ و مستحکم
بنا کر ایک شہر بھی خوش و خرم بنایا نام اُس کا الہ بادشہ رکھا بھر شاہ جہان نے مسی
بال آباد کیا اور ان دریاؤں نے قلعے کی جانب شرقی کے متصل اتصال پایا ہی اور
ایک سو تالیف قلعے کے نکل کر ان میں آملی بنایا اسکے نام اس مکان کا تریشہ تھا اور اس
سو تے کو ہندو سرستی کہتے ہیں لیکن کتب ہندی میں یہ نہیں لکھا کہ سرستی یہاں سے نکلی
ہی سو اے اسکے قلعے میں ایک درخت ہی اُس کو اکھی بر کہتے ہیں معنی اُس کے
پائدار اور ہندی کتابوں سے یہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ قیام درخت مذکور کا قیامت تک
ہی چنانچہ نور الدین محمد جہان گیر نے اُس کو کٹوا کر ایک توالیہ کا بہت بھاری اُس
مقام پر رکھوا دیا تھا چند روز کے بعد وہ درخت پھر پھیکا اور اُس توے کو توڑ کر باہر نکالا
حاصل یہ ہی کہ ہندو اُس کو براتیر تھ بلکہ پرستشگا ہوں کا پادشاہ جانتے ہیں جب کہ سورج
مکر کا ہوتا ہی یعنی جہی میں آتا ہی گر وہ گر وہ زمین و مردنزدیک دور سے آکر وہاں جمع
ہوتے ہیں ایک مہینے تک روز نہاتے ہیں اور اپنی ہوت کے موافق دانین
کرتے ہیں سو اے اسکے سرکار و املا میں بھی ہر شخص لکھ روپی داخل کرتا ہی علاوہ
اس کے ہندو ازبکہ وہاں کے مرینکو ہتر سمجھتے ہیں اسی سبب زمانہ سابق میں بعض
تو نجات آفرست کے لئے کہتے اس امید پر کہ کسی را جا راؤ کے یہاں جنم لیوین جیتے جی
اپنے تین ازبے سے چروانے تھے شاہ جہان صاحب قران ثانی کے وقت سے یہ عمل
موقوف ہوا لیکن قلعہ شاہ عالم بادشاہ کے چوالیس سن علوسہ میں صاحبان انگریز نے
توڑ کر اس اسلوب کے ساتھ بنایا کہ اُس کا نقشہ ہی اور ہو گیا سچ تو یہ ہی کہ آگے

اُسے سب سے سوائے اسکے اور اسباب اور آثار حفاظت کے بہت سے مہین پر وسعت میں
 ایک کا قلعہ اُسے زیادہ ہی لیکن مستحکم و محافظ ایسا نہیں چنانچہ ذوالفقار الدولہ نجف خان
 میر بخش نے بھی نول سنگ کی لڑائی مار کر اُس کو چھین لیا تھا لیکن بھرت پور کا ارادہ
 نکالیا بلکہ تال دیا بنا اُنکی راجا بد ن سنگ سورج مل جات کے باپ سے شروع ہوئی اور اس
 امر کی ترغیب راجا جی سنگ جی پور والے نے اُس کو دی بلکہ موجب اُسکی ترقی کا بھی
 کچھ ہوا ہون مہین کا خاندان پر اچانچہ ہی سنگ نے محمد شاہ فردوس آرام گاہ سے ایک
 لاکھ چالیس ہزار روپیہ پر میوات کا بھی اُس کو اجازت کر دیا سوائے اسکے ملکی مالی ہر امر میں
 اسکے دگر تھا وجہ اُسکی یہہ ہی کہ جی نگر کے راجاؤں نے اس وقتوں کو اپنا سردارہ تھا یا تھا
 تابع قلوب کے لئے آپ بھی اُسے سلوک پیش آتے تھے جو خود اعلیٰ سے
 بھی رعایتیں کروا تے تھے پھر تو دولت اُنکی دن بدن برہنے لگی اور ریاست رونق پکرنے
 بد ن سنگ نے اپنے جیتے جی سورج مل کو مختار کیا اور آپ الگ ہو بیٹھا اُسے زیادہ
 گڑھوں کی تیاری کی اور شہر و نکی آبادی کو ترقی بخشی سپاہ کے احوال پر بہت متوجہ ہوا
 ہر ایک رسالہ دار سردار سے بیٹھ کر سلوک کیا بنا بر اسکے اکثر کاروائے عمدہ اسکے ہاتھ سے نکلے
 بلکہ بعضے بت باہری کام اُس نے کئے چنانچہ نواب ذوالفقار جنگ سید ملا بت خان میر بخش
 پر غالب ہوا اور نواب حکیم خان شاہدار اُس سے معرکہ میں مارا گیا غرض اُنکی ریاست کو جو ایک مدت
 رہا نہی بسبب اسکے سوائے راجا بد ن سنگ کے جو ہوا سودر اور شجاع پر راجا مذکور
 کچھ بودانہ تھا مگر عباس و غافل اس سبب سے روپاہ نہ کیریا کر کے ہاتھ سے کشتہ ہوا
 قصہ مختصر شور شین اور شرارتیں تریے اور ننگ زیب کے وقت سے کرتے تھے چنانچہ
 زور آور سنگ اکبر آباد و شاہنہاں آباد کے قافلے اکثر لوٹ لیجاتا تھا اور مسافروں سے سچا روٹو
 اقسام کی ایندین ہینچاتا تھا سیسنی کی نواح میں ایک گدھی بھی اُس نے اپنے حفظ کے
 لئے نہایت مستحکم بنائی تھی اسکے آرتلے سے فوج باد شاہی سے بھی کتنے دنوں لڑا چنانچہ
 اکبر آباد کے ناظم نے ہر چند اُس کے لینے کا قصد کیا پر کچھ نہو سکا لاچار دست بردار ہوا آخر
 شاہزادہ بیدار نخت نے آکر تین مہینے تک اُس کا محاصرہ کیا جب ذخیرہ نبر چکا تب
 زور آور سنگ شاہزادے کی خدمت میں دست بستہ حاضر ہوا بلکہ ہمراہ اسکے دلہن گیا

ہی مزا اُس کا ذایفہ قہمید جنگا در ست ہی دے جانتے ہیں اور رتبہ بھی اُس کا دے
 وہی پہچانتے ہیں فی الواقع جیسے نان و خلوے کے اشعار سراسر شیرین ہیں * ویسی ہی
 اُسکی ایات سر تا پا بامزہ و نمکین * قصہ مختصر یہ بزرگ جن دنوں شاہ عالم بادشاہ
 مذکور میں رونق افزا تھا اُنھیں دنوں حج کو گیا آخر اُماکن مشرف ہوئے اہل قیور سے
 سن گیارہ سسی ستاسی ہجری میں داخل ہوا فقیر نے جس طرح سن میں اُس بزرگ کو
 دیکھا ہی فی الواقع کہ جمیع صفات سے موصوف تھا بلکہ اس خاندان میں اکثر اشخاص
 صاحب اخلاق و علم فضل میں برگزیدہ آقا تھے لیکن تعصب جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے
 ہر ایک کو بدرجہ اتم تھا لہذا اہل السنہ کمال شاہ محمد اجمل کہ بالفعل سجادہ نشین ہی اُسکو مطلق
 مذکور میں کی اُسکے اطوار سے ہویدا ہی اور اشعار سے پیدا حق نعالی اُسکو سلامت رکھے
 کہ اہل کمال کا ہونا اس عصر میں نہایت غنیمت ہی اور طالبوں کے لیے ایک نعمت غرض یہ
 مسدوح صاحب دیوان فارسی و ہندی ہی اور وہ دنوں فصاحت کے مخزن اور بلاغت
 کے معدن ہیں ہر چند کہ دیوان ڈیختہ چھوٹا ہی پر رتبہ میں کہیں برآمولف کو اُس مرایا امتیاز
 کی خدمت میں ایام طفلی سے نیاز دلی و رسوخ قابی ہی اور وجہ معاش اُسکی وہی ہی جو اُسکے
 بزرگوں کی گذران کے واسطے سلاطین و حکام نے معین کی تھی بلکہ بہت دنوں سے کچھ کم
 ہو گئی مگر صاحبان عالیشان نے جتنی تھی اُسکو جاری رکھا * (بیت)
 غنیمت ہی جو کچھ اب بھی ہی دن گذرے فراغت کے * کرو گے یاد ایک دن تم یہی ایلم عسرت کے
 اور اُنھیں میں سے ایک دائرہ سید شاہ ظہور محمد کا ہی ہر چند کہ محوطہ اور مکانات اُسکے
 کچھے ہیں ساتھ اُسکے چھوٹا بھی ہی لیکن وہ مرحوم اپنے کام کا پکا اور درویشی کے چلن میں
 بہت برآبلکہ یکتا تھا یا ضرت میں کامل مدام شاغل نماز معاوس بھی اکثر پڑھا کرتا سواے اُسکے
 اور بھی کرتی کرتی عبادتیں کیا کرتا تھا کہ اپنے معاصرین میں بے نظیر وہ صاحب تاثیر تھا چنانچہ
 فقیر نے بھی ایک نقل اُسکی کرامت کی اپنے والد سے سنی اور وہ یہ ہی کہ جب
 نواب عمدۃ الملک امیر خان بہادر مرحوم کو محمد شاہ فردوس آرام گاہ نے صوبہ مذکور عنایت
 کیا اور وہ عالی منشاں بعد نادر شاہی کے وہاں رونق افزا ہوا تھوڑے دن گذرے تھے کہ
 نواب مغمور کو مرض خناق کا عارض ہوا اور اُس نے طول کھینچا ساتھ اُسکے بلغم اس قدر متعفن

قابل بزم تھا اب لائق رزم ہوا لیکن یہ معمورہ آگے نہایت آباد تھا چنانچہ اس میں بارہ
 سرائیں اور بارہ دائرے تھے اب تلک بھی کئی موجود ہیں لکن وہ عالم کہاں
 ہے۔ امکان بالمشکین اور دائرہ وہاں کے باشندے خانہ فقر اکو کہتے ہیں پر
 اُس کے محو غم ہیں مکانات متعدد ہوتے ہیں بلکہ بیشتر مسجد و خانقا بھی اُس میں
 دیکھی ہی چنانچہ شہر شہر اللہ کا دائرہ نہایت وسیع و کلان اور مشہور جہان
 تہاں ہی پس معلوم ہوا کہ علماء و مشائخ بھی یہاں مدت سے رہتے ہیں لیکن خلاصہ الہند
 کے مولف نے جو احوال اُن کا قلم انداز کیا اور مطلق نہ لکھا اغلب کہ اُس کو خبر نہ ہوئی
 کہ یہاں بھی اہل اللہ موجود ہیں کیونکہ اکثر صوبوں کے مشائخ کا احوال اُس نے
 ثبت کیا ہے مگر صوبہ مذکور کے فقراء مشاہیر کے حالات کی تحریر نہ کیا تھا اُنھیں
 چنانچہ حاوی فضائل صوری و معنوی شیخ محمد افضل الہ آبادی و عباسی و نقشبندی کی
 وفات گیارہ سہی جو بیس ہجری میں ہوئی اور تالیف اس کتاب کی سن گیارہ سہی
 عات میں قصہ مختصر شاہ صاحب مرحوم شیخ مغفور کا حقیقی بیٹا اور داماد تھا بعد اُس کے
 سجادہ نشین بھی ہو انھال استعداد تو اُس کا بارہ ہی برس کی عمر میں عم بزرگوار کے
 آب تربیت سے مر سبز ہو چکا تھا اور رجعت حال کا فہم سے اُس صاحب حال نے نہ لگا
 کچھ اور پکر آتھا غرض انتہائے تحصیل تلک شیخ کی خدمت میں ملا اور اُسکی صحبت سے
 فائدہ اُٹھا ما آخر نعمت کبیر اُس کے ہاتھ آئی اور شان عظیم بہم پہنچائی یہاں تک کہ لالی بند
 و نصایح طالبوں کو ہمیشہ عنایت کرنے لگا اور جو اہر کلام سے دامن خواہش مندوں کے
 دام بھرتے لگا اکثر علوم میں کتابیں اُس نے تصنیف کیں اور بہت سے رسالے لکھے
 طلبہ بھی اُن سے بہرہ مند ہوئے آخر سن گیارہ سہی چوان بیس ہجری میں اس سرانے فانی کو
 تجا اور دلسناد الالبقا کا ایامہ فون بھی شہر مذکور کے بیچ چپا کے پہلو میں ہوا بعد اُس کے
 اور بھی اشخاص اُس بزرگ کے اقربا اور فرزندوں میں صاحب کمال و علم ظاہری و باطنی
 سے مالا مال ہوئے چنانچہ خلاصہ محققین شاہ غلام قطب الدین جامع معقولات و مقولات تھا بلکہ
 شاعر غرا و سخن دان بے ہمتا دیوان فارسی اُس کا نہایت مربوط و مضبوط ہی ساتھ اُس کے کئی
 مشویان بھی علی ہذا القیاس خصوصاً مان و علو کے جواب میں وہ ہشوی کہ مسمی بنان و قلبہ

ہی مرا اُس کا ذایفہ فہمید جنکا درست ہی دے جانتے ہیں اور رتبہ بھی اُس کا دے
 وہی پہچانتے ہیں فی الواقع جیسے نان و حلوے کے اشعار سراسر شیرین ہیں * ویسی ہی
 اسکی ایات سرتاپا بامزہ و نمکین * قصہ مختصر یہ بزرگ جن دنوں شاہ عالم بادشاہ
 مذکور میں رونق افزا تھا انھیں دنوں حج کو گیا آخر اماکن مشرف کے گئے مانتے تھے
 سن گیارہ سسی ستاسی ہجری میں واصل ہوا فقیر نے جو کچھ اسکی موجودات پر غمیر
 دیکھا ہی فی الواقع کہ جمیع صفات سے موصوفہ تھیں اسکی کو دیا ہو * غرض عمدت الملک
 صاحب اخلاق و علم فضل میں برگزیدہ آفاقی شخصیت وہ نیک ذات خرقہ حیات پہنے تھا چنانچہ
 ہر ایک گو بدرجہ اتم تھا انھیں دیکھا ہی * بلکہ بارہا اسکی خدمت میں شرف ہوا * سوائے
 اسکی کرامت کا قائل * اور اسکی حرزوں کی تاثیر کا اکثر ناقل تھا * حاصل
 یہ ہے کہ وہ طالبِ کمال و کفایت سے خالی نہ تھا * اور اسکا خرقہ فقر ہرگز جالی نہ تھا * آخر شہر
 مذکور ہی میں اُسے رحلت کی اور اسکی قبر وہیں بنی * (بیت)

نت جگ میں کوئی کب نہ آخرفنا آخرفنا * اس زندگی سے فائدہ آخرفنا آخرفنا
 لیکن اُس بزرگ کا مذہب و نسب و سلسلہ بیعت نہ کسی سے سنا اور نہ پوچھا والا
 لکھنے میں آتا اور تیس کو س صوبہ مذکور سے پرے بنا اس میں ہی ہندی کتابوں میں نام اُس کا
 بارہا بھی لکھا ہی اس لئے کہ یہ بستی درمیان دریا سے پر نہ اور انسی کے واقع ہی
 کاشی بھی ۱ اسکو کہتے ہیں اور مہادیو سے منسوب کرتے ہیں غرض شہر مذکور نہایت
 قدیم ہی عمارات اسکی سنگین و پختہ و بلند اکثر لب دریا لیکن حویلیوں میں انگنائی ندارد
 سوائے اسکے اندر باہر بستی کے ہزاروں بتخانے انگنت شوالے سیکڑوں کندہ اور
 تھا کر یہاں کا بیسبر ناتھ چنانچہ اُس کا برآمدہ تھا عالم گیر نے ترواکروان ایک مسجد برتی
 حالیشان بنائی شہر کے لوگ اُسکو بیسبر کی مسجد کہتے ہیں سوائے اسکے اور بھی
 کسی نامی بتخانے توڑے اور مسجد بن انکی جاگہر بنا کین قصہ کوتاہ شہر مذکور اب بھی آباد
 ہے لیکن کوچے اسکے نہایت تنگ و تاریک و بدبو بلکہ بعضے گلیوں میں تودھوپ کا بھی گذر
 نہیں ہوتا اسی باعث زمین و انکی بیشتر سیلی رہتی ہی پر دریا کنارے کی عمارتیں سب
 کی سب دلچسپ قابلِ مدبر اور باغات بھی شہر کے پچھلے طرف نیت سما و لے

قابل بزم تھا اب لائق رزم ہوا لیکن یہ معمولہ آگے نہایت آباد تھا چنانچہ اس میں بارہ
سرائیں اور بارہ دائرے تھے اب تک بھی کئی موجد ہمیں لاکن وہ عالم کہاں
کے امکان بالمشکین اور دائرہ وہاں کے باشندے خانہ فقر اکو کہتے ہیں پر
بہت عمر پہنچیں مکانات متعدد ہوتے ہیں بلکہ بیشتر مسجد و خانقا بھی اس میں
ہو ایمان تک کہ بصد مشابہہ کادائرہ نہایت وسیع و کلان اور مشہور جہان
زبان مبارک سے فرمایا دعائے فقیران شاہ بھی یہاں مدت سے رہتے ہیں لیکن خلاۃ الہند
ہوئی * اور نواب کو اسی وقت سے تخفیف ہوا اور مطلق نہ لکھا اغلب کہ اسکو خسر ہوئی
شافی مطلق نے شفا کے کلی بخشی * اور طبیعت حالت اصلی مشایخ کا احوال اسے
یہ غلط ہی کہ فقط ہیگی دوا میں تاثیر * اسے بہتر ہی دعائے

بہر تو عمدۃ الملک کو شاہ صاحب کی خدمت میں اعتقاد زیادہ ہوا اور انکی وجہ معیشت پر
اپنی طرف سے بھی برہاد یا چنانچہ آج تک بھی انکی آل و اولاد کو فدرے قلیل ملتا ہی *
اور انکا خرچ روزمرہ اسی کے باعث چلتا ہی * مذہب اس بزرگ کا امامیہ تھا اور
سلسلہ چشتیہ ابائے کرام بھی اسکے اہل کمال تھے * اور صاحب حال و قال * خصوصاً سید
شاہ فتح محمد علوم ظاہری و باطنی میں فی الواقع کہ یگانہ تھا * اور منجم شاہیر زمانہ *
اکثر اشخاص اسکی کرامت کے قائل * اور خرق عادت کے ناقل ہیں * چنانچہ راقم نے
بھی ایک آدمی ایسی ہی اس بزرگ کی شاہ ظہور محمد کے خلف الرشید میان شاہ
غلام رسول کی زبانی سنی ہی اغلب ہی کہ وہ صحیح ہو کیونکہ وہ بزرگ بھی باخداؤ
و صاحب مدنی و صفاتہا ان دنوں معلوم نہیں کہ قید حیات میں ہی یا اس سے آزاد
اس واسطے کہ برسوں سے اسکے احوال کی اطلاع نہیں بلکہ یہ بھی دریافت نہیں کہ اس
خانہ ان میں سجادہ نشین اب کون ہی کیونکہ ایک شخص کا وجود قیام دوام نہیں ہمیشہ
سے بدل اشخاص کا چلا آتا ہی * اور ایک کے بعد جاگہ اسکے دوسرا پاتا ہی (بیت)
جز اسکی ذات اور کسیکو نہیں ثبات * ہی قابل مہمات بہ جتنی ہی کائنات

لیکن ان دونو خانہ ان سے بلکہ اکثر مشایخ سے قدامت بود و باش کی شہر مذکور میں شاہ
منور صاحب کی ثابت ہی کیونکہ بعض ثقات سے سنا ہی کہ وہ برگزیدہ حق نہایت مہم تھا

ہی مزا اُس کا ذایفہ فہمید جنگا در ست ہی وے جانتے ہیں اور رتبہ بھی اُس کا دے
 وہی پہچانتے ہیں فی الواقع جسے نان و خلوے کے اشعار سراسر شیرین ہیں * ویسی ہی
 اُسکی ایات سرناپا با مزہ و نمکین * قصہ مختصر یہ بزرگ جن دنون شاہ عالم بادشاہ
 مذکور میں رونق افزا تھا اُنھیں دنون حج کو گیا آخر اُماکن مشرفہ کے پہنچے و شریف
 سن گیارہ سسی و ستاسی ہجری میں واصل ہوا فقیر نے جو کچھ روایت فرمائی ہے ہر چند کہ
 دیکھا ہی فی الواقع کہ جمیع صفات سے موصوفہ ہے خالی نہیں علاوہ اُس کے اُس
 صاحب اخلاق و علم فضل میں برگزیدہ آفاقی شاعر و شیخ محمد علی حنین گیلانی کا بھی وہیں ہی
 ہر ایک گو بدرجہ اتم تھا البتہ میں اُسے بنوایا تھا بلکہ کہہو کہہو پختہ کو و مان جا کر
 (بیت)

جو بقا اپنی کو دیا میں وہ دکھ بھرتے نہیں * مرتے جو زندگی میں وہ کہہو مرتے نہیں *
 فی الواقع شیخ مدوح علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھا * شعر و سخن تو اُس کا ایک
 ادنیٰ کمال تھا * اُستاد متاخرین و افتخار مستقدمین اُسے کیونکر نہ کہئے کہ نظم و نثر اُسکی ظہوری
 و نظیری کے برابر اور قصیدے قصائد عرفی سے بالاتر ہندستان کے سچ محمد شاہ کے وقت میں
 آیا کئی برس دلی میں رہا پھر بنارس میں آکر گوشہ نشین ہوا * کسی امیر فقیر کے گھر نہ گیا *
 اور کسی سے کچھ نہ لیا * بلکہ محتاجوں کو موافق مقدار آپ ہی دیا کیا * گذران اُسکی ہمیشہ اُجلی
 رہی * احتیاج کسی امر کی بحر خالق کے نہوئی * کہتے ہیں کہ تسخیر آفتاب اُسکے عمل میں
 تھی یا کوئی اور دعوت غرض کشف و کرامت سے وہ روشن ضمیر خالی نہ تھا مشہور ہی
 کہ نواب شجاع الدولہ بہادر کو لڑائی کا مشورہ مطابق مذہب منع کیا کہ بگارت صاحبان انگریز سے
 حد براہی * اور مصالحہ سرناپا بھلا * زہار امی فرزند سوائے صلح کے کچھ نہ کرنا * اور لڑائی
 پردھیان ہرگز نہ دھرنا * کیونکہ صلح میں حصول مراد ہی * اور جنگ میں فساد * غرض بعد ہنگامہ
 یکسر وہ عارف بے ریاسن گیارہ سسی اسی ہجری میں بہشت نصیب ہوا *

(چنار گرتہ)

ایک قلعہ ہی پہاڑ پر سنگین و بند و محفوظ لیکن نشیب و فراز اُس میں بہت ہی گنگا اُسکے
 نیچے بہت ہی قریب اُسکے ایک قوم عالمگیر کے وقت ناک نرو پابرہنہ جنگل میں رہتی تھی

قابل بزم تھا اب لائق رزم ہوا لیکن یہ معمولہ آگے نہایت آباد تھا چنانچہ اس میں بارہ
 سرائیں اور بارہ دائرے تھے اب تلک بھی کئی موجود ہیں لکن وہ عالم کہاں
 فنا لکھان بالکین اور دائرہ و ان کے باشندے خانہ فقر اکو کہتے ہیں پر
 بیچ سرد آٹھ ہیں مکانات متعدد ہوتے ہیں بلکہ بیشتر مسجد و خانقا بھی اس میں
 اُس وقت دیکھا کہ جب اللہ گادائرہ نہایت وسیع و کلان اور مشہور جہان
 میں پرستش لرفضارا اور ہر شاخ بھی بہان مدت سے رہتے ہیں لیکن خلافت الہند
 سے پیش قدمی کرتی تھی * اور ایک آمد اور مطلق نہ لکھا اظہار کہ اسکو خسر نہوئی
 گویا سانچے میں ڈھلا تھا * ہر ایک عضو حسن و ادا کے بلکہ مشائخ کا احوال اُس نے
 ہلال ابرو مہندہ چاند جتہ سو دل * خوش اسلوب چھب بند * کہ چکر پاتھ اُٹھاتا
 مکھڑے کی رنگت کے آگے کندن زرد * بلکہ پکھراج بھی * سونا تو کیا مال
 ہی جو اُس کے روپ کے مہندہ چرہ کے غرض تماشا نیو نکا دیکھتے ہی جی سنسا گیا *
 اور آنکھوں تلے اندھیرا آ گیا * میر مرحوم کے بھی دلپر دیر تک اُس کا صدمہ رہا لیکن
 وہ چمکو چھمکا اُدکھاتی ہوئی بنائیں کہ ہر گئی پھر نہ پھری تا شام راہ دیکھی مذاں سمجھے کہ تجلی
 کو نکرا رہیں اب بٹھنا بیٹھا وہ ہی ہر ایک نے گھر کی راہ لی غرض معمولہ مذکور کیفیت
 سے خالی نہیں دید کے قابل ہی ساتھ اسکے علم ہندی کا بھی گھر ہی کیونکہ برے برے ہندو
 اچھے اچھے برہمن یہ کے برہانے والے شاستر کے بھیدون کے جاننے والے اور جو تک
 نجومی گنی ہرفن کے بکثرت اُس شہر میں رہتے ہیں اسی واسطے برہمن برہمن زادے
 دور دور سے تحصیل کو آتے ہیں اور مدتوں پرہتے پرہاتے ہیں چنانچہ اب تک بھی مدد
 ہندی کا موجود ہی صاحبان عالیشان نے بھی اخراجات اُسکے بدستو جاری رکھے ہیں
 اور اکثر آزاد منش عباتی پشی اُس لحاظ پر کہ مرنا و ان کا باعث نجات کا ہی اپنے وطن
 چھوڑ دینا سے اُتھارام سے لو لکا وہیں رہنا اختیار کرتے ہیں بہتیرے بوڑھے کہندہ سال
 گئے آزادی جیسے سے مایوس ہو کر وہاں آتے ہیں * اور دنیا سے اُتھ جاتے ہیں * از بسکہ
 لوگوں کی آہر جاہر ایک سمت سے رہتی ہی اسی سبب اُسکی آبادی کم نہیں ہوتی
 کپڑا بھی وہاں پر ہشی وزربافی خوب بنا جاتا ہی خصوصاً تاش باد نہایت جگہ کا اور شروع

ہی مزا اُس کا ذایفہ فہمید جنگا در ست ہی دے جانتے ہیں اور رتبہ بھی اُس کا دے
 وہی پہچانتے ہیں فی الواقع جیسے نان و خلوے کے اشعار سراسر شیرین ہیں * ویسی ہی
 اُسکی ایات سر تا پا بامزہ و نمکین * قصہ مختصر یہ بزرگ جن دنوں شاہ عالم بادشاہ
 مذکور میں رونق افزا تھا اُنھیں دنوں حج کو گیا آخر اُماکن مشرف ہوئے اُسکی کلاس میں
 سن گیارہ سسی ستاسی ہجری میں داخل ہو افسوس کہ وہاں (بیت)
 دیکھا ہی فی الواقع کہ جمیع صفات سے موصوفہ نہایت ہی اُسکی ارمحال

صاحب اخلاق و علم فضل میں برگزیدہ آفاقی سوادن ہجری میں کی * اور دارین میں نیک
 ہر ایک گو بدرجہ اتم تھا اُنھیں اشرق ہی پل بھی وہاں کا اقلیم ہند میں بے مانند ہی
 نہایت ہی اظہر من الشمس سیکر دن برس گذرے ہیں لیکن معلوم یہ ہوتا ہی
 اور مہتمم اُس کا نواب مرحوم کا فہیم غلام تھا قطعہ اُسکی تاریخ کا یہ ہی * (قطعہ)
 خانخانان خان منعم اقتدار * بستہ این پل و ابوسفیق کریم

نام او منعم ازان آمد کہ ہست * بر خلائق ہم رحیم و ہم کریم
 رہ بتار بخش بری گر افگنی * لفظ بد را از صراط المستقیم
 حق تو یہ ہی کہ یہ تاریخ اُسکی بجا ہوئی کہنے والے کی طبیعت خوب لگی خدا اُسکے تعبیر کنندے کو
 مستغرق دریاے مغفرت کرے * اور پل صراط پر اُسکی دستگیری و معاونت (بیت)
 ہی در یاد لی کا یہ اُسکی نشان * خدا اُسکو قائم رکھے جاودان

سرائیں بھی کئی تھیں لیکن بالفعل ایک پختہ پل کے جنوب رخ اور دو کچی شمال دو لیکن کچھ
 ایک فاصلے سے پھایل و عطر بھی وہاں کا نہایت خوشبو ہوتا ہی چنانچہ اکثر بلاد بطریق تحائف
 بھیجواتے ہیں * اور خوشبوی ساز سوداگر بھی اطراف میں اُسکو لیجاتے ہیں * غرض
 سنگند رائے اور رائے کا تیل تو وہاں کا سا کہیں نہوتا گلاب خجالت سے اُسکے آگے پانی ہوتا *
 اور سماگ کے عطر کی باس بھی اُسکے ہونے خوش نہ آئے * (بیت)

بدن میں ملے اُسکو جو مرد و زن * تو بن جائے ہر ایک دولہ دامن
 چنبیلی کا بھی علی ہذا القیاس لیکن مشہور دیونہی کہ چنبیلی باآہم کی اور سیلا جو پور کا پر اپنے تن

قابل بزم تھا اب لائق رزم ہوا لیکن یہ معمورہ آگے نہایت آباد تھا چنانچہ اس میں بارہ
سرائیں اور بارہ دائرے تھے اب تلک بھی کئی موجود ہیں لکن وہ عالم کہاں
ہیں۔ لہکان بالہکین اور دائرہ وٹن کے باشندے خانہ فقر اکو کہتے ہیں ہر
چھوٹے چھوٹے مکانات متعدد ہوتے ہیں بلکہ بیشتر مسجد و خانقا بھی اس میں
آباہی خوب تیار ہے۔ خیر اللہ کادائرہ نہایت وسیع و کلاں اور مشہور جہان
عمارت پر کیفیت مکانات اس میں عجیب بھی بہان مدت سے رہتے ہیں لیکن خلافت الہند
خصوصاً وسط میں ایک مسجد بہت برسی پابلیہ و مطلقہ لکھا اظہار کہ اسکو خیر ہوئی
بھی اس کے اطراف کا نہایت سہا و ناہرا * مرض خفقان کی شایعہ کا احوال اس نے
ہی شاداب و سرسبز وٹن کی زمین * وہ جنگل ہی گلشن ہے۔ ایک چھوٹا سا چھاننا
اور چنار سے داکن طرف آٹھ کوس کے فاصلے سے گنگا کے کنارے پر دراپور ہی ہر چند کہ
بستی اسکی چھوٹی ہی لیکن خوب آباد * و خوش سواد * عمارتیں بھی بیشتر * لیکن اکثر
بیاریوں کے گھر * سفید پونڈا و دکامٹ ہو رہی اگر یہ بنگلی کا بھی گناہت نرم اور میتھا
ہو تاہی لیکن وہ ساتھ ان خوبون کے کلانی اور گندگی رکھتاہی *

(کرۂ کالینجر)

سنگین قلعہ ہی نہایت بے لگاؤ ایک برے اونچے بہار پر اسکی ابتدا سے کوئی واقف نہیں
ہے۔ اکثر اس میں جوش کھاتے ہیں * اور نالاب برے برے آب زلال سے بھرے ہوئے
ایک لطف دکھاتے ہیں * بھیرون کا بٹخانہ وہیں ہی اور قریب اس کے کھنے درختوں کا ایک
جنگل ہی۔ بیشتر اس میں آنوس کے پیر لوگ وٹن سے ہاتھی بھی پکڑ لاتے ہیں اور پاس
اس کے لوسہ کی کھان بلکہ بعضی بعضی جاگہ سے الماس کی ٹاپیں بھی ہاتھ لگتیں ہیں اور باشندے وٹن کے
سود مند ہوتے ہیں * (جون پور) * برآشہر ہی گوشتی اس کے اندر ہو کر
کلی ہی فیروز شاہ نے اسکو اپنے عہد سلطنت میں فخر لدین محمد جو نان کہ اس کا چچا تھا اس کے
نام پر آباد کیا۔ اس کے شہر مذکور شور پشون اور متھہ مردون میں واقع ہوا تھا فوجدار اس کے
یشتر خون ریزی و سفاکی میں مشغول رہتے تھے لیکن اب و ہوا اسکی باشندوں
مسافروں کے مزاج سے موافق * فضا اسکی فضائے نکلار سے فائق * حوایان اس میں

چنانچہ اُس وقت کے بدلتے کہتے تھے کہ ہمارا تولد اس بزرگ کے روبرو ہوا ہی * اور ہمیں
 یہاں اس کو دیکھا ہی * وہ بھی اپنی زبان سے فرمانا تھا کہ اکثر پیران کہتے سال میرے
 سامنے کے لڑکے ہیں میری تین سسی برس کی عمر ہوئی ہی اور میرا سن تیز تھا کہ اس طرح
 قلعے کی نیو پرتی اکثر اشخاص اُس کو صادق جانتے تھے * اور اس بات کو دلالت دیتی کہ اس میں
 چند کہ عقل سے باہر ہی لیکن خدا قادر ہی شاید ایسا ایک شخصہ (بیت)

خدا زمان میں بھی موجود اُسے کیا ہو * اور یہ سن و سال بھی ہی اُسکی ارمحال
 میں دنوں صوبہ مذکور میں ہی اُن دنوں تک کہ سوادن بحری میں کی * اور دارین میں نیک
 راقم کے والد نے بھی اُس کی شہادت میں پل بھی وہاں کا اقلیم ہند میں بے مانند ہی
 اُسکے اُس جہاز میں اظہر من الشمس سیکرڈن برس گذرے ہیں لیکن معلوم نہ ہوتا ہی
 کہ اس کا کوئی چکر لگا ہوا ہو چکا ہی نہ اُسکی منعم خان خانان نے اکبر بلو شاہ کی سلطنت میں کی
 اور مہتمم اُس کا نواب مرحوم کا فہیم غلام تھا قطعہ اُسکی تاریخ کا یہ ہی * (قطعہ)

خانخانان خان منعم افتد ار * بستہ این پل و ابوسفیق کریم
 نام او منعم ازان آمد کہ ہست * بر خلائق ہم رحیم و ہم کریم
 رہ بتار بخش بری گر افگنی * لفظ بد را از صراط المستقیم
 حق تو یہ ہی کہ یہ تاریخ اُسکی بجا ہوئی کہنے والے کی طبیعت خوب لگی خدا اُسکے تعبیر کنندے کو
 مستغرق دلیاے مغفرت کرے * اور پل صراط پر اُسکی دستگیری و معاونت (بیت)
 ہی در یاد لی کا یہ اُسکی نشان * خدا اُس کو قائم رکھے جاودان

مرا ئین بھی کئی تھیں لیکن بالفعل ایک پختہ پل کے جنوب رخ اور دو کچی شمال رو لیکن کچھ
 ایک فاصلے سے پھایل و عطر بھی وہاں کا نہایت خوشبو ہوتا ہی چنانچہ اکثر بلاد بطریق تحائف
 بھیجواتے ہیں * اور خوشبوی ساز سودا گر بھی اطراف میں اُس کو لیجاتے ہیں * غرض
 سنگند رائے اور رائے کا تیل تو وہاں کا سا کہیں نہوتا گلاب خجالت سے اُسکے آگے پانی ہو جائے *
 اور سماگ کے عطر کی باس بھی اُسکے ہوتے خوش نہ آئے * (بیت)

بدن میں ملے اُس کو جو مرد و زن * تو بن جائے ہر ایک دولہ دامن
 چنبیلی کا بھی علی ہذا القیاس لیکن مشہور دیون ہی کہ چنبیلی با تہم کی اور یلا جو پور کا پر اپنے تن

دہن سے نکلنے لگا کہ دماغ ہمنشیوں کا اُسکی باس سے سرتے اور جلنے لگا بلکہ جس کمرے یا
روال کو وہ لگ جاتا تھا بعد دھوب کے بھی تعفن اُسے آنا تھا حکمائے طاق معالج شام و سحر
پر مشوش رہے اُدھر تھے * کہ شاہ صاحب مرقوم کی کسی مصاحب نے حضور میں
پہنچتے ہیں * تو ضیف کی بلکہ ملاقات کی بھی تقریب نواب صاحب کو نہایت اشتیاق
آیا ہی خوب تیار * و آرزو اُس بزرگ کو طلب کیا آئے ہی اُپس جارفت بالہ -
عمارت پر کیفیت مکانات اُس میں * اندہ قدم درویشان رد بلا و نہین بیماری ضعیف
خصوصاً وسط میں ایک مسجد بہت برسی * آخر چند روز میں اُس بزرگ کی دعا
بھی اُسکے اطراف کا نہایت سہا و نامہرا * مرض خفقان کی آگئی * (بیت
ہی شاداب و سرسبز و ان کی زمین * وہ جنگل ہی گلشن -
اور چنار سے داکن طرف آتھہ کوس کے فاصلے سے گنگا کے کنارے پر مرادپور ہی ہر چند کہ
بستی اُسکی چھوٹی ہی لیکن خوب آباد * و خوش سواد * عمارتیں پکی بیشتر * لیکن اکثر
بیاریوں کے گھر * سفید پوند اوٹکا مٹ ہو رہی اگر یہ جنگلی کا بھی گناہیت نرم اور میتھا
ہو تاہی لیکن وہ ساتھ ان خوبون کے کلانی اور گندگی رکھتاہی *)

(کڑھہ کالینجر)

سنگین قلعہ ہی نیت بے لگاؤ ایک برے اونچے بہار پر اُسکی ابتدا سے کوئی واقف نہیں
چشمے اکثر اُس میں جوش کھاتے ہیں * اور نالاب برے برے آب زلال سے بھرے ہوئے
ایک لطف دکھاتے ہیں * بھیرون کا تختہ و میں ہی اور قریب اُسکے کھنے درختوں کا ایک
جنگل ہی بیشتر اُس میں آبنوس کے پیر لوگ وہاں سے انھی بھی پکراتے ہیں اور پاس
اُسکے لوسہ کی کھان بلکہ بعضی جگہ سے الماس کی تاپیں بھی ہاتھ لگتیں ہیں اور باشندے و انکے
سود مند ہوتے ہیں * (جون پور) * برآشہر ہی گومتی اُسکے اندر ہو کر
نکلی ہی فیروز شاہ نے اُسکو اپنے عہد سلطنت میں فخر لدین محمد جوہان کہ اُسکا چچا تھا اُسکے
نام پر آباد کیا از بسکہ شہر مذکور شور پشتون اور متھہ مردون میں واقع ہوا تھا فواجدار اُسکے
یشتر خون ریزی و سفاکی میں مشغول رہتے تھے لیکن آب و ہوا اُسکی باشندوں
مسافروں کے مزاج سے موافق * فضا اُسکی فضاے گلزار سے فائق * حویلیان اُس میں

و کچھ اب تو واقعی بعد گجرات کے بنارس کے برابر ہند میں کہیں نہیں بنتا اگرچہ مشہور
 موہن اب تیار ہونے لگا ہی لیکن یہ فہم و ملائت کہاں باجی اور نجیب کا سافرن
 ہی پچھم طرف شہر کے اورنگ آباد کی سرائے پختہ اور نہایت کشادہ داہنے اُچھل
 پچاس موہن کا تالاب اُس سے کچھ آگے برآہ کرستی سے باہر قدم شریف اکثر دفینے سکے
 پنجشنبہ کے دن وہاں بھانے میں شام تک صحبت اور لوگوں کا رکتی کو پہنچ جانے میں
 نشست گاہیں اور خانقاہیں کم ہیں لیکن لطف ہے اور مولوی ابوالخیر مرحوم سے
 قطعے میں اکثر مسلمانوں کی قبریں ہیں چنانچہ کئی * اور دستگاہ کماذبغی رکھنا ہی
 اُس مرحوم نے اپنے خیر خواہوں میں ایسا شخص دوسرا معلوم * بلکہ اکثر بلاد
 بیتھنا اور کچھ خیر خواہ * غرض جب سے مدرسہ صاحبان کمپنی کا کلکتہ میں بنا * تب سے
 * مٹی کو لے کر ہر ایک کے سردشتے میں میرمنشی گری کی خدمت پر سرفراز ہوا * حق تعالیٰ
 اُسکو اور جتے اہل کمال کہ اس وقت میں ہیں اُنکو سلامت باکرامت رکھے * اور
 قدردانوں کو باقبال و حشمت * قصہ کو تاہ صوبہ مذکور کی آب و ہوا نہایت خوب ہی
 میوے بھی اقسام کے ہوتے ہیں خصوصاً انگور نہایت سیلا خوش مزہ میتھابرا بہکرت
 یکنہی اور پھول بھی ہر فصل میں دیکھنے سے نکھنے کے بہتایت کے ساتھ خصوصاً موگرا
 بہت برآو گندہ نبت خوشبو ہوتا ہی ایک پھول اُسکا حکم عطردان کار کھتا ہی زراعت
 بھی بہتایت کے ساتھ ہوتی ہی لیکن موٹھ کیا جوار باجرہ کمر اور کپڑے کے اقسام
 سے جھونا اور مہر گل خوب بنا جاتا ہی اور دریاؤں میں برے دریاؤں میں ہولے میں گنگا
 جمناسر جو طول اسکا سنجھولی جو پورے لیکر اتر کے پھارنگ * ایک سو ساٹھ کوس اور عرض
 چوبیس لنگا کا ایک گزر ہی اُسے کھاتم پورنگ ایک سو تیس کوس صوبہ بہار
 ایکے پورب طرف اکبر آباد پچھم رخ صوبہ اودھ اتر طرف مانڈھو گدھ دھن
 طرف الہ آباد غازی پور بنارس جو پور چنار کالینجر کرمانک پور وغیرہ سولہ سرکارین
 متعلقات اُنکے دو سو ستالیس محال اور آمدنی سات کروڑ ساٹھ لاکھ ایک ستھ ہزار دام *

(صوبہ اودھ)

ہندی کنوین میں نام اسکا جہاں ہمارا جارام چند کا مولد و تحت گاہ ہی اسی جہت سے

لگو نہیں کہ انسان کا وہاں جی کہہ واداس نہو * ہر چند اُسکے کوئی پاس نہو * حسن بھی وہاں کا
 نہایت چمک نک کے ساتھ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو دیوانا ہو جائے پریراد تو کس
 سہار و قطار میں چنانچہ ابکن کا ذکر ہی کہ راقم سادون میں ایک باغ بے در و دیوار کے
 اسفندار ایک بلندی پر تھا تھا اور میر چراغ علی مرحوم صیف تخلص بھی میرے ساتھ تھے دن
 لگتی باوجود اُسکے کچھ کم ہو گا کہ ایک جھنڈ کا جھنڈ پریون کا اُس باغ کے دیہے
 غرض کرنے میں کیفیتیں پاتے ہیں یہاں میں ایک کھترانی چنپی رنگ نہایت چالاکی و بیباکی
 بھی مولوی میر حکمری و مولوی ابو الفضل و مولوی نواز سے پاؤں دھرتی تھی * سراپا اُسکا
 فضل میں یگانہ و افتخار زمانہ تھا ہر طریقہ سید مرحوم کا اثنا عشری * (بیت)

اولاد زید شہید علیہ الرحمہ کی کہتے ہیں کہ ظاہر اُس عالی نژاد کا مذہب تھا *
 بہترے طلبہ اُسکی بدولت فاضل ہوئے اور اکثر فضلا اُسکی فیض سے کمال
 آخر سن گیارہ سی تو ہجری میں دار البقا کا رہی ہو * اور اپنے اجداد کرام کا قدیم سوس
 حاصل کیا * مزار اُسکا شہر مذکور میں اب تک برقرار ہی اور بعد مردن یادگار (بیت)
 قبر بھی ہی چند روزہ نہت کہاں * ایک دن مست جا گیا بہر بھی نشان
 (تاریخ اُسکی وفات کی)

بود فی اللہ مضجعہ * سے نکلتی ہی اور وہے دو نو مقبور نب میں شیخ فاروقی اور
 مذہب میں حنفی تھا کہ دونوں صاحب کمال اور دولت علم سے مالا مال تھے خصوصاً علوم
 ادبیہ میں تو ہر ایک بے نظیر و عدیل * اور اپنے وقت میں ممتاز مثل سیویہ و خلیل *
 اُن سے بھی سررشتہ تحصیل کا ایک مدت جاری رہا * اور سیکڑوں اشخاص نے
 رتبہ فضیلت کا حاصل کیا * آخر حکم آیہ * کل من علیہا فان * ہر ایک نے لباس فنا پہنا
 اور دار البقا کا رہا * لیکن مولوی ابوالخیر صاحب جس برس کہ نواب علی ابراہیم
 خان مرحوم کو بنارس کی عدالت ہوئی تھی قید حیات میں تھے چنانچہ گورنر ہشتین بہادر نے
 جانکہ عدالت کے سررشتہ میں روزگار اختیار کرین لیکن انھوں نے مانا اور دلیر
 بھی تھا کہ دولت دنیا سے منہ موڑے * اور گنیم قناعت کو ہرگز چھوڑے * غرض جو ارادہ
 کیا تھا اُسے نہ بھرے بہانہ کہ دنیا سے اُٹھ گئے وفات انھوں نے سن گیارہ سی

الشریجہ و سنگین چہر کے مکان کہیں کہیں * اگرچہ آبادی اُسکی اب ویسی نہیں لیکن غنیمت ہی لیونکہ باغ خزان رسید کا ایک آدھہ چمن دید کے قابل رہ جاتا ہی * اور اہل نظر کو ایک لطف دکھاتا ہی * خصوصاً جامع مسجد و انکی اپنی ساخت میں لاثانی ہی فیہ * شجرہ کارون کی ایک نشانی ہی عمارت اُسکی تمام و کمال سنگین * اینت کا یہی منظر نام بھی نہیں *

بناوے کوئی ایسی اب کیا مجال * مرہٹہ حکومت پر اُس کا خلف الصدف تعمیر اُسکی سلطان شرق ابراہیم شرقی نے آٹھ سو سے دارالحکومت لکھنؤ کو بند ستور سابق نامی لی * تاریخ اُسکی بنا کی مسیحی ۱۸۵۷ء میں قطع و دلچسپ وہاں بنائے آخر اُسکی آبادی مرتبہ گشتی دیر پائی اور پختہ ہوئی چنانچہ بالاسل کس بارہ سیس سہری میں اور نواب محمد علی شاہ نے ۱۸۵۷ء میں دارالحکومت کا آٹھ سو سال دونوں شہر اسی نہج پر ہیں *

(بہرائیج)
ایک قدیم شہر ہی سرجو کے کنارے نہایت وسعت و کیفیت کے ساتھ انہر ایان اُسکی گردنواح میں اکثر * اور پھلواریان جا بجایستہ تربت رجب سالار کی اور درگاہ سالار مسعود غازی کی وہیں ہی سنتے ہیں کہ رجب سالار تغلق شاہ کا بھائی تھا اور سالار مسعود غازی کے احوال میں اختلاف ہی بعضے کہتے ہیں قوم کا سید لیکن سلطان محمود غزنوی سے بھی قرابت قریب رکھتا تھا اور بعضوں کا قول یہہی کہ ایک پتھان تھا لیکن شہید ہو اغرض درگاہ اُسکی ایک عالم کی زیارت گاہ ہی سال میں ایک بار دور دور سے لوگ میدانی کے ہمراہ چلتے ہیں کتنے سباج اکثر پیادہ پر نیچ قوم لال لال نیزون سمیت ہزاروں دفالی نکالتے پکارتے ساتھ لیکر اپنی اپنی بستیوں سے نکلتے ہیں غرض جیتھہ کا پہلا اقوار اُسکے عرس کا دن ہی ہے اُس سے دو تین دن پہلے وہاں آ پہنچتے ہیں اور اعتقاد کا یہہی کہ وہی اُسکے سادہ کار و زنتھ چنانچہ شہا نے کپڑے اُسکے گلے میں تھے کہ مارا گیا سی جہت سے ایک نیلی ردولی کا ساکن پانگ پیر دما کچھ اسباب عروسیت اُسکے مزار پر بھجنا ہی اپنے زعم میں ہر برس کا بیاہ کرتا ہی برسوں سے یہ رسم اُسکے خاندان میں چلی آئی ہی بلکہ اب تک بھی جاری ہی غرض رجا لے کے اعتقاد

اور تیر اندازی و شمشیر زنی میں اپنی اوقات بسر کرتی تھی یعنی کتنے صحرائیں یا پہاڑیے
 اُس وقت میں رہتی کرتے تھے لیکن بالفعل بلکہ سالہائے سال سے اُسکے متصل ایک معمورہ
 ہے کہ اکثر ہندو مسلمان اُس میں بستے ہیں اشیاء اسباب بھی ضروری موافق اُنکے ہم
 فوج لیکن قلعہ مذکور ہر چند آگے بھی بار و فتنہ تھا پر جب سے صاحبان عالی شان کے قبضے میں
 اکثر حالات اُسکی سندس ہا رہتا ہی قریب اُسکے قاسم سلیمانی کی درگاہ ہی نہایت خوش
 اور چھتس کو س کے غرض میں و پختہ و متعدد اپنی وضع کے اضلوب دار و باقرینہ *
 کو س پرے اُسکے گھاگھرہ سر جو سے ملکر ملکہ کے ہاں رہتا ہے و استوار جیسے انگو تھی میں نگینہ * جاگلا
 برآی قبرین میں طول اُنکا سات سات آٹھ آٹھ کر کے ہے (بیت)

و ایوب سے منسوب کرتے ہیں بنا بر اُسکے پختہ ہے کو اکثر اُسکے
 میں اور بعض کے نزدیک رتن پور میں کبیر جلا ہے کی قبر ہی شخص
 کے وقت میں تھا بنا رس کے بیچ مدتوں چپ تپ کرتا رہا فقر ا کے نزدیک پر آمود
 و صاحب کمال تھا چنانچہ اُسکے طبع زاد اکبر و ہرے اہل مذاق کے ورد زبان میں سچ
 ہی کہ محبت و معرفت اُسے تپکی پرتی ہی * (فیض آباد)

عرف ہنگلہ تین کو س اودھ سے مغرب رخ ایک آبادی نو اعدا اٹھی نہایت پر فضا
 و دلکش سرزمین و اُنکی نیت خوب و مرطوب مہندی بھی و اُنکی قیامت رنگین چھبھی انگو
 پند انہ شہوت اور سوائے ایک اور بھی بعض میوے ترکا ریان پھول خوش بو رنگین افراط
 سے ہوئے ہمیں خصوصاً چنپا دالاہ پر خر بوزہ جڑ ہر آ اور پھیکا صورت حرام وجہہ اُسکی بنیاد کی
 ہمہ ہی جب صوبہ داری ملک مذکور کی انتقال پا کر محمد شاہ فردوس آرام گاہ کی
 سلطنت میں نواب برٹان الملک سعادت خان بہادر کے نصیب ہوئی بعد اُنکی
 وفات کے قائم مقام اُنکا داماد نواب وزیر الملک ابوالمنصور خان صفدر جنگ
 بہادر مغفور ہو اکیو کہ فرزند نرینہ اُنکے تھا اُسی بزرگ نے بنیاد اُسکی ڈالی لیکن
 بطور چھانوتنی کے جب نواب شجاع الدولہ بہادر ابن صفدر جنگ وزیر الملک کو
 ریاست چھبھی بعد ہنگامہ بکسر کے مزاج اُسکا اُسکی آبادی پر آ یا چنانچہ کتنے محل اور باغ
 پاکیزہ و خوش عمارت اُس نے لب دریا بنائے اور ایک تیرپو لیا بھی نہایت بلند و دلکش متصل

قلعہ اور چوک کے قریب بنا یا بلکہ اپنی بود و باش بھی وہیں مقرر کی بسبب اسکے اکثر
میرداروں مصاحبوں نے عمارتیں تعمیر کیں یہاں تک کہ ہر ایک چھوٹے بڑے نے موافق
اپنے مقصد کے جو جلی بنائی چنانچہ ایک معمورہ معقول ہو گیا پر کھیر یلین اکثر تھیں اور
عمارتیں کم لیکن سمارت کے ارادے میں جو اسکی آبادی کو پایہ اری نہ تھی بلکہ فوجی منظور
نہی کر سن گیارہ سی اتھاسی میں بعد نواب حافظ الملک حافظ رحمت علی کی شکست کے
نواب موصوف کا واقعہ ہوا اور مقبرہ اسکا وہیں بنایا جس کا حکومت پر اس کا خلف الصدف
نواب امف الدور بہادر وزیر ابن وزیر بیتا ہے دارالحکومت لکھنؤ کو بدستور سابق
مقرر کیا بلکہ عمارات و باغات بھی فوجی قطع و دلچسپ وہاں بنائے آخر اسکی آبادی بڑھ گئی
اور اسکی بسنے والی جگہ پر ہی چنانچہ بالاعمال کس بارہ سی سیس بھری ہیں اور نواب
موصوف کی کوٹن بنیاد روز برابر دایم اقبال کی حکومت کا آٹھواں سال دونوں
شہر اسے نہج پر ہیں *

(بہار ایج)

ایک قدیم شہر ہی مرجو کے کنارے نہایت وسعت و کیفیت کے ساتھ انہر ایان
اسکی گردنواح میں اکثر * اور پھلواریان جا بجایا شہر تربت رجب سالار کی اور درگاہ
سالار مسعود غازی کی وہیں ہی سنتے ہیں کہ رجب سالار تغلق شاہ کا بھائی تھا اور
سالار مسعود غازی کے احوال میں اختلاف ہی بعض کہتے ہیں قوم کا سید لیکن سلطان
محمود غزنوی سے بھی قرابت قریب رکھتا تھا اور بعضوں کا قول یہ ہے کہ ایک پتھان
تھا لیکن شہید جو اغرض درگاہ اسکی ایک عالم کی زیارت گاہ ہی سال میں ایک بار دور دور سے
لوگ میدان کے ہمراہ چلتے ہیں کتنے سباج اکثر بیپادی پر نیچ قوم لال لال نیز و ن
سمیت ہزاروں آفالی گاتے پاتے ساتھ لیکر اپنی اپنی بستیوں سے نکلتے ہیں غرض
جیتھہ کا پہلا اتوار اس کے عرس کا دن ہی ہے اس سے دو تین دن پہلے وہاں آہنچیتے ہیں اور
اعتقاد کا یہ ہے کہ وہی اس کے سیاہ کار و زنتھا چنانچہ شہا نے کپڑے اس کے گلے میں تھے کہ
مارا گیا اس سے جہت سے ایک تیلی ردولی کا سا کن پانگ پیر ہا کچھ اسباب عروس
سمیت اس کے مزار پر بھجنا ہی اپنے زعم میں ہر برس کا بیاہ کرنا ہی ہر سال سے یہ
دسم اس کے خانہ ان میں چلی آئی ہی بلکہ اب تک بھی جاری ہی غرض رجا لے کے اعتقاد

ہندو اسکوبر آ معبد جاتے ہیں کیونکہ راجا مذکور عالی نژاد و نیک نہاد تھا ساتھ اسکے
دولت ظاہری و باطنی سے بھی مالا مال عجایب غرائب افعال اُسے وقوع میں آئے * اور
ست سے امور نامہ اُسے دکھائے * چنانچہ شور دریا پر پل باندھا اور انگنت بندر ریمہ کی
فوج کینر سکیر پر رہ گیا پھر راون کو مار کر اپنی جو رو کو قید سے چھڑا لایا اسی قبیل سے
اکثر حالات اُسکی سامنے میں لکھی ہیں غرض شہر مذکور ایک سواتھنا لیس کو س کے طول
اور چھتیس کو س کے عرض میں رہتا تھا اور اُسکے سوا دھین جو کوئی خاک چھانتا سونا پاتا ایک
گوس پرے اُسکے گھاگھرہ سر جو سے ملکر اُسکے تالے جانکلی ہی اور قریب شہر کے دو برتی
برتی قبرین ہیں طول اُنکاسات سات آتھ آتھ کر کے نہیں عوام اُنکو حضرت شیث
و ایوب سے منسوب کرتے ہیں بنا بر اسکے پندہ بیہ کو اکثر لوگ سونا جانکر فاتحہ پڑھتے
ہیں اور بعض کے نزدیک رتن پور میں کبیر جلاہ کی قبر ہی شخص کو سونا دینا
کے وقت میں تھا بنارس کے بیچ مدتوں چپ تپ کرتا رہا فقرا کے نزدیک پرآموز
و صاحب کمال تھا چنانچہ اُسکے طبع زاد اکردوہرے اہل مذاق کے ورد زبان ہیں سچ
ہی کہ محبت و معرفت اُسے تہکی پرتی ہی * (فیض آباد)

عرف ہنگلہ تین اکوس اودھ سے مغرب رخ ایک آبادی نو احداث ہی نہایت پر فضا
و دلکش سرزمین و انکی نہت خوب و مرطوب مہندی بھی و انکی قیامت رنگین چھٹی انگور
بندہ شہوت اور سوائے ایکے اور بھی بعض میوے ترکاریاں پھول خوش بو رنگین افراط
سے ہوتے ہیں خصوصاً چنپا دالہ پر فروزہ جزیرہ اور پھیکا صورت حرام وجہہ اُسکی بنیاد کی
بہر ہی جب صوبہ داری ملک مذکور کی انتقال پا کر محمد شاہ فردوس آرام گاہ کی
سلطنت میں نواب برہان الملک سعادت خان بہادر کے نصیب ہوئی بعد اُنکی
وفات کے قائم مقام اُنکا داماد نواب وزیر الملک ابوالمنصور خان صفدر جنگ
بہادر مغفور ہوا کیونکہ فرزند نرینہ اُنکے تھا اُسی بزرگ نے بنیاد اُسکی دالی لیکن
بطور چھانوائی کے جب نواب شجاع الدولہ بہادر ابن صفدر جنگ وزیر الملک کو
ریاست چھینچی بعد ہنگامہ بکسر کے مزاج اُسکا اُسکی آبادی پر آیا چنانچہ کتنے محل اور باغ
پاکیزہ و خوش عمارت اُسنے لب دریا بنائے اور ایک ترپو لیا بھی نہایت بند و دلکش متصل

قلعہ اور چوک کے قریب بنا یا بلکہ اپنی بود و باش بھی وہیں مقرر کی بسبب اسکے اکثر سرداروں مصاحبوں نے عمارتیں تعمیر کیں یہاں تک کہ ہر ایک معمولی برائے نے موافق اپنے مقصد کے جو بلی بنائی چنانچہ ایک معمولی معقول ہو گیا پر کھریلین اکثر تھیں اور عمارتیں کم لیکن معمار قدرت کے ارادے میں جو اسکی آبادی کو پایہ اسی نہ تھی بلکہ عمارتوں کی تعمیر بھی اس کی ضرورت تھی۔ نواب بعد نواب حافظ الملک حافظ رحمت اللہ علیہ انتقال بھی اس نواب موصوف کا واقعہ ہوا اور مقبرہ اس کا وہیں بنا تھا۔ عمارتوں نے اسکو نوازا اور نواب اصف الدور بہادر وزیر ابن وزیر بیت اللہ کئی کہیں سے کہیں جا چھٹی اب بھی بدستور مقرر کیا بلکہ عمارات و باغات بھی اس سے نہایت نشیب و فراز اس میں واقع ہی اور اسکی بنائے ہوئے عمارتیں تھیں۔ * کیا جھوٹا تحت اسرا میں

شہر میں کئی کئی سرائیں اور بہت سے کتھے تو نے محلے آباد وہیں جس محلے میں شیخ مینا کی درگاہ ہے اسے مینا نگری کہتے ہیں اکثر لوگ پنجشنبہ کو فاتحہ کے واسطے وہاں جاتے ہیں * اور یثتر عوام الناس فاتحہ انکی گرتے پر دلاتے ہیں * اور بیرون شہر شرق کی طرف لکھہ پیر کے قریب مزار پیر جلیل کا ہے لیکن اسکی قبر کا چو ترافہ آدم بلند و بے زینہ ہے اس باعث کوئی متصل اس کے جانہیں سکتا دور ہی سے فاتحہ پڑھ جاتا ہے ہر جمعے کو وہاں اکثر تماشے ہیں جوان برائے سپر اور اکثر جہلا پواج عقیدے سے جاتے ہیں * اور ماش کی کچھڑی اور کردائیل چڑھاتے ہیں * گستاخی معاف سوائے کشف و کراست کے بے دونو بزرگ خوش ذائقہ بھی کتنے تھے کہ بعد رحلت ایسی نہ قبول کی * اور کس چیز پر روح کو ان کی رغبت ہوئی * شہر کے اتر رخ گو منی کے کنارے شاہ پیر محمد کا قبیلہ ہی آگے وہی دارالعلم تھا اکثر طلبہ و علماء وہاں پڑھتے پڑھاتے تھے * اور اپنی اوقات بخوابی بسر لیجاتے تھے * سناہی کہ شیخ موصوف کو سوائے نعمت فقر کے دولت عالم بھی نہیں فی الجملہ مرد صاحب کمال و صاحب حال و قال تھا زندگی میں وہ مقام اس کا مسکن تھا * بعد مرگ مدفن ہوا * اور مسجد بھی اس پر ایک نہایت عالی شان و وسیع * گنبد اس کے برنہ بلند و رفیع * اور مینار اس کے گو منی کے اس پار یحکم اور اتر کے آئے والوں کو نہیں چار کوں سے نظر آتے ہیں

ہندو اسکوبرا معبد جاتے ہیں کیونکہ راجا مذکور عالی نژاد و نیک نہاد تھا ساتھ اسکے
دولت ظاہری و باطنی سے بھی مالا مال عجایب غرائب افعال اُسے وقوع میں آئے * اور
ست سے امور نامہ اُسے دکھائے * چنانچہ شور دریا پر پل باندھا اور انگنت بندر چھوڑ کر
اسکے سنگا پر چڑھ گیا پھر راون کو مار کر اپنی جو رو کو قید سے چھڑا لایا ! اسی قبیل سے
انکی بہہ ہی کہ جو کتبہ ملین میں لکھی ہیں غرض شہر مذکور ایک سوا تھالیس کوس کے طول
سمجھتی ہیں کہ صاب قبر کے قریب تھا اور اُسکے سوا دین جو کوئی خاک چھانسا سو ناپاتا ایک
اور لعنت اُسکی بوجھ پر حقیقت ! سنی بہر کے تے جانکلی ہی اور قریب شہر کے دو برتی
نہت تنگ سپر لوگون کی آمد و شد متصل ملا وہیں کہ نہیں عوام اُنکو حضرت شیش
سرا نے جلتا ہی بسبب اسکے ایسی گرمی اُس میں ہوتی ہے کہ لوگ جاکر فاتحہ پڑھتے
پگھلاتی ہی مرد بھی وہاں سے جو نکلتا ہی سو عرفناک پھر عورت تو نازک ہوتی ہی وہ کیسے بین
دوبلی ہوئی حالت غش میں نکلتی ہی سوائے اسکے کذب و افترا * پر بہہ سچ ہی کہ اگر
مذہار سالار دنیا میں پیدا نہ ہوتے تو راجا لون کے بہان مال خوب جمع ہوتا بلکہ ایک ایک
کنہجرا قصائی لکھتی بن جاتا * (دیوکن)

مات سے بیسویں کی تک سال ہی اُن کے بہار دن سے سو مار دپانا بنا سرب سہاگہ شہد
چوک کچور سو نٹھہ پپیل باو برنگ لون ہینگ سوم پشمینہ تا نگن بازہ شاہین وغیرہ سوائے
اسکے اور بہت سی چیزیں بہار کے بہارینے لاتے ہیں اور بیچ جاتے ہیں بسبب اسکے
لوگوں کا ہجوم اور خرید و فروخت کی دھوم و اُٹان رہتی ہی * (نہکھار مصوک)

ایک نامی جاکھ اور ہندونکی برتی پر سہ شگاہ ہی گوئی اُسکے قلعے کے تے جانکلی ہی نزدیک
اُسکے ایک چوض ہی برمھا ورت کندھہ اُس کو کہتے ہیں پانی اُسکا اندر ہی اندر جوش
کھانا ہی ساتھ اسکے اب اچکھارنا ہی کہ آدمی کی قدرت نہیں جو اُس میں غوطہ لگا سکے
بلکہ جو چیر کہ اُس میں گرے فی الفور نکل پڑے ہندو کے نزدیک براتہ نہہ ہی شہور
ہی کہ جتنی کتابیں ہندی کہ گردش فلکی سے اور انقلاب دہری سے گر ہوئیں نہیں
نشیون اور منیون نے اپنی طبیعت کی جودت اور ذہن کی جودت سے اُسکے کنارے
پونے سرے انہیں درست کیا اور لکھا ہر ایک اُن کے مطالب سے فیضیاب ہو ا قریب

مسجد بھی وہاں کی تمام شہر میں نمودارہ عمارت اُسکی نہایت اُسوار ہر ایک بزرگ
اُسکا وسعت میں مسجد جامع کی برابر اور رفعت میں برج قلمک سے بڑھ کر (بیت)
ملایک زمین پر جو نساکن اگر عبادت کریں بس وہیں مقبرہ کر

اب نواب آصف الدولہ بہادر مغفور کے بعد نواب یمن الدولہ ناصر الملک سعادت
علی خان بہادر وزیر ابن وزیر نے جو سند حکومت پر اجلاس فرمایا اور افضال الہی سے ملک
موردنی اپنایا * علی ہذا القیاس متوجہ تعمیر ہو اچانچہ کیا کیا مکان عالیشان و لکشا بلکہ
ایک دینا بھی نہایت پر فضا بنایا * اور جتنے باغ تھے اُنکو رونق بکود و ناکر دکھایا * خصوصاً
وزیر باغ اور موسی باغ میں ایسی عمارت انگریزی دلچسپ بنائی کہ بہار وہاں سے
نہیں جاتی اور خزان ہر گز آئے نہیں باقی *

طاسات کا سا ہی اُس میں مسمان * کوئی جا کے وہاں پھر جاوے کہاں

فی الواقع ہر ایک عمارت قابل تعریف و لائق توصیف ہی لیکن بہترین عمارت بنائے مکان
علم مجازی حضرت عباس علیہ السلام ہی کہ نواب رفیع المکان نے خاص عقیدت سے سن
بارہ سی سترہ میں از سر نو کس خوبی سے اُسکو بنوایا * اور ہزار ہا دیہہ اُسکی تعمیر
میں آٹھایا * تاریخ اُسکی بنا کی مرزا قتیل شاعر کے اس مصرعے سے نکلتی ہی * (مصرعہ)

* ابن گنبد جدید بنائے سعادت بیت * الہی اُسکے بنانے والے کی بنیاد دولت کو

مستحکم رکھو * اور توفیقات نیک کو اُسکی زیادہ کیجیو * پچھم طرف پائین اُسکے لب دریا

مرزا ابوطالب خان کا امام باڑا ہی بنا اُس کی تمام شہر کے امام باڑوں سے مقدم ہی

چنانچہ اُسکی بنیاد کو حاتمہ برس خیمنا گذرے ریاست اُس وقت نواب صفدر جنگ بہادر

مروم کی تھی لیکن مکان مذکور کے مالک پہلے کلید علی خان مروم تھے خان مغفور نواب

سر فراز الدولہ حسن رضا خان مروم کا نانا تھا غرض اُس بزرگ نے اُس مکان کو اپنے

اقربا کے مدفن کے لئے بنا کیا تھا چنانچہ اُسکی حین حیات میں ایک آد قبر بھی وہاں بن چکی تھی

بعد اُسکے مرزا علی مرزا ابوطالب کے باپ نے نحواری بسی زمین اُس مروم سے امام

باڑے کے واسطے مانگی اُس بزرگ وار نے سعادت دارین جان کر نذر کی

ہلکہ جس مکان میں وہ قبر ہی مجاوری بھی وہاں کی اُسکو دی کیونکہ وہ سجادہ مرد غریب و گمنام

کائنات کے انکے اہلکار و بیٹے ہی جھگڑا کرتے ہیں * اور قریب اس سے پورب طرف پہنچ
 محلہ ہی کثرت استعمال سے نون اس کا حذف ہو گیا ہی اور جسم جس سے عوض چنانچہ اکثر
 لوگ بچ محلہ کہتے ہیں مکان مذکور نواب ابو المکارم خان کا دیوانخانہ تھا اور بہہ بزرگ لکھنؤ کے
 شہر سے ہی مگر امیر تھا اور وجہ تسمیہ مکان مسطور کی بہہ ہی کہ زمانہ سابق میں یہاں
 دو منز لے مکان تھے دو محلہ اور سہ منز لے کو سہ محلہ کہتے تھے شاید بہہ پنچ منز لے تھا اس سبب
 نام اس کا بچ محلہ ہوا قصہ مختصر یہ نواب برہان الملک سعادت خان مرحوم قبائل حمیت
 اس شہر میں رونق افزا ہوئے اس مکان کے بیان سو روپیہ کرائے کو لیا چنانچہ کرائے نامہ اس کا
 نواب مرحوم کی مہر سے آج تک انکی اولاد کے پاس موجود ہے لیکن کرایہ چند روز ہی دیگر
 موقوف کر دیا تھا اور اُسکے بدلے کو بی محکاون یا جاگیر بھی مرحمت کی تھی نواب وزیر الممالک
 صفدر جنگ ابو المنصور خان بہادر مرحوم کے عہد حکومت تک بنا اٹھکی جون کی تون ابھی
 وقت نواب وزیر اعظم شجاع الدولہ بہادر مغفور سند ریاست پر بیٹھے نب مکانات اور
 شیخ زادوں کے بھی لیکر اس مکان کے شامل کیے تاکہ ایک آدابہ درسی اور بنوائی پھر عوض
 اُسکے اور وے مکان جو آپ لئے تھے دو گوان گارن مالکون کی جاگیر کر دیا چند روز کے بعد وہ
 بھی سرکار میں ضبط ہو گیا لیکن بے شیخ زادے نواب ابو المکارم خان مرحوم سے نسبت
 قرابت کی نہ رکھتے تھے مگر ہم وطنی کی بھر نواب وزیر ابن الوزير آصف الدولہ بہادر ظلم مکان کا
 جب دور آیا انھوں نے مکان مسطور نئے سرے تعمیر کیا نقشہ بھی اور کر دیا تاکہ بہت سی
 حویلیاں لوگوں کی جگہ اسکے اطراف و جوانب میں تھیں شیخ زادہ ازے حمیت دے گروادین
 اور اُنکی جاگیر عمارتیں تھیں تھیں وہ کسی خوش قطع و دلچسپ بنوائیں چنانچہ سنگی بارہ درسی اور
 بادلی والا مکان انھیں میں سے ہیں سوائے انکے بھی بہت سے مکانات و باغات بنائے کہ ہر ایک
 اپنی وضع میں بے نظیر اور نقش و نگار و صفائی میں بہ از صفحہ تصویر ہے خصوصاً دو لختخانہ کہ
 اشرف المکانات ہی اس واسطے اُس جنت مکان کی اکثر آرائش گاہ وہی تھا ناچ اُسکی بنا کی دو لختخانہ
 عالی مولف کے نتائج طبع سے ہیں لیکن خبر العمارات نام بارہی واقفی کہ اب اسٹوار و پایدار
 کوئی مکان نہیں * اور کسی عمارت میں اس شان کا دالان نہیں * (بیت)
 حفیض اُسکی اوج فلک سے بلند * نہ پہنچے جہان و ہم کی بھی کند *

عہد سلطنت میں اس مکان کے بیچ ایک فرا سبس سوداگر اُترا تھا جو کہ بے اذن حضور اعلیٰ کے یہاں وقوع میں آیا ملا زمان حضور کو گوارا نہوا آخر اُس کو اخراج کیا پھر اورنگ زیب کے وقت میں حب السّلم بادشاہی مکان مسطور ملا قطب الدین شہید کے فرزندوں کو ملا چنانچہ اب تک بھی اُنکی آل اولاد کی سکونت وہیں ہی لیکن وجہ متعاشی جو اُنکی بند ہو گئی یہ صرف قصور طالع کامی والا آج نواب وزیر کی سرکار سے ہر اردن پر درس پاتے ہیں * وار د صادر یہاں سے ہتیرا کچھ لینا لےتے ہیں پھر بے واسطہ تحقیق زیادہ رکھتے ہیں کیونکہ ابا و اجداد سے اس خاندان عالی کے نمک خوار و شکر گزار ہیں جس وقت مزاج جناب عالی کا تمک ایک متوجہ ہو امہ قلیل تو کیا چیز ہی ماورائے اسکے نعمت کثیر پائینگے * اور مدت العمر کو بے نیاز ہو جائینگے * لیکن (کل امر مرہون بوقتہا) (بیت)

مادر نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست * سودے نکلند یاری ہر بار کہ ہست

حاصل یہ ہے کہ مکان مذکور قدیم مدرسہ ہی برے برے فاضل مدرس و اُن گزرے ہیں بلکہ اب تک بھی سررشتہ درس و تدریس کا جاری ہی چنانچہ سوائے شہر کے طلبہ اطراف و اکناف سے و اُن تحصیل کے واسطے آتے ہیں اور فیض اُسے اُتھاتے ہیں حق تو یہ ہے کہ اس شہر میں ہر چا علم و فضل کا بہ نسبت اور بلاد کے زیادہ ہی کیونکہ فریقین کے فاضل یہاں موجود ہیں لیکن سنیوں کے فرقے میں مستثنیٰ مولوی مبین صاحب اور فرقہ ناجیہ امامیہ میں مولانا سید ولد ار علی علیہ السلام و حید عصر ہی تبحر اُس بزرگ کا اُسکی تحریر سے ہویدا ہے * اور خوش بیانی اُسکی تقریر سے پیدا سیکردن اشخاص اُسکی بدولت گمراہی سے نکلے * اور منزل ہدایت کو پہنچے * مذہب امامیہ کو ترقی کامل اُسے بخشی * اور ہندوستان میں نماز جمعہ و جماعت اُسی نے کی * شعر ابھی جتنے اُس شہر میں ہیں کیا فارسی گو کیا رنجتہ گو کہیں نہیں وجہ اُسکی یہ ہے کہ بعد برہم ہونے شاہ جہان آباد کے اکثر غریب امیر میرزا یان ہندوستان سے نواب صفدر جنگ و شجاع الدولہ بہادر کے عہد میں آکر اس شہر میں سکونت دایمی ساکن ہوئے پس شہر تو عبارت اشخاص سے ہی یہی دلی ہو گیا اور باشندے بھی اُسکے بسبب کثرت محبت و متبع زبان تافظ صحیح کہنے لگے یہاں تک کہ جنگی طبع مولودن بھی شاعر ہو گئے باوجود اُسکے بھی لہجے میں تفاوت بہت رہ گیا لیکن مجاہد نے میں کم کہ

نجاہر حب تنگ جینا رہا مکان مذکور اُسکے فتنے میں رہا اور والہان امام باآرے کا بنایا ہوا اُسکیا ہی بعد اُسکی وفات کے مر۱۳۱۵ ابو طالب خان سپوت ہوا اُسنے نام و نشان روزگار میں یہ اکیلا واسطے انام باآرا اُسی کے نام سے مشہور ہوا تین گاؤں بھی اُسکے اخراجات کے لیے ~~نواب شجاع~~ شجاع الدولہ بہادر مرحوم کے عہد حکومت سے معین ہوئے تھے لیکن نواب آصف الدولہ کے دور میں نصفی ہو گئی تھی بالفعل نواب حسین الدولہ سعادت علی خان بہادر دام اقبالہ کے وقت میں وہ بھی ضبط ہوئی پر مزار مسہدی علی خان بہادر دام ثروتہ سال سال و ان کے اخراجات کے لئے قدرے قلیل اپنی طرف سے گزارتے ہیں فی الحقیقت یہ بھی وزیر ہی کی سرکار سے ملتا ہی کیونکہ خان موصوف بھی اُس سرکار کا ایک ملازم مقرب ہی حق تعالیٰ توفیقات کو اُسکی زیادہ کرے اور نواب وزیر کے دربار میں بعزت و ابرور کھے بعد اُسکے نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے عہد دولت میں جو ہری محلے کے متصل باقر خان نے ایک امام باآرا بنایا اور دونوں جہان میں فائدہ اُٹھا پایا خان مرحوم مغل ولایت زاعمدہ روزگار تھا کئی سی سوار مغل وغیرہ اُسکے رسالے میں تھے اب آغا فتح علی خٹک الصندق اُسکا قید حیات میں ہی لیکن محض بدیکار و نکالیف میں گرفتار ہر مکان مسطور پر قابض ہی ایک گاؤں بھی اُس مبارک بنیاد کے اخراجات کے لیے آصف الدولہ بہادر نے دیا تھا لیکن دو برس کے بعد اہل کاروان نے کسی جیلے سے ضبط کر لیا غرض یہہ خجستہ بنا فی الواقع محل قبولیت و مقام تعزیت ہی مجلس میں یہاں کی شاہیہ ریاکار نہیں سوائے گریہ و زاری اہل مجلس کو کام دوسرا نہیں * (بیت) غلط ہی خلق کی کثرت کہیں نہیں ہوتی * دلے بکاشی یہہ شدت کہیں نہیں ہوتی

خو شا حال اُسکے بنانے والیکا کہ دنیا میں نام کیا اور عقبی میں نواب لیا قبر بھی اُس مرحوم کی اسی میں ہی بلکہ اکثر مؤمنین اغنیاء و مساکین اُسکے مکانات و صحن میں اسودہ ہیں (بیت) الہی قبر میں ہر ایک شوئے جین کے ساتھ * بروز حشر ہو محشر ہر حسین کے ساتھ

اور سال اُسکی بھی تعمیر کا از روئے تاریخ نظم و نثر دیکھنے میں نہیں آیا مگر بعضے اکابر و آغا فتح علی کی زبانی معلوم ہوا کہ اُسکی بنیاد کو اکٹالیس یا پینتالیس برس گذرے ہیں العلم عند اللہ اور چونکہ سے متصل دکھن طرف فرنگی محل و جہہ نسیمہ اُسکی یہہ ہی کہ اکبر بادشاہ کے

ایک محضر کروا کر حضور میں لے آیا اور مورد الطاف ہو کر اُسی خدمت پر بھر پور فرازا ہوا۔
رباعی حسب حال اُسکی طبع زاد ہی *
(رباعی)

فرخ سیر آن یاد شدہ بابرکات * ہرخ از اب او شدہ شیرین حرکات

در سندہ زبسن عہد دولت مندش * باران بارید ریزہ فند و نبات

بعد اُس بزرگ کے میر غلام علی ازاد بھی شعر و سخن و علم و فضل میں اپنے معاصرین کے
سیج لاثانی تھا بلکہ اشعار عربی تو اس فصاحت و بلاغت و بہتایت کے ساتھ کہ اہل
ہند میں کسی نے اُس سے آگے بھی نہیں کہے قصاید اُسکے اس بات پر دال ہیں اور اسکی
تعریف میں فصیحان عرب کی زبانیں لال پیدايش اُسکی گیارہ سسی جو وہ بھری میں اور
وفات اُسکی سن بارہ سسی دو میں پونا بھی اُسکا مفتی میر حیدر اسوقت میں مغنم زمانہ
اور اپنے معاصرین میں بگائے تھا علوم عربیہ میں مہارت تمام اور فنون فارسی میں دستگاہ
مالا کلام اُسکو تھی شریکی جمیع اقسام پر قادر تھا اور نظم کے تمام اسرار و ن سے ماہر صاحبان
کمپنی دام ظہم کی سرکار میں مفتی گری کی خدمت پر برسوں سرفراز رہا اور صاحبان عالی شان
کے نزدیک اپنے ہم چشموں میں ہمیشہ ممتاز اتفاقاً سن بارہ سسی سترہ میں قبایل اُسکے
بلگرام کو روانہ ہوئے میر موصوف اُن کے پہنچانے کے لیے آپ بھی نا عظیم آباد ساتھ ہوا
مرشد آباد ناک پہنچا تھا کہ مرض الموت نے آگیر آخر منزل مقصود ناک جانے نہ یا مگر اول
منزل پہنچا یا حاصل یہ ہی کہ یہاں کی زمین قابل خیر ہی ایک نہ ایک صاحب کمال یہاں
پیدا ہو رہا تھا ہی قصہ مختصر صوبہ مذکور کی آب و ہوا نہایت خوب ہی اور اناج اکثر قسم کا
یہاں پیدا ہوتا ہی خصوصاً اسماعیلی اور جسنواں جانول نہایت خوش ذائقہ و سفید
و پاکیزہ و خوشبو ہوتے ہیں اور ہندوستان کے اکثر متعلقات سے اس صوبے
کے کتنے ہیں محالوں میں کہنیاں تین مہینے پہلے بوسی جاتی ہیں اور بعضے مقاموں میں
دریا جیتھ کے مہینے میں چترہنے ہیں اکثر قطعے زمین کے پانی میں ڈوب جاتے ہیں ہر جون
جون پانی زیادتی کرنا ہی دھان زیادہ پھبکنا ہی اور بھٹا اگر بال لگنے سے پہلے پانی کی
طیفانی ہو جائے تو دھان اُس کھیت کے بال نہیں لاتے اور جنگلوں میں یہاں کے ار نے شیر
کثرت سے ہوتے ہیں خصوصاً گودکھ پور پر ایچ کی اطراف میں سوائے اُن کے چار بے

زبان دان ہی اُسکو سمجھے اور اُسی کی طبیعت اس پر لگے بٹخانے بھی اندرون و بیرون شہر کے ہیں لیکن نعل دروازے کے پچھم طرف کا لکا کا بٹخانہ قدیم ہی ہر پیر کو وہاں ہنود جمع ہوتے ہیں اور اُسکی پرستش کرتے ہیں پر ہولی کے بعد کئی دن رات کو روشنی افراط سے وہاں رہتی ہی اور دکھن طرف شہر کے باہر بھوانی کا مٹھ ہی وہاں بھی اٹھوارے میں ایک مرتبہ ہندو پوجا کو جاتے ہیں اور پکوان وغیرہ بھی چرمانے ہیں مگر ہولی کے آٹھویں دن برامیلا ہوتا ہی تمام شہر کے ہندو بلکہ مسلمانان حماش میں اور ندیان بھی اُسی قبیل کی ہزاروں جاتی ہیں اور دھمکے اپنے خواہش مندوں کو دکھاتی ہیں ناشام اُسکے مندر کے گرد پیش ایک دنگل جمع رہتا ہی بلکہ اُسکے قریب جتنے باغ ہیں وہ بھی آدمیوں سے معمور رہتے ہیں غرض اس طرح کامیلا شہر مذکور میں دو سرا نہیں ہوتا نام اُسکا آٹھون بی سورج نہ تھہ ایک نالاب ہی شہر سنے چار کوں پچھم دکھن کے درمیان وہاں بھی ہر برس برسات کے اخیر ہندو زن و مرد لکھون نہانے جاتے ہیں بلکہ دور دور کے باشندے بھی وہاں اپنے تئیں پہنچانے ہیں ساتھ اس کے مسلمان بھی ہزاروں نظر باز بھی سجائے ادھر ادھر * اور کبھیان بھی تمام شہر کی اپنے تئیں بنائے جائے جدھر مذہر جلوہ گر * غرض ناشام وہاں بھی ہر جہاں رہتی ہی (بالکوام) ایک بر آقصہ ہی اکثر وہاں کے لوگ قابل و شاعر و صاحب طبع ہونے ہیں قصہ مذکور میں ایک کوا ہی جو کوئی چالیس دن مقل اُسکا پانی پیتے خوب لگائے لگے مو اے اسکے اکثر اہل کمال بہان گذرے ہیں چنانچہ سید جلیل القدر عبد الجلیل بالگرامی بر اشاعر علم عربی و فارسی میں خوب ماہر فرخ سبر کے وقت میں گذرا ہی بلکہ سندھ کی وقائع نگاری بھی اُسکو حضور اعلیٰ سے مقرر تھی اتفاقاً سرکار مذکور میں ایکبار اُسی عہد فرخ میں بہہ کے ساتھ مصری برسی تھی اُس بزرگوار نے اس خبر زور روزگار کو بھی حضور پر نور میں لکھ بھیجا حضرت اس خبر کو خلاف قیاس سمجھ کر نہایت برہم ہوئے کہ افرا کرنا اور بادشاہوں کے حضور لکھنا و قائع نگار کو ہرگز چاہئے یہ شخص لائق اس امر کے نہیں غرض خدمت سے اُس بیچارے کو تغیر کیا روزگار اُسکا ناحق جانار ہنوب میر مذکور خبر سطور کی صداقت کے لئے دیکھے قاضی مفتی بلکہ اکثر اشراف ثقات کی مہرون سے

ہو تا تھا اب اس قدر نہیں پر تھوڑا بہت مجمع ہو ہی رہتا ہی کیونکہ کوئی مزاحم و مانع نہیں
 جکاجی چاہا گیا جکاجی نچا مانگیا دکن رخ اُس درگاہ کے ایک امام باڑا ہی چلے کے کنارے
 تعزیت تمام شہر کے عاشوریکہ دن و مہینہ دفن ہوتے مہینہ صحن اُسکانیت کشادہ اور
 مصفا اور ہوا نہایت خوش آئند و پاکیزہ خصوصاً برسات میں جو کوئی وہاں جائے نہایت حظ اُٹھائے
 (بیت) جو چاہے کہ کھولے دل تنگ کو * کرے دید وائے ذرا رنگ کو

غلہ بھی اقسام کا بکثرت ہوتا ہی بیشتر ازانی رہتی ہی اور دودھ نہایت گارہا
 چکناد ہی بھی نہایت خوش ذائقہ چکا بہتات سے ہم پہنچتا ہی اور ترکاریاں ہر قسم کی
 بافراط اور سستی لیکن ترمیوے بعضے بعضے خوب ہوتے مہینہ خصوصاً انار نہایت خوش
 مزہ بہت برآدا نہ بھی اُسکا گند نہایت سیلا اگرچہ ولایت کا سا تو نہیں لیکن ہندوستان
 کے اکثر بلاد کے اناروں پر شرف رکھتا ہی غرض جلال آباد کے انار سے کلانی و خوبی میں
 کچھ کم نہیں کیرا بھی اقسام کا خوش فماش اس میں بنا جاتا ہی خصوصاً ماہل شیخ پرے
 کی مشہور لیکن حقے اور بعضے ظرف شیشے کے عظیم آباد سے بہتر کہیں نہیں جیتے تو تا
 بھی امرت بھینلا اور کبجلا کثرت سے ہوتا ہی اگر کوئی اُسکو پالے اور پرہائے تو جلد
 بولے اور بخوبی پرہے بنس کو سس شہر مذکور سے جنوب کی طرف دامن کوہ
 میں گیا ایک برآمدہ ہندو کا ہی دور دور سے ہندو وہاں آکر اپنے جد و آبا کی ارواح کے
 لئے دان پن کرتے مہینہ خصوصاً چلے کے جاتے ہیں جب آفتاب قوس میں آتا ہی
 ہزاروں اشخاص مرد و زن اُس مکان میں نزدیک دور سے آکر جمع ہوتے مہینہ بھر منتر
 پرہم پرہم ترہن مرادہ سے اپنے مردوں کی روح کو مسرور کرتے مہینہ اور اُس عمل کو انکی
 نجات کا موجب اور اپنی بہترین عبادت جانتے مہینہ قریب اُسکے سنگ مرمر کی کھان ہی
 بیٹنروہان ظرف و زبور سنگ مذکور کا بناتے مہینہ اور اپنی دستکاری کی خوبیاں دکھاتے
 مہینہ کاغذ بھی ارول اور بہار میں بہتر سے بہتر بناتے ہی * (سرکار منگیور)

خلاصۃ التواریخ کے رو سے معلوم ہوتا ہی کہ عالم گیر کے عہد میں یا اُس سے سابق ایک دیوار
 سنگین گنگا سے بہاڑ تک بنا کر صوبہ بہار کی انتہا اُسکو مقرر کیا تھا لیکن سالہا سے
 الی الان کہ سن اٹھتا ایس جوسی شاہ عالم کے مہینہ اُسکا نشان بھی سنے دیکھنے میں نہیں آیا

و غیر جانور صحرائی بافراط نظر آتے ہیں اگرچہ دریاؤں میں بہت بہت ہیں لیکن برے نین گھاگر اسرچوداسنی طول اسکا سرکار گورگھ پور سے قنوج تک ایک سو تیس کوس اور عرض کوہ شمالی سے تاسد دور تابع الہ آباد ایک سو پندرہ کوس مشرق کی جانب اُسکے بہار شمال کی طرف بہار جنوب کی سمت مانک پور مغرب کی طرف قنوج اودہ ہیراچ خیر آباد لکھنؤ گورگھ پور پانچ سرکار بن متعلق اُنکے ایک سو ستانوے محال آمدنی چھہ کروڑ پانچ لاکھ چالیس ہزار دام * (صوبہ ہندیا بہار)

بہار دارالحکومت اُسکا عظیم آباد عرف پٹنہ ہی نہایت خوش سواد و خوش آب و ہوا گڑگا کے کنارے اور اُس مقام میں اس دریاؤ کو اٹھارہ گندے ندی بھی کہتے ہیں طول آبادی کا بہت برآ اور عرض چھوٹا عمارتیں سابق میں کھپریل کی بیشتر نہیں اب بختہ بھی ہیں کیونکہ آبادی و رونق شہر مذکور کی صاحبان انگریز کی ریاست میں برہگئی ہی چنانچہ باقی پور نین کوس شہر سے پرے پچھم طرف اور اُس سے نین کوس آگے دانا پوریے دونو معمورے معقول آباد ہوئے ہیں اکثر صاحبوں کی کوتھیان جو بلیان باغ و ان ساتھ ایک لطف و قرینے کے ہیں غرض شہر سے نابافی پور اور و ان سے دانا پور تک بستی ہی بستی ہی فاصلہ نہیں شہر پناہ اُسکی خام گردریا کی طرف الٹا خشتی ہی اور قلعہ و ان بنام ہی فی الحقیقت ایک عمارت کلان خشتی ہی لیکن اب پرانی ہو گئی مکانات اُصمیں متعدد ہیں اور قریب اُسکے پچھم کی طرف ایک مسجد و مدرسہ نہایت کشادہ و خوش عمارت اگرچہ عمارت اُسکی اب پرانی ہو گئی ہی لیکن شہر مذکور میں لاثانی ہی گو کہ مسجد بن کہنے و نو بہت سی ہیں یوں سنا ہی کہ بنا اُسکی نو اب سب خان مرحوم نے دالی تھی پر تعمیر نو اب بیت جنگ نے کی بالفعل نو اب سراج الدولہ کی نو اسیون کے قبضے میں ہی پورب دروازے کے آگے ایک مسافت بعید پر جعفر خان کا باغ ہی اور پچھم دروازے ایک کوس کے فاصلے پر شاہ اوزان کی درگاہ سواد اُسکا سواد ناہر ایک مکان لگو ناہر پنجشنبہ شہر کے لوگ بکثرت و ان جمع ہوئے ہیں اور کچنیاں کسبیاں بھی تمام شہر کی جاتیاں ہیں باج کی صحبت ناشام بلکہ کچھ ایک رات گئے تلوک رہتی ہیں لیکن صاحبان عالی شان کی ریاست سے پہلے از دام خلائی کا بکثرت

چشمے بھی بہت سے جوش لگاتے ہیں اور جس جگہ وہاں چار گرگھوڑیئے پانی نکلتے
 لبشارین یث تر تلاب برسات میں دوسو سے کچھ اوپر القصبہ اس صوبے میں گرمی بہت
 جارامعتدل دو مہینے سے زیادہ لباس پنبی کی احتیاج نہیں ہوتی مینہ ہجھ مہینے آگے برستا
 تھا اب بھی پانچ مہینے سے کچھ کم و زیادہ برس رہتا ہی زمین یہاں کی تمام سال دریاؤں کی
 بہتایت سے شاداب رہتی ہی باو بہت نہیں چلتی گر د بھی نہیں اُرتی کشتکاری جیسی
 چاہئے ویسی ہوتی ہی خصوصاً دھان یہاں کے نہایت پاکیزہ اور چندہ پرکاری ایک اناج
 کثرت سے ہوتا ہی نیت سستاد مزہ مٹر کی مانند مفلس تہی دست بلکینے اُسے کھاتے ہیں
 گو کہ وہ سبب بعض امراض کا بھی ہوتا ہی اگر چہ دریا اس صوبے میں بہت ہیں پر گنگا سون
 گندک گلان نہ لیکن سون جبال جنوبی سے آکر منیر کے نزدیک گنگا سے ملی کہتے ہیں کہ نزدیک
 اور وہ ایک چشمے سے نکلی ہیں اور گندک شمال کی جانب سے آجی پور کے قریب *
 کرم ناسا ایک دکن کے پہاڑ سے نکلتی کر چونا گزر میں * اور پین بن جنوب کی طرف سے آ
 قونج کی آبادی سے گزر عظیم آباد کے نزدیک * غرض بہتر دریا و ایسے کہ جن میں ناو چلے اور
 چھوٹے انگنت گنگا سے شہر مذکور تک پہنچتے پہنچتے ملے اکثر ہندو خاص کرم ناسا کو اترتے
 ہوئے بہ احتیاط کرتے ہیں کہ ایک فطرہ اُنکے بدن تک نہیں پہنچتا نہانے کا تو کیا ذکر ہی پر
 خلاصہ التواریخ کے مولف نے لکھا ہی کہ جس مقام میں گندک گنگا سے ملی ہی جو کوئی
 وہاں کا پانی پیئے اُسکے گلے میں گھینگا نکالے رفتہ رفتہ مار جیل کے برابر ہو جائے اور سیر المستخرین
 والا بہ لکھتا ہی کہ حاجی پور کی آب و ہوا کی بہ خاصیت ہی اکثر و اُنکے لوگ اس مرض میں
 گرفتار رہتے ہیں اور گھنگے اُنکے گلوں کے مار لیکن واقع میں اُسکے خلاف ہی شاید چالیس پچاس
 برس آگے بہ بات ہو تو ہو اب تو نہیں ان بعض بعض اشخاص کے گلوں میں البتہ سو بہ
 کہاں نہیں اور پانی دریائے مذکور کا بشرکت گنگا بلکہ نرا ہزاروں آدمیوں نے پیاب تک
 بھی پیتے ہیں لیکن گلاکبیکا سو جتا بھی نہیں گھینگے کا تو کیا ذکر ہی مگر ایک بو رہی گندک
 مظفر پور کے نیلے بہتی ہی اُسکے پانی کا بہ اثر مقرر ہی بلکہ بہالغہ یہاں تک کرتے ہیں کہ چرند
 پرند جو اُس کا پانی پیئے بہ بیماری اُسکے گلے پرے چنانچہ مظفر پور کے اکثر حیوان و انسان اس
 ملا میں مبتلا رہتے ہیں وہ جو سنا تھا کہ ایک سرزمین کی چرتا کوئے کے بھی گلے میں گھینگا ہوتا ہی

جائے تھی یا نہ تھی پر دریا کنارے ایک قلعہ پختہ البتہ تعمیر ہوا تھا بالفعل جہی مودھی لیکن عمارت اُسکی جا بجائے گرہی ہی اندر اُسکے صاحبان انگریز نے بنگلے اور بعضے مکان پختہ بھی بنائے ہمیں اور جھاڑ کھنڈ کے پھاڑتے بیچ ناتھ ایک معبد ہی اسکو مہادیو کا مکان کہتے ہمیں وہاں پیپل کا ایک درخت کہ اُسکے اُگنے کا آغاز سیکو معلوم نہیں وہاں کے مجاورن میں جسکو احتیاج خرچ ضروری کی ہوتی ہی وہ کھانا پینا چھوڑ کر اُسکے نیچے آ بیٹھتا ہی اور مہادیو سے التجا کرنا ہی دو تین دن کے بعد ایک تالکا ہوا قلم غیب سے بخط ہندی اُسکے پاس آن پرتا ہی اُس سے روپی جتنے کہ اُسکی قسمت میں تھے اور نام دینے والے کا بلکہ اُسکے باپ دادا زن و فرزند کا بھی معہ لک و سمیت ہر چند کہ پان سو کو س پر کیون نہو ظاہر ہو نا ہی تب وہ اُسکو اپنے سردار پاس لیجاتا ہی وہ مطابق اُسکے ایک کاغذ لکھ دیتا ہی اُسکو ہندوئی سبجنا تھ کہتے ہمیں پھر طالب اُسکو لیکر اُس شخص کے پاس جاتا ہی فی الفور وہ زر سطور حامل کاغذ کے حوالے کرنا ہی چنانچہ خلاصۃ الہند کے مولف نے لکھا ہی کہ ایک بامنہ وہاں کا میرے نام پر بھی لایا تھا میں نے سعادت جان کر زر معلوم ادا کیا نادرترا اُس سے بہہ ہی کہ اُس معبد میں ایک غار ہی کہ مجاورن کا ریس سال میں ایک بار شوبہرت کے دن اُس غار میں جا کر خاک اُٹھا لاتا ہی اور ہر ایک مجاور کو اُس میں سے دینا ہی بقدر اُس کے نصیب کے وہ خاک سونا ہو جاتی ہی * (توہت) قدیم سے دارالعلم ہندی ہی آب و ہوا وہاں کی نہایت خوب دہی وہاں کا چکا اور نہایت خوش مزہ بہت خفہ بلکہ خلاصۃ التواریخ کے مصنف نے لکھا ہی کہ ایک برس تک نہیں بگرتا غالب کہ بہہ مبالغہ ہو کیونکہ عقل و نقل کے خلاف ہی اور دودھ بھی علی ہذا القیاس کہتے ہمیں کہ ابیرا گربانی اُس میں ملا دیوے تو غیب سے اُسے ایک صد مہینے اور بھینس بھی اُس بستی میں اتی برتی اور قوی ہوتی ہی کہ شیر اُس کو شکار نہیں کر سکتا علاوہ اُسکے برسات میں ہر بار سنگے شیر بکشت اکتھتے ہو کر بستی میں آتے ہمیں اور باشندے وہاں کے حظ اُن کے شکار سے اُٹھاتے ہمیں (سرکار چنپارن) کی زمین قابل اگر ماش بکھیر دیوین تو بے رنج کشتکاری اُگ اُٹھیں اور اُس کے جنگل میں پیپل بہت بہہ اہوتی ہمیں *

قلعہ ہی ایک بلند پہاڑ شوار گزار پر چودہ کوس کے پھیر میں کھیتیاں اُس میں اکثر ہوتی ہمیں

اور برسات پانچ مہینے کی بلکہ کچھ کم شروع اُس کا آدھے جیتھہ سے اور آخر کانک کا اول مہینہ اگر جیتھہ کی ابتدا میں یا کانک کی انتہا میں کسی برس میں نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ کبھی غیر موسم کیا چھم کے ملکوں میں نہیں برستے وہاں اس ملک میں بیشتر ہوتا ہی اقسام اُنکے بہت ہیں اگر ایک ایک دانہ ہر قسم سے لیوین تو ایک تھلہ یا بھر جائے لطف یہ ہی کہ ایک کھیت میں تین تین بار پیدا ہوتے ہیں جس قدر پانی برہے زیادہ پھیکے بال اُسکی پانی میں نہ دو بے کھیت والوں نے جو کبھو اُسکو مایا تو پیاس پیچیں ہاتھ سے کچھ اوپر پائیا اور رعیت یہاں کی حاکم سے سرکشی نہیں کرتی زرا جیسی ایک برس کا آٹھ مہینے میں بطور اقساط کچھری میں آپ چھنچا دیتی ہی گھر اس بلا دین بیشتر چھپر کے اگرچہ کتنے دلدار مضبوط خوش اسلوب دیر پا ہوتے ہیں بلکہ بعضے بنگلوں میں تو پانچ پانچ چار چار ہزار سی لگ جاتے ہیں پردیواروں کی جاگہ تین کیونکہ کچی دیوار یہاں کی نہیں تھرتی مگر خشتی سو غریبوں کو کہاں میسر بلکہ اکثر صاحب مقدمہ بھی بسبب خست کے نہیں بناتے اور باسن اُن اشخاص کے اکثر گلی تھوڑے سے برنجی بستیاں بھی بیشتر یہاں کی درختوں میں ہوتی ہیں یعنی ایسی جاگہ گھر بناتے ہیں کہ ادھر ادھر اُسکے درخت ہوں خدا خدا ستہ اگر ایک گھر کو آگ لگے تو گانوں کا گانوں پھک جاتا ہی پھر اپنے اپنے کھروں کے نشان کیونکہ معلوم نہیں ہوتے مگر اُن درختوں کے آثار سے بوریہ بھی اس نواح میں بغضا بغضا ملائت میں ریشم کے برابر اور صفائی میں محمودی کی چاندنی سے کہیں بہتر بلکہ گرمیوں میں فرش اُسکا اسکے آگے گرد اور یہ اُس سے سرد سیٹل پاتی اُسکو بجا کہتے ہیں واقعی اسم باسمی ہی خوراک خاص یہاں کے لوگوں کی مچھلی خشک کر وایتیل دہی لال مرچ ترکاری ساگ بلکہ مچھلی حضرت یونس کے وقت کی بھی اگر پائیں تو کھا جائیں اور ترکاری کے ناؤں کوئی بنا ہاتھ چرھے ممکن نہیں کہ اُسے ہاتھ اُٹھائیں لون بھی زیادہ کھاتے ہیں لیکن اس ملک کے بعضے بعضے شام میں کم ہم چھنچتا ہی ہر روتی گیہوں جو چنے کی اگر کیسی ہی خوب ہو نہیں کھاتے بکری کا گوشت مرغ بھی ان کے مزاج سے موافق نہیں بلکہ ریاض السلاطین کا مصنف لکھتا ہے کہ ان غذاؤں کو اکثر معدہ کا قبول نہیں کرتا احسانا جو کھا جائیں تو استغراغ کر دیں پر اپنے دیکھنے میں نہیں آیا اور

وہ بھی ہی اور ساگر ام ایک پتھر حاجی پور کی اطراف میں ہوتا ہی رنگ اُس کا سیاہ مقدار
میں چھوٹا گول روغنی فارسی میں سنگ محک اُسے کہتے ہیں راقم خلاصہ التواریخ کا
میان تک لکھتا ہی کہ چالیس کوس کے عرصے تک قصبہ مذکور کی نواح سے نکلتا ہی ہندو اُسکو
بھی ایک مظہر الہی سمجھ کر پرستش کرتے ہیں بلکہ برہمنوں کا عقیدہ یہ ہی جوہت کہ ثوبت جالے
قابل پوچنے کے نہیں مگر یہ پتھر قصبہ کو تہ طول اس صوبے کا تیلیا گدھی سے لیکر رہتاس تک
ایک سو بیس کوس اور عرض ترہت سے کوہ شمالی تک ایک سو دس کوس شرق و
سکے بنگالہ غرب رخ الہ آباد جانب شمال او دھ جنوب کی طرف ایک ہزار چالیس پور سنگیر
چنپارن سارن ترہت پتہ بہار آتھ سرکارین متعلق اسے دو سو چالیس محال آمدنی آتھائیس
کر و سات لاکھ تینتیس ہزار دام * (صوبہ بنگالا)

جہا بگر نگر عرف دھا کہ ایک ہر آشہر آبادی و خوش سواد ی میں براتب ہستہر ملک کی اشیا
اُس میں ہر وقت مہیا * ہر قوم و اقلیم کے لوگ اُس میں ہزار * اصل نام اُس کا
بنگ تھا لفظ آل کہ اُس سے ملا وجہ اسکی یہ ہی کہ بنگال زبان میں آل برے پشتے کو کہتے
ہیں اور اُسے باغ و زراعت وغیرہ کے گرد پانی کی محافظت کے لیے بناتے ہیں چنانچہ
اگلے زمانے میں اس ملک کے زمیندار دامن کوہ میں کہ زمین و انکی نیچی ہوتی ہی دس
دھل ہاتھ کے اونچے اور آتھ آتھ ہاتھ کے چوتھے پشتے بنا کر مکانون کی بنیاد اُنکے اندر دلتے
تھے اور کھیتیاں بھی اُسی طور پر کرتے تھے بنا بر اسکے یہاں کے عوام لے اس ملک کا نام
بنگالہ لکھ دیا گرمی اس دیا میں چالیس پچاس برس سابق اعتدال سے قریب تھی اور
جا آ نہایت کم برسات جیتھہ سے شروع ہوتی تھی اور چھ مہینے رہتی لیکن بالفعل بعض
ملکوں میں گرمی اُس سے کہیں زیادہ چنانچہ سال گذشتہ میں تو ایسی برسی تھی کہ یک عالم
لے اذیت کھینچی بلکہ اکثر حیوان انسان حرارت سے تلف ہوئے جا رہا بھی اتنا پرتا
ہی کہ سیر بھر دھوپ کا بالاپوش انسان رات کو اوڑھ سوئے لیکن تھتھ نہین ہوتی
بلکہ پھر دن پڑھے سے لیکر دو تین گھنٹی دن رہے تک رضائی کی حاجت نہیں اور دوپہر سے پہری
تک ایک دپٹا کافی ہی لیکن اس موسم میں کوہرا اکثر چھوٹا کی مانند پرتا ہی بلکہ کبھی
کبھی تو آسمان دھواں دھواں ہو جاتا ہی سورج پھر دوپہر پھر دن پڑھے تک نظر نہیں آتا

کی تھی شہر مذکور البتہ لطف سے خالی نہیں لیکن دریا سے نشیب میں واقع ہی اگر پستہ دریا کا یا اکبر پور کی جھیل کا باندھہ خدانخواستہ پر سات میں توڑے تو سارا شہر ہی ڈوبے چنانچہ سنہ ۱۲۱۶ کے اخیر میں طغیانی آب سے جگوان گولے کی طرف کا پستہ جو قوت گیا محلے کے محلے غرق ہو گئے یہاں تک کہ نواب مظفر جنگ مرحوم کے نو ساخت میں پانی گھتتوں سے کچھ اُرد پر تھا بلکہ اور عمارتوں میں بھی علی ہذا القیاس کہتے ہیں کہ ایسی پانی کی طغیانی ایک مرتبہ نواب مہابت جنگ کے عہد میں بھی ہوئی تھی حفظ حقیقی اب اس آبادی کو محفوظ رکھے اور پشتوں کو پہاڑوں کا حمالہ بنائے * (بندر ہو گلی)

اور سات گام آدم کو س کا باہم فاصلہ رکھتے ہیں سات گام کی شہریت اور آبادی بہت بری اور پر عمارت تھی حاکم وہیں رہتا تھا جب بہر مقام دریاؤں کی طغیانی سے اُجڑا ہو گلی کی آبادی نے کمال رونق پکرتی فوجدار بہان کا علاقہ حضور اعلیٰ سے رکھتا تھا بنگالے کے ناظموں کا چنداں محتاج نہ تھا جعفر خان نے فوجدار سی بند مذکور کی بادشاہ سے درخواست کر کے نظامت میں لگائی اور ہر ملک کے سودا گروں تاجروں سے مراعات شروع کی محصول واجبی سے ایک دام زیادہ نہ لیتا بلکہ کچھ اُس میں سے بھی چھوڑ دیتا پھر تو فرنگ و چین و ایران و توران و عرب و عجم سے اکثر تجارت پیشوں کی آمد و شد ہونے لگی بلکہ ہتیرے مالک جہاز نے بود و باش بھی اپنی یہیں تھہرائی لہذا شہر مذکور کی آبادی نہایت سرگئی اگرچہ اکثر اقوام کے تاجر یہاں تھے لیکن مغلوں کا اعتبار بیشتر تھا اور اہل فرنگ کو قلعے اور برج کی بنیاد ڈالنے نہ دیتے مگر کو تھپیوں کی تعمیر کا حکم تھا جب فوجداروں نے سخت گیری اور زیادہ طلبی شروع کی شہر مذکور ویران ہو گیا اور صاحبان عالی شان کی رعایت و حمایت و آسانی محصول سے کلکتہ زیادہ تر آباد کر بالاعمال دار الحکومت ہی * (شہر کلکتہ)

زمانہ سابق میں ایک گاؤں تھا وجہ تسمیہ اُسکی یہ ہے کہ کالی نام یہاں ایک بت ہی اور بنگلہ زبان میں کتا صاحب کو کہتے ہیں اس سبب سے نام اس کا کالی کتا تھا براہمہ رفتہ رفتہ زبانوں کے تغیرات سے بے بھی گر گئی کلکتہ رہ گیا لیکن آباد ہونا اُس کا اور صاحبان عالی شان کی کوششوں کا بنا جب طرح ہو ا بیان اُس کا یہ ہے کہ نواب جعفر خان کی نظامت تک کمپنی بہادر کی کو تھی ہو گلی میں گھول گھات سے متصل مغل پرے کے قریب تھی ایک دن یکایک زوال کے وقت

مشرق طرف شہر کے چھتہ بھتہ ایک جھیل ہی باندھہ اُسکا اب نانک قائم لیکن جب کہ آبادی کی بنیاد مستحکم تھی برسات میں پانی کا گزاری شہر میں مطلق نہوتا تھا اب یکسر سطح آب ہو جاتا ہی بلکہ کشتی بھی باسانی آتی جاتی ہی اور قلعے سے ایک کوس کے فاصلے پر ایک قدیم عمارت تھی اُس میں ایک حوض بھی نہایت متعفن نام اُسکا پیاز بارتی تھا جو کوئی پانی اُسکا پیتا اقسام کی بیماریوں میں گرفتار ہو کر مر جاتا کہتے ہیں کہ اکبر کے عہد سے پہلے گنگا درون کو وہاں قید کرتے تھے کہ اُسکا پانی پیکر جلد ہلاک ہو جائیں سلطان ممدوح اس امر کا مانع ہوا اور اس دستور کو اٹھا دیا * (مرشد آباد)

ایک برآشہر بھاگی رتی کے کنارے اور نگ زیب کے وقت بسا لیکن دریا کے دونوں کناروں پر پہلے اُس جگہ مخصوص خان سو داگر نے ایک مراے بنا کر مخصوص آباد نام رکھا تھا کتنی دوکانے اُسمیں تھیں جب جعفر خان نصیری کو اعالتہ صوبہ داری بنگالے اور اُرتسے کی محمد عالم گیر نے عنایت کی اور مرشد قلی بن خان خطاب دیانت اُس نے وہیں شہر آباد کیا اور مرشد آباد نام رکھا بلکہ دار الحکومت اُس کو تھہرایا چنانچہ اب تک بھی سنہ ۱۲۲۰ ہجری میں اور ریاست صاحبان کمپنی دام ظہم کی بود و باش ناظم کی اُسی میں ہی طول اُسکا چار کوس سے کچھ زیادہ چولی بوتے دار اور ساری بھانکی مشہور باغات و عمارات بھی فی الجملہ لیکن ناقابل تحریر الاموتی جھیل و گودی بنگلے کی سو وہ خراب و سمار ہو گئیں زبانوں پر فقط نام رہ گیا ہاں ایک نواب سراج الدولہ کا خلاصہ عمارات امام بارگاہ اب تک قائم ہی ہیست وضع اُسکی بیان سے بے نیاز سچ ہی کہ اس ساخت کا امام بارگاہ ہند میں کہیں نہیں ہر چند کہ نیاری اُسکی اب عورتیں سے کم ہی لیکن نمونہ گلزار یادگار گلزار * (قطعہ)

لطافت اور صفائی کی کیا کردن تقریر * عمارت اُسکی تو رکھتی ہی حکم شبیشے کا جو روشنی کا حمان چار چند ہو اُس میں * عجب نجان تو اس بات کا اجنبھا کیا زبان بھی اُس شہر کے لوگوں کی بہ نسبت بھانکے اور بلاد کے باشندوں کی درست و جہا اُسکی ہم صحبت ہونا اکثر اوقات ہندوستان زاؤن سے کیونکہ بعد شاہ جہان آباد کی برہمنی کے قبل از حکومت صاحبان مالیشان پیشتر دے اُسی شہر میں وارد ہوئے تھے بلکہ سکونت سے اختیار

عمارات اُسکی عمارات جین و صفائے سے فائق * تعمیر کا طود ہی نیا * نقشہ ہر ایک مکان کا جدا * حویلیاں
چتہ گچ کی برابر برابر * سرکین سنہری ہموار سراسر * فضا اُن کی رشک فضاے باغ ارم *
اور ہوا غیرت نسیم صبح دم * سبزی پر اُن کی زبرد زہر لھائے * اور سرخی سے مونگے کا
جلر خون ہو جائے * علاوہ اسکے نہ جبینوں کا ازدحام * حسن کی گزری کی ایک دھوم صبح و شام

(ابیات)

جو اندر بھی اُسوقت ایدھر کو آئے * تو اپنی سبھا میں کبھو پھر بجائے
اگر دیکھے تک اس شہستان کو * پری چھو آرد یوے پرستان کو
بشر کو کہان پھر نظارے کی تاب * جگر برق کا بہان تو ہوتا ہی آب
نکھو اپنا جی مفت ای بیخبر * سمجھ کر ذرا اس جگہ دید کر
ہر ایک محلے میں عالم طلسمات * ہر کوچے سے از رنگ مانی مات * گھر ہر بیپاری کا ہر ملک کی
اجناس متعدد سے بھرا ہوا * صرافے کی ہر دوکان میں رہی اشرفی کا تو وہ لگا ہوا * بازار میں
ہر طرف چہل پہل * شیشہ آلات کی دوکانیں رشک شیش محل * (ابیات)

کھلا بازار اور رستے کشادہ * بیاض جردلی ہو جیسے سادہ
دورستہ اہل عرفہ اور دکان دار * لڑتی موتی کی ہو جیسے نمودار
ادھر کو جو ہری ادھر کو بزاز * ادھر صرافہ ادھر کو طلا ساز
رہی اور اشرفی دیکھے برستے * دھرے تختے پہ چون رنگس کے دشتے
کناری اور گوتے اور سلسل * مثال برق کرتے ہمیں جھلا جھل
جو کچھ چاہو تم اسباب جہان سے * ہم وہ جنس پہنچے ایک دکان سے

فی الواقع آبادی اُسکی اکثر آبادیوں سے دونی * اور بستی اُسکی بہت سی بستیوں سے
برتی * کیونکہ جیسا بازار خشکی میں دورستہ ہی * ویسا ہی ناوجہاز کی کثرت سے
پانی میں بھی ایک شہر بستا ہی * لیکن سبب آبادی کی ترقی کا یہ ہی کہ ہر ایک صاحب
گورنر اُسکی تعمیر کی افرائش پر متوجہ رہا * اور لکھارویا اس کام پر اُسنے
سرکار دولت مدار کا خرچہ * خصوصاً نواب گورنر جنرل لارڈ ولزلی مارکویس
بہادر نے تو ات گت پیسا اٹھایا * ساتھ اسکے شہر کا اسلوب بھی نہایت

زمین و مائیکی دھینے لگی اُس وقت صاحبان انگریز کھانا نوش کر رہے تھے بارے مرد اور تو گھر پر
 پرتے نہایت جد و کدہ سے نکلے لیکن مال و اسباب تمام و کمال مع اکثر ذی روح اُس مکان کے
 ساتھ بانی میں غرق ہو ابلکہ بعضے انسان بھی تائب ہو گئے پھر ستر چانک نے بنا رسی
 باغ کو مول لیکر درخت اُسکے کاٹے اور کو تھی بنانی شروع کی پر دو منزلہ سے منزلہ عمارتیں بنانے
 کا ارادہ کیا جب دیواریں اُٹھ چکیں شہتیروں سے چھت پتنبہ لگی وہاں کے شرفا پنجباخصو صا
 مغلوں نے کہ تاجرون میں عمدہ تھے میر ناصر فوجدار سے کہا کہ جب با محرم اسے بلندہ کو تھیوں پر
 جڑھینگے تو ہماری ناموس کی لے ستری ہوگی مطابق حرمت نہہنگی فوجدار نے اس مضمون
 کی عرضی نواب موصوف کو لکھ بھیجی اور متعاقب اُسکا اُن سبکو روانا کیا پھنچنے ہی حضور
 میں دے فریادی ہوئے جعفر خان نے فی الفور پروانا تعمیر کی سناہی کا نہایت تاکید سے لکھ بھیجا
 فوجدار نے یہ ہتے ہی اُسکو حکم کیا کہ کوئی راج مزدور برہمی وہاں نہ جائے اور عمارت ناقص پر ہی
 رہے صاحب موصوف اس حرکت سے نہایت آزرده ہوا بلکہ ارادہ کرتے کا کیا لیکن
 سپاہ قلیل تھی اور جہاز بھی ایک علاوہ اُسکے مغلوں کی کثرت فوجدار کی حمایت اس ارادے کو
 فاسد جان کر فسق کیا اور جہاز کا لنگر اُٹھا لیا آخر کنارے کی بستی کو آتشی شیشے سے جلاتا
 ہوا چل نکلا فوجدار نے ہر چند اُسکے روکنے کا تدبیر کیا لیکن پیش رفت نہوا اور جہاز
 حمہد ر میں جا پہنچا پھر وہاں سے دکن کی طرف روانہ ہوا اُن دنوں اورنگ زیب و نہیں تھا اور
 غنیوں نے چار طرف سے رسد بند کی تھی لشکر بادشاہی میں قسحط عظیم تھا کرنا تلی کی
 کو تھی کے سردار نے بہت سا غلہ جہازوں پر لا کر لشکر میں پہنچایا اور خدمت شائستہ بجالایا
 مورد الطاف و عنایات ہوا اور اقصائے مطالب و مقاصد کو پہنچا جہان پناہ اُس سے بلکہ
 فرقہ انگریز سے راضی ہوئے یہاں تاک کہ سند و فرمان محصول کی معافی کے اور کو تھی کی تعمیر
 کے عنایت کیئے تب ستر چانک بادشاہی احکام و فرمان دکن سے لیکر بیگالے کو مہر آیا
 اور وکیل معہ نذر و پیشکش ناظم کے پاس بھیجے آخر سند مطابق کو تھی کے بنانے کی حاصل
 لہ کے بنیاد دالی اور شہر کی آبادی پر متوجہ ہوا تجارت کا بھی کار و بار بخوبی کرنے لگا
 لٹنک بھی وہ کو تھی قائم ہی پرانا قلعہ اُسکو کہتے ہیں القصد شہر مسطور نہایت کلان
 و معمور تھا گی رتی کے کنارے بنیست اسلوب کے ساتھ واقع ہی آبادی اُسکی دید کے لائق *

لطاقت ہوتی ہی اور اُسکو مکان وسیع چاہیے نہ ان بعضے اجزائے آب بعضے دیگر کو تہوج سے تکرارتے ہوئے کنارے سے ادھر کر دیتے ہیں لیکن یہ کھٹنا برہنا موافق حرکت فرمے غرض جس وقت چاند آسمان کے بیچون بیچ پہنچتا ہی جو اراکال ہوتی ہی جہان و اسے زائل ہو اٹھاتے کی ابتدا ہوئی یعنی پانی کا غلیان کھٹنے کا آخر حالات اصلی پر آجاتا ہی جب ماہ افق غربی پر پہنچتا ہی پھر جوار شروع ہوتی ہی اور برہنے لگتی جہان و تدارض پر آچکتا ہی کمال طغیانی اُسکی ہوتی ہی جب وہاں سے مرکتا ہی بھاتا شروع ہوتا ہی رفتہ رفتہ پانی پھر اپنے طور پر بہنے لگتا ہی جس وقت فر پھر افق شرقی پر پہنچا جوار کا آغاز ہوا لیکن اُسکی اور اُسکی ابتداء حقیقی ہرگز محسوس نہیں ہوتی مگر عرفی عرض ہیجان بحر ماند ہیجان اخلاط بدن آدمی ہی جیسے اُسکے کھٹنے برہنے کی علت حکما کے نزدیک فرماتا ہی ویسے ہی اُسکی بھی غرض اُس ساعت پانی یہاں کے دریا کا پینے والے کے حق میں شہم ہی بلکہ آب تیغ و دم خدا سخاوتہ جس نے اُسکو پیا * وہ بیچارہ کب جیا * پس اکل و شرب خلق کا تالاب کے پانی پر تھہرا اس واسطے بنا تالاب کی اس ملک میں اکثر ہی اور ایک نام خاص بھی بعضے بعضے تالابوں کے لئے مثلاً لال دگی چورنگی وغیرہ اور سوائے اس جوار بھاتے کے وسط ماہ کی تین تاریخوں میں اور آخر ماہ کی ایک بار دن رات میں پانی بصورت دیوار بلند ہو کر نہایت زور شور سے دریاے شور کی طرف سے آتا ہی * جہاز بھی اُسکے تلاطم سے ہل جاتا ہی * پھر ناد تو کیا چیز ہی اُس وقت اگر گہرے پانی میں ہوئی تو تو بھی اور جو کنارے سے متصل لگی تھی تو اُسکے صدمے سے خشکی میں جا پرتی اور دھکے ہو گئی * اسی واسطے ملاح ایام مذکور میں چھوٹی برتی ناوین بھاری بھاری لنگر دال کر کنارے سے دور رکھتے ہیں بنگلہ زبان میں اس طرح کی موج کا ناو ہوتا ہی لیکن برسات میں اس قوت و شور سے نہیں آتا سبب یقینی اس کا بشر بتا نہیں سکتا * اور لم اُسکی کوئی ہانہیں سکتا * مگر حکما کے نزدیک شعاع شمس ہی لیکن ایام معینہ اور اوقات مقررہ میں پر بادائے مختلف کو بھی اس میں مداخلت ہی اور اُسکی کئی زیادتی میں فصول اربعہ کو فی الواقع شعاع آفتاب میں حدت برتبہ ہی پھر غلیان بھی اُس سے ایسا ہی کچھ ہوگا * آب و ہوا بھی یہاں کی بہ نسبت زمانہ سابق کے بالکل اچھی ہی چند ان بد نہیں خصوصاً

خوب کر دکھایا * چنانچہ ایک عمارت ایسی عالیشان بنائی * کہ جس نے شہر کی رونق طر سے زیادہ
 برہائی * شبیہ اُسکی کس سے دیجئے کہ جہان میں اُسکا نظیر نہیں * ثانی اُسکو ککا کہئے
 کہ کسی عمارت کی ایسی تعمیر نہیں * سچ تو یہ ہی کہ جیسی اُسکے بنانے والے کی امارت
 میں آن بان جدی ہی * ویسی ہی اُس مکان کی عمارت کی شان جدی ہی * (قطعہ)

شفاف و صفائی یہاں تک ہی جس سے نت * نور صفائے صبح کو رہتا ہی انفعال
 نقش و نگار اُس پر ہمیں ایسے کہ حسن کا * اُس نے نگار خانہ چینی کرے سوال
 اور ارتفاع یہ ہی اگر عروج ابن عنوق * اُس پر کرے نگاہ تو پگرتی کو لے سنبھال

جستہ اُس مکان کی تعریف کیجئے بجا ہی * اور جتنا اس شہر کو سراہئے روا ہی * واقعی
 بلاد ہند میں اب ایسی پر عمارت آبادی کہیں نہیں * اور تاجرون سودا گروں کی کثرت
 بھی اتنی کہیں نہیں * صاحبان کمپنی کی مدت سے تجارت گاہ ہی * اور سرداران انگریز کی قدیم
 عشرت گاہ * بالفعل اکثر صنف کے اشخاص متمول اور صنایع صنعت گری میں کامل ہیں
 بکثرت موجود ہیں اور اشیاء خائف بھی انواع و اقسام کے علی ہذا القیاس خرید و فروخت کا
 سرشتہ بخوبی جاری * خوش و خرم ہر ایک بیپاری لیکن رنگین کپڑے جلد بد رنگ
 ہو جاتے ہیں خصوصاً لال کا تو رنگ رہتا ہی نہیں اور اشیاء قوامی بھی مثل شربت و خمیرہ
 و مہمخون شتاب سر جاتی ہیں * بلکہ خشک و اٹین بھی بیش تر بکرتا جاتی ہیں * سبب اُسکا
 ہو اکی شوریٹ و عفونت و رطوبت چنانچہ گھروں کی زمین ہمیشہ نمناک رہتی ہی بلکہ دو
 دو تین تین گزدیواریں بھی * نیچے کے مکان تو قابل بود و باش کے نہیں اگر دو منزلہ سہ منزلہ
 مکان نہ بنائیں * تو یہاں کے باشندے مطلقاً آرام نہ پائیں اور پانی بیش تر تالاب کا پیتے ہیں
 یا مینہ کا کوئے تمام یہاں کے کھاری * اور آب جاری دریا کے شور کے قرب سے نیست
 جاری * خصوصاً جوار کے وقت مراد اُسے اُلٹا ہند دریا کا اور جھاتا مخالف اُس کا بیان
 اسکا عجایب المخلوقات میں یوں لکھا ہی کہ ہر دریا میں بہہ نہیں ہوتے مگر شور دریا میں
 بادے دریا جو اُس سے متصل ہیں ساتھ اُسکے اُنکے عمق میں پتھر بھی نہایت سخت
 ہو دین پھر جسوقت ماہ محاذی اُنکی سطح سے ہو دے اور شمع اُسکی اُن پتھروں پر
 پڑے پتھروں سے ہلتے پانی کھولنے لگتا ہی اور رقیق ہوتا جاتا ہی پس موجب زیادتی کا

ایک نالا ہر گلی کو چھ مین ہوتا نظر آوے * سوائے ! عینکے یہاں کے پواج و ازال اُس روز امام
 بارون مین جاتے ہیں * اور عجیب عجیب سوانگ لائے ہیں * مثلاً جس شخص
 نے ایک امام بارے مین عہد کیا تھا کہ میری بہہ مراد اگر ! اس سال مین برائیگی تو مین بہان
 بیتھکر اپنے سر پر چو لہم رکھ کھیر پکاؤنگا وہ کھیر پکانا ہی اور جس نے اپنی منت کے بر آفے پر
 قفل لگانے کا وہان عہد کیا تھا وہ اپنے منہ مین قفل لگانا ہی ہر چند کہ اُسکے دونوں گال چھد
 جاتے ہیں کیونکہ اُسکے اُدھر اُدھر دو پتریان لوسہ کی ہوتی ہیں اور بیچ مین یک پتلا سا
 مسیحہ شکل اُسکی گھورتے کے دہانے سے کچھ ملتی ہی غرض بہہ خرنا مشخص اُسکو
 اپنے منہ مین لگا کر امام بارے کے گنبد کے آس پاس پھرتا ہی اگر تین پھیرے مین قفل
 کھلکر گہرا تو ! سننے جانا کہ میری نذر نہایت قبول ہوئی اور اگر ساتوین پھیرے مین گہرا تو
 فی الجملہ اور وہ جو کھیر سر پر پکانا ہی وہ حالت اپنی ایسی بناتا ہی کہ لوگ جانیں ! اسکو تھنہ لگتی
 ہی کچھ اُدھ بھئی لینا ہی گو کہ گرمی کی رت ہو دے غرض اُسکی حالت کنڈائی کو اور قفل کے
 خود بخود گر پڑنے کو چھوٹی اُمت کرامت سمجھتی ہی * اور اجابت کی علامت * طرہ بہہ
 کہ اُس جاہل کا ساتھ ! سیکے بہہ بھی عقیدہ ہی کہ اگر کسی اور امام بارے مین سوائے امام
 بارے مسمو دیہہ کام کریں تو نہ کھیر پکے اور نہ قفل گھلے اچانا اگر کوئی عالم اُس جاہل کو چاہے
 کہ ! اس فعل ناشائستہ سے باز رکھے کیا مجال * بلکہ جناب امام کے بھی مانع ہونے سے
 ترک ! سکا اُس سے امر محال * (مصرعہ) * ہر کس خجیال خویش خبطے دارد *

اور عشر نے کے دن کوئی خاص طور پہان نہیں دیکھا والا لکنے مین آنا اور یہاں کے ہندو کی بھی
 بعض بعض پوجا کا طور جدا ہی چنانچہ درگاپو جامین اور کالی کی پوجا مین اور کاتک پوجا مین بے اپنے
 اپنے گھروں مین برے برے روغنی بت ہر ایک کی شبیہ معین پر بنوا کے رکھتے ہیں اور
 اُنکو روز مسمو دہرتی دھوم دھام اور باجے کاجے سے دریا مین لیجا کر ڈال دیتے ہیں عوام یہاں کے ! اسکو
 بھسان کہتے ہیں غرض درگاپو جاہت دھوم اور ہجوم کے ساتھ ہوتی ہی * اور اُسکے
 لوازم مین یہاں کی خلقت بہت دپیایسا اپنا کھوتی ہی * نام ! سکا نور انرا ابتدا ! سکی کو اور
 سدی پر واسی اور انتہاد صمی کو لیکن چھت سے ستمی اشتہی نومی تک تھا پند
 کر کے پوجتے ہیں یعنی ایک کورے گھرے مین پانی بھر کر اُسکے آگے پرستش مین

چارے کی لذت میں تو ہمیشہ اعتدال پر رہتی ہی ہوں درد کھ انسان کو کہاں نہیں ہوتا *
 کونسا شہر ہی کہ بیمار جہان نہیں ہوتا * لیکن بواسیر کبھی داد ضعف سعدہ پورب میں
 بکثرت ہی * اور پچھم میں بقلبت * اور نکو اسانجر فیل پاگھینگا خاص اسی سرزمین میں ہوتا
 ہی وہاں مطلق نہیں مگر کبھی کہیں کیوببیل مذرت اور ارمنی محلے میں برے بازار و
 چینی بازار کے بیچ ارمنی گرجا ہی بہت اونچا کشادہ * مٹھو رہ بھی سب گرجوں سے زیادہ *
 تعمیر اُسکی آغا ناظر امنیون کے سردار نے سنہ ۱۷۲۲ ع میں کی اگرچہ اس شہر میں گرجے
 انگریز و پرتگیش وغیرہ عیسائیوں کے بہت ہیں پر شہرت اسیکی بیشتر ہی * اور گھڑی
 بھی اُسکی نہایت معتبر * مسجد بن بھی یہاں کثیر ہیں لیکن نہ قابل تحریر مگر رمضان درازی نے
 ایک مسجد پختہ مربع نو برج کی متصل ہستی میں بنائی ہی واقعی تعمیر اُسکی اُنکے حوصلے
 سے باہر ہی * اور یہاں کی سب مسجدوں سے بہتر * امام بارے بھی علی ہذا القیاس بہتر ہے
 کیونکہ کوئی سرکار و جمعدار خانان ناظر وغیرہ نہوگا کہ جسے اپنی حویلی کے متصل نہ بنایا ہو
 لیکن ایک چھوٹا سا گنبد دو تین ہاتھ کا اونچا اور چبوتر ا بھی اسی قدر لبا چوڑا مگر بعضے بعضے
 چوہدار جمعدار نے یا کسی صاحب کی ہندوستانی بی بی نے محوطہ اور مکانات کے ساتھ
 بھی بنایا ہی * اور بہت سا پسا اُسکی نیاری میں اُتھایا ہی * لیکن اسے اس شخص
 تعمیر کے سلیقے اور تعزیر داری کے طریقے سے کیا واقف ہیں تاہم اگر ایمان کے ساتھ ہی اور
 نیت بھی بخیر تو کبھی میں کچھ رنگاری ہوگی * والادونون جہان میں ذلت و خواری *
 اور محرم کی ساتویں کو یہاں کے باشندے جتنے تعزیر دار ہیں شدے اور علم اُٹھا کر
 بیتھک خانے تلک شیون کرتے ہوئے لیجاتے ہیں * اور وہاں سے اسی ہیئت سے
 پھر اپنے گھر آتے ہیں * رستوں میں خلائق کی کثرت سے رستہ کم ملتا ہی * اور شانے
 سے شانہ چلنے والوں کا چھلٹا ہی * سپہری سے رات تلک بھی عالم اور ہر ایک مگلی
 کو جسے میں ماتم رہتا ہی اُسکا نام یہاں کے لوگوں نے دوپریا ماتم رکھا ہی اور اُسی
 دن ہر ایک چھوٹے برے امام بارے میں یہاں کے زن و مرد مرغ کا سالن اور روٹی
 یا پلاؤ پکا پکا لیجاتے ہیں * اور اُسپر فاتحہ امام کی دلانے میں غرض مرغ اسقدر ذبح
 ہوتے ہیں * کہ اُس دن اگر شہر میں دھو پتے تو ایک پر بھی پناوے * مگر اُنکے لہو کا

نہ اس خوبی و کیفیت کے ساتھ بنا برائے سکے طور اُنکا تحریر کیا * اور اُنکی تفصیل میں فائدہ
 معذبہ نہ دیکھا * شہر سے اندک فاصلے پر جنوب کی طرف فورت ولیم قلعہ ہی بنا اُسکی
 پلاسی کی فتح کے بعد کرنیل کلیو کے عہد میں ہوئے لیکن معلوم یہ ہوتا ہی کہ گویا آج بنا ہی *
 اور ابھی تیار ہوا * معہذا اسباب و لوازم جتنے کہ قلعے کو اور اُسکے باشندوں کو درکار ہوں
 ہمیشہ مہیا رہتے ہیں بلکہ دن بدن ان امور کی ترقی و زیادتی ہی ساخت کا تو اُسکی مذکور کیا
 ساخت ہی جدی * عمارت کی طرز ہی نئی * اس بناء کے کسی قلعے سے نہیں ملتی چار دیواری
 باہر سے تو پشتے کی مانند * اور اندر سے نہایت بلند * کنج کا و اُسکے کون پاسکے * اور بچاؤ
 لگاؤ لکسی مجال جو بنا سکے * واقعی ایک عالم کے لئے حکم طلسم کار کہتا ہی دید اسکی حیرانی برہاتی
 ہی * اور سیر مرت بھلاتی ہی * (ابیات)

حصار اس طرح کا زمین پر کہیں * کوئی دوسرا ہم نے دیکھا نہیں
 خوب کیا جو معمار قدرت اُسے * کہے ہی بھی ایک حصن حصین
 اور قلعے کے پچھم دریا کے پار لیکن کنارے پر بعد ایک باغ کے قدرے فاصلے سے صاحبان
 کمپنی دام ظلم کا باغ سراپا بہا رہی لیکن بے محوطے پر بہت برا اور کشادہ کہ عقل کے لحاظ
 میں آ نہیں سکتا * پھر محوطہ اس کے گرد کوئی کیونکر بناوے * اور فضا اسکی حد سے زیادہ
 کہ ظاہر وہم اُسکے باہر جانہیں سکتا * پھر بشر اُسکے اُدھر کیونکر جاوے * سچ تو یہ ہی جیسے
 اس کے مالک ریاست و حکومت میں حکام زمان سے برتر ہیں * ویسی ہی یہ لطافت و
 کیفیت میں باغماے جہان ہے * جسطرح اُنکی حشمت کو زمانے میں برتری ہی اُسی طرح
 اس کے درختوں کی کثرت کو * فی الواقع کہ اسکا ہر ایک چمن گلزار کے برابر * اور
 نقشہ باغ ارم کے نقشے سے کہیں بہتر * زمین اسکی سرسبز صاف و ہموار * اور
 روش لال لال اس میں بخوبی نمودار * سبزہ زاروں کے گہرا انواع و اقسام کے
 سیکڑوں اشجار * اور پتے اُنکے سبز مردوار * (ابیات)

ہر ایک خانہ اس باغ کا مثل گل * گیا اس کے چمنوں کی سنبھل سی گل
 شگفتہ نہو اس میں کس طرح دل * ہوا اسکی رہتی ہی منت معذل
 ہمیں رنگت میں بہتر جو اہر سے پھول * جو دیکھے انہیں جائے مرت اپنی بھول

مشتغول ہوتے ہیں اور دھمی کو سرجن کرتے ہیں یعنی درگاہوں اور یا مین دال دیسے ہیں اور ایام مذکور میں خصوصاً چھٹی سے دسویں رات تک اکثر ہندو بنگالی اپنے حوصلے اور مقدور کے موافق مجلس عیش کی جماتے ہیں * اگرچہ یث ترانین تھم دے ہیں پر اس کام میں بہت سادہ رہا اُتھاتے ہیں * چنانچہ یہاں کے اعزہ متمول مسلمانوں کی بھی دعوت کرتے ہیں بلکہ صاحبان عالی شان کی بھی غرض اکثر قوم کے اشراف اور سردار مجلس میں جاتے ہیں * اور ایک حظ اُتھاتے ہیں * فرش رنگ رنگ کا ہر مکان میں اور شمیائے کے نیلے نہایت پاکیزہ و مصفا * شیشے کے جھار فانوسین قندیلین متعدد روشن جا بجا * پاندان عطر دان نقرئی و طلائی قریبوں سے دھڑپے ہوئے * سیکڑوں چنگیروں میں ہار پھول طرے بھرے ہوئے * بھانڈ بھانڈیوں اور کنجیوں کے ٹائفے دس دس بیس بیس * پوشاکیں بھی اُنکے گلوں میں نفیس نفیس * (ابیات)

سلسلے کنار ہی بنت کی چمک * کرتے اور توتے کی سپر جھنک
نظر چشم کی کس طرح تاب لائے * کمان تک دل عاشقان پس بجائے
سطح فرش کی ہر دو جانب انگریزوں پر تکیہ نشون ارمیوں کی بیسیان اور ستیساہین پر تکلف
لباس پہنے ہوئے کرسیوں پر جلوہ گر * حسن کا بازار لگا ہوا! ادھر ادھر * (ابیات)

جو یوسف بھی اُس بزم دلکش میں آئے * تو دل ایک نظارے پر بیچ جائے
یہ ہر مرد کا چمکا ہوا رنگ ہی * کہ اندر کی بھی اچھڑا دنگ ہی
ہر ایک اپنے جوں سے منور ہی * قیامت ہی آفت ہی بس دور ہی
جو آدے پر ہی اس شہستان میں * تو جاوے نہ ہرگز پرستان میں
پھر انسان ناچیز کا ظرف کیا * جو اس اُسکے کیونکر رہیں بہان بجا
سچ تو یہ ہی کہ ہر قوم کی مجلس اور خیروں کی شان جڑی ہی * اور ہر گروہ کے گل و خوشکی
آن بان جڑی * (مصرعہ) * ہر گلیے رانگ و بوے دیگر است *

قصہ مختصر ہر شب سحر ناک ناچ راگ کا صمان بندھا رہتا ہی اور تماشاہوں کا ہجوم لگا رہتا * پھر دھنوں کو پسرے ہر سے شام تک دریا پر بھی ایک کیفیت اور زن و مرد کی کثرت رہتی ہی سوائے اُسکے اور بھی کئی میلے اپنے اپنے موسم میں بہان ہوتے ہیں لیکن

قصہ مختصر یہ باغ ہمیشہ دہا اور ہرہ بھرا رہتا ہی سبب ظاہری اسکا یہ ہی کہ سوائے
 داروغہ اور کارکنوں کے سو باغبان بھی نوکر ہیں اور رات دن درختوں کی غور
 برداشت کیا کرتے ہیں اور دریا بھی نہایت متصل ہی لیکن حقیقتاً مالکوں کی
 نیت کیونکہ سو باغبان اسکے ایک ضلع کے درختوں کو بھی سینچ نہیں سکتے اور دریا کا
 قرب بسا اوقات مزارع و باغ کو مضر ہوتا ہی پس حاکم کا خوش نیت ہونا عجیب چیز ہی
 چنانچہ ایک بادشاہ کی نقل ہی بعض اشخاص ہرام گور سے اسکو منسوب کرتے ہیں
 کہ ایک دن شکار کھیلتا ہوا تنہا پیاسا کسی قصبے کی نواح میں جا نکلا وہاں ایک باغچہ تھا لیکن اسی
 جیسا گاؤں گونہ میں ہوتا ہی اور ایک شخص دروازے پر اُسکے کھڑا یا بیٹھا تھا اُن نے
 اُس سے پانی مانگا وہ بولا کہ میان سوار تم گھوڑے سے اتر بیٹھو تاکہ دم لو جلد پانی پینا اچھا
 نہیں بہرہ کہہ کر اندر گیا اور دو انار برے برے توڑ لایا ایک کے دانے نکال کر چوپالے میں
 نچوڑے مہذب بھر گیا اور کاسہ بھی سیر بھر کے اندازے سے کم نہ تھا بادشاہ نے
 پیا اور خوب مزہ اُٹھایا کیونکہ ساتھ کلانی کے وہ میٹھا بھی بہت تھا بعد اسکے پوچھا کہ سرکار
 میں تم اس باغ کا محصول کچا دیتے ہو اُس نے نہایت کم بتلایا وہ نہیں خاطر مبارک میں آیا
 کہ کچھ برتھایا چاہئے بعد ایک دم کے جو دو سیر انار اُسی پیالے میں نچوڑا تو چوتھائی
 خالی رہا حضرت نے مالک کی طرف تعجب سے دیکھا اُس نے کہا میان سپاہی معلوم ہوتا
 ہی کہ اس وقت حاکم کی نیت دانوان ڈول ہوئی اور اُسکی نیت سے رعیت کی
 برکت ہی *

کیا کر دلا میکرے کے بھی سیر * و لیکن تو رکھ اپنی نیت بخیر

(چندن نکر عوف قراش دانگا)

چھوٹا سا ایک شہر ہی گلگت سے بارہ کوس کے فاصلے پر فراہس کی کوٹھی اُسی
 میں ہی عمل دخل بھی وہاں ہمیشہ اُنھیں کا تھا صاحبان انگریز کچھ مداخلت نہ کرتے تھے
 لیکن چند سال سے عناد و فساد جو باہم ہوا بنا بر اسکے صاحبان عالیشان نے اُس کو چھین
 لیا بالفعل بھی اُنھیں کے تحت میں ہی *

(چوچرہ)

ہو گلی کے نزدیک دکن کی طرف ایک کوس کے تفاوت سے ہندو کے تحت

سنی وہاں کے طائر کی جتنی صد ا * نہ طالب ہوا ر اگ کی تان کا
 پھو لون پھلون کے بھی درخت ہزار * بلکہ اکثر ایسے جنگا نام بھی کسی نے نہیں سنا *
 اور بعضے ایسے کہ جنگو اکثر اشخاص نے نہیں دیکھا چنانچہ لونگ جاے پھل دار چینی
 کباب چینی کافور کے درخت اُس میں متعدد مہین بلکہ جاے پھل کا درخت ایک آد پھلا
 ہوا بھی وہاں دیکھنے میں آیا ہی * اور اُس کے پتے کو جامن کے پتے سے کچھ مشابہہ پایا *
 لیکن جھڑکا ایک پھول ہی کہ وہ خاص انھیں ملکوں میں ہوتا ہی اُس کے پتے سے تو مشابہت
 کلی اور لونگ کا پتا بھی کچھ ویسا ہی پر دار چینی کا بیر کے پتے سے ملتا ہی اور
 کافور کا شہتالو کے پات سے * تالاب بھی اُس میں بہت سے مہین اور انہرین
 بھی کتنی مہین ناودانین اُنکی دریا سے متصل چنانچہ جوار کے وقت جن دنوں شدت ہوتی
 ہی پانی انھیں کی راہ سے تالابوں میں آتا ہی * اور بہاتے کے وقت نکل جاتا ہی * مکان
 بھی اُس میں تین چار مہین لیکن لب دریا ایک عمارت انگریزی نہایت دلچسب پر مختصر * اور
 خوش اسلوب سراسر * ساخت اُسکی بری بری عمارات سے فائق * ساتھ اُسکے ہر موسم
 کے لائق * ہوا اُسکی ہر مزاج کو اس آوے * ساکن اُسکا بااوقات حظ اُٹھاوے *
 (ابیات)

نہ گھبرائے تنہا بھی وہاں آدمی * کبھو ہونہ ہرگز اُداس اُسکا جی
 طاسمات کا سا ہی اُس میں سمان * پھر انسان چھوڑا سکو جاوے کہاں
 اور چار روشنی وسط میں کرنیل کیت کا مقبرہ ہی محوطہ اُسکا ہشت پہلو اور اُسکے گنبد میں
 آٹھ ستون دروازے بھی چار اندر اُسکے سنگ مرمر کا ایک ستون تین چار آٹھ لنبالیکن
 نہایت خوب تر شاہوا * اور شیشہ ساجمکتا * اوپر اُسکے صاحب قبر کی تصویر * اور پاس اُسکے
 ایک عورت کی بھی شبیہ دلپذیر * جائے عبرت ہی کیونکہ یہ رکن حکومت ایک نہ یہاں حکومت
 کر رہا تھا آج اس ستون کے نیچے گرا ہوا ہی * اور ہر ایک عضو بدن خاک میں ملا ہوا * ایک روز
 اس ستون کا بھی حال دگرگون ہو جائیگا * اور گنبد کے بھی نقشے میں تغیر آئیگا (ابیات)
 عمارت کی تعمیر سے آٹھ اُٹھا * تک ایک خانہ آخرت کو بنا
 یہ ہی چند روزہ ہمیشہ ہی دو * تو اُسکے لئے دیے گھر کو نہ کھو

پہاڑوں سے لا کر وہیں بیچ جاتے ہیں * اور لینے والے اُن سے اور ملکوں میں
نفع اُٹھاتے ہیں *

(سرکار بنگالا)

سمندر کے کنارے وہاں بھی ایک قلعہ تھا چار طرف اُس کے درخت لنبان بے شمار تھے
اور جوار بھاتا بطور کلکتہ کے اُس مقام میں بھی آتا ہی لیکن اکبر کے اُنیسویں سال
جلوس میں یہ دن رہا ایک روز عجت ایک سیل نمود ہوئی تمام شہر دوبارہ اجاڑا
خانا پر چڑھ کر بھاگا غرض پانچ ساعت جوش طوفان کا رہا اور توج دریا کا نہ گھٹتا ساتھ اس کے
بجلی چمکا کی بادل گوجا کیلے مینہ برسایا آخر دولاہہ جاندار حیوان و انسان سے سیل فنا میں غرق
ہوئے اور خلاصہ النوار یہ ہیں کہ ماہ ہمالی سے چودھویں تک وہاں کے دریا
سے موجیں بہاڑ کی برابر ہر روز اُٹھتی ہیں اور پندرہویں سے بند رہ جاتی ہیں لیکن تاریخ
بنگالہ سے یہ بات دریافت نہیں ہوتی قریب اُس کے *

یہی اُسی کوکانورو بھی کہتے ہیں عورتیں وہاں کی نہایت شکیل * فن جادو گری میں بے عدیل
دور از عقل اُنکی فسون سازی و شعبہ بازی کی نقابیں کرتے ہیں از انجملہ یہ بھی کہ جس
دانا کو چاہیں ایک آن میں دیوانہ کر دیں بلکہ جس انسان کا ارادہ کریں ایک پل میں
حیوان بنالیں نباتات بھی وہاں کے عجیب و غریب ہیں چنانچہ پھولوں کی باس تو ترے
کے بعد کسی مہینے تک بدستور رہتی ہی اور آم کے درخت انگور کی مانند تاکوں پر
پھیل کر پھولتے پھلتے ہیں اس سے بھی نادر تر یہ بھی کہ درخت اگر کاٹیں تو عرق شیریں
ٹپکنے لگے یہاں تک کہ پیاسوں کی پیاس بجھا دیوے اور ریاض السلاطین سے یہ معلوم ہوتا
ہی کہ زمانہ سابق میں وہاں عمل کوچ بہار کے راجاؤں کا تھا لباس وہاں کے زن و مرد کا فقط
ایک لنگی اور لہجہ گفتگو کا کوچ بہار کے باشندوں سے ملتا ہوا قریب اس کے * (ولایت اشام)

یہی نہایت وسیع بیچ میں اُس کے دریاؤں پر مہا پتر مغرب سے مشرق کی طرف بہتا ہی آتا
وہاں اُس کے کنارے کی موطن و مافر کے ایسے مادی ہیں لیکن اُس سے دور کی
موطن سے تو موافق اور غیر کے حق میں سب برسات آتھ مہینے کی اور چار مہینے جا رہے
کے بھی مہینے سے خالی نہیں پھول اور پھل بھی ہندوستان و بنگالے کے وہاں بیشتر ہم پہنچتے
ہیں بلکہ سوائے اُن کے ہر تیرے خاص اُس ہر زمین ہیں، بدھوتے ہیں وہاں کی نہایت کثرت *

و تصرف میں تھا کسی برس سے صاحبان انگریز نے اُس پر بھی قبضہ کر لیا۔ (شہورام پور)

بھی دریائے مذکور کے کنارے پر ایک چھوٹی سی بستی ہی کلکتے سے چھ کوس پر اُس پار اچانک کا اور اُسکا امناسا مندار یا سیج میں علاقہ اسکا دنامار سے صاحبوں کو کچھ کام نہیں کو تھی اُسی فرقہ کی وہاں ابلک قائم ہی لیکن اچانک کلکتے کے متعلقات سے ہی چنانچہ وہاں بھی لارڈ ولزلی بہادر نے ایک عمارت خوش نما * اور باغ پر فضا * بنایا ہی صحن اُسکا مانند رمنے کے وسیع * اور ہوا ہر موسم میں مثل ہواے ربیع * وحشی اُسمیں اکثر بے مثال * اور طائر بہترے نادر جمال * دیکھ کر اُنکو انسان نقش دیوار بن جائے * اور خدا کی قدرت یاد آئے * مشرک بھی بے اختیار * فتبارک اللہ احسن الخالقین * پر تھنے لگے اور کافر بھی بے نامل الحمد للہ رب العالمین کہہ اُٹھے * سرک بھی وہاں سے کلکتے تک ایسی سیدھی ہموار بنائی کہ کبھی نام کو نہ رہی * ساتھ اس کے دو رستہ درخت سایہ دار لگو کر رستہ گلزار کیا * اور چلنے والوں کو سوطر کا آرام دیا *

(بیت) ہمیشہ ہی اُس پر ہوا باغ کی * فضا اُسکی ہیگی فضا باغ کی

(سرکار صلیت) ایادی اُسکی پہاڑوں میں ہی گندیکی ڈاھال و انکی مشہور

ف الواقع نہایت خوب و خوش اسلوب ہوتی ہی ہندوستان کے کسی ملک میں ایسی شہر کہیں نہیں بنتی میوے بھی وہاں کے اکثر خوش ذائقہ چنانچہ بہتر سے بہتر اُن میں گولا ہی اچول اُسکا سابق اس سے لکھا گیا سوائے اُنکے چوب چینی بکثرت بہم پہنچتی ہی اور اگر کے درخت بھی بہتایت سے وہاں کے بہاؤں میں ہوتے ہیں آخر برسات انگوکات کرا آب دہوا میں دال دیتے ہیں بعد چند روز جہاں سے جتنا اگر اچھا ہاتھ لگا اُسکو رکھ چھوڑا اور برے کو پھینک دیا۔ اور مراد اُن کی افراط اُس دیا میں فقط خلاصۃ التواریخ سے دریافت ہوئی اور خلاف اسکا بیشتر سنا لیکن ریاض السلاطین میں ہونا ہونا کچھ مذکور اس کے اچول اُنکا ترک کیا کچھ نہ لکھا * (سرکار رنگ پور گھوڑا کھات)

دریشم وہاں بکثرت بہم پہنچتا ہی اور ایک میوہ ضخامت میں مثل چار مغز اور مزے میں دانیہ انار بیج اُس میں تین نو نام لیکن اسی مرد میں سے تعلق رکھتا ہی تاہم بھی اہل

میں سردار کے مجھے ملایا کو حاضر ہوتی ہیں اور خاوند اُنکے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں طرف
یہ کہ زن و مرد و بچے کالے اور گھو سے پر اپنے پیشوا و سردار کی خدمت و اطاعت
خلوص دل سے کرتے ہیں * اور نہایت اُس سے دُرتے ہیں * لقب اُسکا والی ہی
اور قریب ار خنگ *

فوج اُس ملک کی فقط تھی اور پیادے دون میں اُسکی فزات و جہرات کی کھانین
اسی واسطے پیگو اور ار خنگ کے باشندے اور گھو آپس میں عداوت و فساد رکھتے
ہیں قصہ کو تاہ صوبہ بنگ نہایت وسیع و بڑا آباد ہی بہترین دریایان کے دریاؤں
میں گنگا اور برہمپتر طول مو لے کا چانگام سے تیلیا گڑھی تک شرق و غربا چار سو
کوس اور عرض کوستان شمالی سے تاسر کار مدارن دو سو کوس مشرق کی طرف
اُنکے دریائے شور مغرب کی سمت صوبہ بہار اور جانب جنوب و شمال کو ہزار پر
ریاض السلاطین میں بہہ ہی کہ دریائے شور جانب جنوب اور کوستان جانب مشرق
و شمال اور متعلق اُس سے ست ستھم سرکار تابع اُنکے ایک ہزار ایک سو نو محال
آمدنی آگے زمانے میں چالیس کروڑ اُنٹیس لاکھ دام لیکن صاحب ریاض السلاطین
انتھائیس سرکار و ستاسی محال لکھتا ہی اور آمدنی موافق زمانہ سابق کے چالیس
کروڑ چوراسی لاکھ اُنٹھ ہزار تین سو اُنٹیس دام جنکے ایک کروڑ اُنٹھ لاکھ
ایک ہزار چار سو بیاسی روپے کے پندرہ آنے کمرے زیاد سپاہ دایمی تیئیس ہزار
تین سو تیئیس سوار اور ایکاسی ہزار دیر سو آتھ پیادے تو پین چار ہزار اٹاویں چار سو *

(صوبہ اُتر پتھ) آگے اس میں اُنٹیس قلعے پختہ تھے دو تین اب بھی ہیں اور
آب و ہوا بھلی چنگی لیکن آتھ مہینے برسات تین مہینے تھند ایک مہینے گرمی پھول بھی
اپنی اپنی رت میں بہت ہوتے ہیں خصوصاً چنبیلی نہایت نازک خوشبو اور کیوڑا تو
جنگل جنگل پھولتا ہی پان بھی اقسام کے پیدا ہوتے ہیں دھان کے کھیت اکثر اور
خوراک و ہن کے لوگوں کی خشکا مچھلی بیگن بیشتر پر رات کو پکاتے ہیں صبح کو کھاتے
ہیں سوائے اسکے خط و کتابت تار کے پتوں پر فولاد کے قلم کو مٹھی میں پکڑ کر لکھتے ہیں
کاغذ سیاہی کا استعمال بہت کم اور دواؤں کے ایک گاؤں میں ہی بہترے بہت ہوتے

لوں کی برتہ قلت * اور گیہوں جو مسور مطلق نہیں ہوتے اگرچہ زمین و ہاں کی قابل ہی جو کچھ بوئیں سو اُگے مرغ اُس سرزمین کا برآ کر آکا آپ سے جو گئے کے مقابل ہو اور یہاں تک لڑے کہ مغز اُس کا پاش پاش ہو جائے * پر لڑائی سے باز نہ آئے مرتے * حریف کے اگے سے نہ ہتے * ہاتھی بھی اُدھر کے جنگل میں بیٹ تر خوش جمال و کلان * ہرن بارہ سنگے نیل گاد مینڈھے فراوان * اور دریا کی پیتیاں میں سو ناپید ہوتا ہی لیکھی کھوتا چنانچہ آتھہ رسی تو لڑ بکتا ہی طرف تر یہ کہ وہاں کاراجا ایک بلند مکان پر بیٹھا ہوتا ہی زمین پر ہاں نہیں رکھتا جیانا اگر رکھ دے راجائی اُسکی جاتی رہے عقیدہ باطل و ہاں کے راجاؤں کا یہ ہی کہ آباد اجداد اُن کے آسمان پر تھے کسی وقت سوئے کی سیر ہی رکھ کر اترے اور پاؤں اپنا زمین پر نہ رکھا بنا براس کے و ہاں کے راجا کو سرگی کہتے ہیں سرگ لفظ ہندی ہی مغنے اُس کے آسمان قصہ کوتاہ جب راجا اُس دیار کا مرنے لگا بعضے بعضے مرد درندی اُسکے خواص و خدمتی زندہ مغہ قدرے تجمل و اسباب بلکہ لباس و طعام بھی اُسکے ساتھ سردابی میں دفن کر دیتے ہیں * اور کتنے گہی کے چراغ بھی جلا کر اُس مقام میں دھڑکتے ہیں متصل اس سے * (ثبت)

اور ثبت سے قریب ماچین ملک خان بالغ کا دار الحکومت یہی ہے دریائے شوراس سے چار دن کی راہ کہتے ہیں کہ ملک مذکور سے سمندر تک ایک نہر کلان کھود کر دو نو کنارے اُسکے سنگین و پختہ بنائے ہیں سکندر رومی اُنھیں کی راہ اُس ولایت میں گیا اور تمام ملک کی سیر کر کے دریا کی راہ سے نکلا مشہور ہے کہ حب الحکم سلطان مؤمنوں کے حکیمان والادائش و دانایان عالی منس نے وہیں دریائے شوراس پر ایک طلسم آدمی کے پیچھے کی صورت بنایا ہی جب جہاز اُدھر کو آنے لگا ہی وہ اشارے سے منع کرتا ہی اور درمیان مشرق و جنوب شہر * (ارننگ)

ایک برآمدہ ملک ہی ہندو چانگام و ہاں سے نہایت متصل ہاتھیوں کی و ہاں کثرت بہت ہی یہاں تک بھورا ہاتھی بھی و ہاں میسر آتا ہی لیکن گھوڑا نایاب اوست گدھا نہایت مہنگا گائے بھینس ناپید پر ایک جانور مثل اُنکے رنگ ابلق دودھ دیتا ہی و ہاں کے لوگوں کا مذہب و ملت نہالہند و مسلمان سے جدا سوائے مان کے ہر عورت کو جو رو کر لیتے ہیں چنانچہ بھائی بہن سے احترام نہیں کرتا سوائے اُسکے بہن و سہم ہی کہ سپاہیوں کی رندیاں دربار

ذایقہ و خوش رنگ لگا کر تابی * ساتھ اسکے غلے کی فراوانی اناج کی ازانی ہمیشہ * لہر آ
خوش فماش قسم قسم کا * جو اہر گر ان بہا چو کھار وقت موجود سواے اسکے تحفہ جات ہر ملک
کے اور نادرات ہر جنریرے کے جو وقت چاہو لو باشندے بھی و ہائیکے خوش لباس و خوش
معاش و اہل دولت و صاحب ثروت بیشتر * اور خوب رو بھی حسن وادامین بے مانند
یکسر * طول مو بے کا ڈیرہ سو کو س کا اور عرض سو کو س آتھ سرکار بن متعلق اُن سے اسی
محال آمدنی اکاون کروا رہا تھ لاکھ اسی ہزار دام * (صدوبہ ہزار)
ایک ملک ہی دکھن کی طرف کے دو پہارون میں ایک کا نام بند اکاویل نرنا رو میل گد تھ
اُسی پر ہین اور دوسرے کا سبھا ماہور و رام گد تھ اُسکے او پر آب و ہوا و ہائیکے بد
نہین اطراف میں اُسکی زراعت کی بہتایت * اور جنگلوں میں ہتھیوں کی کثرت * ہر ملک
مذکور میں جو دہری کو دیس مکھہ قانون گو کو دیس پاندہ مقدم کو تپیل پتواری کو کل
لرتی کہتے ہین * (پنا را ایک قلعہ)

ہی نہایت مستحکم و سنگین بلند پستے پر اُسکی تین طرف کو دو مذیوں نے احاطہ کیا ہی
مفتوح ہونا اُسکا نہایت اشکال * اور لینا اُسکا بدون اہل قلعے کی سازش امر محال *
(کھولا) سطح زمین پر پتھر کا ایک گد تھ ہی بلند ہی میں فلک فرسا * اور
استواری میں پہاڑ سا * اندر اُسکے ایک چھوٹی سی بہاری ہی قریب اُسکے جا کر منبت و
زاری کرتے ہین * اور دعائیں مانگ مانگ ماتھے رگرتے ہین * چار کوس و ہائے ایک
کو اہی جس جاندار کی ہتی اُسمین گرتی ہی سیکھہ بن جاتی ہی اور میل گد تھ کے
پاس جو ایک چشمہ ہی اُسمین تو کوئی چیز گرے سیکھہ ہی بنے * (پیرا گتھ)
میں ہیرے کی کھان * اور کبر آ بھی و ہائیکے مصور حیرت افزاے جہان * (اندرو) و (نرمال)
میں کان فولاد اور ظروف سنگین و ہائیکے نادر روزگار بیل بھی و ہائیکے نہایت خوب سواے
اسکے کرک ناتھ مرغ ایسا کہ جسکی ہتی تک سیاہ اور اُسی مو بے کے
متعلقات سے * (بشن گدا)

ایک برہی پر ستنش گادہ ہی کندہ اُسکا کوس بھر کے طول و عرض میں چار طرف اُسکے اونچے
اونچے پہاڑ اور بندروان بیشمار پانی اُسکا کھارا لیکن مایہ صابون و نشورے کا اُس سے حاصل ہوتا

ہمیں اس لئے وہ بحر آگاؤں کہلاتا ہی کپڑا بھی اُس ملک کا برا نہیں ہوتا اور چنانچہ اکثر کواریوں کا دکھن طرف دریائے شور کے کنارے شہر * (یرسوتم)

ہی بتخانہ جگنا تھم کا راجا اندرسین نے وہیں بنیاد کیا کچھ اوپر چار ہزار برس اُسے گزرے قریب اُسکے ایک اور دیہا ہی اُسکو آفتاب سے منسوب کرتے ہیں بارہ برس کا حاصل اُس ملک کا اُس میں لگا ہی دیواروں کی اُچان دیر تھم سو تھم اور چوران اُنس تھم اکثر جہان دیدہ اُسکو دیکھ کر مقام حیرت میں آتے ہیں بلکہ نقش دیوار بن جاتے ہیں * (تیریا راج) بھی وہاں سے نہایت قریب ہی مرد اُس نواح کے رندیوں کا سا

بناؤ کرتے ہیں اور گھنا بھی وہاں ہی پختہ ہیں لیکن عورتیں فقط ستر عورت پر اکتفا کرتی ہیں اور پوشش بہت نرپونکی وہاں راج ہی ساتھ اُسکے لطف بہہ ہی کہ ایک رندی اتھو آتے ہیں کئی کئی خضم کرتی ہی اور صحبت کے وقت حرکات مردانہ اور مرد اُسکے بالعکس باہر کا کاروبار بھی اُس سے تعلق رکھتا ہی اور اندر کے مرد سے طول اس صوبے کا ایک سو بیس کو س اور عرض سو کو س سرکار بن جلیسر کتک وغیرہ پندرہ اور محال اُن کے تعلق کے دو سو بیس آمدنی چالیس کروڑ ایکنا بیس لاکھ پانچ ہزار دام * (صوبہ مبارک بنیاد اورنگ آباد)

بعض تاریخوں سے معلوم ہوتا ہی کہ اگلے زمانے میں اس شہر کو دھار انگر کہتے تھے بعد اُسکے نام اس کا دیوگیر ہو جب سلطان محمد فخر الدین جوہان دہلی کے بادشاہ نے تمام دکن چھین لیا نام اس کا دولت آباد رکھا اور قلعے کو دار السلطنت بنایا بعد سلطان موصوف تمام دکن دلی کے سلاطین کے قبضے سے نکل گیا جب تین سو برس گزرے شاہجہان نے قلعہ مذکور پر پھر قبضہ کیا اور عالم گیر کو صوبہ مسطور کی صوبہ داری عنایت کی شاہزادے نے قریب اُسکے ایک شہر بنا کر اورنگ آباد نام رکھا رنگ دھنگ اُسکی آبادی کا دیکھ کر آنکھیں حظ اُٹھائیں * کشادگی سے اُسکی دل بستہ ایک لخت لہل جائیں * جو اُسکی بادبہاری کی طرح خوش آئند * عمارات وہاں کی ہر ایک صاحب طبع کی پسند * پانی میں وہاں کے شراب انگوری کا اثر * ہر فصل اُس مقام میں تانند ربيع تازہ وتر * شروع جوا سے سنبھلے کے آخر تک میہ نہ برعنا کرتا ہی * اور باغ و جنگل میں پھل بھی ہر ایک قسم کا بکثرت خوش

ہمیں اور ہر تیر تھ اُسکو کہتے ہیں قصہ مختصر دریاؤں میں بہت سے ہیں لیکن اعلیٰ
 اُنہیں تابی اور وہ گوند والے و برار کے بیچ سے نکلی اور پورنا بھی وہیں سے لیکن کرتی اور
 تبتی نے چو پرے کے متصل اتصال پایا اُس مقام کو بھی ہنود معبد جاکر دور دور سے پوجا کو
 آتے ہیں * اور اپنے گمان میں بہرہ کامل اُٹھاتے ہیں * قصہ کوتاہ طول صولے کا نور گاؤں
 سے کہ ہندیا کے متصل ہی تاننگ کہ احمد آباد سے قریب ہی پچھتر کو س اور عرض
 جامودہ سے کہ قریب برار ہی پال ناک اور وہ مالوے سے نزدیک ہی پچاس کوس شرق کی طرف
 اسکے برار غرب کی طرف کوہ جنوبی جنوب رخ چالنا شمال رومالو اسرکارین اُسکی پانچ اور
 متعلق اُسے ایک سو بارہ محال آمدنی چار کروڑ چھتیس لاکھ بیس ہزار دام * (صوبہ مالوا)
 دارلسلطنت اُسکا اُجین راجا واکا سیر بکرماجیت اور صاف اُس کے قیاس سے باہر اہل
 حلیف اُنکو تحریر کر گئے ہیں * بلکہ دفتر کے دفتر بھر گئے ہیں * واقعی اس دھن کاراجا
 ہندوستان میں پھر نہیں ہوا * اور محتاجون کا کلام کسی نے اس خوبی سے نہیں کیا * سن
 اُسکے ہند میں آج ناک لکھتے ہیں ساتھ اسکے شہر مذکور کی بھی وسعت میں بہت سا
 مبالغہ کیا ہی بلکہ کتابوں میں لکھا ہی دریاے شبر اُسکے تے موج مار رہا ہی عجیب ترہہ کہ
 کبھو کبھو ایک آدھ موج دودھ کی بھی اُسی میں آجاتی ہی * اور ایک خلق تھلیان مانند یان بھر
 لاتی ہی * کہتے ہیں کہ یہ اچنبھا بارہ لوگوں نے دیکھا اور بھی عمل کیا * (چندیوری)
 ایک قدیم شہر ہی بہت برآنیت دلگشا بود و باش اُس میں اقوام کی بازار تین سو
 چوراسی سرائیں تین سو ساتھ اور مسجدیں بارہ ہزار * (لومون)
 ایک قصبہ ہی بینادی کے کنارے ایک آدھل مانس بھی کبھو کبھو دریاے مذکور میں
 نظر آجاتا ہی * اور تماشائیوں کو گرداب حیرت میں غوطے کھلاتا ہی * سوائے اسکے قصبہ
 مسطور میں ایک بٹخانہ اتنا برآہی اگر نقارہ اُس میں بجے تو باہر آواز کوئی نہ سنے * (مندو)
 ایک برآ شہر ہی بارہ کوس کے عرصے میں چند مدت حاکم نشین بھی تھا قلعے میں اُسکے
 ایک فیئار ہشت ہنظری بے نظیر * ساتھ اسکے تعمیرات قدما کی مناسبت کلان و دلپذیر *
 اور مزار سلاطین غلج کے بھی اکثر لیکن عجیب یہ ہی کہ سلطان محمود ابن سلطان ہوشنگ
 کے گنبد سے گرمیوں میں پانی پکا کرتا ہی ندادان اُسکو مدتوں سے کرامت سمجھتے ہیں

ہی بلکہ آئے گا بھی اگرچہ اس صوبے میں دریا بہت ہیں لیکن گوتی کو سب پر ترجیح جسے گنگا کو مہادیو سے علاقہ ہی اُسکو گوتی منی سے عجیب و غریب نقلیں حکایتیں اُسکی بھی لکھ گئے ہیں اور آج تک پرستش کرتے ہیں نکاس اُسکا کوہ سنبھارے اور جوش مارنا تر بنگ کے قریب بعد ایک مہندی احمد نگر میں ہو برار میں آئی * اور وہاں سے سرکار نانگانا کی طرف جاتکلی * جب شتری برج اسد میں آتی ہی دور دور سے سیکردن ہندوؤں آتے ہیں * اور ثواب جان کر نہاتے ہیں * بہر میل اکثر ملکوں میں مشہور ہی تابی و تبتی کو بھی صدق دل سے مانتے ہیں * اور پرستش گاہ جانتے ہیں * لیکن پورنادیول گانوں کے متصل جادی ہی پر ایک ہرا اُسکا بارہ کوں بالا تر تابی سے اور دوسرا نہ یک گانوں مذکور کے القہہ طول اس صوبے کا پتیا لے سے پیرا گتہ تک دو سو کوں اور عرض بدر سے ہندیا تک ایک سو اسی شرق و اُسکے پیرا گتہ غرب و مکھڑا باد شمال کی طرف ہندیا جنوب کی طرف نانگانا سرکارین دس متعلق اُسے دوسو محال آمدنی ساتھ کردار بہتر لاکھ ستر ہزار دام * (صوبہ خاندین)

دارالحکومت اُسکا برہان پور تبتی کے کنارے عرض و طول میں بہت برآ * آبادی اُسکی حد سے زیادہ * باشندے وہاں کے بیشتر صاحب ہنر * اور اطراف میں باغات اکثر * میوے بھانت بھانت کے جہاں تہاں * پھول قسم قسم کے اپنی اپنی رت میں فراوان * اجناس قیمتی ہر ملک کی بازار میں بیشمار * صندل و اگر کے دکانوں میں جڑ ہر تہ ہر اہنار * گرمیوں میں اندھیریوں کی شدت * اور برسات میں کیچر کی بہتایت * کھیتیاں جو اُر کی اکثر * اور دھان کی کھتر * لیکن چانول و ہانکا نہایت اعلیٰ اور خوش ذائقہ پانوں کی فراوانی اور ترکاریوں کی آرزائی بیشتر رہتی ہی کہہ آمو تا مہین اقسام کا بہم پہنچتا ہی لیکن الایچہ سر بصرات سردن وہاں کا نہایت خوب ہوتا ہی آگے بہر ملک غریب خان حاکم کے نام پر تھا جب شیخ ابو الفضل نے آسیر کا قلعہ لیا صوبہ مذکور اکبر بادشاہ نے اپنے دو مرے بیٹے کو جس کا دانیال نام تھا دیا اور نام اُسکا دان دیس رکھا زمیندار اُسکے اکثر بھیل کو لی گوند (چانک دیو)

ایک گاؤں ہی اُسکے قریب تبتی اور پورنا باہم ملے ہیں ہندو اُس مقام کی پرستش کرتے

جب پندرہ برس کا ہوا * پدر عالی مقدار اُس کا فضائے الہی سے موا * اُنھیں دنوں ابراہیم
 قندوزی کی نظر تو جہہ اُس پر پڑی جذ بہ طریقت نے فی الفور اُسے کھینچا د و نہیں رستا معرفت
 کا وہ دھونڈھنے لگا نہ ان ہر دن میں جائنکلا وہاں خواجہ عثمان چشتی کی صحبت سے بہرہ کامل
 اُٹھایا پھر عبادت و ریاضت میں غرق ہوا جب بیس برس کی عمر ہوئی تب شیخ
 عبدالقادر گیلانی سے کچھ فائدہ حاصل کیا جب کہ سلطان شہاب الدین غوری ہندوستان
 کو فتح کر کے دہلی میں آیا * تب یہ بزرگ گوشہ نشینی کے قصد سے اجمیر میں
 شریف لایا * ایک عالم اُسکی پیروی سے منزل مقصود کو پھنچا زندگانی اُسے دنیا میں
 ستانوے برس کی آخر رجب مکی چھٹی کو ہفتے کے دن سنہ ۶۳۶ ہجری میں وفات
 پائی مزار اُسکا آج تک خلق کی زیارت گاہ ہی جتنے بادشاہ کہ اُس بزرگ کی
 وفات کے بعد ہند میں ہوئے اُسکی درگاہ میں نذرین چڑھایا کیے خصوصاً جلال الدین محمد اکبر کہ
 زیادہ تر اعتقاد رکھتا تھا بار بار یادہ پا اجمیر میں آکر زیارت سے اُسکی اور سید حسین
 خٹک سوار کی سفید ہوا لیکن سید ممدوح بلاشبہ شیعہ مذہب تھا اور خواجہ موصوف کا بھی
 اغلب کہ یہی طریقہ ہو کیونکہ بعضی ربا عیات سے اُسکی محبت جناب امیر علیہ السلام کی
 تراوش کرتی ہی العلم عند اللہ اجمیر سے تین کوس پرے * (پکھڑ)

ہی عمق اُس تالاب کا آج تک کسی نے نہیں پایا کہ اُسکی پاؤں کیسے کانہیں لگا ہوں دکانہیم
 تیر تھ ہی بلکہ سارے تیر تھوں کا گرد و عقیدہ اٹکا یہ ہی کہ انسان اگر سارے تیر تھوں
 میں پھرے اور روئے زمین کے مندر و ن کی پوجا کرے جب تک اُس میں نہ نہاویگا *

ثواب کچھ پناویگا * (چیتور) مشہور قلعہ ہی اسی صوبے کے متعلقات
 سے اور کوکنہ کہ تابع اُسکا ہی وہاں جت کی کھان اور چین پور میں نانہی کی لیکن یہ
 مقام علاقہ مانڈل سے رکھتا ہی سابق رانا کے تصرف میں تھا اکبر بادشاہ نے ایک مدت
 کر کے اُسے لیا قصہ اُسکا مشہور و معروف ہی اور زمانہ سابق میں یہاں کے رئیسوں کو
 راول کہتے تھے اب ایک مدت سے رانا کہتے ہیں قوم انکی کھلوت لیکن اپنے گروہ کو
 اولاد نوشیروان عادل کی جانتے ہیں اور اس وجہ سے کہ انکے دادا نے اپنی بود و باش
 موضع سیسودھ میں کی تھی شیو دیہ کہلانے میں سوائے اسکے ایک برہمن جو اُنکا غمخوار

ہو داتا اُسکی حقیقتِ حال کو ادنیٰ تامل میں یا جاتے ہیں کہتے ہیں کہ اُس دیار میں بارہا س ہشتہر
 بھی کبھو کبھو نکل آتا ہی * لو ! تانا و غیرہ جو اُس سے لگے سونا ہمیں بن جاتا ہی *
 (دھار) ایک (قصہ)

ہی اگلے زمانے میں راجا بھوج کی تخت گاہ تھا بلکہ اور بھی راجاؤں کے وقت میں وہی
 چند گاہ دار الحکومت رہا قصہ زمین اس صولے کی بنسبت بعض زمینوں کے کچھ اونچی ہی اور
 سب کے سب قابلِ زراعت دو نو فصلیں بخوبی ہوتی ہیں غلہ سب طرح کا بہتیت سے خصوصاً گہوں
 خشخاش اور بیوون میں گنا آم غریب زہ آنگور لطیف بہ ہی کہ حاصل پور میں انگور دو بار پھلتا
 ہی اور پان بھی اچھے سے اچھا ہوتا ہی بارش چار مہینے تلک ہوا اکثر اعتدال پر چنانچہ
 جاردون میں روئی دار کپڑے کی حاجت اور گرمیوں میں شورے کے پانی کی نہیں ہوتی لیکن
 برسات میں کبھی کبھی بالاپوش کی احتیاج ہوتی ہی چھوٹے برے دھان کے تین برس
 کی عمر تلک لڑکوں کو افیون دیتے ہیں اگرچہ دریا و صوبہ مذکور میں بہت ہیں لیکن بہترین
 وریا نزد اشیراکالی سندھ و بیاد کو دہی اور کنارے ہر ایک دریا کے دو دو تین تین کونس
 تلک ہموار و صاف علاوہ اس کے اُنپر پھول بھی اقسام کے رنگین و خوشبو * بلکہ سنبل
 و درخت سب دار ہر ایک سو * اور جنگلون میں بھی بیش تر تالاب و سبزہ دہد * درخت
 سہاؤ نے سہاؤ نے ہزار * طوّل صولے کا کوتے کے نیلے سے پان سو آٹھ تلک دو
 سو پینتالیس کوس اور عرض چند بری سے تاند * بار دو سو تیس کوس جانبِ شرقی اُسکے
 باندہ و غربی گجرات و اجمیر شمالی ندر جنوبی بگلانا جین و رائسین و سارنگ پور و بیجا
 گدھ و مند و وغیرہ بارہ مرکزدارین متعلق اُسے تین سو نو محال آمدنی چھتیس کروڑ نوہ لاکھ
 ستر ہزار دام * (صوبہ دارالخیر)

اجمیر فہم شہر ہی نہایت خوش آب و ہوا ایشمل گدھ سے لگا ہوا سو اد اُسکا صاحبان طبع
 کا مرغوب * اور آبادی اُسکی نہایت خوب * درگاہِ خلاصہ عارفین خواجہ معین الدین چشتی کی
 ہستی کے اندر جھالنے کے کنارے ہی اور قریب اُسکے اُسی تواح میں سید حسین
 شہیدی بھی آسودہ عوام اُسکو خنگ سوار کہتے ہیں القصہ خواجہ ممدوح بیتا خواجہ غیاث الدین
 چشتی کا اردو قوم کا حسنی سید تولد اُسکا ۵۳۷ ہجری میں سبستان کے بیچ لیکن

دیا سواے اسکے بتیس برس اور چھ مہینے اپنی حکومت کے ایام آبادی کے انتظام میں جو اُس نے صرف کئے ایک شہر عظیم بس گیا لیکن شہر مذکور میں دیوار بن تو گھروں کی خشتی اور چوڑے کین پر چھت کی جاگہ کھپر یلین ہاں بعضے دور اندیش نو بن پتھر کی چوڑی چوڑی قائم کر کے دیوار بن کاواک بناتے ہیں اور اُنہیں مخفی راہ رکھتے ہیں کہ وقت ضرورت وہاں سے نکل جائیں اور بعضے مالدار تمام عمارت چوڑے گچ کی بنا کر اسطرح کے تہ خانے اُسمیں بناتے ہیں کہ مینہ کا پانی پتھر اُس میں جائے اور بھرا رہے کیونکہ تمام سال اُس کو پیتے ہیں باشندے وہاں کے اُس کو تاکہ کہتے ہیں اور نفاس و خاتم بند سواے ایک اور بھی کاریگر وہاں کے سیپ کے نقشی قلمدان اور صنہ قچی نہایت خوش اسلوب و خوش قطع بسہولت بناتے ہیں * اپنی ہنرمندی و دست کاری کی طرز بن دکھاتے ہیں * اور کچھ اب وزر بخت و خارا و مخمل و زربافی حیرے پتیکے وہاں کے عہدیم المثل ہیں اُن کاریگروں چھت کی تاب و طاقت جو اُس قماش کا ایک و صابجہ بن سکے * مگر حیرت سے ناچار ہو کر اپنا مردھن سکے * سواے اُسے تہمانید بھی اُن پر ختم ہی کیونکہ روم و فرنگ و ایران میں جو کپڑا کہ اعلیٰ ہی لے اُسکے مقابل بن دیتے ہیں سر مو فرق نہیں پر تا دور دور اُسکو بطریق تحفہ لیجا تے ہیں * اور صاحبان نعمت سے انعام پاتے ہیں * تاوار بھی وہاں کی دم خم میں مغربی تاوار سے مقابلہ کرتی ہی * کٹاری کی ابداری سے بجلی بھی ڈرتی ہی * اور تیر و کمان بھی زمانہ سابق میں وہاں قابل تعریف بنتا ہو گا چنانچہ صاحب خلاصہ و مصنف آئین اکبری دہلی

معرف ہیں لیکن ایک مدت سے کمان لاہور کی اس دیار میں مشہور ہے اور اس سے اتر کر فرید آباد دیکھوے کی مگر وہاں عراق و روم وغیرہ سے لاتے ہیں اُسکی نواح میں پیدا نہیں ہوتا اور جو اہر کی بھی خرید فروخت بیشتر رہتی ہی غرض شہر مذکور نہایت خوش آب و ہوا اور اجناس و متاع کے ہم پہنچے میں بے ہمتا ہی باہر بھی اُسکی تین سو ساٹھ معمورے خاص خاص وضع پر آباد ہوئے کہ ہر ایک کو پر اکتے ہیں شہر وں کی ضروریات ہر ایک میں مہیا * شکر وں کے اسباب تیار جا بجا * چنانچہ چوڑا سہی پرے تو عالمگیر کے وقت تک آباد تھے سواے عمارات و باغات ہزار مسجد بن سنگین دود و مینار کی اُن میں تھیں کہتے بھی اُنکے ایسے نادر اور خوش خط کہ اُنکو دیکھ کر انسان درود بھیجے اور کدہ کار کے

ہوا تھا اُس جہت سے اپنے تئیں برہمن بھی سمجھتے تھے اور ان کے خاندان کا بہہ دستور
 ہی کہ رانا جب سند حکومت پر بیٹھے قشقہ آدمی کے لہو سے اپنے ماتھے پر کھینچے *
 (قصیدہ سانہر)

لون وٹان کا نہایت مشہور ہی اور بیشتر کھلانے میں بھی وہی آتا ہی شہر کے نزدیک
 چار کوس لٹنا کوس بھر چور آ ایک چشمہ ہی پانی اُس کانپت کھارا لیکن تاثیر اُس کی بہہ
 ہی جہاں زمین کھود کر پانی سے اُسے بھر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اُس کا تنک
 آلود ہو جاتا ہی جہاں کھود کر اُسکو کنارے پر ڈال دیا اور پانی پھر کا لون صاف اُصمیں سے
 نکل آتا ہی ہر سال کئی لاکھ روپیہ کالون وٹانکے بیپارچی بیچتے ہیں اور محصول سرکار والا میں داخل
 کرنے میں الغرض تمام زمین صوبہ مذکور کئی ریتلی پانی دور تنک جو کھودے تو بکلی
 ہونے جوتنے کام اور بارش پر اسی سبب زراعت ریتی بقلیت ہوتی ہی اور فصل
 خریف میں باجرہ جو ارموٹھ بکثرت ساتواں یا آٹھواں حصہ غلے کا دیوان کو دیتے ہیں مال گزاری کا
 رواج کم ہی جارے میں وٹان جا راقرب باعث ال * اور گرمی میں کمال * اکثر مقاموں میں
 جنوب کی طرف کوہ سار * اور بیشتر زمینیں دشوار گزار * بنا بر * سکے کچھ واسے اور آٹھوڑ
 سوائے انکے اور بھی رجوت سلاطین سے چند ان دیتے نہیں لشکر بادشاہی ایک بار وٹان جاتہیں
 سکتا غا وہاں کے کوسوں پانی نہیں ملتا طول صوبے کا آئیں سے بیگانہ و جلمیر تنک ایک سو
 شہ کوس عرض نہایت سرکار اجمیر سے پان سوارے تنک دیر ہم صوبہ کوس پورب
 طرف اُسکے ایک آباد پچھم طرف دیپالپور تابع ملتان اُتر طرف قصبہات دہلی دکن طرف گجرات
 اور سرکارین اسکی اجمیر تھنبور جو دھپور ناگور وغیرہ سات متعلق اُسے ایک سو تیس محال
 آمدنی پچپن کروڑ تین لاکھ ساٹھ ہزار دام *
 (صوبہ گجرات)

کتب تاریخ سے خصوصاً وہ تاریخ جو سلطان بہادر والی گجرات کی تصنیف ہی اُس سے
 بہہ ظاہر ہوتا ہی کہ شہریتن اور چندے چانائیں بھی تختگاہ تھے جب سلطان احمد بن سلطان محمد
 سلطان مظہر شاہ سنہ ۸۱۲ ہجری میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور دریائے سائرس
 کے کنارے ایک قلعہ متین بنا کیا بلکہ عمارت بھی نئی نئی وضع کی سنگین و رنگین بنا کر ایک
 شہر نہایت وسعت کے ساتھ آباد کیا نام اُسکا احمد آباد رکھا اور دارالسلطنت اُسے قرار

بھی تابع ہیں اقسام کا کپڑا وہاں بنا جاتا ہے لیکن لالچا وہاں کا مٹ ہوا نہ وہاں اگر شہر شہر
لیجائے ہیں اور فائدے اُٹھاتے ہیں * (سرکار سورتھہ)

ایک جہاں ملک تھا حاکم وہاں کا چچاس ہزار سوار و لاکھ پیادے کا مالک پر احمد آباد کے فرمان
فرما کا فرمان بردار تھا لیکن خان خانان اکبر شاہی نے اُس کے ملک پر قرار واقعی قبضہ کر لیا
طول اُس کا بندر کھوکھ سے بندر اور امرتلک سوا سو کو س عرض ابتدائے دھار سے بندر دیو
تلک بہتر کو س آب و ہوا اُسکی مزاجوں سے موافق پھل پھول کی بھی اپنے اپنے موسم میں
ہنات انگور خرہ لوزے سے تا کین اور فالیزین معمور لیکن اُس ملک کے نوحے ہیں اور
ہر ایک میں اُس جہاں سبب اسکا درختوں کی فراوانی اور کنجانی ساتھ اسکے پہاڑوں
کی باہم پیچیدگی مسکن انکے نہایت مامون و محفوظ ہیں فوجیں اکتھی وہاں جانہیں سکتیں
جو تنبیہ قرار واقعی کریں * (جونان کتھر)

ایک سنگین قلعہ ہی نہایت متین حصانہ و مسانہ میں ویداد سرانہیں سلطان محمود
گجرات کے بادشاہ نے بہت سی لڑائیاں لڑ کر ہزار اُس سے لیا اور پاس اُسکے
ایک اور قلعہ بنا کیا * (کرنال)

ایک قلعہ ہی پہاڑ پر ہندو کا برامعبد اُس میں بہت سے شیشے ہیں قریب اُسکے اکثر
دریاے بنادر دریاے شور سے ملے ہیں اور اُس مقام میں مچھلیاں ایسی نازک ہوتی
ہیں اگر ایک دم دھوپ میں رکھئے تو پگھل جائے اطراف میں اُسکے آونت گھبرا
نہایت قوی و چالاک ہوتا ہے * (سومنات)

قدیم تنجائے ہی نہایت مشہور دریا اُس سے تین کو س تابع اُسکے پانچ بنادر سرتی
بھی قریب اُس سے نکلی ہے ہندو اُسکو برانبر تھ جانتے ہیں مشہور ہے کہ پانچ
ہزار برس اُس سے آگے پانچ چھ کروڑ آدمی جادو گردن کی قوم سے سرتی اور
ہرن کے درمیان ہنسی خوشی آپس میں لپٹ لپٹ کر گرے اور دوب دوب گئے
سومنات سے ادھ کو س * (سانگھا)

ایک مکان ہی سرتی کشن کے پاؤں میں وہیں ایک صیاد کے ہاتھ کا تیرنگا اور سرتی کے
کنارے پیپل کے درخت تلے بیٹھتا ہوا باسی ہوا بنا ہوا اُس مکان کو معبد جانتے ہیں اور

حق میں اقرین لہے ایک پرے کاناون رسول آباد ہی شاہ عالم بخاری وہیں آسودہ ہیں اثر
اُس بزرگ کی کرامت ولایت کے قائل اور بہترے اُسکے مرید و معتقد احمد آباد سے
تین کوس * (بنوہ)

ایک قصہ ہی نہایت دلکشا اکثر اولیا و ان بھی مد فون میں لیکن قطب العالم شاہ بدر عالم
بخاری کے باپ کی قبر پر ہاتھ بھر کا ایک کپڑا ہی کوئی اُسکو سنگ کوئی چوب کوئی آہن
خیال کرتا ہی اور عجیب و غریب حکایات اُس سے منسوب کرتے ہیں * (پتن)
ایک پرانی بستی ہی اگلے زمانے میں وہاں کے سلاطین کی تختگاہ تھی قلعے بھی اُس میں دو
ہیں ایک سنگین اور ایک خشتی لیکن نہایت مستحکم اور گائے پل اُسکی نواح میں نہایت
خوب ہوتے ہیں *

ایک قلعہ ہی پہاڑ کے ایک بلند ٹیکرے پر چڑھائی اُسکی آڑھائی کوس کی دروازے بھی
کئی لیکن راہ نہایت او بھت اسی واسطے ایک طرف سے ساتھ گز کے قریب پہاڑ کو
کات کر تختون سے پاتا ہی وقت پر اُٹھا لیتے ہیں پر موضع مذکور چند مدت دار الحکومت
رہی * (بندرھورت)

نامی ایک شہر ہی بعضے بنادر اُسکے تابع ہیں دریائے تپتی اُسکے قریب سے بہتا ہوا
سات کوس پر جا کر دریائے شور سے ملا میوے اُس میں اقسام کے بکثرت خصوصاً
میں نیت رسیلا خوشبو خوش ذائقہ پیتا ہوتا ہی اور پھول بھی رنگ رنگ کے
بہت نہایت سے لیتے ہیں ساتھ اُسکے پھلیل بھی کئی طرح کا برتبہ خوشبو کھچتا ہی اور اہل
فاروس میں سے ایک قوم نے آکر وہاں بود و باش اختیار کی ہی رات دن ہنگامہ آتش
پرستی کا گرم رکھتی ہی سورت و نہ بار کے بیچ ایک کوہستان خوب آباد ہی * (بگلانا)
اُسکو کہتے ہیں واقعی برتبہ معمور و آب و ہوا اس کی نہایت خوب میوے بھی وہاں
بہترے ہوتے ہیں لیکن شہناو انگو رسیب انسانس آنا ترنج آم ہر ایک لاثانی ہیں اور
سات قلعے نامی اُس سے متعلق ہیں انھیں میں سے سالیہ اور مولیر بھی لیکن شہرت انکی
زیادہ ہی اور زمیندار وہاں کے راجہ * (پھرونج)

ایک برآحکم قلعہ ہی نربہ اُسکے نیچے سے گذر کر سمندر سے جالی ہی کتنے بنادر اُسکے

آتے ہیں ساتھ ! مکے آم، برتہ میٹھے اور خوش ذائقہ بلکہ گریبان بھی حالات سے خالی نہیں انگور و انجیر بھی علیٰ ہذا القیاس عجیب تر یہ ہے کہ فروزہ گرمی اور جارتے میں بافراط میسر آتا ہے اور پھول بھی ہر رات کا اس کثرت سے ہوتا ہے کہ بازار گلزار بن جاتا ہے اگرچہ درندے اور بھی اس نواح میں ہیں لیکن جیتون کا اسکندر و فورہی کہ ہر سال صیاد سیکرون پکڑ لائے ہیں اور صید افگنی اُنکو سکھلا تے ہیں ییل بھی وائے خوش ظاہر قوی فرہ گران قیمت چنانچہ ایک جوڑی اگر پانسی روپی سے کچھ زیادہ کو آئے تو سستی ہی اور چالاک بھی ایسے ہوتے ہیں کہ تمام دن میں پچاس روپے طے کرے مطابق نہ تنگے دریا چھوٹے برے اس صوبے میں بہت ہیں لیکن نامی سائرمی باترک مندی نرہد اسرستی ہرن طول اسکا برہان پور سے دو ارکانک تین سو کو مس عرض جالور سے تاندر رومن دوسو ساتھ کو مس شمرق رو اُسکے خاندیش غرب رود و ارکاشمال رو جالور اور ایدرجوب رو بندر رومن اور کنھانت احمد آباد پتن دوت بھرونچ برودھم چانیر کروہی سورتھ سردھی اسلام نگر نو سرکار میں تابع اُنکے ایک سواتھاسی محال تیرہ بندر آمدنی اتھاون کروڑ اٹھتیس لاکھ نوہ ہزار دام *

(صوبہ تھتہ)

اگلے زمانے میں برہمن آباد ایک برآشہر یہاں کی تھگاہ تھا قلعے میں اُسکے چودہ سو برج تھے تھوڑے تھوڑے تفاوت سے چنانچہ اب تک اُسکے برجوں اور دیواروں کا کچھ نشان باقی ہی ہے بعد اُسکے دیورپائے تخت ہوا بالفعل تھتہ دار الحکومت ہے دیبل بھی اُسکی کہتے ہیں فی الواقع ایک شہر کلان و عظیم الشان ہے دنیا کی چیزیں اُنمیں جاتی ہیں خصوصاً مول سوائے اُسکے اکثر بنادر کی اجناس پر دستور اس ملک کا ہے ہی کہ زمیندار تیسرا حصہ زراعت کارکار میں داخل کرے اور دو آپ لیوے لیکن کان نمک و آہن سے محصول بہت سا تھ لگتا ہے اور چھم کو مس شہر سے پرے زرد پتھم کی کھان ہے جس اندازے کا سنگ چاہیں اُسے نکال کر ترشوائیں اور عمارت میں لگوائیں لیکن مدار کار بیش تر کٹیو نہر چنانچہ دے انواع و اقسام کی چھوٹی برآسی چالیس ہزار کے قریب وائے دریا میں تیار رہتی ہیں اگرچہ اُسکی نواح میں شکار اقسام کا تھ لگتا ہے لیکن گور و خروگوش و کوتاہ پاچہ و خوک صحرائی و ماہی کا شکار بکثرت اور خوراک وائے لوگوں کی اکثر دھبی خٹ کا پھلانی بلکہ مدار خورش کا اسی پر ہی یہاں تک کہ مچھلیوں کو سکھاتیل میں ڈال کشتیوں میں بھر اکثر

(فصیۃ مول)

اُس درخت کو پھیل سرکہتے ہیں *

ہیں ایک معبد ہی مہادیو سے منسوب ہر سال برسات سے پہلے روز معین ایک ہرند کہوتز سے چھوٹا پر چونچ اُسکی موٹی رنگت سیاہ سفید اُس دیہیرے کی چھت پر آتھتا ہی اور ایک دم کلون کر کے یہاں تک لوتتا ہی کہ جی سے گذر جاتا ہی اُس دن شہر دیکے لوگ وہاں جمع ہوتے ہیں اور طرح بطرح کے بخور کرتے ہیں پھر سیاہی و سفیدی سے اُسکی اندازہ بارش کا یعنی سیاہی سے تفول بارش اور سفیدی سے خشکی * (متصل اُسکے (دوار کا)

ہی جگت بھی اُسکو کہتے ہیں برآمد ہی جب سربکشن متھرا سے باہر نکلا وہیں آکر اُسنے باسا لیا اس لئے اسکو بھی پرستش گاہ جانتے ہیں نزدیک اُسکی * (کا بھی)

ایک قصبہ ہی اہیرون کا سکون وے ہندوؤں کے طریقے سے خارج ہیں پر زن و مرد حین ہوتے ہیں جب نیا حاکم وہاں آتا ہی اُس سے قول لیتے ہیں کہ عورات سے بدکاری کا مواخذہ کرے تب دو باش اختیار کرتے ہیں والاوطن چھوڑ دیتے ہیں نزدیک اُسکے ایک زمین ہی طول میں نوہ کوس برسات سے پہلے سمندر اُبتا ہی اور پانی میں وہ تھام دُوب جاتا ہی جب بارش موقوف ہوتی ہی پانی گھٹنے لگتا ہی آخر زمین نکل آتی ہی اور لون بہت سا ہتھ لگتا ہی *

ایک جدی ولایت ہی عرض طول اُسکا آرمائی سو کوس کا سندھ اُسکے پچھم طرف زمین وہاں بیشتر تیلی اونٹ وہاں کثرت سے پیدا ہوتے ہیں اور بکریوں کی بھی افراط ہی سوائے اُسکے ہندی گھوڑے وہاں کے مشہور و معروف وجہ اسکی یہ ہے کہ کسی زمانے میں ایک سوداگر کتنے عربی گھوڑے دریا کی راہ سے لئے جاتا تھا اتفاقاً اُسکا جہاز توت گیا کہی گھوڑے ایک تخت پر بہتے ہوئے کنارے پر آگے اور اُس ملک میں پہنچے آج تک اُنکی نسل اُس نواح میں باقی ہی القصہ ہوا اس صوبے کی اعتدال پر رہتی ہی جو ارباب سے کی پیدا شد بیشتر جناحہ دار خلائق کی خورشیں کا اُسنی پر ہی اور زراعت ربیع کتر گیہوں بلکہ بیشتر غلے مالوے اجمیر سے اور چانول دکن سے آتے ہیں اور جنگلون میں یہاں کے درخت اس کثرت سے ہیں کہ لذت شکار سے لوگ اکثر محروم رہتے ہیں آم کی بھی یہ افراط ہی کہ پتن سے تذبذب و دم سو کوس کا عرصہ ہی یک لخت اُسکے درخت نظر

قوت ذی ہوا اگر ہمارے مدار کے لئے اور اک نکلیا تو یہ لازم نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی ہو وے یا اسکی نظر میں موثر حقیقی ہے ایسی تاثیر دی ہو کہ جس لڑکے کی طرف نگاہ بد سے دیکھے اُسکے جگر کو صد مہ عظیم پہنچے یا کوئی افسون اُسے ایسا یاد ہو کہ جس میں اسطرح کا اثر ہو مجازاً اگر اہل عرف نے کلیجہ لیبجا تیا کھا جانا کہا تو مضائقہ نہیں سوائے اسکے دلائل اور ایک منتر ایسا جانتی ہیں اگر کوئی چکی کا پات اُنکے گلے میں ڈال کر دے تو نہیں دے دیتیں اور آگ میں جلادینوے تو نہیں دیتیں * (ہکلاج)

ایک مکان ہی تھتھے سے ستر کو س درگاہ سے منسوب اُتر اور پچھم میں دریائے شور کے نزدیک لیکن پانی کی نایابی اور راہ کی خرابی برتبہ ہی علاوہ اسکے بھیلول کی رہزنی کا خوف اس لئے ہر کوئی وہاں جانہیں سکتا مگر بعضے اتیت خصوصاً سیاسی بھوک پیاس کو گوارہ کر کے وہاں جاتے ہیں اور پرستش کرتے ہیں غرض آتے جاتے پندرہ دن سے کم نہیں لگتے (سرکار سیوستان)

تابع اس صوبے کی دریائے سندھ کے کنارے نزدیک اُسکے ایک برآتا لابلہ ہی طول اُسکا دو دن کی راہ کتنے ماہی گیر اُسپر ایک سطح خاکی بنا کر ساکن ہوئے ہیں ہر روز چلیان مارتے ہیں * اور اپنی اوقات گزارتے ہیں * اور اس صوبے میں ملتان وادج کی حدوں سے تھتھے وکچ مکران تک شمال رو باند بلند پتھر کے پہاڑ ہیں اکثر بلوچوں نے اور بعضے ہتھانوں نے اپنی بود و باش وہیں مقرر کی ہی اور اوج سے ناگہات ~~تھتھے~~ درخت ریتل بکے پہاڑ بھیتوں کی گروہ نے استقامت اپنی وہاں تھرائی لیکن ~~کے~~ ریسوں کی سکونت جلمیر میں ہی اور راجپوتوں کی اکثر قوموں نے بھکر سے نصیر پور و امرکوت تک سکونت کی سوائے اُنکے سودھ و چاریچہ بلکہ بہتیرے اشخاص وہاں آکر ساکن ہوئے دریاؤ بھی اس صوبے میں کسی ہیں لیکن برآد دریا سندھ چنانچہ اکثر سوداگر ملتان اور بھکر سے اسباب و اجناس دریا کی راہ سے کشتیوں پر تھتھے میں لیجاتے ہیں یہاں تک کہ جمیع مسافر بلکہ برے برے شکر تھتھے کی طرف غیر از راہ دریا نہیں جاتے اس وقت کم ہوا ہو گا کہ خشکی کی راہ سے لوگ اُدھر کو جائیں * اور پانی کی نایابی و راہ کی دشواری سے درج نہ اُتھائیں * طول صوبے کا بھکر سے کچ مکران تک آدھائی سو کو س عرض قصبہ بدین سے

نادر و اطراف میں لیجاتے ہیں اور لوگ اُنکو مول لیکر کھاتے ہیں پھر تیل کو وے ناونکے کام میں لگاتے ہیں اور پلوہ ایک مچھلی نہایت لذیذ ہوتی ہے لیکن خاص اُسی ملک میں وہ بھی نہایت مزے دار و باعلاوت ساتھ اسکے چار مہینے تک بگرتی نہیں اور باغون میں رنگ برنگ کے پھولوں کی بہت سی اقسام کے میوؤں کی کثرت خصوصاً آم بہت خوش مزہ ہوتا ہے اطفہ یہ ہے کہ غریبوں کے ریند بان جنگلوں میں خود رو پیدا ہوتی ہیں دیکھنے کے لائق بلکہ کھانے کے قابل دانتیں بھی تھتھے کی مشہور ہیں کہ لڑکوں کے کلیجے منتر کے زور سے تر ت لیجاتی ہیں * اور اُنکی ماؤں کے دلوں میں داغ دیجاتی ہیں * کھانا تو اُن کے حضور کیوں کھانا لازم نہیں کیونکہ اُس وقت اُنکا تیر نظر جس پر پلے اُسے مار ہی رکھے سوائے اس کے کہ بھوکہ بھوکہ ایسی حالت اُن پر تار ہی ہوتی ہے کہ اُس وقت جسکو دیکھتی ہیں ہوش میں وہ نہیں رہتا پھر کئی دانے انار کے مانند اُسکے پاس سے اُسکے ہاتھ لگتے ہیں کسی حکمت سے ایک لمحہ اُنکو اپنی ہند لیوں کے اندر رکھ چھوڑتی ہے تب تک وہ بیچارہ بیہوش پر آ رہتا ہے نہ ان آگ پر اُنکو رکھ دیتی ہے جب وے پھیل کر طباق کی صورت پکرتے ہیں تب اپنی ہمجنسوں میں حصے کر کے کھاجاتی ہے وہاں اُسکا کام تمام ہو جاتا ہے اتفاقاً اگر وہ بد ذات پکرتی جائے تو لازم ہے کہ اُسکی ہند لیوں کو چیر ڈالیں فوراً وے دانے نکل پڑیں گے چاہئے کہ جسکے جگر کو صد مہ چھنچا ہے اُسے کھلا دیوین خدا کی قدرت سے وہ شفا پائیگا * اور کلیجا اُسے چائیگا * اور یہ پلشت چرخ کو بھی منتر کے زور سے ایسا رام کرتی ہے کہ اُسپر سوار ہو کر دو دو رنگ جاتی ہے * بلکہ بعض ملکوں کی خبر لاتی ہے * اور جو کوئی عامل چاہے کہ اُسکو اس چلن سے باز رکھے تو اُسکی کپتیاں داغے اور آنکھوں میں لون بھر کر چالیس دن تک لٹکار رکھے کھانا بے نمک کھائے ساتھ اسکے پرہیز بھی اُسکے بطلان عمل کے لئے پڑھے تب وہ اپنا منتر بھول جائیگی * اور اُس چلن سے باز آئیگی * لیکن بیشتر اس پیشہ کی رتہ بان ہوتی ہیں اور مرد کم صاحب خلاصہ لکھتا ہے کہ میں نے چشم خود ایک لڑکے کا کلیجا ایک دانے کو لیجانے دیکھا ہے ہر چند کہ عقل میں نہیں آتا کہ جنس بشر میں اسطر ج کی عورت یا مرد ہو کے جگر کیسے سینے سے بدون چاک کئے نکال لیجائے اور کوئی نزدیک ہے لیکن خدا کی قدرت محمود ہے اُسکی صنعت سے کچھ دور نہیں بعض انسان کو یہ بھی

پھر شیخ رکن الدین نے بھی طریقہ اپنے باپ دادا کا مدت حیات میں بخوبی جاری رکھا * آخر کار منزل بقا کار ستایا * اور شہر مذکور میں مدفون ہوا * سوائے اُسکے بہت سے بزرگوں کے مزار ہر انوار اُس شہر میں زیارت گاہ خلائق ہیں اور شہر مذکور سے چار کوس کے تفاوت سید زین العابدین کی درگاہ سلطان سرور بیتا اُسی بزرگ کا ہی وہاں بھی گرمیوں میں چار طرف سے لوگ زیارت کو آتے ہیں کئی روز بھیر بھارت رہتی ہی اور چالیس کوس وہاں سے پرے مغرب رودریا کے اُس پار ایک پہاڑ کے دامنے میں بلوچوں کا شہر سلطان سرور وہیں مدفون ہی کہتے ہیں کہ سید مرحوم ابتدائے شباب سے عبادت و ریاضت میں رہا تصفیہ باطنی اُسکو حاصل ہوا اتفاقاً ایک واردات ایسی درپیش ہوئی برب اُس کے ایک قوم سے لڑکر اپنے بھائی سمیت شہید ہوا پھر اُسکی اہلیہ بھی اُسکے غم میں مر گئی بلکہ ایک لڑکا خور دس سال اُسکا رانا کر مشہور تھا اُس نے بھی والدین کا ساتھ دیا اور سبکے سب وہیں دفن ہوئے لوگ وہاں کے اُنکے مدفن کو مزار شہید کہتے ہیں اتفاقاتِ حق سے ایک سوداگر قندھار سے ملتان کو جاتا تھا جسوقت اُس بزرگ کے مزار کے نزدیک پہنچا اُسکے اونٹ کا پاؤں توت گیا وہ بیچارہ گھبرا یا کہ بوجھ کس پر لادے آخر مزار شہید پر جا کر منت مانی فی الفور خدا کے حکم سے پاؤں اُسکا درست ہو گیا تا جرنے اُس وقت نذر چڑھائی اور اونٹ کو لاد کر وہاں سے راہی ہوا بہ قصہ اطراف و اکناف میں پھیلا اور اکثر وہاں نے سنا پھر تو مزار اُسکا ایک خلق کی زیارت گاہ ہو گیا علاوہ ~~یہ کہ~~ ایک اندام دوسرا کوڑھی تیرا نامرد انھوں نے وہاں کی مجاوری ~~اختلاف کی~~ اس واسطے کہ اچھے ہو جائیں چنانچہ قدرت الہی سے تینوشخص نذر ست ہوئے اس بات سے اور بھی خلق کا اعتقاد بڑھا الغرض ہر طرف سے ایک خلق وہاں زیارت کو آتی ہی * اور نذرین چڑھاتی ہی * خصوصاً جاڑوں کے نکلتے دور دور سے لوگ آتے ہیں یہاں تک کہ ملتان سے اُسکے مزار تک چالیس کوس کا فاصلہ ہی کوئی رستا آدمیوں کی بھیر سے خالی نہیں ہوتا ہر جا گہہ جنگل میں دنگل ہی دکھائی دیتا ہے اور * (قصیدۂ لوح)

میں قبر شیخ جلال اس سید محمود بن سید جلال بخاری کی ہی مخدوم جہانیاں اُسکو کہتے ہیں سنہ ۷۰۷ ہجری میں شبِ برات کو وہ متولد ہوا ہر چند کہ جانشین و مرید اپنے باپ کا ہی

تائبہ دلاہری سوکوس شرق رو اسکے گجرات احمد آباد غرب رخ کچ مکران شمال رو بھکر
جنوب رخ دریا سے شور سرکار بن اسکے تھتھہ سیوستان نصیر پور امرکوت چار متعلق
انکے ستاون محال اور پانچ بنادر آمدنی سوکرت اور انچاس لاکھ ستر ہزار دام * (صدیہ مملتان)
قدیم شہر ہی ہر صنف کے اشخاص اُس میں آباد اشیا بھی ہر ملک و ہر قسم کی بیشتر
موجود خرید و فروخت کا بازار مدام گرم رہتا ہی عزا قی گھوڑے قند ہار کی راہ سے بنو داگر
لاتے ہیں * اور وہاں بیچ جاتے ہیں * جاتوں کی ہوا معتدل گرمی کے موسم میں گرمی شدت
برسات کم زبان وٹانکے باشندوں کی لاہوری لیکن سندھی اُسمین ملی ہوئی شطر نجیان اور قالینین بھی
گاندروان کی مشہور ہیں سوائے اسکے سابقہ نقلید کا اس دیار کے کار یگردن کو خوب ہی
چنانچہ بندر کی چھیتوں کی نقل ایسی بناتے ہیں * کہ اصل کرد لھانے ہیں * قلعہ وہاں کا خشتی
اور مزار محمد و مہاء الدین ذکر یا کا بھی و نہیں سناہی کہ شیخ مذکور بیتا شیخ قطب الدین
محمد بن کمال الدین قریشی کا ہی پانسو پینستھ ہجری میں کوت کرد کے بیچ پیدا ہوا اور
خورد سال تھا کہ باپ اُسکا اس جہان سے اُتھ گیا لیکن شیخ کی طینت از بسکہ اچھی تھی
تحصیل علم میں اکثر مشغول رہا آخر فضیلت کے مرتبے کو پہنچا * پھر مسافرت اختیار کی بعد
ایران و توران کی سیاحت کے بغداد میں آیا * اور شیخ شہاب الدین سہروردی کا
مرید ہوا * چند روز میں پایہ خلافت کو پہنچا * چنانچہ شیخ عراقی و میرحسینی شیخ موصوف ہی
کے پاس حاضر ہوئے پھر اُس بزرگ نے بغداد سے ملتان میں آکر استقامت کی وہاں بھی
بہتوں کے پاس سے ایک مرتبہ پایا * اور فیض اُتھایا * کہتے ہیں کہ شیخ فرید بشکر گنج سے
شیخ مدوح کو کمال ربط و اتحاد تھا مدتوں ایک جامعہ شریعت کی آخر ماہ صفر کی ساتوین کو
سنہ ۶۶۹ ہجری میں کسی پیر برد تورانی نے ایک خط مہری لا کر اُسکے فرزند شیخ صدر الدین
کے ہاتھ میں دیا اور اُس نے گھر میں جا کر شیخ مرحوم کو گزارا پڑھتے ہی اُس نے جان
بحق تسلیم کی و نہیں اُسکے گھر سے غل اُتھا کہ دوست دوست سے ملا سوائے اسکے اور بھی
حکایات عجیب و غریب اُس بزرگ کی زبان زد خلاق ہیں بعد اُسکے شیخ صدر الدین
اُس کا قائم مقام ہوا اکثر اشخاص اُسکے بھی دایرہ بیعت میں آئے بلکہ بعضے تو صاحب خال
وقال ہوئے ندان سنہ ۷۰۹ ہجری میں اُس نے بھی اس سر اے فانی سے رخت ہستی بانہا

کہ دریاؤں کی ٹکڑے ہو کر اُنکے ممالک میں بہتا ہی رہتا رہتا وہ زدی نہ ہر ک کرتے ہیں اور
 و حکام بادشاہی سے اُنکی تنبیہ قرار واقعی ہو نہیں سکتی جا آ اُس دیار میں میانہ گرمی شدت
 خریف میں زراعت جو اُنکی ربیع میں گیہوں کی بخوبی ہوتی ہی اور ملتان کے پچھم طرف
 پانچ کوس کے تفاوت سے دریائے چناب پر بلوچوں کا ملک ہی اُس میں اُنکے دوسرے دار
 ایک تو دودائی کہ تیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ اپنے ساتھ رکھتا ہی دوسرا
 ہوت کہ بیس ہزار سوار تیس ہزار پیادے کا سردار تھا دودائی میں محاصرت کے
 سبب اپنی اپنی سرحد پر آ کر اکٹرا کر آجھڑا کرتے تھے لیکن بادشاہ کے جادہ اطاعت سے قدم
 باہر نہیں دھرتے چنانچہ پیش کش معمولی ہمیشہ حضور اعلیٰ میں پہنچاتے تھے اور اپنے
 اپنے ملک کو تصرف پادشاہی سے بچاتے و کیل بھی ہر ایک کی طرف سے صوبہ ملتان کے
 حضور حاضر رہتا تھا کہ احکام بادشاہ کے اور امر صوبہ دار کے بخوبی بجالوے تغافل شعاری
 و سہانگاری کا شیوہ اختیار نہ کرے غرض ولایت بلوچوں کی نیت آباد اور زراعت دودائی
 فضلوں کی اُس میں بافراط ہوتی تھی حاصل بھی علیٰ ہذا القیاس سوائے اُنکے چورون اور رہزنون کا
 وہاں گذر نہیں کرتے ہیں کہ ملتان کا ملک سلطان علاء الدین ثانی کی سلطنت میں دہلی کے علاقے
 سے نکل گیا تھا اور اُس پر قوم لنگاہ متصرف ہوئی تھی پھر سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان نے
 اپنی سے حکومت میں جب ملک سہراب وغیرہ بلوچوں کو ملک کے لئے کچ کران بلوایا
 کر و رکوت سے دھنکوٹ تک اُنکی جاگیر میں دیا بلکہ اکبر کے عہد سلطنت میں بھی یہاں
 تو آل مل دیوان بادشاہی نے اُس ولایت کو بلوچوں میں ہر متعین کے لئے حرا سان
 و ہندوستان کے مابین ایک شکر حرا متعین کیا سوائے اُنکے اُنکی حدوں میں ایک دیوار
 مستحکم بنا کی جنوب رخ ملتان کے *
 (ہکھڑا ایک)

قلعہ نہایت متین اور نہایت سنگین ہی کتب تواریخ سابق میں نام اُس کا منصورہ لکھ لے ہیں
 طرف اتفاق ہی کہ دریائے سندھ پنج رود پنجاب سے ملکر قریب اُنکے پہنچا پھر دو تکرے
 ہو کر بقدر ایک حصے کے قلعہ مذکور کے اتر طرف گیا اور بقدر دو حصہ دکھن طرف غرض محکم اور
 مضبوطی اُسکی اطراف میں مشہور ہی ہر چند فوج کشیر ہو پر اُسے لے کے گرمی کی اُس
 دیار میں افراط اور بارش کی قلت میوہ بھی اقسام کا پاکیزہ و لطیف ہوتا ہی لیکن ایک

لیکن شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی سے بھی بہت ساقایدہ اُس نے پایا ہی *
 بعد اُس کے دہلی میں آکر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے برتبہ فیض اُتھایا * آخر چہار شنبیکو
 اتفاقاً عید قربان بھی اُسی دن تھی وفات پائی ملنگ اور جلالیے فقیر اُس کے خاندان کے
 مرید ہیں اور * (شہر پتھن کے اجودھن)

بھی اُس کو کہتے ہیں دیپال پور کی وہ سرکار ہی ملتان کے پورب طرف وہاں شیخ فرید شکر گنج
 ابن شیخ جلال الدین سلیمان فرخ شاہ کابل کی اولاد وطن اُن کا قصبہ کھنوال ملتان کے نزدیک ابتدا سے
 جوانی میں طالب علمی کر کے ملتان میں وارد ہوا اتفاقاً خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے ملا
 اور فیض اُس کی صحبت سے برتبہ اُتھایا آخر شش ہمسراہ اُن کے دلی میں آکر کمنہ ارادت
 اپنے گھر میں دالی * دولت ابدی حاصل کی * اور بعضے کہتے ہیں کہ بموجب حکم خواجہ ملتان
 سے قندھار و سیستان کو جا کر علم تحصیل کیا بعد اُس کے دلی میں آکر اُس کی خدمت میں مشرف
 ہوا پھر ریاضتین سخت سخت عبادتیں شاق شاق بجالایا * اور خواہش نفسانی سے
 بالکل سخت ہاتھ اُتھایا * چند روز کے بعد خواجہ سے رخصت ہو کر ہنسی میں آیا اور
 سکونت اختیار کی جو کہ خواجہ قطب الدین نے وقت رحلت فرمایا تھا کہ خرقہ و عصا
 وغیرہ جو کچھ کہ مجھ کو پیر سے پہنچا ہی اُس کو شیخ فرید کے حوالے کیجیو یہ سب کو وہاں سے
 پھر دلی میں آیا اور اُس امانت کو لیکر شہر مذکور سے چل نکلا جب پتھن میں پہنچا تو وطن ہووا وہاں
 ہی ایک عالم اُس سے فیض کو پہنچا مشہور رہی کہ اُس کی نگاہ کی تاثیر سے خاک کے تودے
 کے تودے گئے تھے اسی سبب سے لقب اُس کا شکر گنج ہوا مذا ان پانچویں محرم کو
 ہفتے کے دن ۶۶۷ ہجری میں پتھن کے بیچ ملک عدم کا راہی ہوا قصہ کو ناہ سرکار دیپال پور
 میں دو قوم دو گرو گوجر سوائے اُن کے اور بھی قومیں کہ تہذیب و رہزنی اُن کی شہرت رکھتی ہی ساکن
 ہیں جب برسات آتی ہی تلج و بیاہ دونوں دریاؤں کی فرسح پھیلتے ہیں سرکار مذکور کے
 محالوں کی زمین پر اکثر اوقات ایک سطح آب ہو جاتی ہی غرض ہر سال وہاں طوفان آتا ہی
 اور طوفان نوح کو یاد دلاتا ہی * پھر جس وقت دریاؤں بہت جاتا ہی رطوبت و تراوت کے
 باعث ایسا کنبان جنگل ہو جاتا ہی کہ پیادہ بھی راہ نہیں چل سکتا سوار کا تو کیا مقدمہ اس
 سبب اُس دیار کو لکھی جنگل کہتے ہیں اور مفسد مذکور اُس کی بناہ کے سبب اور اس باعث

موجود تھیں سوائے اسکے کچھ کچھ عمارتیں جو یلیان شہزادوں نے بھی شہر مذکور میں بنیاد لین بلکہ امراے والا شان نے بھی خصوصاً عمارت ابو الحسن آصف خان بن اعتماد الدولہ کی نہایت زینت بخش ہوئی اور شاہ جہان کی بھی بادشاہت میں آبادی اسکے دن بدن بڑھا کی جب عالمگیر کا وقت آیا تب دریائے راوی ایسا چرھا کہ شہر کے اکثر باغات و عمارات کو صدمہ عظیم پہنچا تب بادشاہ نے چوتھے سن جلوسی میں ارشاد کیا کہ ایک باندہ مستحکم بنائیں کہ عمارات کو بار دیگر اس طرح کا صدمہ نہ پہنچے فرمان برداروں نے بھی ویسا ہی باندہ مضبوط کوس بھر کے طول کا باندہ اور اکثر جاگہ سیرتھیان پکی دریا میں بنا کر کنارے کو خوش اسلوب کر دیا بلکہ عمارتیں پکی پکی اور جو یلیان اچھی اچھی لب دریا بنا کر شہر کو بھی صفحہ تصویر بنا دیا غرض چوتھے سال کی شروع سے چالیس برس تک ہر سال مرمت و تعمیر اسکے سرکار والا سے ہوتی رہی اور مبلغ کثیر خرچ ہوا کچھ پھر تو یہ حبستہ بنیاد ایک دست آباد ہوا لوگوں کی کثرت اور ہر مذہب کی ہمتایت ایسی کم کسی شہر میں ہوئی ہوگی مناسب و تنگدستی کے دروازے یک لخت مفقود * اجناس ہفت کثرت بلکہ اشیائے بحر و بر با فراط موجود * خرید فروخت لیں و نہار * لین دین کا ہمیشہ گرم بازار * اگرچہ کوچہ و بازار مسجد سے خالی نہ تھا لیکن دریائے کنارے مقابل دولتخانہ عالمگیر کے ایک مسجد سنگن عالیشان ایسی تعمیر ہوئی جسکی بنا پر پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوئے سوائے اسکے شہر کے بیسھون بیسج وزیر خان عرف حکیم عالم الدین شاہجہانی نے ایک جامع مسجد ایسی خوش قطع بنا کی کہ شہر کی رونق و رونق دہی مزار بھی اکثر بزرگوں کے شہر میں ہمیں خصوصاً میر علی خجوبری کے جامع فیضیت و ولایت تھا وہ بھی وہیں آسودہ ہی لیکن آنا اُس بزرگ کا غزنین سے لاہور میں سلطان محمود کے ساتھ ہوا بلکہ سلطان محمد کا عقیدہ یہ ہی کہ صوبہ مذکور کی فتح اُسکے سینہ قدم سے ہوئی اور مقبرہ جہانگیر بادشاہ کا دریائے راوی کے اُس پار شاہ درے کے متصل واقع ہی لگا ہوا اُس سے مقبرہ آصف خان ابو الحسن جہانگیری کا اگرچہ حواشی شہر میں باغ اکثر ہر فضا میں لیکن باغ شالامار کہ شاہ جہان نے نقل باغ کشمیر کی بنایا ہی اُسکی سیر سے اکثر خاطر بستہ کو شگفتگی اور دل پر مردہ کو تازگی ہوتی ہی جب کہ احوال دارالسلطنت کا قدرے لکھنے میں آیا لازم ہوا کہ کچھ کچھ قصبات کا بھی تحریر کیجئے *

(جالندھر)

جھنگ لن و دق بھکرو شیومی کے مابین واقع ہی گر میون میں تین مہینے تلک باد صوم و بان چلتی ہی جب دریائے سندھ کئی برس کے بعد دھن کی طرف سے شمال کی جانب آتا ہی دیہات اڈھر کے خراب ہو جاتے ہیں بنا بر اسکے چھپر کے گھروں میں باشندے وائیکے اوقات گزارتے ہیں رواج پکی عمارتوں کا کم ہی طول صوبے کا فیروز پور سے شیوستان تلک چار سو کو س و عرض خطم پور سے جامیر تلک ایک سو پچیس کو س اور جو تھتھے کو اس میں ملائیں تو طول کچ مکران تلک چھ سو سات کو س کا تھرتا ہی شرق و ما ہوا سرکار سرہند سے غرب و اُسکے کچ مکران شمال کی طرف پشت و جنوب کی سمت صوبہ اجمیر ملتان و دیپال پور و بھکرتین سرکار بن تابع اُنکے چھیانوے محال آمدنی چار کروڑ چالیس لاکھ پچپن ہزار دام *

قدیم شہر ہی راوے کے کنارے کہتے ہیں کہ راجا راجند کے بیٹھے بلو نے اُسے آباد کیا اور بعض تاریخون میں نام اس کا اہور و اہاد رکھ گئے ہیں جب کہ آسمان کی گردش سے بعد گزرنے گزرنے دوروں کے آبادی اس کی ویران ہوئی اور تھوڑے سے نشان کہیں کہیں رہ گئے تب دار الحکومت اس ولایت کا سیالکوٹ تھرا بعد اسکے جو وقت سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا ملک ایاز کہ اُس کا منظور تھا اس شہر کے آباد کرنے پر متوجہ ہوا یہاں تلک کہ ایک پکا قلعہ بنا کر نئے مر سے شہر آباد کیا پھر سلطان محمود کے فرزندون میں ~~فیروز شاہ و خرم ملک و دونوں باپ بیٹوں نے تازہ اس ولایت کو فتح کر کے لاہور کو دارالسلطنت بنایا~~ بعض انتھتیس برس تلک دار الحکومت سلطان محمود کی اولاد کا رہا بعد اُنکے کسی ہند کے بادشاہ نے اس شہر میں استقامت نہی بسبب اسکے بیرونق پھر ہو گیا آخر ایک مدت کے بعد تاتار خان سلطان بہلول کے ایک امیر نے دارالامارتہ اسکو مقرر کیا اُسکے بعد بابر بادشاہ کے بیٹے کامران مرزا نے وہاں بود و باش کی پھر تو آبادی اسکی زیادہ برتھ گئی بعد اُسکا اکبر نے اپنے عہد سلطنت میں اسکی آبادی پر توجہ فرمائی اور ایک شہر پناہ خشتی اسکے گرد بنائی بلکہ ایک دولتخانہ بھی تعمیر کیا وہ اسکی رونق کا موجب زیادہ تر ہوا پھر نورالدین محمد جہانگیر نے برسی عمارتیں بنا کر ایک مدت نزول اہلال فرمایا * اور رونق کو اسکی زیادہ برتھایا * چنانچہ وے عمارتیں عالمگیر کے وقت تلک بھی

صوبہ دار لاہور کا ہوا اور اُس سے رائے رام دیو بھتی نے تمام پنجاب کو نو لاکھ تیکے پر
 اجارے لیا اتفاقاً ایسی واردات درپیش ہوئی کہ رائے مذکور مسلمان ہوا اور یہی
 اُسکی پیش آمد کا باعث تھا۔ بعد اسکے ۸۷۷ ہجری اور ۱۴۰۰ میرٹھ ماجیتی میں خان موصوف
 کی اجازت سے پتالے کو کہ محض ایک جنگل تھا آباد کیا وجہ سمیہ اُسکی یہی کہ شہر کی
 بنیاد کے وقت بد شکنی ہوئی تھی۔ بسبب اسکے جاگہ بدلی قریب ہی اسکے ایک پستے پر
 بنا اُسکی پھر دالی اور پتلا پنجابی زبان میں مبادلے کو کہتے ہیں اس واسطے قصبہ مذکور کا یہی نام
 رکھا پھر بہت سے جنگل کٹوا کر گاؤں بنائے گھیت ہوئے آخر ایک پرگہ مقرر ہو گیا چنانچہ
 تحصیل اُسکی اور نگ زیب کے وقت میں تو گنج قارن سے بھی لکھ افزہ تھی القصہ قصبہ
 مذکور ابتدا میں چند ان آباد نہ تھا شمشیر خان خوجہ اکبر کے وقت جو دہان کا کروڑا ہوا اُسنے
 ایک مکان حاکم نشین اور تالاب لطیف و باغ وسیع دہان بنا کر رونق اُسکی دو چند کر دی *
 پھر دن بدن آبادی بڑھتی گئی * یہاں تک کہ ایک شہر معقول ہوا بعد اسکے شیخ المشاہخ
 کروڑی نے ایک عمارت نہایت انوکھی اور پھلواری بہت خاصی بنائی اُس نے آبادی کو
 اور ترقی دی * اور بہار تازہ بخشی * پھر اور نگ زیب کے وقت وزیر خان عرف مرزا
 محمد جان جب امین ہوا اُسنے عالم گیر کے بارہویں سن جلوسی میں تمام دکانیں بازار کی پختہ
 کر دیں اور بانکے رائے اور سببان سنگ دونوں قانون گزروں نے بنکے اُنکے پیتوں نے
 بھی کتنے مکانات پر فضا بنائے سوائے اُنکے ایک کاروان سرائے اور پرہ بھی بنا کیا بعد اُنکے
 قاضی عبدالحی نے عمارتیں سنگین و رنگین بنائیں ساتھ اسکے ایک بازار و ان سرائے بھی
 نہایت وسیع * اور ایک مسجد جامع مرتبہ رفیع بنوائی * بنکہ ایک باغ بھی بہت بڑا
 دلکش بنوایا پھر تو شہر کی رونق چو گئی ہو گئی * اور آبادی حد سے زیادہ بڑھی * بعد اُنکے
 گنگا دھ ہیرا نند کے بیٹے نے ایک پکا کو اشہر کے بازار میں کھدایا * ساتھ اسکے ایک
 باغ معہ باؤلی سوا د شہر میں لاہور کے رستے پر بنایا * غرض دونوں مقاموں کو آبر و بخشی *
 اور دہانکے باشندہ و نگو بلکہ مسافروں کو راحت دی * از بسکہ دونوں کا پانی آب گنگا سے
 مادی ہی بسبب اسکے اُنکے پانی کا ناؤ گنگا دھڑا ہوا اگرچہ اطراف شہر میں باغ
 بیشمار و گھنڈا پر بہار زمین لیکن امر سنگ قانون گزرنے ایک باغ شالامار کے مشابہ

ایک فصہ قدیم دو آلبے میں ہی شاہ ناصر الدین و نہیں مدفون ہوا * اور مزار اُس کا زیارت گاہ
خلائق تھہرا * خصوصاً گرمیوں میں اکثر اشخاص وہاں زیارت کو جاتے ہیں * اور نیاز بن نذرین
اُسکی قبر پر چڑھاتے ہیں * کہتے ہیں کہ شیخ مرحوم اپنے وقت میں صاحب ولایت و
خلاصہ اہل ریاضت تھا اور مزار شیخ عبداللہ سلطان پوری کا بھی اُسی کی نواح میں ہی
کمالات و حالات اُسکے مشہور و معروف خطاب اُس کا سلیم شاہ کی سلطنت میں شیخ الاسلام
تھا پھر ہمایوں و اکبر کے عہد میں محمد دوم الملک تھہرا اور اُسی دو آلبے میں (بجوار)

بھی ایک پرانا فصہ ہی ہے بسات و باغہ دور یہ پچھتولہ جھونہ سفید چیرہ پٹکا سنہری
آنچل دار وہاں کا ہند میں مشہور ہی لیکن پچھتولہ سلطان پوری میں خوب چھتولی ہی بلکہ باد
بہ و نہیں کا نہایت چمک کے ساتھ ہوتا ہے اور دو آلبے میں * (ہیبت پور بہتھی)
ایک پرگنہ ہی وہاں لکھوڑے عرفی کی مانند ہوتے ہیں چنانچہ بعضے بعضے دس دس پندرہ پندرہ
ہزار روپائی کو بکتے ہیں اور بھٹی ہیبت پور کے متعلقات سے چگ گور دھر گور بند ایک
مقام ہی اُس میں ایک باغ نہایت پر فضا * اور ایک تالاب نہایت خوشنما * سیر کے
قابل * اور دید کے لائق ہی * چنانچہ یہاں لکھی کے دن وہاں ہزاروں آدمی جمع ہوتے
ہیں اور اُس سے دو تین کوس پر * (رام تیرتھ)

ایک بری پرستش گاہ ہی ہنود وہاں کی بھی پرستش کا نتیجہ ثواب عظیم جانتے ہیں
سی وہاں ہے * (پتالہ)

ایک فصہ دلہا ہنود معمورہ خوش آب و ہوا * ہی بسا ہے والا اُس شہر کارائے رام
دبو بھٹی ہی کہ کپور تھل کا زمیندار اور اپنی قوم کا سردار تھا مشہور ہی کہ سابق اس سے
ایک مرتبہ پنجاب میں اس طرح کا طوفان آیا کہ ستلج سے چناب تک تمام زمین سطح آب
ہو گئی بسبب اس کے عمارتیں دھم گئیں اور بستیاں خراب ہوئیں بلکہ ہزاروں ذیحیات بھی
دوب کر ہلاک ہوئے چنانچہ طوفان کے جانے کے بعد بھی ایک مدت یہ سرزمین ویران
پڑی رہی بعد ایک عرصہ کے بعض بعض جاگہ آباد ہوئی لیکن مغل باغی و کابلی از بسکہ ہر سال
پنجاب پر دوا کرتے تھے اس جہت سے یہ ولایت مدتوں خراب رہی زراعت اس میں
بہت کم ہوتی تھی حامل بھی چندان نہ تھا جب سلطان بہلول لودی کا وقت آیا تب تار تار خان

درگاہ چھوٹے برتن کی زیارت گاہ ہی ہر جمیرات کو وہاں بھیجے ہوئی ہی خصوصاً نو چند ہی جمیرات کو تو زن و مرہ بکثرت دور دور سے بھی آتے ہیں * اور نذرین قسم قسم کی چڑھاتے ہیں * بلکہ اپنے مطلوبون پر نذرین مانتے ہیں اور مرادین باتے ہیں پر اچنبہ ہزار یادہ یہہ ہی کہ اُس بزرگ کی درگاہ کے خادم ہندو ہیں دیپالی کی اولاد سے ہر چند اہل اسلام نے چاہا کہ اُس جماعت کو وہاں سے دفع کریں اور اس خدمت کو چھین لیں پر کچھ پیش رفت نہوا چنانچہ عالمگیر کے وقت تک تو مجاور وہی لوگ تھے اب کی خدا جالے قریب اُسکے *

ایک مکان ہی وہاں بابالال ایک درویش برآمد صاحب کمال رہتا تھا باوجود اسکے سلیقہ تقصیر کا بھی اُسکو خوب تھا چنانچہ وحدانیت و معرفت الہی اُس خوبی سے بیان کرتا تھا کہ سامعین حظ وافر اُٹھاتے تھے * اور اُسکے کلام کے سننے کو اکثر اوقات آنے تھے * اور نظم ہندی بھی اُسکی اُس مضمون کی بہت ہی بلکہ اکثر اشخاص اُسکو ورد و ظہن کے طور سے پڑھتے ہیں اور بہت سے خاص و عام اعتقاد اُسے رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ داراشکوہ کی اُس بزرگ سے بیشتر ملاقات تھی اور کلمہ و کلام عارفانہ بھی باہم اکثر رہتے تھے چنانچہ چند رجحان مذہبی شاہجہانی نے طرفین کے جواب و سوال کو جمع کر کے ایک کتاب عبارت فارسی میں نہایت مربوط لکھی ہی بارہ کوس پتالے سے راوی کے کنارے *

عالمگیر کے وقت تک اُسکی اولاد و نہیں رہتی تھی غرض اپنے وقت میں ~~بہت~~ اچھی تپشی دھرمی تھا ہندو کے اکثر فرقے اُسکی کرامات کے قائل ہیں خصوصاً سکھ بہت مانتے ہیں اور ایتھون میں ایک فرقہ نانک پنتھیون کا جو ہی اُسکا سلسلہ اُسی کو پہنچتا ہی بہت سے دھرمی اُسکے جنسے وحدانیت و معرفت ہتھی پر تھی ہی مشہور ہیں چنانچہ اکثر اہل مذاق اُنکو ذوق شوق کی حالت میں پڑھتے ہیں * اور اُنکے ٹیک پر تے ہیں * قصہ کوتاہ پندرہ سو چھتیس ہیر بکر ماجیتی میں مطابق ج کے ۸۹۴ ہجری میں تلوندی کے بیج یہ تپشی پیدا ہوا اور وہیں اپنے نانا کے گھر میں پنا لیکن لڑکائی سے اُسکو چپ زپ کا دھیان تھا رام سے دن رات لو لگائے ہی رہتا چنانچہ آثار فقر کے اور کشف و کرامت کے

نہایت مطبوع و دلچسپ بنایا اور اُسکے تین درجے رکھے اور کادرجہ شمشیر خان کے تالاب پر مشرف ہی القصر اُسکے سیر کو سُی غم نہیں جسے نہیں کھوتی * اور اُسکی دید سے طبیعت کیکی کبھی سیر نہیں ہوتی * سوائے عمارات و باغات کے اندر شہر کے اور باہر اُسکی اطراف میں بہت سے مردان خدا آسودہ ہمیں اُنھیں میں سے شہاب الدین بخاری و شاہ اسمعیل و شاہ نعمت اللہ و شیخ اللہ داد ہمیں کہ ہر ایک اپنے عصر میں اہل کمال و صاحب حال تھا اور وہاں سے دو کوس پر موضع * (مسالی)

اُس میں مزار شاہ بدراہن کا بھی سلسلہ اُس عزیز کا پیر دستگیر کو پہنچتا ہی چار کوس پتالے سے * (دیپال دال)

اُس میں درگاہ شاہ شمس الدین دریائی کی بھی اُس بزرگ کی بھی کرامات و خرق عادات زبان زد خلائق ہمیں چنانچہ اُسکے حین حیات کی ایک سرگزشت یہہی کہ ایک ہندو دیپالی نام برآرا سخ الاعتقاد تھا جب گنگا کے بہان کا موسم آیا اور ہندوؤں کے گروہ کے گروہ جانے لگے دیپالی نے بھی اُس بزرگ سے رخصت مانگی اُنے فرمایا کہ جب روز معہود آوے مجھے یاد دلاؤ چنانچہ جب وہ دن آیا دیپالی نے عرض کی فرمایا آنکھیں بند کر جو نہیں کیں اپنے تئیں گنگا کے کنارے پر دیکھا اور بھائی ہندوؤں سے ملاقات کر کے اُنکے ساتھ نہایا اُنھوں نے بھی اُسے دیکھا پھر جو نہیں آنکھیں کھول دیں اپنے تئیں اُس ہادی کی مجلس میں نہایت حیران ہوا جب کہ اُسکے بھائی ہند اپنے اپنے گھروں میں آئے اور اُسکو وطن میں دیکھا ہر ایک نے کہا کہ دیپالی ہمارا شریک تھا چنانچہ باہم گنگا میں نہائے بھی تھے لیکن مراجعت کے وقت ہم سے پیش قدمی کر کے پہلے پہنچا ہم پیچھے آئے آخر الامر حقیقت حال سے واقف ہوئے * اور ایک مدت دریاے حیرت میں غرق رہے * نادرترا س سے یہہی کہ اُسکے انتقال کے چند سال بعد برہیوں نے کلابانور کے حاکم کے حکم سے سرس کا درخت کہ اُسکی قبر کے نزدیک تھا اُسے کاٹ کر عمارات کے واسطے ٹکڑے ٹکڑے کیا ایک ایک ایک آواز ہیبت ناگ آئی اور زمین و ہانکی کانپنے لگی پھر اُس درخت کا تنہ خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا برہی اِس سانچے سے در کر بھاگ گئے وہ تھتھہم پھر سرسبز ہوا اِس واردات نے اطراف میں شہرت پکڑی * اور خلق کی رجوع زیادہ ہوئی * غرض اہلناک بھی اُسکی

اُسکی آبادی تھی غرض عالمگیر کے وقت سے سیالکوٹ مشہور ہوا جمیع قصبات سے یہ صوبہ زیادہ آباد تھا جب سلطان شہاب الدین غوری نے پانچویں مرتبہ سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں آکر لاہور کو گھیرا اور فتحیاب اُسپر نہوا تب سیالکوٹ کی طرف آیا اور وہاں کے پرانے قلعے کی پھر تعمیر و مرمت کی بلکہ کچھ فوج بھی اپنی وہاں چھوڑی بعد ایک مدت کے راجا مان سنگ اکبر شاہی جموں کا فوجدار اور سیالکوٹ کا جاگیردار قلعے کی مرمت اور شہر کی آبادی پر متوجہ ہوا اس بعد اُسکے صفدر خان جہانگیری جب کہ فوجدار سی قصبہ مذکور کی اُسکو ہوئی اور پرگنہ مسطور اُسکی بھی جاگیر ہوا خان موصوف نے تو قلعے اور برجوں کو نئے سرے سے بنایا بعد اُنکے بھی اکثر حاکم مرمت کرتے رہے غرض یہ شہر فیض بنیاد دن بدن آراستہ و آباد ہوتا رہا چنانچہ دسے قانون گز جو قوم بدہرہ سے تھے اُنہوں نے بھی عمارتیں نہایت مطبوع و دلچسپ بنائیں بلکہ بعضے اور بھی اشخاص اکثر اوقات تعمیر میں مشغول رہے اس سبب رونق مدام برہتی گئی اور آراستگی اُسکی مرتبہ اعلیٰ کو پہنچی کاغذ بھی شہر مذکور میں خوب ہوتا ہی خصوصاً مان سنگی اور حریری ایک کاغذ کہ جہانگیر نے فرمائی بنوایا تھا وہ بھی نہایت سفید و صاف و خوش قماش و پایدار ہوتا ہی چنانچہ اُسکو بھی بعضی اطراف و نواح میں بطریق خایف بھیجتے ہیں اگرچہ دستکاری کے طریقے و ہنر کے اہل عرف اکثر طرح کے رکھتے ہیں خصوصاً ریشم و کلابتون کی چکن کے تھان بتکے چیرے سوزنیان و دسترخوان ادفعیہ خوانیوش وغیرہ نہایت صفائی و خوبی کے ساتھ بناتے ہیں * فائدے بھی اُسکی بیع و شرا میں اُتتا ہے ہمیں * چنانچہ اور نگ زیب کے وقت تک ہر سال حسین بکھن دوزون کو لاکھ روپی کا انتفاع ہوتا تھا اور ہتیارون میں وہاں کتاری برچھی نہایت آباد و خوش قطع بنتی ہی باغ بھی اُس شہر کی اطراف میں بہت سے ہیں خصوصاً نذر محمد بھونے کا باغ نہایت پر بہار و میوہ دار ہی رنگ برنگ کے پھول اُس میں بہتیت سے پھولتے ہیں ایک خلق وہاں سیر کو جاتی ہی اور حظ اُتھاتی ہی متصل اُسکے ایک نالہ بہتا ہی کہ سرچشمہ اُسکا جموں کے بہار میں ہی غرض وہ نالہ شہر سے آگے برہم کر دس دس کو س کے عرصے میں پھیلا ہی اور اطراف میں مفرق ہوا ہی لیکن جب موسم برسات میں خوب پرتا ہی تب شہر کے باشندے لنگیان باندھ باندھ مشاکین لے لے وہاں آتے ہیں * اور آب بازی کی کیفیتیں اُتھاتے

دکھاوین کسب بھان متیان اُدھر * اُدھر کو جڑھیں نٹنیاں بانس پر

غرض چپے چپے پر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر ایک اچنبھے کار و لارات دن رہتا ہی *
کان پر ہی آواز سنی نہیں جاتی * خلق کو کھانے کی بھی سرت نہیں آتی * اگر عالم علوی بھی وہاں
آتا * تو ایک نظارے میں عجائب سماوی کو بھول جاتا * القصر ربع سکون کے سناحوں
نے اور بحر کے مسافروں نے اس طرح کا میلا کسی سرزمین میں نہیں دیکھا اگر
پتالے کے باشندے سیکر و ن کوئس کی مہافت پر کیسی ہی جمیعت و حکومت و دولت
سے ہوں پر اُسکی دید کی خواہش اُنکو کیا معنی جو نہونا ظہین کو معلوم ہو راقم نے پتالے کا
احوال اتنا طول و طویل جو لکھا وجہ اسکی محض خلاصۃ الہند کی مطابقت تھی اور اُسکے مولف
نے جو اس قدر برہمایا بجا کیا کہ مقام مذکور اُسکا مولد تھا اور پچاس کوئس پتالے سے اُسکی
دو اُبلے میں اُتر طرف کے پہاڑوں کے بیچ *

ایک قلعہ ہی ضمانت و ممانت اُسکی شہرت رکھتی ہی اور نیچے اُسکے نگر کوئس ایک قدیم
معبد ہی تھکر این وہاں کی بھوانی برس میں دو مرتبے وہاں بھی خالق کا ہجوم جوتا ہی لوگ ایک
برس کی راد سے بھی پوجا کو آتے ہیں * اور اپنی مراد میں پاتے ہیں * بعضے اپنی حاجت روانی
کے لئے زبان کات دالتے ہیں کیکی تو کئی ساعت کے بعد جون کی تون ہو جاتی ہی اور
کیکی دو تین دن کے پیچھے عجیب تر اسے یہہ ہی کہ بعضے اشخاص اپنے سرتن سے جدا کر
دیتے ہیں اور رفیق اُنکے اُتھا کر دھر پر دھر دیتے ہیں رام کی دیا سے بدستور لگ جاتے ہیں
اور دے پھر کر جہ اُتھتے ہیں نگر کوئس سے دو کوئس پہ *

ایک مکان ہی وہاں کئی جاگہہ آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں اکثر ہنود پوجا کو اُس مقام میں
بھی آتے ہیں * اور طرح طرح کی اشیائیں شعاون میں ڈال کر جلاتے ہیں * اور
راکھہ جونا اُسکا اپنے حق میں اکبر جانتے ہیں *

بھی دو آبلے میں قدیم شہر ہی راجاشل نے اُسے آباد کیا تھا چنانچہ کتاب مہا بھارت میں کہ
اُسکی تصنیف کو پانچ ہزار برس سے کچھ اُوپر ہوئے یوں لکھا ہی اور سیا کوئس بھی اُسے کہتے ہیں
اس وجہ سے کہ بعضے اُسکو راجا سالباہن سے منسوب کرتے ہیں چنانچہ ایک پکا قلعہ اُسکا
اہلک یادگار ہی ایک زمانے میں دار الحکومت پنجاب کا بھی تھا تین کوئس کے عرصے میں

راوی سے جا ملا اور جموں میں قلعہ کی کھان بھی ہی پتھریان لوہی مدی سے لا کر وہیں آج دیتے ہیں ایسی قلعہ سفید و پاکیزہ و صاف و پایدار بنتی ہی کہ ویسی کہیں نہیں ملتی (سادہ ورا) ایک بر آقصبہ چناب کے کنارے پر ہی شاہ جہان کے وقت میں نواب علی مردان خان نے متصل اُسکے ابراہیم آباد ایک بر آشر اپنے بیٹے کے نام پر بنایا * اور ایک بر آباغ پر فضا رشک شہ لا مار بنایا * سوائے اُسکے اور بھی عمارات و مکانات عالیشان تعمیر کیے اور ایک نہر بھی دریائی لوہی سے اُس باغ کے واسطے لایا غرض جمعہ لاکھ روپے اُنکی تعمیر و ساخت میں خرچ ہوئے اور سادہ و رے کے دیہات میں سے ایک گاؤں سرکار اعلیٰ سے باغ و شہر مذکور کی مرمت و تعمیر کے واسطے بطریق انعام آل تمنا نواب موصوف کے نام پر مقرر ہوا اور دو آلبے میں *

(چھوٹی گجرات) ایک قصبہ ہی کہ اکبر بادشاہ کی سلطنت میں ساوڑیا لکوت کے علاقے سے کچھ گاؤں نکال کر اُس سے متعلق کیے اور ایک پرگنہ جدا قرار دیا لیکن ابتدا میں یہ قصبہ چند ان رونق نہ رکھتا تھا جب سے خلاصہ عرفا شاہ دولا نے اُس میں رہنا اختیار کیا اور تالاب کوئے مسجد بن بنائیں بلکہ دریا پر بھی پل بندھوایا تب سے آبادی اُس کی زیادہ ہوئی اور رونق برآئی کہ شاہ صاحب مذکور اوائل میں کماندہ ساوڑیا لکوتی کا غلام تھا لیکن محبت فقر اسے بدل رکھتا خصوصاً سید نادر کی خدمت اکثر بجالاتا اور بیش تر اُنکے حضور حاضر رہتا جب سید موصوف کی رحلت کا وقت پہنچا اُنکی نظر توجہ اُس پر پڑ گئی فی الفور ایک حالت تاری ہوئی اور چشم باطن نے روشنی پکڑی پھر ساوڑیا لکوت سے گجرات میں جا کر مقیم ہوا اور بہت سے مکان بنوائے پل بندھوائے خصوصاً امن آباد سے پانچ کوس دریا سے دیک پر لاہور کی سمت شاہ راہ میں ایک پل برآ محکم بندھوایا ایک غلق کو آرام پہنچوایا سخاوت بھی اُس میں استمداد تھی کہ عاتق کا اگر معاصر ہوتا تو کوئی اُس کا نام بھی نہ لیتا جبکہ خلافت دور نزدیک کی اُس کے حضور نقد و جنس وغیرہ بطریق نذر لیاقتی * اُس سے دگنا چوگنا انعام پاتی * آخر وہ بزرگوار عالمگیر کے سترھویں سن جلوسی میں جان بحق ہوا قریب شہر اُس کی درگاہ آج تک زیارت گاہ ایک عالم کی ہی قصہ مخمر ہر طرح کے آدمی دامن رہتے ہیں اور ہر دیار کی اجناس ہم پہنچتی ہی بلکہ تحائف روزگار اگر درکار ہوں تو بسر ہو نوین چنانچہ تاوار

ہمیں * اور اس خطم برکت افزا میں حضرت امام زین العابدین کے کسی فرزند کا مزار ہی
 پھونکے برے وہاں بھی اثر زیارت کو آیا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ سید بزرگ بہت سے
 مسلمانوں کو ہمراہ لیکر بقصد جہاد ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا تھا اتفاقاً ایک روداد
 درپیش ہوئی کہ سیالکوٹ کی طرف آنکلا قصہ مختصر وہاں ہنود سے لڑ کر درجہ شہادت کو
 پہنچا علماء فضا بھی اکثر شہر مذکور میں وارد صادر ہوا گئے بلکہ بغضوں نے توطن بھی وہیں
 اختیار کیا چنانچہ اکبر کے وقت مولانا کمال برآ صاحب کمال زبدہ فضا و خلاصہ علماء کشمیر کے
 حاکم سے رنجیدہ ہو کر ۹۷۱ ہجری میں آیا اور علم کا اُسے وہاں رواج دیا طالب علموں کو
 سالانہ سال پر دہایا بعد اُسکے شاہ جہانکی سلطنت میں خلاصہ فضا لے جدید و قدیم مولوی
 عبدالحکیم کہ ایک بحر مواج تھا و مدرس ہوا چنانچہ اکثر کتابوں پر اُسکے حاشیے ہمیں حاصل
 یہ ہی کہ اُسکی مدرسہ میں دور دور سے طالب علم آئے اور فراغ حاصل کر گئے بعد اُسکی
 رحلت کے مولوی عبداللہ اسکادو سرا بیتا کہ فی الواقع خلف الصدق تھا وہ اُس کام میں
 مشغول ہوا طالب علموں کو درس دینے لگا ایک عالم اُسے فیض کو پہنچا کیونکہ صاحب علم
 ظاہری و باطنی تھا فضیلت اُسکی درویشی سے ہم آغوش تھی * اور علمیت معرفت کے
 ساتھ ہمدوش * آخر فضا الہی سے عالمگیر کے ۳۶ سن میں اُس نے وفات پائی * اور
 جنت میں آرا بگاہ بنائی سیالکوٹ سے بارہ کوس پر * (دھونکل)

ایک مکان ہی کہ اُسکو سلطان سرور سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ زیارت گاہ
 خلائق ہی لیکن گزشتہ یوں کے موسم میں اکثر ملکوں سے زن و مرد کے غول کے غول غت
 کے غت وہاں زیارت کے لئے آتے ہیں بہتری نذرین جرتا تے ہیں دو مہینے ملک
 خلیق کا وہاں انبود رہتا ہی اور پندرہ کوس شہر مذکور سے * (پور مندل)

ایک مکان جموں کے پہاڑوں میں ہی تھا کہ اُسکا مہادیو بیساکھی میں وہاں ایک دینا داتی
 ہی * اور بہت سی خلقت آتی ہی * یہاں ملک کہ ایک برآ انبوہ ہو جاتا ہی پھر پہاڑ کا
 راجا بھی ایک دھرم دھڑ کے سے آتا ہی * اور اپنی تیراندازی کے کرتب اور کمال
 اُس دنکل کو دکھاتا ہی * اور مقام مذکور سے ایک دریاؤ بھی نکل کر ظفر دال وغیرہ کے
 دیہات و حدود میں ہوتا ہوا شاہ دولا کے پل تلے جا پہنچا پھر دولت آباد و فیروز آباد وغیرہ سے گذرتا ہوا

پہار پر سات کو س پرے *

(دہتا اس گدھ)

ایک قلعہ ہی بالانائتم جوگی اُسی میں پدشا کیا کرتا تھا چڑھائی اُسکی چار کوس کی لیکن ایسا معہودم میں خصوصاً شہر کے دن و ن برتی بھیڑ ہوتی ہی بہت سے جوگی اتیت بھی جمع ہوتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں القصہ تصور آسا احوال اماکن مشہورہ میں سے بانچ دو آئے گا لکھنؤ میں آیا اب احوال چھم دریاؤں کا بھی کچھ لکھنا ضرور ہوا کیونکہ وہ بھی اسی صوبے سے علاقہ رکھتے ہیں پہلا *

(ستلج)

کوہ بھونٹ سے نکلا اور کلو دکی جہون میں پھنچا شہر میں آیا بعد اُسکے شیر گدھ کے پہار میں ہوتا کھلور کی حدود میں گذرا اور ملک مذکور کو تین طرف سے احاطہ کیا بنا برائے اسکے اور پہار و ن کے قرب کے باعث باشندے اُس ولایت کے بادشاہی امیرون سے بغی رہتے ہیں پھر دریاے مذکور پہار سے نکل دو گنگ ہو ماکورا ال و کیرت پور کے تلے آیا اور قصبہ رور تک پھنچتے پھنچتے پھر ایک ہو گیا اور اُسی ہیئت سے ماچھی وارے کے قریب ہو کر لود دیا نے میں پھنچا بلکہ شاہ راہ میں واقع ہوا پھر وہاں سے قصبہ (تلرن و تھارہ) کے قریب گذر متصل موضع پور کہ متعلق پر گنہ ہیئت پور پختی کا ہی دریائے سیاح سے جالما اور دو آبا جو ان دو دریاؤں کے درمیان ہی اُسکو جالندھر و سہر وال کہتے ہیں (دوسرا بیاد) وہ بھی بھونٹ کے پہار کے ایک تالاب سے نکلا اور قصبہ کلود کے تلے بہتا ہوا منڈی میں جا پھنچا پھر سو کھیت اور محلموری کی حدود میں گذر تا شہر نندون میں کہ کوہستان کے فوجدار کی نو دو بائش کا مکان ہی جا نکلا پھر وہاں سے اطراف دھوال و سنیہ و گوالیار میں آیا گو کہ گوالیار کچھ برال ملک نہیں لیکن راجہ و ن کا اُس دریا کے حائل ہونے سے اور پہار کے اتصال کے سبب اُمرائے بادشاہی سے اکثر اوقات بکرا رہتا ہی بعد اُسکے دریاے مذکور نور پور کے دیہات سے گذرتا ہوا ایک پہار پر گیا پھر وہاں سے زمین پر اتر گاناواہن کہ ایک شکار گاہ بادشاہی ہی اُسکے پائین آنکلا پھر قصبہ رہما کے تلے ہوتا ہوا شہر گو بند وال میں پھنچا اور وہاں سے لود کے قریب ستلج سے ملا پھر دونوں اکتھے ہو فیروز پور اور مہدوت میں جا نکلے اور وہاں سے سرکار دیپال پور کے محالون میں پہنچ دو ٹکڑے ہوئے ایک سو تا تو دکن کی طرف گیا نام اُسکا ستلج ہوا دو سوا اتر کی سمت گیا نام اُسکا

جمہور و ان بہتر سے بہتر بنتے ہیں اور کام چکن کا بھی وہ ان کے کاری گر سیال کو ت
والان سے بوجہ احسن کرتے ہیں سوائے اسکے ملک مذکور میں گھوڑا عراقی کی مانند
پیدا ہوتا ہے بعضا تو دس ہزار روپی قیمت پر بکتا ہے اور * (سندھ ۵۵ ساگر)
کے دو آبے میں نمک سنگ ایسا لطیف لگتا ہے کہ روئے زمین میں اُسکی لطافت کا شور
ہی قدرت الہی سے سارا پہاڑ کا پہاڑ لون کا خلق ہوا ہی طول اُس کا سو کو س سے کچھ زیادہ
بتاتے ہیں نام اکبر نامے میں کہ وہ جو دھ لکھا ہے اس واسطے کہ جو دھ نام ایک رئیس چھوٹا
کی قوم کا تھا پہاڑ اُس کے نام پر مشہور ہوا اولاد اُسکی اور نگ زیب کے وقت نمک
کر چھاک و تندنہ و مکھالے وغیرہ پر گون میں سکونت و ریاست رکھتی تھی اور وہ جماعت کہ
لون و ہنسے نکالتی ہے نام اُس کا لاشہ کش ہے الغرض بہار کے آدمی میں کتنے لاشہ کش
ایک نقب تین سو گز کی گہری کھود کر نگے مادر زاد ایک کدال کندھے پر رکھ کر چراغ ہاتھ میں لے
اُس اندھیری سرنگ میں جاتے ہیں * اور دو تین من کا ایک کون کا ڈالا کھود کر نکال لاتے
ہیں * ناظمون سے مزدوری بھی منہ مانگی پاتے ہیں از بس کہ شاق ہوئے ہیں اُس
اندھیری سرنگ کی آمد و رفت سے اور لون کے کھودنے اور لانے کے رنج و صعوبت
سے خوف و نکاہل نہیں کرتے لیکن ہوا اُس نقب میں ہر ایک موسم کے بیچ معتدل
رہتی ہے ہر چند کہ لون نکالنے کے اور بھی مقام ہیں پر کھوہرہ اور کھیوہ دو نو برسی سرنگیں
شمشاد آباد کے متصل واقع ہوئیں ہیں ہر سال کئی لاکھ من نمک و ہنسے نکالتا ہے اور محصول
پر گون کے حاصل سمیت سرکار اعلیٰ میں ضبط ہوتا ہے اکثر کار یگر و ان لون کے مطابق رکابیان
سرپوش چراغدان بنانا بیچتے ہیں اور نفع اُٹھاتے ہیں قریب اُسکے دودھیا پتھر کی کھان
ہی برے برے آدمیوں کے مکانات میں چونا و نہین کے پتھر و نکا بنا کر پھیرنے میں بارکابی
پہاڑے آبخورے نفیس نفیس اُنکے بنا کر بیچتے ہیں اور متصل اُسکے کھیالے کی حدون میں (کتاچھہ)
ایک تالاب ہے کہ اُسکی تھاہ کیلے ہاتھ نہیں لگی ہندؤن کا قدیم تیرتھ ہے جب سورج میں کا
ہوتا ہے یعنی آفتاب برج حوت میں آتا ہے ہر ایک چھوٹا بڑا لکڑا و ان نہانے کو جاتا ہے
یہاں تک کہ چند روز ایک مجمع رہتا ہے غرض اعتقاد اس قوم کا یہ ہے کہ زمین کی دو آنکھیں
ہیں داہنی آنکھ تالاب بھنگرا جمیر کے متصل اور بائیں آنکھ بہا تالاب اور اُسی

اٹھارہ تکرے ہوا لیکن بہادر بول پھنچتے پھنچتے بارہ کوس کی مسافت پر پھر اکتھا ہو گیا بعد اسکے سیالکوٹ کے دیہات سے گزر سادہ دھڑکے تھے ہوتا ہوا وزیر آباد میں جا پہنچا سالکی لکڑی سو داگر کوستان ختنہ وغیرہ سے اُسی دریا کی راہ سے وزیر آباد میں لاتے ہیں * اور بہت سے انتفاع اُنہوں نے ہیں * پھر اُسکی کشتیاں بنا کر بطور تجارت دریا کی راہ سے تھتے پھر کی طرف لیجاتے ہیں بعد اسکے وہ دریا جاکوٹار و لو دھیانہ و بھونہ منزل اور ہزارے میں آپہنچا چار کوس ہرے ہزارے سے قمر ہیر رانجھا کی اُسی دریاؤ کے کنارے پر ہی عشق اُنکا مٹ ہو رہا سیون نے اُنکی محبت و بیقراری کے بیان میں سیکر و ن سدرین کہیں ہیں چنانچہ گوہرے وہاں کے اُنکو اکثر گاتے ہیں * اور اہل درد کو رولاتے ہیں * پھر وہاں سے چند لوٹ کے نزدیک دو چھوٹے پہاڑ و ن میں سے ہو نکلا شہر مذکور میں مزار شاہ برہان کا ہی اکثر لوگ اُس بزرگ سے بھی اعتقاد رکھتے تھے پھر وہاں سے ہٹا ہوا جنگ سیالے میں آکر دریا سے بھست سے مل گیا * (پانچواں)

دریاؤ بھست مابین اُسکے اور چناب کے جو نقتہ ایک دو آبہ مشہور ہی غرض دریا سے مذکور کوستان تبت میں ایک حوض سے نکلا اور کشمیر میں آکر کوچہ و بازار میں بہنے لگا چنانچہ شہر مذکور میں جا بجایا بندھے ہیں اکثر باغات و عمارات و سیرگاہیں اور مکانات اُسکے کنارے پر ساتھ ایک قرینے کے واقع ہیں پھر کشمیر سے نکل کر کشن گنگ سے پکھلی میں ملا پھر وہاں بے دانگی کے تے آ نکلا قصبہ مذکور کہ مکرون کے سرگروہ کا دار الحکومت ہی پھر اُسکے حد و ن سے اور میر پور سے گزرتا ہوا جھیلیم کے تے پھنچا اور شاہراہ میں واقع ہوا نام اُسکا موضع مذکور کا تھہرا پھر وہاں سے کرچھاک و نندے وغیرہ سے گزرتا ہوا جنگ سیال میں جا کر چناب کے ساتھ ملا ہوا نام اُسکا ہوا * (چھٹا دریا و سندھ)

مابین اُسکے اور دریا و بھست کے ولایت بونہو ہر اور سندھ ساگر کا دوا آبہ مشہور ہی اور یہی ہندوستان و کابلستان کے بیچ خانوں لیکن سرچشمہ اُسکا ظاہر نہیں وہاں بھنے سیاح کہتے ہیں کہ قلماق کے کسی مقام سے نکل کر حد و دکا شغرو کا فرستان و تبت و کشمیر و بنگلی و دمتور میں پھنچا پھر وہاں سے یوسف زئی کے اولکے میں جا نکلا اور دریا سے نیلاب کئی ندیوں سمیت قلعہ ایک بنارس کے تے داریائے مذکور سے ملا اُسکے پات اُسکا وہاں چھوٹا

بیاض تھہرا بعد کئی فرسخ کے پھر دو نون ملکر فتح پور کھنور وغیرہ کی اطراف میں جا پہنچے نام اُس مجموعے کا اُس مقام میں کھلو کھار اہوا پھر بلوچون کی حد میں پہنچ کر سندھ و راوی و چناب سے ملے اُس مقام میں ہیئت مجموعی کا نام سندھ تھہرا * (تیسرا راوی)

اُس میں اور بیاض میں ایک دواہ باڑی مانجھامشہور ہی دریائے مذکور من مہس پہاڑ سے نکلا مکان مذکور قدیر تیرتھم ہی تھا کروان کامہادیو اور وان سے شہر جھت کہ دارالحکومت وان کے حاکم کا ہی اُسکے نیچے گزرالماک سطور کی ہوا برت کے پرنے سے کابل و کشمیر کی سی ہی میوے بھی اکثر لطیف و شیرین وان پیدا ہوتے ہیں حاکم وان کا مہکت کئی وسعت سے جمیعت کے کثرت سے اور یہاڑون کی بہتایت سے بے پرواہی بادشاہون کو کچھ نہیں جانتا اور مطلقاً اُدکا حکم نہیں مانتا الغرض سوہلی کی بھی حدون سے گذر شاہ پور کے نئے جانکا اور وان سے چار نہریں اُس سے نکلیں ایک تو لاہور میں شالامار کے بیچ آئی دوسری پرگنہ بٹھان میں تیسری پتالے میں چوتھی ہرگنہ ہیبت پور میں اکثر محالون کی زراعت کو اُن سے فیض پہنچتا ہی پھر دریائے موصوف نصیب مذکور سے بہتا ہوا ہرگنہ بٹھان و کانخو و کلا نور و پتالہ و امن آباد وغیرہ کی اطراف میں جا پہنچتا اور وان سے لاہور میں آباد شاہی عمارت کے بائیں بہنے لگا پھر وان سے سندھ وان و فرید آباد و دیک و راوی میں ہوتا ہوا سندھ و سرائے کے قریب ملتان سے بیس کوس پرے چناب سے جاما *

اُس میں اور راوی میں رچناؤ ایک دواہ مشہور ہی لیکن ہندی کتابوں میں نام اُس دریاؤ کا چندر جاکا لکھا ہی ماجر اسکا یون ہی کہ دریائے چندر چین کی طرف سے آکر خیبر سے گذرتا ہوا کشوار میں کہ زعفران جہانکی مشہور ہی پہنچتا اور دریائے بھاکا نہت کی طرف سے آکر اُس سے ملا اس لئے نام اُسکا چندر جاکا تھہرا پھر وان سے نیپال و پھوئبال میں ہوتا ہوا نہر کتا کہ تابع جمون اور بھوانی سے منسوب ہی اُسکے قریب آنکلا اور وان سے انبارآبان و اکھنور کے تے پہنچتا پھر ایک پہاڑ میں جا کر نہایت آب و تاب سے بہنے لگا چنانچہ مکان مذکور طرف سیرگاد و نادر تماشاگاہ ہی پانی بھی وان کا بہتر از شربت نہات و پیاسون کے حق میں آبجیات ہی القصہ دریائے مذکور وان سے کچھ آگے برہم کر

نہایت خوش آب و ہوا * و برتبہ فرحت افزا * گرمیوں میں وہاں گرمی اور سردی میں سردی
ہندوستان سے زیادہ خروڑہ انگور وہاں مانند ایران و توران * اور آم مثلاً ہندوستان *
چانول وہاں کا بنگالے سے بہتر * اور گنے دکن سے اعلیٰ تر * اکثر مدار زراعت آب چاہ پر
چنانچہ تین سو ساٹھ چھوٹی برسی اگریان اور سو سے کچھ اوپر لوگتے رسوں میں باندھ کر ایک
بر آچرخ بناتے ہیں اور اُسکو برثقیل کی صنعت سے جو آبی بیلونکی ایک گردش میں
کوئے سے پانی بھر نکالتی ہے دفعتاً کئی سو من پانی کھیتی کو پہنچ جاتا ہے اور زراعت کو سبز کر
لاتا ہے * لیکن مدار فصل خریف کا بارش برہی اور بعضے مکانوں میں خصوصاً دریائے بیاد اور
بھرت کے کنارے پر اگر ریگ شوی کر بن تو سونا تھ لگے اور شمالی پہاڑوں پر بعضے مقاموں میں
روپے تانبے جست کی کھان بھی ہے نکالنے والوں کو بعد محصول دینے کے بھی نفع مل رہتا ہے
ظول اس صوبے کا دریائے ستیج سے تادریائے سندھ ایک سو اسی کوس عرض
بھترے چوگھنڈی تک متاسی کوس پورب طرف اُجکے سرہند پچھم طرف ملتان اُتر
رخ کشمیر جنوب رو دیپال پور متعلق اس سے پانچ دو آ۔ یعنی پانچ سرکارین تابع اُنکے
تین سو سو لہ محال آمدنی نو اسی کروڑ تینتیس لاکھ ستر ہزار دام صوبوں میں۔! نظیر
(صوبہ کشمیر)

دارالملک اس ولایت کا مدت سے سری نگر ہی آبادی اسکی جا فرسخ کی دریائے
بھرت وغیرہ تین دریاؤں شہر کے اندر بہتے ہیں * علما و فضلا بھی یہاں بکثرت رہتے ہیں *
ملکہ برہمنون ہند تو نکا بھی شہر میں نہایت وفور * اور یہاں کے کاریگر ہر مند جہان میں مشہور *
چنانچہ پشمینہ طرح بطرح کا نہایت نفاست کے عاتقہ بنا جاتا ہے * بیل بوتائے اسکا عالم
باغ کا دکھاتا ہے خصوصاً شال تو بیرٹال ہوتی ہے * بناوت اسکی دیکھنے والوں کے ہوش
کھوتی ہے * ملک ملک اسکو بطریق تحائف لیجاتے ہیں * اور فائدے اُتاتے ہیں *
بانات شہر مذکور کی بھی نہایت ملائم خوشنما * پتو وغیرہ بھی نفاست و لطافت میں مانند ہوا *
بازار میں خرید و فروخت کی رسم کمتر * اور گھروں میں اکثر * اور گھر سب چھوٹے برے
جونی بناتے ہیں درجے اُنکے چار یا چار سے زیادہ رکھتے ہیں نیچے کا چار پاؤں اور کچھ اسباب
کے لئے دوسرا آسائش کی خاطر نیمرا چو تھا اسباب خانگی کے واسطے لیکن بھونچال کی

ہی نہایت زور شور سے بہتا ہی یہاں تک کہ دیکھنے والوں کی نگاہ خیرگی کرتی ہی مطابق واصل
 نہیں تھرتی موج کی شدت سے نہنگوں کا جگر آب ہو جاتا ہی اور پہاڑوں کا تینہ موجوں کے
 صدمے سے ٹکرے ٹکرے مگر دریائے مذکور اُس جگہ شاہراہ میں واقع ہی گزارے کی ناوین
 پانی کی تیز روی کے سبب اس کنارے سے اُس کنارے طرفۃ العین میں پہنچتیں ہیں مغرب
 کی طرف وہاں جلالیہ نام ایک سیاد پتھر ہی کبھو کبھو ناؤ اُس سے ٹکر کھا کر پھٹ جاتی ہی
 بنا برائے ملاح ہمیشہ اُس سے کشتی کو بچاتے ہیں اور حتی المقدور اُسکی طرف نہیں لاتے
 وجہ تسمیہ اُسکی بقول عوام یہہ ہی کہ اُسکے اوپر ایک بزرگ کی قبر ہی نام اُسکا جلالیہ
 تھا لیکن خواص اس امر میں یوں کہتے ہیں کہ اکبر کے وقت میں ایک پتھان جلالیہ نام نہایت
 مفید و شور پست تھا اتفاقاً پادشاہ سیرت کار کے واسطے اُس دریاؤ سے پار اترتے تھے
 ایک بیک جو اہر خانے کی ناؤ اُس سے ٹکر کھا کر توت گئی فی الفور حضرت کی زبان مبارک
 سے نکلا کہ یہہ پتھر بھی جلالیہ ہوا تب ہی سے یہہ نام اُسکا تھرا نزدیک اُسکے راجہ ہو دی کی
 عمارات ہیں نہایت سنگین و رنگین اگلے زمانے میں وہی وہاں کاراج کرتا تھا اور اُسی کے
 کنارے شرق کی طرف قلعہ ایک ہی ہر وارد و صادر اُس میں ہو کر آتا جاتا ہی کیونکہ سوائے
 اُسکے اور راستا نہیں عمارات بھی اُس میں نہایت پر فضا و دلکش الب دریا خصوصاً مقام
 حاکم نشین کہ برتبہ فرحت افراد نہایت اعلیٰ ہی آب و ہوا بھی نہایت اعتدال کے
 ساتھ گویا ہندوستان و کابلستان میں یہہ ایک برزخ واقع ہی اس طرف اُسکے روئے
 اور چلن ہندوستان کے اور بولی بھی نہیں کی اور اس طرف طور و آئین پتھانوں کے
 اور زبان بھی اُنکی القصہ یہہ دریا کو ہستان افغان خنک وغیرہ سے نکل کر سنبھل کے
 پتھانوں کی حد میں پہنچا اور وہاں سے بلوچستان و ملتان میں جاکا غرض پانچ دریا پنجاب کی اُتر طرف
 کے پہاڑ سے نکلے اور اس طرف ملتان کے ایک دوسرے سے جدا بلوچوں کی حد میں اس
 دریا سے ملے نام مجموعے کا سندھ تھرا پھر وہاں سے ایک دریاے کلان ہوا اور قلعہ بہار کو
 دو گنگ کے بیچ میں لے لیا بنا برائے اُسی کے وہ قلعہ بے گناؤ اور محفوظ ہی بعد اُسکے دریائے
 مذکور ولایت سیوستان سے ہوتا ہوا تھرتھے میں آیا پھر ہندو لاہری کے قریب دریائے
 شور سے جا ملا بندر مذکور شہر طور سے تیس کوس پر ہی حاصل یہہ ہی کہ صوبہ لاہور

لہلہہا اُتھتی ہی اور کاتک کے آخر مرتبہ نموکا تمام ہو چکنا ہی لیکن ایک بالشت سے زیادہ نہیں برتھتی اور جب پوری ہو چکتی ہی تب پھولتی ہی لیکن ہر پودھے میں آتھم پھول بندہ ریح پھولتے ہیں پنکھہ بیان ہر ایک میں چھم * رنگت اُنمیں سوسنی * درمیان اُن کے چھم تار یست ترین زرد اور تین لال زعفران اُنمیں کی ہوتی ہی جب کہ پھول نبرکتے ہیں تب تنہا کا سبز ہو جاتا ہی پر پھولنے سے پہلے سفید رہتا ہی اور ایک مرتبے کا بواکھیت چھم برس پھولتا ہی پہلے برس کم کم دوسرے برس بہتیت سے تیسرے برس کمال کو پہنچتا ہی اگر چھم برس کے بعد اُسکے گتھے وہاں سے اُکھار کر اور جاگہ نبوئین تو پھولنا کم ہو جائے اسی واسطے اُکھار کر اور جاگہ نگاتے ہیں *

میں ایک چشمہ ہی اُسے براتیر تھم جانتے ہیں اُنکے گمان میں یہہ ہی کہ زعفران کے سیج اسی سے نکلے ہیں چنانچہ اُسکے شروع گت کار میں اُس چشمے کے پاس جا کر بہت مدت وزاری کرتے ہیں اور گائے کا دودھ اُسمیں ڈالتے ہیں اگر وہ پانی تلے بیتھم جاتا ہی تو فال نیک لیتے ہیں اور زعفران بھی خاطر خواہ ہوتی ہی اور جو پانی پر ترنا رہے بد شگنی جانتے ہیں تب ت میں ایک برا غار ہی اُسکے اندر برف کا ایک جسم ہی نام اُسکا * (امر ناتھ) اُس مقام کو بھی معبد بزرگ جانتے ہیں جب ماہ تحت اشعاع سے نکلتا ہی اُس غار میں ایک برف کی لات نمود ہوتی ہی اور تھوڑی تھوڑی روز برتھتی ہی یہاں تک کہ پندرہویں دن دس گز کی ہو جاتی ہی جب چاند لھٹنے لگتا ہی وہ بھی لھٹنے لگتی ہی ماوس تاک اُسکا نشان بھی نہیں رہتا ہندو اُسکو مہادیو کا پیکر قیاس کرتے ہیں اور حاجت برار اُسکو جانتے ہیں * (مشکر ناک) ایک چشمہ ہی تمام سال آب اُس میں نایاب لیکن جس مہینے میں نویں تاریخ جمعے کے دن ہو صبح سے شام تک پانی اُسمیں بہتا ہی * اور دن بھر ایک عالم وہاں جمع رہتا ہی * (پانہال) ایک بتخانہ تھا کہ وہاں کا بد رک جو کوئی اپنا احوال اور دشمن کا جانا چاہے دو ہندویوں میں چانوئل بھر کر ایک اپنے نام پر اور دوسری دشمن کے نام اُس بتخانے میں رکھ دے اور دروازہ اُسکا بند کرے دوسرے دن عاجزی سے احوال کی تجسس کرے جسکے نام کی ہندی زعفران اور پھولوں سے بھری نکلے اُسکا احوال نہایت رونق پکرتے اور جسکے نام کی خس و خاشاک سے بھری نکلے اُسکا احوال تباہ ہو جائے عجب تر بہہ ہی کہ جو کوئی پہچانا چاہے کہ

شدت کے سبب جو یلیان خشتی اور سنگین نہیں بناتے بلکہ چار دیواری بھی چھتو نہیں
 تیار ہوتے ہیں چنانچہ بہار کے دنوں میں ہر شخص کا بام خانہ رشک گلزار و بہتر از
 لالہ زار ہو جاتا ہے غرض شہر مذکور میں باوجود اس لطافت کے ایک یہ خوبی ہے کہ وہاں
 سانپ بچھو وغیرہ گزندے جانور کمتر ہیں لیکن مچھر مکھی اور جوئیں اکثر نزدیک شہر کے
 ایک تالاب بہت برآکئی فرسخ لہذا ایک جانب اُسکی پرگنہ بہماک سے مقابل وہاں کے
 لوگ اُسکو دل کہتے ہیں سال و ماہ لبریز رہتا ہے اور پانی اُسکا نہایت لطیف و شیرین
 مزا ہے کہ ہر سون نہیں بگرتا اگرچہ لوگ بارگراں کو پشتار سے باندھ کر گھاتیوں سے
 جڑھتے اُترتے ہیں ہر بار برداری کے واسطے اکثر وہاں کشتیاں ہیں اس سبب
 سے برہیوں اور ملا جوئی خواہش بیشتر رہتی ہے اور زبان وہاں کے باشندوں کی خاص
 بھی ہے لیکن ہندی کتابیں بیشتر سنسکرت کی بولی میں تصنیف کرتے ہیں اور ناگری میں
 لکھتے ہیں بلکہ بیشتر پوتھیاں ایک درخت خاص کے پوست پر چنانچہ اکثر پرانی پوتھیاں
 اُسی پر ثبت ہیں نام اسکا توڑ اور سیاہی بھی ایسی بناتے ہیں کتنا ہیں دھوئے
 پر نہیں چھتتی ہر چند کہ اہل ہند اس ولایت کے عجیب و غریب قصے کہتے سنتے ہیں
 اور سب کی سب تیرنم جانتے ہیں لیکن بعضے مکانوں کو بہت مانتے ہیں چنانچہ سندھ یا
 برادری کے قریب ایک چشمہ ہی چھ مہینے تک خشک پر آ رہتا ہے روز معہود کسان
 اُس سرزمین کے جاکر عجز و الحاح کرتے ہیں بلکہ بھیرین بکریان چڑھاتے ہیں نہ ان پانی
 اُس میں جوش مارنے لگتا ہے اور پانچ موضع کی زراعت کو سیراب کر دیتا ہے اچیاناجو کہو
 زیادتی اُسکی دیکھتے ہیں اُسی طرح پھر گر گر ائے لگتے ہیں فی الفور پانی تھکاٹے
 پر آ جاتا ہے متصل اُسکے *

نام ایک چشمہ ہی پانی اسکا نہایت خشک و شیرین و سبک اگر بھوکھا پیئے سیر ہو جائے *
 اور اگھانا پیئے بھوکھ لگ آئے *

میں بارہ ہزار بیگمے زمین زعفران کے کھیتوں کی ہے فی الواقع قابل ذیلا لائق سیر غرض
 یہاں کے آخر سے لے سارا مہینہ جیتھہ کا کشت کار ہل چلا زمین کو نرم کر کہہ لون سے
 ہر ایک قطعہ اُسکا قابل ہونے کے بنا زعفران کے گتھے ہو دیتے ہیں ایک مہینے کے بعد

(۱۲۱)

چنانچہ استخوان اپنے جسم کے وہاں بھی ایسے جلاتے ہیں کہ راکھ ہو جاتے ہیں اور وہیں پہاڑ میں ایک اور براتالاب ہی ہوتا ہے راکھ مردوں کی اُس میں بھی ڈالتے ہیں اور وہ میلہ تقرب کا جانتے ہیں اچانا اگر اُس میں کسی جانور کا گوشت پر جاوے تو برف شدت سے پڑے اور مینہ بہت برسے * (ناردا)

میں ایک چشمہ ہی اگر کوڑھی اتوار کے دن صبح کے وقت اُسکے پانی سے اپنا بدن دھو لوں اچھے ہو جائیں * (کوثرناگ)

ایک بتخانہ ہی تھا کروان کا مہادیو جو کوئی وہاں پوجا کو جاوے تمام باجون کی آواز سنے اور کوئی بجانے کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے * (چھوٹی بت)

میں ایک براتالاب ہی اتھائیس کوس کے گرد میں دریاے بھت جب اُس میں آتا ہے ایک لمحہ ناپید ہو جاتا ہے میں ایک * (کرگانو) درہی (سویم نام)

وہاں دس جریب کی مقدار ایک زمین ہے جب مشتری اس میں آتی ہے مہینا بھر وہ ایسی گرم رہتی ہے کہ درخت وہاں ہووے تو جل جائے اور دیگ بھری ہوئی جو اسپر رکھ دیوین کھانا پاک آئے قریب اُس سے * (کامراج)

ایک آباد قصبہ ہی درہ اُسکا ایک کاشغر سے ملا ہوا غرب رو اُسکے بگلی وہاں پانی کی گذرگاہوں میں درخت کے بالکل ڈال کر اُن کے سروں پر پتھر رکھ دیتے ہیں اس واسطے کہ یہ بجائیں بعد دو تین دن کے اُتھا کر دھوپ میں دھرتے ہیں اور خشک ہوئے پر جب جھارتے ہیں دو تین تولے سونا جھرتا ہے * (کلاکت)

نام ایک اور درہ ہی وہ بھی کاشغر سے متصل وہاں کے پہاڑوں سے دو دن کی راہ ولایت دار دو ہی مدد منی نام ایک دریاؤ وہیں سے اُدھر آیا ہے اگر نیارے ریگ شومی وہاں پتھر کر کرین اپنی متہ بیان سونے سے بھرین کنارے پر اُسکے ایک سنگین بتخانہ ہی نام اُسکا

(ساردا)

درگا سے منسوب ہندو کا وہ بھی برآمدہ ہی اور وہاں کی پرستش کا ثواب اُنکے نزدیک بھگت سرکار بگلی بھی اسی صوبے میں داخل ہے لنبان اُسکا پینتیس کوس کا اور چوران پچیس کوس تو ران کی طرح وہاں بھی برف پرتی ہے جاد آیشتر رہتا ہے لیکن برسات ہندوستان

خصوصت میں حق کسی طرف ہی اور ناحق پر کون ہی تو دونوں کو دو مرغ باد و بکھرے دیکر اُس
مہمہ میں بھیجے اور اُنکو زہر کھلا کر پھر ہر ایک شخص اپنا ہتھ پھیرے جو شخص کہ حق پر
ہوگا اُسکا جانور جیتا رہیگا اور دوسرے کا مر جائیگا * (دیوسرا ایک حوض میں)

چلا سو گز کے طول و عرض و عمق میں پانی اُسکے اندر ہی اندر کھولا کرتا ہی جو کوئی اپنے سال کا
احوال نیک یا بد دریافت کیا جاوے ایک ہندی سفالی کی چانولوں سے بھر کر نام اپنا اُسکے
کنارے پر لکھ کر منہ بند کرے اور اُس میں ڈال دے کتنی دیر کے بعد وہ خود بخود پانی
اوپر تر آویگی اُسکو کھول کر دیکھے اگر چانول اُس میں سے گرم اور خوشبو نکالیں وہ برس
اُسکو خیر و خوبی سے گزرے اور جو اُس سے کوڑا کر کت نکلتے تو وہ شخص خراب احوال رہے *
(گونہ! زمین ایک چشمہ ہی)

گیارہ مہینے سوکھا ہوا رہتا ہی جب مشتری برج اسد میں آتی ہی پنجشنبہ کے دن پانی اُس میں
جوش مارنے لگتا ہی پھر سات روز تک خشک رہتا ہی جب پھر روز مذکور آتا ہی
پر آب ہو جاتا ہی سال بھر یہی طور چلا جاتا ہی * (سلہانی میں)
ایک مقام ہی کہ وہاں بہت سے درخت ہمیں عقاب اُن پر بیٹھی رہتی ہی کلگی کے واسطے
پر وہیں سے لیتے ہیں * اور خوردش بھی اُسکو دیتے ہیں * (تا کامو میں)

ایک چشمہ چالیس بیگھے کے عرصے میں ہی نیلہ ناک نام پانی اُس کا نہایت صاف نیلا گون
وہ بھی ایک تیر تھ ہی گرد اُس کے اکثر ہندو جا کر اپنے تئیں جلاتے ہیں * اور جسم کو
راکھ بناتے ہیں * سوائے اُسکے شگن بھی اُس سے لیتے ہیں اس طرح کہ جوڑ کے چار
حصے کر کے اُس میں تپاتے ہیں اگر طاق اُسکے پانی پر تر تارے تو نیک نہیں تو بد اگلے زمانے
میں ایک کتاب وہیں سے نکلی ہی نام اُسکا تیل منہ کشمیر کے حالات اور خواص پرستش
گاہوتن کے اُس میں تفصیل وار لکھے ہیں کہتے ہیں کہ پانی کے تارے وہاں ایک شہر ہی نہایت
آباد و معمور مدو شاہ کی سلطنت میں ایک برہمن اُس میں گر کے غائب ہو جاتا اور بعد
دو تین دن کے پھر نکلتا بہت سے خائف لانا خبریں بھی اکثر دیتا * (لارکی)

اُتر طرف ایک پہاڑ ہی نہایت بلند دامنے میں اُسکے دو چشمے ہیں ایک گرم حد سے
زیادہ اور دوسرا سرد اُسی مرتبہ لیکن تفاوت اُن میں دو گز کا اُن کو بھی تیر تھ جانتے ہیں

گوئی بیل گھوڑا ذبح کرے دو وہیں آندھی اور بدلی بکسرت نمود ہو پھر برف بہت سخی
پرتے یا مینہ برسے طول اس صوبے کا قیر سے لیکر کٹن گٹ ایک سو بیس
کوس اور عرض اس سخی کوس لیکن آئیں اکبری مین پچیس کوس لکھا ہی شرقی اُسکے تہستان
و حجاب شرقی و جنوبی یا خمال اور چمکا پہاڑ شرقی تبت کلان غربی بگلی و دریائے کٹن گنگ
غربی و جنوبی ولایت کھمک غربی و شمالی تبت خور دچو گرد پہاڑ متعلق اُسکے چالیس محال
آمدنی بارہ کروڑ باقیہ لاکھ پچاسی ہزار دام علاوہ اُسکے دو ہزار چار سو کلگی کے پر بھی
اس صوبے کے مداخل میں ہیں *

قدیم شہر ہی نہایت خوب و خوش آب و ہوا پٹنگ بن تو رہن فریدون نے اُسے آباد
کیا اور اُسکو آباد ہوئے عالمگیر کے سن چہلم جلوس سخی تک دو ہزار اور ایک سو برس
کچھ اُوپر گزرے قلعہ اسکانیت استوار پایدار اور اندر کا قلعہ ایک چھوٹے سے پہاڑ
پر * اُسپر مشرف ایک اور پہاڑ نام اُسکا حصار عقابین اور بعضے کوہ صفا بھی اُسکو کہتے
ہیں لیکن بلکہ مذکور کے بعضے سیاحوں کی زبانی یون سنہی کہ وہ پہاڑ قلعہ اول کی عمارت
پر مشرف ہی غرض دامن میں اُسکے باغ و گلزار اکثر خصوصاً باغ شملہ کہ بابر بادشاہ نے
نوسخی پچیس ہجری میں بنایا تھا پھر قریب اُسکے جہانگیر نے باغ جہان آرا سنہ ۱۰۱۶
ہجری میں بنیاد کیا اور لب دریا گزرگاہ میں مقبرہ بابر کا اور ہندال مرزا اُسکے خلف کا سواے
اُسکے محمد حکیم مرزا ابن ہمایون کا بھی تعمیر ہوا ہی اور اُس شہر کی نواح میں دو دریا مین ایک
جلندر سے آکر باغ شہر آرا اور جہان آرا و شہر کے گلی کوچوں سے گذرتا ہی نام اُسکا
جوئے خطابان اور دو سراغزین دلوہنگتہ سے آکر وہ یغیوب کے پاس ہوتا ہوا لاہوری دروازے
کے آگے جانکلا نام اُسکا جوئے پلستان پانی اُسکا شفاف و خوش ذائقہ بلکہ بعضی
بیماریوں کے واسطے شربت شفا *

خوردکاباں بھی اُس کو کہتے ہیں بھول پھل اُس میں رنگ برنگ کے خوشبو و خوش رنگ
خوش مزہ کثرت سے ہیں خصوصاً پیمنان و کاہرہ و فرزہ و اُسترغچ و اسٹالف و غیرہ
قابل دید و لائق سیر چنانچہ سلاطین اکثر اوقات وہاں سیر کیا کرتے تھے اور دیر دیر
رہا کرتے تھے باغ کی طرف *

(تومان شور بند)

مٹی مانتا اور کھیتیوں کی شادابی کا سبب تین دریا کشن گنگ بھت سندھ زبان ملک مذکور کی کشمیر سے ملتی ہوئی ہندوستان و ازابلستان سے باہر غلے کے اقسام میں چنا اور جو بہت میوؤں میں زردالو شفتالو اخروٹ لیکن خود رو پر میوہ تورنے کی رسم کم اسپ و شتر گا و گاومیش و جانور شکاری نہ تھوڑے نہ بہت بکری اور خرگوش کی کثرت القصہ کشمیر ایک ملک دلکشا اور باغ پر فضا ہر موسم میں وہاں بہا رہتی ہی * اور جو باغ رضوان کیسی بہتی ہی * پانی وہاں کا خوشگوار ہر گلزار میں جاری انہار و ابشار گل رنگ کے ہزار * خصوصاً گلاب و بنفشہ و نرگس خود و صحرا صحرا * غرض اُس ملک کی طرف بہا و عجایب خزان ہی فی الحقیقت وہ سرزمین باغ بوستان و لایق دوستان ہی سوائے شاہ آلود شہوت میوے بہت ہوتے ہیں خربوزہ تربوز سیب شفتالو زردالو نہایت لذیذ و لطیف انگور اگرچہ کثرت سے ہوتا ہی لیکن اکثر بے مزہ و کیف باوجود کہ شہوت کے درختوں کی بہتایت ہی پر ثمر اُنکا کم کھاتے ہیں * مگر اُنکے پتے ریشم کے کبرتون کو کھلانے ہیں * خورش وہاں کے باشندوں کی مچھلی خشک بلکہ باسی بیش تر اور ساگ پات اقسام کے چنانچہ اُسکو سکھا بھی رکھتے ہیں ہر چند کہ دھان کی بہتایت ہی پر اچھا کم ہوتا ہی گیہوں بھی نپت چھوٹا سیاہ نہر قلیل اور مونگ و اُنکے باشندے کم کھاتے ہیں جو تو نظر ہی نہیں آتے زمین وہاں کی سیلابی اور مرطوب جوتنے کے لئے نہایت خوب باوجود غلّت کی بہتایت کے اور وجہ معیشت کی قلت کے چوری اور گدائی وہاں نہیں ساکن وہاں مکے بیش تر کیف الاوقات چنانچہ ایک جامہ شالی ہمیشہ پہنے رہتے ہیں لیکن قابل دیندار ہی و دنیا داری میں کامل بہر غلط ہی کھب کے سب نیک ظاہر و بد باطن ہونے ہیں مگر اچھے کم اور برے بہت پر اونت اور ہتھی وہاں نہیں ہوتا وہاں ٹانگن کثرت سے اور نہایت زور اور چالاک رہا ہوا گر بوہ گزار لیکن گائیں سیاہ رنگ پر دودھ اُنکا نپت گار ماچکنا اور ایک قسم کی بھیر وہاں ہوتی ہی لوگ اُس شہر کے اُسکو ہند دہتے ہیں گوشت اُس کا نہایت لذیذ و خوش ذائقہ * اور داد و ستد نقد کی بہت کم راہیں آمد شد کی ہندوستان میں اور اُس میں چھبیس لیکن بھنیر و بگلی ہو کر جانا بہتر ان اتنا تفاوت ہی کہ پہلی نزدیک تر اور کئی شعبے رکھتی ہی مگر آمد و رفت شکر کی پر پچال کی طرف سے اچانا اگر وہاں کی بہا پر

اور برف کی کثرت کے سبب اُسکو برابر تبریز و ثمرقند کے جانتے ہیں اژدھات بھی اُسکی اطراف میں بہت پیدا ہوتا ہے چنانچہ ہندوستان میں بھی وہیں سے جاتا ہے نزدیک اُسکے ایک چشمہ ہے اگر بول اُس میں پرے تو ابرو برف کے آثار نمود ہو دین غرض یہ مقام قندھار کی حد سے قرب رکھتا ہے اسیکو دروازہ ایران کا کہتے ہیں * (لوہگد ر ۵۵) افغان نشین ہی نزدیک اُسکے بادہ خواب شجینہ ایک چشمہ ہے کہ گنگا اُسکو کہتے ہیں لیکن کتب ہندی میں نام اُسکا لوہارگل لکھا ہے ہندو اُسکو بر آتیر تھ جانتے ہیں روز معین وہاں بھی برتی بھیر بھارت ہوتی ہے پانی اُسکا بھی گنگا کی مانند اگر مدتوں باسنوں میں رکھیے بد بو نہیں ہوتا *

(تومان مندراور علی شنگ)

ایک قریہ ہے وہاں زمیندار و نگو کافر کہتے ہیں اُس جگہ قبر حضرت لوح علیہ السلام کے باپ کی ہے نام اُس بزرگ کلام اور بعضے الگ بھی لکھ گئے ہیں از بسکہ وہاں کے باشندے صفات کو غین سے بدلا کرتے ہیں اسلئے المبع اثر کی زبان زد ہے * (تومان بخراد)

ایک مقام ہے چلغوزہ وہاں کا مشہور لطف یہ ہے کہ اُسکو وہاں بجائے چراغ جلائے ہیں چنانچہ روشنی اُسکی نہایت نورانی ہوتی ہے اور اُسکی اطراف میں ایک جانور ہے اُسکو رو باہ پران کہتے ہیں لیکن اپنے مسکن سے یک دو اُرداں سے زیادہ نہیں اُرتا اور ایک چوہا بھی وہاں مشہور ہوتا ہے *

(تومان نیک نہار)

ایک مقام ہے داروغہ نشین اگلے زمانے میں آدینہ پور مشہور تھا اکبر کے وقت میں جلال آباد کہا یا آبادی اُسکی دریائے نیلاب کے کنارے میوے اُس میں اکثر ہونے ہیں لیکن آثار وہاں کالائانی ہے اور دو کوس وہاں سے باغ صفا کہ چار باغ کہ مشہور ہے اور اُسی نواح میں باغ و فابھی ایک یادگار بابر بادشاہ نہایت ہر فضا و دلکشا ہے یہاں انار وہاں کالے نظیر ہے غرض اُس مقام میں برف نہیں پرتی اور تھند بھی چند ان نہیں ہوتی وہاں سے کافر درہ بھی قریب ہے از بسکہ وہاں کافر رہتے ہیں اسلئے ہی نام اُسکا تھہر گیا *

(تومان بچور)

جانب کا شغر قلعہ وہاں کا حاکم نشین قدیم سے ہے اور ہوا گرمی میں زیادہ گرم اور سردی میں بیشتر سرد لیکن تمام نواح میں کیا جنگل کیا پہاڑ افغان ہی بختے ہیں مگر قلعے کی اطراف

ایک قریب ہی وہاں کے لاکھوں رنگت کو لعل نہیں پہنچتا اور ریاحین کی بو باس کو عطر
ہیں لگتا غرض لاہور و ان تین تیس قسم کا ہوتا ہے چنانچہ ایک قسم تو گلاب کی باس رکھتا ہے
بنابر اس کے لاہور یا اسکو کہتے ہیں اور کان لاہور دو نقرہ بھی وہاں سے قریب ہی سوائے
ایکے ایک ریگ زار ہی نام اس کا خواجہ ریگ روان گریون میں وہاں سے دھول اور
نقارے کی آواز آتی ہے اور لم اسکی بانی نہیں جاتی یہی مقام لشکر توران کے ردبر و اور حد و بلخ کے
سامنے گویا ایک دیوار مستحکم ہے * (تومان ضحاک)

و تومان بامیان یعنی بے دونوں مقام قدما کے آثار و نشان سے ہیں اور اس نواح کے
پہاڑوں میں کھو دکرا ہزار سردا لے بنا کر گچ و نقاشی اُن پر کی ہے سابق اس سے جا ر و ن میں
وہاں کے لوگ اپنا مال و اسباب اُن میں رکھ کر دل جمعی سے اوقات بسر کرتے تھے
لطیف یہ ہے کہ ایک سردا لے کے بیچ نابوت میں ایک شخص مانند خفتگان آرام
سے سوتا ہے کہتے ہیں کہ چار سو برس سے کچھ اوپر ہوئے کہ چنگیز خان کے عہد میں یہ بزرگ
مشہید ہوا تھا اب تک اعضا اسکے جون کے تون ہیں اور مقام اس کا زیارت گاہ راقم نے
بھی سوائے اسکے ایک عجیب و غریب نقل آغا محمد تاجر افغانی سے اس تومان کی
سنی ہے اتفاقاً وہ بزرگ سنہ ۱۲۲۰ میں کلکتے کے بیچ وارد ہوا تھا اچانا حقیر سے
اور اس سے ایک دن ملاقات ہو گئی بعضے بلاد کا بھی مذکور درمیان آیا جب کابل کا ذکر
مکلا تاجر موصوف کہنے لگا کہ سابق اس سے ہم کسی شخص شہر مذکور کی طرف جاتے تھے ناگاہ
تومان ضحاک کی صمت جائیکے جب قلعے کے متصل پہنچے اندر گئے جا بجا سے مکانات اسکے
تو قے پائے بلکہ کتیں دیوار بن بھی لیکن ایک پتھر کا انداز نہایت کلان بر خشک بے آب
جون کا تون اس پر دیکھا جا کھترے رہے اتنے میں نگاہ ہر ایک کی جو اپنے اپنے کپڑوں پر ہر سی
انگوڑ مرد سے بھی زیادہ سبز دیکھا حالانکہ سفید تھے جب قلعہ سے باہر نکلے پھر جیسے کے
تیسے ہو گئے اگر یہ آثار طلسم سے ہوں تو کچھ بعید نہیں الغیب عند اللہ * (تومان غزنین)
ایک قریب ہی زابل بھی اسے کہتے ہیں اگلے زمانے میں ملاطین خراسان کی تختیگاہ تھا
خصوصاً سلطان ناصر الدین سبکتگئی و سلطان محمود غزنوی و سلطان شہاب الدین غوری کی
اور حکیم شانی بھی وہیں مدفون ہیں بلکہ اکثر اولیا اُسی طبقے میں اسودہ ہیں جا رے کی شدت

دیبا میں اکثر ہمیں زراعت بھی کثرت سے ہوتی ہے خصوصاً دھان اس قدر کہ اور اطراف میں بھی جاتا ہے سوائے اسکے کان نمک و آہن بھی اُسکی نواح میں ہی القصہ جاتا اس صوبے میں بہت پرتا ہے لیکن بے گزند اور گرمی ایسی کم کہ بدون اور آہے سونکے برف توروان کی مانند افراط سے پرکتی ہے لیکن میدانوں میں چار مہینے اور بہار وں میں ہمیشہ رہتی ہے غرض موسم بہار نہایت طراوت و شادابی کے ساتھ پھول رنگ برنگ کے بے شمار میوے گوناگون خوش گوار اگرچہ انگوڑ کی بہت اقسام ہیں پر صاحبی و حسینی و قندھاری اور ہی لطیف و مزہ رکھتا ہے اور زردالو کی اقسام میں محمودی و قیسی و مرزائی و خربوز وں میں کوک نبات و ماہتابی و ناشپاتی و علی شیریں و دود چراغ نہایت لذیذ و خوش ذائقہ اور غلے کی اقسام میں جو گیہوں زیادہ لیکن جو زراعت کندی نالوں سے متعلق ہے اُسکاتیسہ حصہ سرکار میں داخل کرتے ہیں اور کاریزی سے دسواں انگوڑ و بادام سے بھی کچھ نقد بطریق تحفہ لیکن سرد رختی کا حاصل معاف اور کم کے پھولوں کے حاصل سے قدرے قلیل بھی نہیں دیتے مگر اُسکے بیجوں سے تیسرا حصہ باشندے اُس ملک کے ثر قند و بخارا کے ساکنوں کی مانند پرگنے کو پنجاب اور قرے کو تو مان کہتے ہیں باوجود اسکے ساکن اس صوبے کے گیارہ زبان جانتے ہیں ہندی و فارسی و مغلی و ترکی و افغانی و نائی و و تیراحی و لمغانی و عربی و غیرہ اور مغل خاص نواح کابل میں رہتے ہیں لیکن حاکم کے آگے دست بستہ حاضر اور مالگنداری میں بے عذر فتر بہہ ہی کہ عورتیں ان کی مردوں پر غالب چنانچہ نکاح کے وقت منجمہ بہر ایک امر محال لکھو الیٰتی ہیں کہ مرد اُس کے عہدے سے کبھو نہ ہلکے بہہ شیوہ صاحب عصمت ہی بیوؤں اور پردہ نشینوں کا ہرگز نہیں سوائے اسکے اپنے طور پر باغیوں کی سیر کو اور جہام میں نہانے کے لئے جاتیاں ہیں خاوند کو اصلاً و مطلقاً خاطر میں نہیں لاتیاں صاحب خلاصہ التواریخ لکھتا ہے کہ میں نے بعض زندیوں کو دیکھا ہے کہ ایک خصم کو چھوڑا اور وہ نہیں دوسرا کر لیا غرض اپنی مدت عمر میں بند رہے بیس خصم تک کر لیا ان سے دور نہیں قصہ کوتاہ اس صوبے میں کثرت ہزار اور افغان کی بہت ہے لیکن ہزار اور مغل اپنے تئیں اولاد چغتائی خان بن چنگیز خان کی جانتے ہیں اور غزنین سے قندھار تو مان سنتاں سے تاجہ و دبلخ محال دشوار گزار و جبال پیچدار میں رہتے ہیں اکثر مکاں اُنکے بادشاہوں کے عمل سے

میں سکونت مغلوں کی ہی تھی لیکن وہ اپنے تئیں عرب جانتے ہیں اس طرح سے کہ سلطان سکندر دہلوی جب اُدھر سے گزرا تو کتنے اپنے خویش و اقربا وہاں چھوڑ گیا تھا چنانچہ عالمگیر کے عہد سلطنت تک اُن کی اولاد وہاں رہتی تھی اور افغانوں پر بھی اُس کا غلبہ تھا اب خراجا جانے ہی کہ ہیں غرض یہ مقام پچیس کوس طڈال میں اور دس کوس عرض میں ہی * (تومان سواد)

یہ بھی کاشغر کی طرف ہی بہت سے درے اس سے علاقہ رکھتے ہیں جا آگر می وہاں بہت نہیں لیکن برف بہت پرتی ہے پر صحرا میں دو تین دن سے زیادہ نہیں رہتی مگر پہاڑوں پر سال کے سال جا آ * بہار کا موسم برسات کی رت ہندوستان کی سی پھول توران و ہند کے وہاں اکثر * بنفشہ و نرگس خود و صحرا صحرا * میوہ خود رستہ بھی علی ہذا القیاس لیکن شفتالو و ناشپاتی و انکی مشہور بلکہ باز و جڑ شاہین بھی وہاں اچھے سے اچھا ہم پہنچتا ہے اور کان آہن بھی اُسکی اطراف میں ہی * (قصبہ منگلور)

حاکم نشین ہی ساتھ اسکے اُس تومان کا طول چالیس کوس کا اور عرض ہندوہ کوس لیکن فقط یوسف زئی اُس میں رہتے ہیں * (تومان بکرم)

مشہور بہرہ پشاور ہندوستان کی سمت ہی انگوڑ شفتالو خربوزہ وہاں کا توران کا سا اور گرمی جا آ بہت رت برسات ہندوستان کی سی چانول وہاں کا مشہور ہی فی الواقع ہندوستان میں اب اکہیں نہیں ہوتا خصوصاً مکہ اس بلکہ اقسام کے غلے کی بہتات اور ذراعت کی کثرت وہاں رہتی ہی غرض یہ تومان سبکاسب مسکن افغانوں کا ہی خصوصاً مہمند وغیرہ لیکن مال گزار ہیں بنی نہیں * (پشاور)

قدیم شہر ہی کتب قدیم میں اُسکو پرشاور اور فرشاور بھی لکھا ہے نزدیک اُسکے * (کورکھنری) ایک پرستش گاہ جو گونکی مشہور تھی شاہ جہان کے وقت میں سمار ہوئی لیکن پانچ تیرتھ اور نپت دلکشا وہاں عالمگیر کے عہد تک تھے بیشتر جوگی سنا سی بیراگی سوائے اُنکے اور بھی اتیت وہاں ایک تالاب کے گرد جو ایان بیتھکے بنا بنا رہتے تھے * (تومان بنگش)

ملتان کی سمت واقع ہی آبادی اُسکی وسعت کے ساتھ لیکن پتھانوں کی قومیں اُس

کھیتیان ہمیں بنا کر اسکے فوج غنیمت کی ایک ایک آنہیں سکتی اور دہشتناک مذکور کو قبضے میں لائیں سکتی اگرچہ یہ صوبہ چند ان حاصل نہیں رکھتا لیکن عقلمند و نیک نزدیک دروازہ ہند کا ہی۔ اسی سبب سرکار والا اسے وہاں کی سپاہ کے لئے مبلغ خطیر پہنچتے تھے کہ ہر ایک سپاہی و سردار گزراں اپنی بھرتی کرے اور کہ وجہ سے تصدیق نہ کیجئے کیونکہ بسبب اسکے ایران تو ران کی فوجیں مملکت مذکور پر آن سکتی تھیں سناہی کہ اگلے زمانے میں کابل جو ایک بادشاہ کے قبضے میں آگئی تھی تو پنجاب بہت آباد ہوئی تھی اور ہندوستان مامون طول اس صوبے کا ایک بنارس سے ہند و کوہ تنگ دیر تھ سو کوہ عرض قرا باغ قندھار سے ناچگان ہرا سو کوہ مشرق و اسکے دریائے سندھ مغرب رخ غور شمالی اندراب و بدخشان و ہندو کوہ جنوبی قراقرم و نقیر اور گرداگرد پہاڑ زمین سطح و ہموار بہت کم لیکن کھیتیان سب جاگہ سرکار میں آتھے اور چھتیس تومان آمدنی بارہ کروڑ پینسٹھ لاکھ اور بیس ہزار دام بالجملہ لیکن ایک مدت سے کابل و کشمیر میں شاہ درانی کا عمل ہی اور لاہور میں سکھوں کا چنانچہ بالفعل کہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری میں صوبہ مذکور کا حاکم رنجیت سنگھ ہی اور سنہ ۱۲۱۸ ہجری سے صوبہ اکبر آباد و شاہ جہان آباد میں بموجب مرضی ظل اللہ شاہ عالم بادشاہ صاحبان عالیشان نے عمل کر لیا سابق اس سے مہاراجا دولت رام سینہ ہیا بہادر کا تھا چنانچہ کرنیل ایک بہادر دام اقبال نے اسکے سردار ان فوج کی لڑائیاں ماریں بلکہ قلعے بھی اُسے چھین لئے اور اسی سن سے صوبہ اتریسہ بھی موالیان کہنی بہادر دام ظلم کے قبضے میں آیا آگے اسکے رکھو جی بھونے کا اُس میں عمل تھا و ہنگامہ و بست کرنیل ہکت بہادر نے کیا قبضہ مختصر ولایت ہندوستان ایک مدت سے طوائف الملک و ک ہی جس شخص کے جو ملک ہتھ لگا اُس پر اُس نے قبضہ کر لیا بادشاہ کا کسی نے پاس نہ کیا ان ایک صاحبان عالیشان نے اطاعت و خدمت ترک نہیں کی چنانچہ اب بھی کہ سنہ ۱۲۲۲ ہجری میں اور اکبر شاہ ابن شاہ عالم بادشاہ ہی فی الجملہ اُسکی بندگی بجالاتے ہیں اور اطاعت سے ہتھ نہیں اٹھاتے قصہ تھوڑی مہی کیفیت جب ہندوستان کی اور صوبہ بجات کی لکھیے میں آئی اب تھوڑا عاوال اس دیار کے بادشاہوں کا بھی اہل اے پاندون سے لکھنا ضرور ہو کہ ناظرین کے واسطے

بک تحفہ معقول ہو *

خارج اوز خاکون کے احاطہ حکومت سے باہر اور افغان اپنے تین بنی اسرائیل کی اولاد کہتے ہیں
 ایک جد بزرگ کا نام افغان تھا اسکے تین بیٹے ایک کا نام ترین دوسرے کا غرغشت تیسرے
 کا یمن ان تین کی اولاد بکثرت ہوئی اور ہر ایک اپنے جد و آبا کے نام سے مشہور ہوا
 اُنس توینی برنج میانہ خرسین اور مژگاسی جمند شیرانی خویشتگی داؤد زئی یوسف زئی
 خلیل مہمند اپنے نسب کا سلسلہ ترین کو پہنچاتے ہیں اور سورانہ جیلم اور کزئی
 آفریدی ختکی کرانی کا کرسی عبدالرحمانی غرمانی تارن غرغشت کو اور شیرزاد خضر خیل غلزی
 لودی لومانی سوری شروانی کھکوری یمن کو اور قومین انھیں کی اولاد ہیں الغرض یہ
 سب قومیں دریائے سندھ سے کابل تک سو کوس کے عرصے میں اور قندھار و ملتان کی
 حدوں سے تاسواد کہ حد و د کافرستان و کاشغر سے ملا ہوا ہی تین سی کوس تک بستی ہیں
 اور اشخاص ان کے کو ہمسار دشوار گزار کے آرتے سے بادشاہی امرا کے آگے سر نہیں
 جھکاتے بلکہ لچھ روپی صولے دار سے بطریق انعام اور مسافروں سے کھو آئے اونٹ
 پیچھے بطور راہداری کے لیتے ہیں باوجود اسکے کبھی کبھی مال و اسباب کلہ و ان و
 غیرہ کالوت بھی لاتے ہیں اور اسے ویسے مسافروں کو پکار کر غلام بناتے ہیں بلکہ بعض
 اوقات بینچ بھی ڈالتے ہیں غرض اور اقوام میں چورکتر ہوتے ہیں اور افغان سب کے سب چور اور
 متھ مرد لطف بہہ ہی کہ تمام شہر کابل انھیں سے متعلق ہی اور پشاور سے تین راہیں کابل
 کو جاتی ہیں ایک راہ بنگاش کی پردور و دراز سوائے اسکے رستے بھی او بھت شکر
 اُدھر سے بہت رنج کھنچ کر منزل مقصود کو پہنچتا ہی دوسری کھرلے کی مگر جابل آباد پھنچ کر
 شاہ راہ ماتی ہی بہہ بھی درون کی تنگی نشیب و فراز کی صوبت پانی کی قلت افغانوں کی
 لیس سے خالی نہیں تیسری راہ علی مسجد و خیبر کی چشمہ جرو د سے دیکھے تلک نیلاب کے
 کنارے درے سے اتھارہ کوس لیکن درہ خیبر سے دوسو کوس تک بسبب نشیب
 و فراز کے بدشوارطی جوتی ہی پر بہ نسبت اور راہوں کے سہل چنانچہ آمد و شد
 شکر دن کی اور کاروانوں کی اسے ہی خصوصاً دیکھے سے ناغہ بتیس کوس
 تلک نہایت ہموار اور نمایاں سے ناکابل چالیس کوس بھی چند ان دشوار نہیں ہر چند تیلے
 رستے میں برتتے ہیں پر مسافر بہت تصدیع نہیں کھینچتا فصہ مختصر کابل کے چار طرف

ریاضت و عبادت میں مشغول ہوا لیکن بے اولادی کمال غمگین رہتا دونوں
 جو روئیں بھی اُسکی اس حالت میں ساتھ تھیں ایک روز پہلی جورو سے جکانام کنٹی تھا کہا
 کہ جو کوئی لا ولد مرتا ہی دوزخ میں جاتا ہی ہمارے دین میں جائز ہی کہ جو کوئی فرزند نہ رکھتا ہو
 یا قادر جانے پر نہو سیکے تو بھروسے اس بات کی درخواست کرے اور فرزند ہم پہنچائے
 چنانچہ میرا پاپ جو بے اولاد مواتب ارکان دولت نے اس بات کی درخواست بیا س
 دیو سے کی بتا براس کے میرا تولد اور میرے بھائیوں کا بیا س دیو سے ہی بہہ سکر
 اُس کی عورت نے جواب دیا اگر میں آتش تیز میں جلونگی تو بھی بیٹا گانے مرد سے ہم صحبت
 نہونگی مگر ایک برے ریاضتی سے مینے ایک منتر سیکھا ہی کہ عالم ملکوت میں سے جس
 فرشتے کو چاہوں بلا کر پیت رکھو اون اور لڑکا جنون راجا سبات کو نکر نہایت خوش
 ہوا اور اجازت دی و وہیں وہ عورت خلوت میں گئی اور راجا دروازے پر آیتھا کہ کوئی
 انسان وہاں پھٹکنے پناوے بلکہ کوئی ذی حیات بھی نہ آوے نہ ان وہ عورت وہاں سے
 حاملہ نکلی اور راجا کو بہ خوش خبری دی جب نومہینے گزرے تب ایک لڑکا خوب صورت
 تو اناجنی نام اُسکا جد شتر رکھا دوسری بار اُسکو پھر اسی طرح پیت رہا اور ایک لڑکا
 زبردست قوی ہیکل پیدا ہوا نام اُسکا بھیم سین رکھا لیکن اُسکی پیدائش کے دن
 طرف ایک سانحہ درپیش آیا کہ ایک شیر مہیب اُس جنگل میں نمود ہوا لوگ اُسے دیکھ کر
 مارے خوف کے چلائے کنٹی ڈر کر بے اختیار اُتھ کھڑی ہوئی بھیم سین اُسکی گود سے ایک
 برے پتھر پڑا مگر پر او وہیں اُسکے صدمے سے پتھر پاش پاش ہو گیا دیکھنے والے متعجب
 ہوئے راجا نے جانا کہ بہہ لڑکا برآشہ زور ہو گا تیسری مرتبہ اسی طرح راجن کو جنا وقت
 آسمان سے بہہ آوازی کہ جیسے عالم علوی کا راجا نہ حکم ران ہی عالم سفلی میں دیا ہی
 بہہ لڑکا ہو گا اور لڑائی میں کوئی اسکا سامھنا نہ کر سکیگا بعد اُسکے دوسری جورو بھی
 نکل اور سہد بو کو تو امجنی الغرض بہہ پانچو بھائی حسن و خوبی و بہادری میں بے نظیر تھے
 راجہ پانڈوان ممبیت جنگل میں رہتا تھا اور سلطنت ہستنا پور کی دھرتراشت اُس کا برا
 بھائی کرتا تھا الفصہ اُسکی بھی جورو کو پیت رہا پردوس کے بعد ایک مفعہ گوشت
 اُسکے پیت سے نکلا لیکن فولاد سے بھی سخت تر تھا وہ پھپک رہ گئی چاہتی تھی کہ

(ارایش اول ہندوستان کی راجاؤں کی احوال میں راجا جڈشٹرلیکر راجا پتھورا تک)

ہندی تاریخوں کی کتابوں سے خصوصاً مہا بھارت سے کہ برہمنی تاریخ اور بہت معتبر ہی یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت ہندوستان کی آغاز آفرینش سے پانڈون اور کورون کے خاندان میں ہوتی آئی ہے اُن کے ہی آباد اجداد نے ملک کے لیے مہین اور جا بجا عمل کئے ہیں جب نوبت سلطنت کی راجا پیچتر بیرج کہ پانڈون کا دادا تھا پہنچی اُس نے بھی موافق دستور اپنے اجداد کے عدل و انصاف میں اوقات گزاری آخر یکے بعد دیگرے باسی ہوا اور کوئی اُسکی اولاد سے نہ رہا کہ کار بار سلطنت کے جاری کرے اور بادشاہت کو رونق بخشے تب ارکان دولت نے آپس میں مشورت کی کہ سوامی بیاس دیو سے التجا کیجئے اور راجہ کی عورت کو اُسکی خدمت میں دیجئے تاکہ کے پیدا ہوں اور سلسلہ سلطنت کا اس خاندان میں باقی رہے القصہ پہلی عورت اُسکے پیکر مہیب کے دیکھنے کی جو ناب لائے اُس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھیں اس جہت سے اُسکے لڑکا نہ ہا پیدا ہوا نام اُسکا دھرتراشت رکھا اولاد دوسری اُسکے جمال کی چمک دیکھہ سہم کر زرد ہو گئی تھی وہ لڑکا اباجنی کہ تمام بدن اُسکا زرد تھا نام اُسکا پانڈو ہوا تیسرا حرم کے پیت سے پیدا ہوا نام اُسکا بدھتھرا لیکن سب سے بڑا اندھا تھا اور چھوٹا کنیز کا زادہ اس سبب سے سلطنت منجھلے کو ملی سجھا ہوا چراغ اُس گھر کا پھر روشن ہوا اور مرجھا یا پھول باغ سلطنت کا دوبارہ کھلا غرض راجہ پانڈو توار کے مذور سے اور شجاعت کی قوت سے سب دشمنوں پر غالب ہوا اور ملکوں پر اُس نے قبضہ کیا بزرگوں کے نام کو جامادی اور برہمن کی بات رکھ لی لیکن بسکہ شکار دوسرے تھاروں جنگلوں میں شکار کھیلنے جایا کرنا گھانا کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہرن اور ہرنی جفت ہو رہے ہیں وہ نہیں ناک کر ایک ابسانیر مارا کہ ہرن اپنی مادہ سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑا اور وہ ہرن نہ تھا بلکہ ایک منی تپشی تھا کہ اُسکے قالب میں آکر اپنی جود سے جماع کرنا تھا القصہ حالت نزع میں اُس نے یہ کہا کہ خدائے امید رکھتا ہوں کہ تجھ کو بھی اسی حالت میں موت آوے اور عین لذت میں میری جان نکل جاوے راجا اس سانچے سے بہت مغموم ہوا کیونکہ تیسر شست جہت کا اور کار دست رفتہ کا چارہ نہیں اپنے مرنے کی حالت مباشرت میں اُسکو یقین ہو گئی بنا بر اُسکے سلطنت کو چھوڑ کر جنگل میں جا کر

سیرت فرشتہ بصورت قبر * کسی نے بھی دیکھا ہی ایسا بشر
تھے اوصاف نیک اس میں برتایا * بلاشبہ پہلا تھا اخلاق کا
شب و روز رہتا تھا مصروف خیر * نہ تھا اُسکی تدبیر میں دخل غیر
فقت اُسکی طہنت میں بھی راضی * کبھی اُسکے سائے سے بھی بھاگتی
نہ پھنچا کسی کو ذرا اُس سے رنج * وہ تھا چین آرام کا ایک گنج
اور منجھلا۔ جس کا نام بھیم سین تھا فزون کشتی و گرز بازی میں طاق اور زور و قوت میں
بگائے آفاق ہو اترے برے درخون کو برے اُکھارتا کنبل ہتھیوں کو دے دے پتکنا
دلادری و زور آوری میں نظیر نہ رکھتا تھا * (نظم)

کھڑا ہو کے جس جا پہ مارے وہ خیم * نہیں گاؤں در سے ہو بند دم
کہاں ناب جو اُسکے سنکھہ ہو گیو * کہ بھاگے ہی دیکھ اُسکی صورت کو دیو
گر اُس دم چڑھے ہاتھ اُسکے پہاڑ * تو ایک حملے سے اُس کو ڈالے اُکھار
جو میدان میں نکلے وہ گھوڑے کو داب * تو ایک لخت شیر و نگاہ رہو آب
اگر مارے وہ آتشیں گرز کو * تو سرمہ ہی کر دیوے البرز کو
اور ارجن کہ ان دونوں سے چھوٹا تھا عالم نیر اندازی میں برے برے استادوں پر
قویت لیگیا * اور فن کمانداری کے نامور دن میں نامی ہوا * آخر شہادت اقلیم میں اسکے
چرچا پھیلا اور ملک ملک شہرہ پر آہان تلک کہ اُسکی مشق کی کتنی طرزدن کا آپ موجد ہوا
چنانچہ ایک تیر پھینک کر اُس سے کتنے نیر نکالنا اور دشمنوں کو مارنا اگر چاہتا تو اُن
تیروں سے ایک پردہ سا بنا دو بار ان کا سر راہ کر دینا اور جب ارادہ کرتا تب ایک تیر
سے اس قدر آگ نکالنا کہ ہر تر و خشک کو جلا دینا کسی وقت مینہ آمد ہی سمیت
تیروں سے برساتا اور دشمنوں کو خاک میں ملانا اچانا اگر اعدا کی طرف سے نیر آتے تو
اُنہیں ہوا ہی براپٹنے تیروں سے گات دینا سوائے ان باتوں کے لڑائی کے میدان میں
منتر کے زور سے کبھو بلند کبھی پست کاہ فرہہ کاہ لاغر دشمنوں کو نظر آنا کسی
وقت درانی صورت بنا کر نمودار ہونا کسی ساعت نظروں سے چھپ جانا قہر کو ناہرہ
علم ملا یک سے خصوصیت رکھتا ہی کہ تیر پھینک کر منتر و ن کی قوت سے ایسے ایسے

اُس نے لو تھرتے کو پھینکا۔ دیوے کے اُسی وقت یاس دیو حاضر ہوا اور کہنے لگا زہار اسکو ضایع کیجیو کہ اس سے کتنے بیتے زود آور نامور پیدا ہونگے تم اسپر قہر اپانی چھڑ کو جو نہیں چھڑ کا دو نہیں اُسکے سوتکرے ہو گئے پھر ہر ایک کو ایک ایک کوزے میں تیل ڈال کر احتیاط سے رکھ چھوڑا جب دو برس گزرے اُن کا زونا کو کھولا ہر کوزے سے ایک لڑکا نکلا سب سے بڑا جرجو دھن تھا جسوقت کہ وہ کوزے سے نکلا گدھے کی مانند زمین کھود کر رہ گئے لگا اُسکی آواز سن کر گدھے اور گیدڑ میں پر کر گس اور کوئے ہوا میں فریاد کرنے لگے اور ہوا غبار آلود ہو گئی یہ حالت عجیب دیکھ کر نظارگی حیران رہ گئے سوائے اُن سوا کہ کوئی دوسری جورو سے ایک اور لڑکا جنجش نام پیدا ہوا لیکن جرجو دھن کہ اُن سب سے بڑا تھا اُسکے بدن پر نوار تیر گولی بلکہ کوئی عربہ اثر نہ کرتا تھا کیونکہ روئین تن تھا اور شجاعت و قوت میں بکنا آخر راجا پاندہ شہوت کو تمام ناکام قرار بت کر بیٹھا اور اُس منی کی دعا بہ کے اثر سے ہلاک ہوا دوسری جورو اُسکے ساتھ سنی ہوئی بعد اُسکے جو منی اور نیشی اُسکے ہمسائے تھے انھوں نے اُسکی پہلی جورو کو پانچون بیٹوں سمیت ہستنا پور میں پہنچا دیا اکثر اشخاص نے تو اُنکو راجا پاندہ کا بیٹا جانا اور بعضو نے اس بات کو نا خاصو صا جرجو دھن دھرتراشت کے برے بیٹے نے بلکہ یہ کہا کہ راجا پاندہ منی کی دعا بد کے خوف سے عورت سے صحبت نہ کرتا تھا کیونکہ اُنکو اُسکے فرزند جانئے دو نہیں غیب سے آواز آئی کہ بے راجا پاندہ کے بیٹے ہیں کہ بندرت ملک کے وسیلے سے پیدا ہوئے پھر ہوا سے اُن کے مردن پر لیچر برسا ساتھ اسکے آواز نثارے اور قرناے کی بھی آنے لگی ایک غوغا منی عظیم آسمان سے اُٹھا پھر تو نام ہستنا پور فائل ہوا کہ یہ راجا پاندہ کے مقرر فرزند ہیں اور بھیکم پنامہ کہ انکے باپ کا چچا تھا وہی شفقت سے انکی پرورش و تربیت پر منوجہ ہوا چنانچہ برے برے ہندت اور گنی انکی تعلیم کے واسطے مقرر کیے مشاہرے بھی اُن کے تھہرا دیئے از بسکہ باندہ دن کی طبیعت قابل تربیت تھی تھوڑے دنوں میں بہت سے علم سیکھ لئے بیتہ پڑھے بلکہ فنون سپہ گری کے بھی اکثر حاصل کیئے یہاں تک کہ نیزہ بازی و نیزاندازی شمشیر زنی میں کامل ہوئے ہر جوشتر کہ سب سے بڑا تھا نہایت خوش خواہ اور راست گو بلکہ نیک صفات و خوش اوقات مشہور ہوا •

(نظم)

شام حال تھا دشمن کا کچھ چل نکا * اور وہ جون کاتون صحیح و سلا * دھر تراشت نے
سب لڑکوں میں جد شتر کو جو قابل پایا تھا بنا بر اسکے اپنا ولی عہد کے امور سلطنت پر مختار
کیا تھا اس سب سے جو دھن کے دل میں آتش و شک * وہ بھر کی آخر باپ کو کہلا
بھیجا کہ میں جد شتر کی اطاعت کسی طرح نہیں کرینکا اور جو بہہ عرض پذیرا ہوگی تو اپنے نہیں
ضایع کرونگا دھر تراشت نے بیٹے کی خاطر آدھی سلطنت حوالے کی اور جد شتر کو فرمایا کہ
اپنے بھائیوں سمیت برناوے میں جاوے جو دھن کو جو دشمنی دلی تھی جد شتر کے
جائے پہلے اپنے رفیقوں کو بھیجا کہ وہ ان گوڈر ال چکت اور رسیوں سے گھر بناوین
جب کے پانڈون اُس ملک میں پہنچیں اور رہنے لگیں تب قابو پا کر کسی وقت آگ
لگا دیوین تاوے سب کے سب جلکر راکھ ہو جاوین اُنھوں نے موافق اُسکے حکم کے
عمل کیا لیکن پانڈون وہاں پہنچتے ہی اُنکے مکر و فریب سے جو واقف ہو گئے ایک سرنگ اُس
گھر میں کھو درکھی اور کسی رات اُس گھر کو آگ لگا کر نقب کی راہ سے نکل گئے پر ایک
عوزت کہ نام اُس کا بھیل تھا اتفاقاً وہاں آ نکلی تھی وہ اپنے پانچوں بیٹوں سمیت جلکر راکھ
ہو گئی جو دھن کے رفیقوں نے جانا کہوے ہی پانچوں اپنی مان سمیت جل بھیجے یہ
خوش خبری اُسے پہنچائی سنتے ہی اسکے بشت اُسکو آگئی * اور افسردگی جاتی
رہی * جب پانڈون نے اس مہلکے سے نجات پائی ایک جنگل میں پہنچ کر لباس ریاضت کا
پہنا اور سیاحت اختیار کی جس نیرتھ میں پہنچتے پوجا کرتے جس جگہ دیو د کو پاتے
جائے مارے جہان گیندے ار نے نظر آتے وہاں شکار کھیلتے آخر کار کپیلے میں پہنچے
راجہ درپہ وہاں کارا جاتا بیٹی اُسکی نہایت جمیلہ و شکیلا اُنھیں دلو جو ان ہوئی تھی اور
جون پر چڑھی تھی بنا بر اسکے راجا نے اپنے بزرگوں کے دتیرے پر اکثر اور راجے بلوا کر
ایک مجلس نشاط کی ترتیب دی جس کو وہ لڑکی پسند کرے اُسی کے ساتھ اُس کو
بیاد دیوین ہندوؤں میں اس طرز کو سیانیر کہتے ہیں الغرض راجا نے ایک لڑکی لکڑی پر
سوئے کی مچھلی باندھ کر میدان میں اُس کو کھڑا کیا اور ایک برتی دیگ تیل سے بھری ہوئی
نیچے اُسکے چو لھے پر دھروادی * ساتھ اسکے ایک کمان کو اچینچ کر ابابا تیر مارے کی مچھلی
اُسکے رکھوادی * اور یہ شرط کی کہ جو کوئی اس کمان کو اچینچ کر ابابا تیر مارے کی مچھلی

عجیب کار نمایان دکھاوین * اور ایک عالم کو دریائے حیرت میں آبادین * والا بشر کا
 ہر جو صلہ کہان کہ اس عجائبات کا مظہر ہو لیکن ار جن سے بعید بنانا چاہئے کہ وہ
 قہ سہی نزا د تھا *
 (نظم)

وہ جو ہاتھ میں لیوے تیر و کہان * تو کر دے پہاڑوں کو غربال سان
 اگر اُسکے ایک تیر کی کھائے چوت * تو سیرغ ہو جائے بس لو ت پوت
 کبھو خالی پر تانہیں اُسکا دار * ہی تیر فضا کا سا اُس کا شمار
 بجاہی اُسے بان سے ہمسری * کہ پیکان میں اُسکے ہی آتش بھری
 نکل اور سہد بو بھی اُسکے سوتیلے بھائی فیل واسپ وغیرہ کی سواری میں اُس تادھے
 ہاتھ اُسکے طریقے نیزہ بازی اور تیغ زنی کے بھی اُنکو یاد * (ابیات)
 تھے شہ زور ایسے دو دونو جوان * کہ کانپیں تھے دیکھے اُنکی صورت یان
 جو رستم سننے اُن کی لکار کو * و نہیں پھینک دے دھال تلوار کو
 غرض بے پانچوں بھائی کسب و کمال میں کامل تر * اور علم و فضل میں فاضل تر تھے * باوجود
 اُسکے آپس میں یگانگی و یک جہتی اس مرتبہ رکھتے تھے گو یا خالق نے ایک جان کو پانچ ٹکڑے کر
 پانچ قالب میں ڈالا ہی * اور ایک روح کو پانچ جسم سے علائق بخشا ہی * لیکن ہر شتر جو سب
 سے بر اتھا چارون اُسکو اپنا سردار و مختار کار جانتے تھے * اور حکم اُسکا ہر ایک وقت مانتے تھے *
 (نظم)

رکھا جتنے بزرگوں کو رضامند * اُسی کے کھائے بخون گئی سو گند
 بر و نیکی اپنے جو کرتے ہمیں خدمت * وہی پاؤ بنگے دونوں جگ میں عزت
 جھکا ہی جنکا سر پیش بزرگان * بلند اُنکی کر یگا شان یزدان
 اور جو دھن بر آیتا دھرتی تراشت کا اوصاف حمیدہ پاندون کے دیکھ دیکھ اور سن سن
 آتش خصومت میں جلتا تھا * خصوصاً بھیم سین کے زور و قوت کے معائنے سے تو
 دھوان اُسکے ہر بن مو سے نکلتا تھا * ازبکہ دشمن کشی ماطنت کا ایک طریقہ ہی
 پاندون کے قتل کی تدبیر میں لگا چنانچہ بھیم سین کو سب رو شکار میں اُس نے کئی بار زہر کھلایا *
 اور کئی مرتبے اُسکو سوتے پتا کر ہاتھ پاؤں باندھ گنگا میں گرایا * لیکن فضل الہی جو اُسکے

جک اُس سے خاطر خواہ سرا انجام ہوا * اور اُس کا تمام روئے زمین میں نام ہوا * ہر جو دہن
 بھی اُس جک کے کاروبار میں آکر اُس کا شریک ہوا تھا جب اُسکی سلطنت کی بہرہ
 کچھ ترقی اور دولت میں اس قدر زیادتی دیکھی آتش فشاں سے اُسکے سینے میں
 بھڑکی اور عداوت کہ نہ گئی ہوئی نئے سرے آئی اُس وقت تو رخصت ہو کر ہستنا پور میں آیا
 اور رفیقوں سے اپنے دلیر جو دہان گزری تھی اُسے بیان کیا آخر جد شتر کی بنیاد سلطنت
 اُٹھانے کے لئے اور خانہ دولت اُجارتے کے واسطے مشورت کرنے لگا بہرہ تمہری
 کہ مجلس قمار کی مقرر کیجئے اور دغا بازی کی چوپڑ بچھائے تاکہ مال اُسکا اس جیلے سے
 ہاتھ لگے قصہ کوتاہ اُسکو لطائف جیل سے بلوا بھیجا بعد ملاقات کے دیر تک اختلاط رہا پھر
 جوئے کا چرچا پھیلا اور ہرجیت کا بازار گرم ہوا جد شتر کی قسمت میں سرگردانی اور بھائیوں
 حمیت پریشانی جو بدی تھی اُسکے دیدہ عقل کے آگے پردہ پر گیا اور بھلا ہراسو جھینے سے
 رہ گیا باوجود اس عقل و دانش کے اُن کے دم میں آیا اور اپنے تئیں دام تزویر میں
 پھنسا با آخر الامر تمام نقد و جنس و جواہر و خزاہین و دفاہین ہار دیئے بلکہ جتنا اسباب سلطنت اور
 تحمل بادشاہت تھا ایک مشت دشمن نے جیت لیا اور بہرہ ہاتھ جھاڑ بیٹھا * (ابیات)

جی سے وہ ہوا جوئے پہ مالک * بالکل ہوئی عقل اُسکی زائل
 تمک پاس رہا نہ ابر و کا * دانائی میں ایک تھا پہ چو کا
 دشمن نے دغا کا جال مارا * بکدست وہ سلطنت کو ہارا
 دولت تھی جہان ملک گنوائی * دی ہاتھ سے مفت پادشاہی
 بہرہ می سے قمار کی ہوا مست * ہار آتھا وہ گھر کا گھر دوست
 تک بھی نہ رہا ست اپنی تھامی * ماتی میں ملائی نیک نامی
 مجھوکی تھی صرف اُسکے شامت * ایک مرتبہ جو بگڑ گئی ست
 اقبال نے چھوڑا اُسکا دامن * ادبار نے آلیا گریبان
 گھر پر برسی دفعہ نہا ہی * جاتی رہی صاحبی و شاہی

اسپر بھی اکتفا نہ کیا کھیلنے سے باز نہ آیا اس قدر مبہوت ہوا کہ چاروں بھائیوں کو بعد اس کے
 اپنے تئیں پھر درددلی کو نوبت بہ نوبت ہار گیا فی الواقع کار بد کا انجام بھی یہی

اس لکڑی پر سے دیکھیں آں پر آئے اسی کے ساتھ اس لکڑی کو بیاہ دون * اور
اپنی ذامادی میں لہن * جتنی اور اجا کر اس ارادے پر آئے تھے اس میدان میں خفیف ہوئے
بہر شرط بجانا سکے بے پانچو کر بھائی بھی فقیروں کی مانند ایک کو نے میں بیٹھے تماشا دیکھ رہے
تھے ارجن کے جی میں جو کچھ آنا نیر و کمان اُٹھا کر اب ابھی ایک تیر مارا کہ وہ مچھلی لکڑی پر سے جڑی
ہو کر اُس دیک میں آہری وہ نہیں راجا در پد کی بیٹی دروہی کو اُس دنگل سے لیگیا *
اور داغ حسرت کا اُسکے ظالیوں کے دل پر دیگیا * تماشا سنی اُسکی زور آوری اور پھرتی
دیکھ کر بھیچاک رہ گئے کہیکو جرئت نہوئی کہ اُس سے مقابلہ کرے القصد اُس لکڑی کے
اصیوں میں بد انتھا کہ پانچ مردوں سے اُس کا عقد ہو بنا بر اُسکے پانچوں بھائیوں نے اپنی ما کے
حکم بموجب بیاہ کیا اور ستر ستر دن کی باری مقرر کی بہر خبر جو ہستیا پور میں پھنچی کہ راجا پاتر
کے بیٹے جیتے جاگتے ہمیں اور راجا در پد کی بیٹی اُنکے ساتھ بیاہی گئی ہی دھر تراشت نے اپنے
ارکان دولت کی صلاح سے کچھ لوگ بھیج کر اُنکو بلا بھیجا اور بدستور سابق آدھا ملک جو دھن
پر بحال رکھا اور آدھا لے کر لے گیا لیکن طرفین سے قول و قسم لے کر آپس میں ربط و اخلاص
رکھیں اور ملے جلے رہیں پھر اُنکو رخصت کیا اور فرمایا کہ شہر اندر پرست میں جہنا کے کنارے
جا کر رہیں بے وہیں جا کر مقیم ہوئے وہی مانیسا مال دلی کر مشہور ہوا قصہ کو تاہ راجا جہ شتر
کار و بار ملکی و مالی میں لگا سواے اُسکے بقوت تدبیر و بزر و شمشیر اکثر ملک لے * اور بہتیرے
سر شخ زیر کئے * جب سلطنت نے اُسکی بہت رونق پکڑی اور دولت ات گت ہوئی
راجسوجک کہ اُسکے آبا و اجداد کو بھی میسر نہوا تھا اُس نے پنجولی اُسکو اتھام کو پھنچایا اور
راجسوجک ہندوؤں کی اصطلاح میں ایک برہمنی پٹا بھی بیان اُسکے یوں ہی کہ انواع و اقسام کے
کھانے پکوا کر کئی ہزار برہمنوں کو سونے روپے کے باسون سمیت بخشے اور پرتھوین پر ہم
طرح بطرح کی غذائیں اور خوش بوئیں سواے اُسکے اجناس نفیس و بیش قیمت آگ
میں جلائے بر عمدہ ترین اس جگ کی شرطوں میں بہر شرط ہی کہ حمام روئے زمین کے راجا
و ان جمع ہو وین بلکہ سارے کام کاج اپنے ذمے لیوین یہاں تلک کہ پانی بھرین باسن
دو دو وین کھانے پکاوین پھر اسامان اُسکو مہیا ہو جو حاکم ہفت اقلیم کا ہو سو راجا
جہ شتر کو خذائے کیا تھا کہ حمام جہان کے حاکم اُسکے محکوم تھے اس سبب بہر

خوب سنی مراد سے راجا جہ شتر نے اجازت نہ دی آخر ہستی پور سے نکلے اور جنگل کی راہ لی کہتے ہیں کہ اُس وقت بھونچال آیا اور رعد و برق بدولت ابر کے نمایاں ہوئے اور ایک تارا کمال ہیبت سے آسمان پر سے ٹوٹ کر ہستی پور کی اطراف میں پھرا صحرائی جانور ہستی میں آئے گیہ تر باز ہرون میں دن دیئے آکر چلائے کر گیس گھروں کے دروازوں پر بولے گل نیلو فردر خون پھولے درخت بے موسم پھلے گئے گدھ بکرا بچا جنی بلکہ اکثر حیوانوں سے بچے غیر جنس پیدا ہوئے یہ حالات دیکھ کر اکثر گنہگار اور نجوین نے کہا ان علامات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں دھرتی اشدت کے بیتوں پر ایک ہر آصدمہ پڑے گا بلکہ نام و نشان اُنکا نہ رہے گا قصہ کوتاہ پاندون نے بہت سے جنگل طی کئے ندان کامک بن میں اپنا رہنا مقرر کیا کئے برس کے بعد ارجن پشاکے زور سے اندر لوک میں گیا * اور راجا جہ شتر باقی بھائیوں سمیت تمام مندروں اور تیرتھوں میں پوجا پشاکرنا پھرا * ساتھ اسکے ایک جہان کو دید کیا * ارجن بھی اُن سے پانچ برس کے بعد تیراندازی کے فنون رہے سہے اور بھی فرشتوں سے سیکھ کر اسباب تجمل و حشم ساتھ لے آئے * انحض پاندون نے بارہ برس بیابان میں بری محنت اور مشقت سے گزران کی عجیب و غریب صدمے اُنکو پہنچے * اور طرفہ طرفہ سانچے اُنخون نے دیکھے * آخر کار تیرہو بن برس شہر بیرات میں آئے اور اپنے نام تبدیل کر کے راجا بیرات کی سرکار میں نوکر ہوئے جرجودھن کے رفیقوں نے ہر چند اُنکو دھونڈھا ہر کھجور بھی پنا یا جب تیرہو ان برس تمام ہوا تب اُنخون نے اپنے تئیں ظاہر کیا اور جرجودھن کو کہلا بھیجا کہ مہربانی کیجیے * اور ہمارے حصے کا مالک ہو کر دیجیئے * اُس نے غرور و نخوت سے قبول نہ کیا پھر اُنخون نے پیغام بھیجا کہ ہم پانچ بھائیوں کی گزران کے لئے بے پانچ محال یعنی کیتھل کرناں اندری برناوہ اندر پرست مائیں تو اسی پر قناعت کر رہیں پر خاش کا ارادہ نہ کریں جرجودھن نے جہالت و رعوت سے اس مقدمہ سے ہل پر بھی صلح نہ مانی * اور لڑائی تھانی * جن جن راؤ راجاؤں سے ارتباط اتحاد تھا اطراف داکنات سے اُنکو بلایا اور راجا جہ شتر نے بھی اپنے خویش و اقربا یار و مددگار کے فرمان روائے ممالک سے طلب کئے تھوڑے دنوں میں سرداران نامدار بیٹھ مار کر ورون پیادے لاکھوں سوار بلکہ ہرے برے دیودت راوت مہنت سوار ساونت اسباب

یکی نقصان غایہ دیگر شہادت ہمسایہ * حیف ہی کہ ابسانیک نام یون بد نام ہو دے
اور اپنا مال و ممال ناحق کر دے * (بیت)

حماشائی جتنے تھے ہوتے برے * وہ گرداب جبرت میں بکسر پرے
اُس وقت و ساسن جرجو دھن کا بھائی بد طبیعتی و سنگدلی سے درویدی کو جھوٹوں سے
گھسیٹتا اور اول فول بکتا اُس مجلس میں لایا جب لالہ جرجو دھن کے چاہتا تھا کہ لگا
کرے اور وہ حیض سے نہیں تھوڑی درگاہ میں اُس اپنے ستر پر دے کے لگے دعا کی
دونہیں مستجاب ہوئی چنانچہ اُس نے بچھا لے جو کپڑا اُس کے بدن سے اتار دیا اور اسی الفور
اُس کے تن پر غیب سے موجود ہوا اسی عنوان دیر ملک وہ چھینا کیا اور دانا اُس کو دیا
کیا آخر اُس نے بچھا لے لے لے اُس نے کھینچا سر منڈگی سے گریبان میں منہ ڈال
لیا اُس سے حاضران مجلس پر عجب حالت ناری ہوئی بھون لے مارے شرم کے
اپنی آنکھیں موند لیں اور جرجو دھن و ساسن کو اُن کے رفیقوں سمیت سیکڑوں باتیں
کہیں لیکن وہ بے غیرت کچھ خاطر میں نہ لایا * اور افعال بد سے ہاتھ نہ اٹھایا * بلکہ یہ بات
تھہرائی کہ ایک بازی اور کھیلین اگر جہ شتر جیتے تو اپنا سارا مال دولت سلطنت بلکہ
جو کچھ ہر اہی سب کا سب پھیر لیوے نہیں تو بھائیوں سمیت بارہ برس تک جنگلے میں
گزران کرے تیرہوین برس بستی میں آوے لیکن چھپا رہے اجیانہ اگر سال معہود میں نمود
ہو دے تو پھر بارہ برس تک بدستور بادیہ نشین رہے جد شہر کا تو شعور جاہی چکا تھا
بو کھلا رہا تھا اُس شرط پر بھی کھیلا باد پرچم ارا بعد اُس کے اپنے وعدے پر بھائیوں
سمیت درویدی کو لے متعہ بادیہ پیمائی کا ہوا اُس وقت کرن نام ایک شخص
پاندون کا برآباد خواہ ہنسی سے بولا کہ اسی درویدی ان کے ساتھ کیوں جاتی ہے راجا جرجو دھن
کی خدمت میں رہو وہ تجھے ایسے شخص سے بیاہ دیگا کہ جوئے میں تیرے تئیں نہ مارے گا پھر
و ساسن بھی تمسخر سے کہنے لگا کہ راجا پاند کے بیٹے خواجہ سراؤن کے حکم میں ہمیں ساتھ
ان کے مت جا اور ہم میں سے جس کو چاہے قبول کر کہ آسودگی سے تیری اوقات کہتے
الغرض لے لے لے لے ابھی ایسی سبک باتیں کہہ کر آپس میں ہنستے تھے اور وہ پکارے
خجالت سے اپنے مریخو کئے متھے مگر بھیمن سین نے چاہا تھا کہ انتقام لے اور اُن ہرزہ گوؤن کو

ز رہ پو شون کا اسطرح تھا ہجوم * کہ جیسے گھٹا آئے شادون کی جھوم
 کرین اُنکی تعداد کس پر قیاس * کہ دیکھی نہیں اتنی جنگل میں گھاس
 لگی پھکنے قرنائے اس زور سے * کہ ارض و سماء گئے شور سے
 ہوا اسقدر کومس جنگی کا شور * صدا پہنچی دیکھیں گردون سے دور
 جو نالہ فلک پر بلبون کا * جگر ہو گیا آب عیون کا
 جوانوں کی دہالیں کھر جگنے لگیں * شبجا عود کی تینیں چمکنے لگیں
 الغرض پاندون نے اپنے شکر کے سات حصے کئے ایک فوج آگے رکھی اب پیچھے ایک
 دوسرے ایک بائیں ایک بیچ میں ایک غول داہنی طرف کی سپاہ کا کمکی اور ایک بائیں
 طرف کی سپاہ کا پھر لڑائی شروع کی پہلے بھیم سین نے رزم گاہ میں آکر ایک ایسا نعرہ مارا کہ
 جگر بلان فیل تن کا ترک گیا * اور دل بہادران شیر افکن کا دھڑک گیا * ہاتھی اکثر چنگھار
 مار بھاگے * اور گھوڑے سواروں سمیت بے شمار بھاگے * پھر اُس دیو پیکر نے
 اپنا گزر گران پھرا پھرا کر ایسا مارا کہ ایک ضرب سے کتنے عرابہ سوار عربون سمیت
 خاک برابر کر دیے * اور کتنے ہمیں شہ زور جو ان باہم ٹکرا کر مارے * پھر جو لپکا تو بہت سے
 ہاتھی گھوڑے سواروں سمیت قوت بازو سے اُٹھا اُٹھا اس زور سے زمین پر ہتکے
 کہ اُنکی ایک ہڈی بھی مابوت نہ رہی بلکہ وہ بھی دریافت نہوا کہ اُنہیں آسمان کھا
 گیا باز میں کھا گئی * (نظم)

وہ میدان میں یون ایسا نعرہ کنان * کہ جون دو نکتا آئے شیر ڈیان
 جسے تھا وہ لڑنے کو لاکارنا * وہ اپنے تئیں آپ ہی مارنا
 یہ صدمہ تھا اُس دیو کے گرز کا * جد چور کرنا فرامرز کا
 حضور اُسکے حیوان و انسان سے * جو آیا وہ جاتا رہا جان سے
 یہ مارے سوار اُس نے گھوڑوں سمیت * کہ یکسر بھرا کشتگان سے وہ کھیت

پھر ارجن بھی جیسے بھوکھا شیر بکریوں کے گلے اُچھاٹتا ہی اسطرح سے فوج مخالف
 میں پیتھا ہزاروں کو اپنے عقاب تیر کا طعمہ کیا * اور سیکڑوں کو شمشیر آبدار سے
 خاک میں ملا دیا * ندان کشون کے انبار لگا دیئے * اور پو شون سے پہاڑ بنا دیئے

جنگی و تجمعات حربی ٹٹا گئے دو فوجوں طرف آکر جمع ہوئے مشہور ہی کہ اسقدر سپاہ
کی کثرت اور فوج کی بہت بکسی لڑائی میں نہیں ہوئی اور نہ ہوگی نہ انگلوں نے دیکھی
نہ پچھلے دیکھیں گے * (نظم)

یہ فوجوں کا ایسا آخر ہوا * نہ خالی رہی جہاں برابر بھی جا
بھرے ہر سرسار پہرشت و جبل * کہے تو کہ اُنھا ایکسیر تیری دل
زمین پر بہہ کچھ ہو جھٹکا دم پر آ * کہ گاد زمین کا بھی سر جھٹکا گیا
بیان کیجئے کیا بھیر کے رچھٹ کو * کہ جاگہ زمین پر نہ تھی دھوپ کو
سوار اور پیادے گنبن جاہن کب * کسے ہی شمار کو اکب کا ددب
یہ انبوہ حیوان و انسان کا * جو دیکھا شط و دشت نے یوں کہا
اناج ایک طرف خوف ہی بہہ برآ * نہ پر آجائے قحط آب اور گاہ کا
قصہ کو ناہ کو ر لہیت کا میدان کہ اب وہ تھانیر کر کے مشہور ہی ہندؤن کے نزدیک
قدیم تیر تھ اور برا معبد ہی بلکہ علما ان کے کہتے ہیں کہ بر مہا اسی جاگہ محض خدا کی قدرت
سے یواسطہ گل نیلو فر سے پیدا ہوا * اور خالق حقیقی کے حکم سے اس عالم کون و فساد
کو اُس نے خالق کیا * بنا بر اس کے اس گروہ کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کوئی بشر اپنی جان
اس مکان میں دیوے * وہ اس جہان میں دوبارہ نہ جنم لیوے * اور عاقبت میں بہشت
کے بیچ عمدہ ترین مکان پاوے * انھوں نے بھی سمجھ کر زم گاہ و نہیں چالیس کو س کے عرصے
نلک مقرر کی پھر طرفین سے سوار و پیادے کے غول کے غول اور غت کے غت پرے بکے پرے نمود
ہوئے گرد و غبار اسقدر اُڑا کہ زمین و آسمان نظر آنے سے رہ گیا کو س حربی کی آواز بلند ہوئی *
اور طبل جنگی کی صدا پیہم آنے لگی * نقیب پکارنے لگے * اور کر کھیت لڈکارنے * سور
صاوت ہتھیار سبجنے لگے * اور مار دہر طرف بجنے لگے * بوق صوادم کی صدا سے رعد نھرا
اُٹھا * اور بہادر و نلکے نعرے سنکر جلا د فلک کانپ گیا * (نظم)

اکتھی ہوئی تھی بہہ کچھ دہان سپاہ * عطار د جو گستا اسے سال و ماہ
چہارم بھی اُسکا نہونا تمام * وہ رکھ دینا کلک قلم لا کلام
بیابان میں جید ہر گرو جادے نظر * سپاہی سوا کچھ نہ آوے نظر

خضو صابھیکم پنامہ اب الراکہ کوئی اُسکا سامنا نہ کر سکا ہر روز اُسکے ہاتھ سے ہزار جوان نامی
کامی مارے جاتے تھے * اور زخم تو اُسکے ہاتھ کا لاکھوں ہمیں کھاتے تھے * غرض دس دن
کے عرصے میں اُسنے لاکھ سوار و پیادے خاک و خون میں سلا دیئے * اور لہو کے دریا و میدان
و غامین بہا دیئے *

لڑا اس قدر وہ بہادر دلیر * گاہی دیکھتے دن میں کشتوں کے دھیر
کہاں تک نوز و رکاوٹیں غل * کہ باندھے شہر پہ لاشوں کے پل
وہ شیر لاغاب جس طرف پل گیا * اگر کوئی اُس طرف ہل گیا
جو ہاتھ پہ ایک ہاتھ اُسکا لگا * تو وہ کوہِ پیکر بھی دوہی ہوا
پیادے ہزاروں ہزاروں سوار * لئے اُن نے بس ایک حملے میں مار

پھر تو آتشِ جہاں و قتال نہایت بھڑکی دھواں اُسکا اب اکھٹ گیا * کہ اپنا بیگانہ شو جنہ سے
رہ گیا * بیتاباپ کے سامنے ہوا * اور بھتیجی نے چچا سے مقابلہ کیا * بھانجا ماموں سے
لڑنے لگا * بھائی بھائی کا فتنہ بن گیا * شاگرد اُستاد پر دو آپڑا * چیلہ گرو کے منہ پر چڑھا *
آخر کار نزدیک کا ہتھیار باہم چلنے لگا * ملک السموت کا بازار گرم ہوا * لاش پر لاش پر گئی
اور تمام رزم گاہ کشتوں سے بھر گئی * لہو کا دریا زور شور سے بہنے لگا * گرد و غبار نام کو
کہیں نہ رہا * غازیان طرفین کی بہادری و دلاوری دیکھ کر شیر آسمان کا زہرہ پانی ہو کر بہہ
گیا * اور جلا د فلک ہکا بکا سار ہل گیا * جہاں تک پیکر نظر جاتے تھے * اجسام پارہ پارہ ہی
نظر آتے تھے * اور جس جگہ رزم گاہ میں پاؤں رکھتے تھے اعضاے کشتیگان کچلے
جاتے تھے ہتھیار مقتولوں کے اس کثرت سے گرے کہ رن میں کتنے آنہی پہاڑ بن گئے
اور زیور کی بھی بہہ بہتایت ہوئی کہ قطع و دان کی زمین کے گنگا جمنی ہو گئی * بس کہ کشتوں کے
گوشت و خون کی باس ہوا کے سبب جو دور دور تک پہنچی طائر مردہ خوار بیت مار کھیت میں اتر کر
خوب سیر ہوئے * اور جنگال و زنکار اپنے من مانتے بھر لئے * اور جانوران صحرائی بھی مانند
کفتار و شغال مردوں کا گوشت کھا کھا تن گئے برے برے پندت اور بید خوان کہتے
ہمیں کہ جہاں دس ہزار جوان کھیت آتے ہمیں وہاں ایک دھڑ بن سر کا اور ایک
سیر بن دھڑ کا رقص کنان و نعرہ زنان پھر تا ہی پھر اس لڑائی میں تو ہزاروں لاکھوں

(۱۶۲)

(نظم)

لکا تیر سنگ پر اُسکا اگر * تو نکلا وہ ہاتھی کی دم سے اُدھر
 جدھر کھینچا ار حملہ کیا * اُدھر کی صفوں کو اُلٹ ہی دیا
 لگا جس کے نالو کا اُسکی وار * نہ لی سانس بھی اُس نے پھر ایک بار
 لگی کانپ نے پھر تو باری کتک * گری لاش پر لاش کو سون ملک
 نہ تھی اتنی جاگہ نہ کھئے قدم * کہ کشتوں کے تھے جہاد ان اتم
 غرض اسی طرح ہر ایک دلاور نے ترکنازی و جان بازی کی * شجاعت و سپہ گری کی
 داد دی * اور جرجو دھن نے بھی اپنے لشکر کی صفوں کو آراستہ کر کے کئی حلقے پہن
 جنگی کے طلب کیے اور تھہرایا کہ ہر ہاتھی کے پیچھے پچاس سوار مسلح و کامل اور
 اُن کے عقب ہزار پیادے نالوئے بدل مستعد رہیں جب کہ ہاتھی فوج
 مخالف پر پہلے جائیں بے اُن سے لگے چلے آئیں جسوقت متصل پہنچیں یکبار ہلا کر یں اور
 تلوار دن تلے دھر لیں لیکن مردار و مختار سپاہ کا بھی حکم پناہ و درون اپار ج و کرن و دسان
 و شکس کو کیا اور انہیں کی صلاح سے پانچ غول بنا کر چڑھ کھڑا ہوا اُسکے ساتھ بھی برے برے
 بیل دلاور * کوہ پیکر * قوت میں فیل مست سے زور آور * شجاعت میں شیر شڑہ سے بالاتر
 تلوار جنگی عرش میں جھولتی تھی * دیکھے سے اُن کے روئیں تنوں کی سرٹ بھولتی تھی *
 میدان کارزار میں آتے ہی پہلے تو اُنھوں نے تیر اندازی و نیزہ بازی جیسی چاہئے و یسی
 کی کہ ہر دشمن و دوست کے منہ سے بے اختیار واہ واہ کی صدا نکلی پھر سونت سونت تلواریں
 پل پرے بہتیرے نامی جوان لہو میں نہلا دیئے * اور کتنے ہمیں پہلوان مارے تلواروں کے
 بچھا دیئے * پاندون کر سپاہ گھونگٹ کھا چلی * بلکہ بعض بعض کاٹنی سی پھٹ گئی *

(نظم)

اُدھر کے بھی جب حملہ آور ہوئے * نہ تیغ اُدھر کے بھی اکثر ہوئے
 یہ نزدیک تھا پاندون کی سپاہ * نزل لزل میں آجائے اور ہوتا ہ
 جہشتر کے اقبال سے تھم گئی * جہان کے تھان بارے پھر جم گئی
 ولے کو روڈن کے رفیقوں نے بھی * نہ کی ایک ذرا رستہ میں کمی

اپنے غاوند سے ہاتھ دھو بیٹھیں * اُنکے رونے پیتے کا شور و غوغا نہہ بلند ہو اگر فلک ہفت تین
ملک پہنچا * اور اس قدر خون جگر آنکھوں سے جاری ہوا * کہ ایک دریا سے عظیم بہہ چلا *
بلکہ کئی ندیاں شدت غم سے ہلاک ہو گئیں * اور بہتیری جگہ تک جو گئیں * اکثرون نے
کھانے پینے سے ہاتھ اٹھایا * ہزاروں نے اپنے تئیں کو تھون کے لئے گرایا * (رباعی)

بہہ شور و فغانی جہان کے بیچ ہوا * تھی صبح و سہا گریہ و زاری کی صدا

آواز سنی جاتی نہ تھی کون پر تھی * بن روزی ہر شہر ایک برپا تھا

جب فتح کے بعد اجاجہ شتر نے ہر احوال دیکھا بہت متاسف ہوا خصوصاً خویش و
اقربا کے مارے جانے سے * اور دستوں کے کٹانے سے * مریوں مرشدوں اُستادوں کے
جی لھپانے سے * بربتہر نام تھا بلکہ حیات مستعار کے بے بقائے * اور دنیا کی یوسفائی * باقی ماند و نکلی
کم ثباتی کا دھڑکا کر کے چاہتا تھا کہ ملک و ممالک سے ہاتھ اٹھاوے * اور ریاست چھوڑ کر
گوشت ریاضت پکڑے * کہ اس گناہ عظیم کی مکافات عاقبت میں نہو لیکن بھیگم پتار نے حالت
نزع میں نصیحت کی کہ زہار سلطنت کو ہاتھ سے نہ کھونا * اور بادشاہت سے کنارہ کش نہونا *
ہن مردم آزادی نکرنا * اور رعیت پروری پر دھیان دھرنا * کہ بادشاہوں کو اسکے
ترک میں عذاب ہی * اور بجالائے میں ثواب * بعد اسکے کسی وضع کی خیرات اور
کسی قسم کے تصدقات بتلادینے تفصیل اُنکی اس فن کی پو تھیوں میں لکھی ہی راجاجہ شتر
نے بھی اُس بزرگ کے کہنے پر عمل کیا اور انتظام امور سلطنت پر دھیان دھر اپہانے
تو راجادھر ترشت کی خدمت میں بستا پور کے بیچ آیا اور جرجود من کا اُسکے بھائیوں
سمیت پرنشہ دیا بہت سی معذرتیں بعد اس کے چچا کی اجازت سے راج پر بیٹھا
ملکی مالی مقدمات کو انتظام دینے لگا اور چاروں بھائیوں کے اتفاق و معاونت سے چند
روز میں ہفت اقلیم پر قبضہ کیا اور روئے زمین کے سلاطین پر غالب ہوا * (رباعی)

مرد کش جو تھے اُنکا سر جھکایا اُس نے * شیروں کو شغال کر دکھایا اُس نے

آباد نہو تمام عالم کیونکہ * ہر ایک خرابے کو بسایا اُس نے

لیکن بیاس دیو نے جو کہا تھا کہ جاگ اسمید کے بجالائے سے بھائیوں کے مارے جانے کا
قلق و تکرار جو دل پر ہی باکل رفع ہو جائیگا اور گناہوں کے کفارے کو بھی یہی کفایت کرے گا جاگ

مارے گئے تھے کتنے ہی انہماے تھے اور سر ہائے! پیکر فسان و دوان پھرتے تھے
ساتھ اسکے آواز بزن بکس کی ہر طرف سے آتی تھی * اور اُسکی ہیبت سے سننے
والوں کی جان چلی جاتی تھی *

لڑائی کی سب بھڑائی اُمنگ * ہوا خوب ہی گرم بازار جنگ
صفوں سے بہم لڑ چلنے لگے * لہو کے زار زار اُچھلنے لگے
لگا ایک کو ایک کا رنے * پد پد بھی پسر کو لگا مارنے
ندان اُن میں تو اور بھی چلی * کہ بلا ملک میں بھی پر ہی کھلبلی
جہان تک تھے آپس میں لڑ رہے تھے * ہر ایک صحت کشوں کے پستے ہوئے
ہوا بحر خون دشت میں موج زدن * اور اُس میں لگے ترے کشوں کے ترے
چلی آتی تھی وہ بزن کی صدا * شب و روز دن بولتا تھا پرتا

قصہ کو تاہ اتھارہ دن نلک بازار قتال علی الاتصال گرم رہا * اور ہتھیار آپس میں چلا گیا *
سچ تو یہ ہی کہ طرفین کے بہادر و ن کی دلاوری و بہادری کی تعریف و توصیف احاطہ
تحریر و تقریر سے باہر ہی گویندے کی کیا طاقت جو بیان کرے * اور لکھنے والے کی کیا
قدرت کہ لکھ سکے * لیکن فتحنامہ دبیران قضا و قدر نے جو راجا جہا شتر کے نام پر لکھا تھا
بنا برائے میکے اپنے اقبال کی یاد دہی و کد سے * اور طالع کی باری و مدد سے * لڑائی
مار چلائی * جو دھن بھیم سین کے ہاتھ بری طرح سے مارا گیا * اور اپنے اعمال بد کی
سزا کو پہنچا * اور اُسکے بھائی بندوں کے بھی بند باندھے ہوئے * اور کتنے کی موت ہوئے *
قصہ مختصر طرفین کے لشکر میں اتھارو لاکھ اتھارائیس ہزار ایک سو ساٹھ سو اور وہیادے کی
بھیر کہ سوائے انہی لکھو آئے اونٹ کے بھی اُصمیں سے ہمہ جہت گیارہ آدمی جیتے تھے
پانچ تو یہ بھائی اور چھ شخص اور سوائے انکے سب کے سب حیوان و انسان کھیت
رہے واقعی تو یہ ہی کہ انہی فوج کی کثرت * اور کشت و خون کی شدت * کسی لڑائی
میں جب سے کہ خلقت آدم ہی آج تک نہیں ہوئی * اور کسی مورخ نے اس طرح کی جنگ
و جل دوسری کسی تاریخ میں ثبت نہیں کی حقا کہ نوع انسان میں عجیب حادثہ ہوا * اور
اکثر اطراف میں مانم پر آ * ہزاروں مائیں اپنے بیٹھوں کو رو بیٹھیں * اور لکھوں عورتیں

کمال آسودہ ہوئے اور چین کرنے لگے اہل حرفہ و صنایع اپنے کسب و اکتساب کی بدولت
 مرفہ احوال ہوئے * سوداگر مہاجن اپنی تجارت و سود کے نفع سے مالا مال * اُنہی کے وقت میں
 مینہ اپنے وقت پر برسنا کیا کال کبھی نہ پڑا زرعۃ افراط سے ہوا کی * زمین آناج سے
 بوجھوں موائی * درخت بیوہ دار بخوبی پھلا کیئے * پھول انعام کے کثرت سے پھولا کیئے
 وحش و طیر بھی دشت و باغ میں کلاںچے بھرنے کلو لیں کرتے تھے * گزندے درندے
 سے مطلق نہ درتے تھے * جوگی بڑے پیشی منی ہر ایک اپنی تپشیا اور جوگ میں فراغت
 سے لگا ہوا * پندتے کبیشتر جو تکی بلکہ ہر ایک گنی طالب علم مشغول اپنے کام میں سدا *
 (بیت)

کونہ تھا عہد میں اُسکے دکھ * شخص کرنا تھا دن رات سکھ
 چوری اور زور فساد عناد جھگڑا قضیہ جہنم سے اُتھ گیا تھا محبت شفقت اختلاط ارتباط
 آپس میں دن بھر رہتا جاتا تھا شہر بیابانی بحری بری مدام چین کرتے تھے * ضعیف و
 ناتوان کسی شہر زور و پہلو ان سے نہ درتے تھے *
 (بیت)

کسیکے نہ تھا دل میں خوف و خطر * ہر ایک شاد رہتا تھا شام و سحر
 سخی ایسا تھا کہ اسی ہزار ہر ہمن اُسکے رسوائی خائے میں کھاتے تھے * عادل ایسا
 کہ اُسکے وقت میں دادی فریادی تلاش سے بھی ہاتھ نہ آتے تھے * (ابیات)
 نہ فریادی آتا نہ وہاں داد خواہ * فقط ایک کہنے کو بھی عدل گاہ
 سخاوت کا بھی اُسکی پہچان نہ تھا * کہ گو ہر فشان ایسا نیان نہ تھا
 ہر ایک عہد میں اُسکے تھا سود مند * در بخل رہتا تھا دن رات بند
 راست گو اسقدر تھا کہ کبھی بھول کر بھی جھوٹا نہ کہتے بولا * اور سوائے سخن حق کے
 اُس نے لب نہیں کھولا *
 (بیت)

نہ مینہ سے نکال اپنے حرف دروغ * کہ دونوں جہان میں ہو تیرا فروغ
 حق رسیدہ و حق شناس اس مرتبہ کہ آج تک ہندو نکا فرقہ اُسکے طریقے پر مائل ہی *
 اور اسی کا چلن عمل کے قابل * فرقہ عادت اُسکے چھوٹے بڑے بھولتے ہیں * اور
 اُسکے اوصاف کا بیان عبادت جانتے ہیں *
 (بیت)

اسمید ہندؤن کے نزدیک ایک عبادت خاص کو کہتے ہیں طریقہ اُسکا یہ ہے کہ ربع سکون کے عمل کرنے کے ارادے پر گھوڑا کہ کتنے اوصاف رکھتا ہو اُسکو مطلق العنان کر چھوڑ دیتے ہیں اور ایک شکر عظیم و فوج سنگین اُسکے عقب تعین کرتے ہیں گھوڑا جہر جہر چاہے پر پھر ہر شہر کا حاکم رئیس کہ اُسکے آنے سے مطلع ہو چاہیے کہ استقبال کو نکلیے اور کچھ پیشکش دے اچانا اگر کہیں کا حاکم ہمارا ملاوے اور پھر جاوے تو سردار فوج کو لازم ہی کہ گھوڑا نہیں باندھ کر اُسکے منیبہ قرار دیا فنی کرے حاصل یہ ہی کہ حکام روئے زمین سے مال بندھتا ہو اپنے مکان میں پہنچے لیکن یہ جب اُس سے ادا ہو جو حکم دان ہفت اقلیم کا ہو سو راجا جہر شہر میں پہنچے بے دغدغہ جگہ اسمید کے بجالاتے مستعد ہو کر تیار ہی کی اور ایک گھوڑا کہ اُس کی رنگ کا ہم پہنچایا اور اسی پر چھوڑ دیا عقب اُسکے ارجن کو ایک فوج فکریہ مکر متعین کیا اسپ مذکور کہ جس ملک میں کہ پہنچتا وہاں کا حاکم پیش والینے آنا اور اطاعت قبول کرنا کیونکہ مقتدر نہ ہو کہ سر تابی کر سکے اور نہ زمین میں کمی کرے *

جس جگہ جاتا وہ اسپ خوش خرام * چو متا اُسکے قدم ہر خاص و عام
وہاں کا حاکم پیش کش گزراتا * اُسکا آنا فخر اپنا جاتا
ملک اُس کے گو کہ تھاریر نگین * پر وہ بن جاتا غلام کمترین
القہہ ایک برس کے بعد ارجن مع اسپ و فوج سیر ربع سکون سے فراغت پا
اور شاہان ہفت کشور کو اپنا فرمان بردار بنا * نقد و جنس ~~بہار~~ ساتھ لے کر شہر کی خدمت
میں مشرف ہوا اور روئے زمین کے سلاطین سے مطیع ہونے کی خبر پہنچائی راجا نہایت
خوشوقت ہوا اور مال دولت برہمنوں محتاجوں کو ایسا بخشا کہ ہر ایک تو نگری کے مرتبے کو
پہنچا اور بے نیاز ہوا *

مال و ذرو سیم اُس نے یہاں تک بخشا * کرنے لگا راج ہر برہمن بھوکھا
قارون سا ہوا جہاں میں ہر ایک گدا * کیا دان کرے کوئی کہ منگتا نہ
بعد اسکے امور سلطنت و مملکت کو خاطر خواہ انتظام دیا * اور نور عدل و انصاف سے
جہاں کو روشنی کیا * سواد ظلم ہفت اقلیم میں کہیں باقی نہ رکھا خاص و عام سپاہ و رعیت کے

سو دلاورون بہادر وں کے جہاں و قتال میں اور اُس کتاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہا
 بزرگ کو کہتے ہیں اور بھارت بمعنی جنگ چنانچہ اُس میں جنگ عظیم کے مذکور سطور
 ہیں اسی جہت سے مہا بھارت اُس کا نام ہوا اور دوسری تفسیر اُسکی وجہ تسمیہ کی
 ہو سکتی ہے کہ پانڈون اور کورون راجا بھرت کی اولاد میں چنانچہ ہندو میں پشت اُنکے اجراد کی
 اُسکو پہنچتی ہے اور اہراجا عظیم الشان تصاہفت اقلیدر کے تصرف میں تھی اسلئے یہ
 کتاب اِس اسم سے موسوم ہوئی اسی میں بیاس دیو اپنی مہا کی پیدائش کی حقیقت
 اور اپنے پیدا ہونے کی کیفیت بھی اِس طرح لکھی ہے چندی بری میں ایک بہت بڑا راجا تھا
 جسکے بدن جنگل میں حالت شکار کے بیچ اُس نے ایک چاہتی جو روکا یہاں تک وہ بیان بندھا کہ
 مارے شہوت کے منزل ہو گیا پھر اپنی منی کو ایک گتے میں اُس نے لپیٹ کر شاہین شکاری کے
 حوالے کیا تا محال ہوا کہ اُس محبوبہ کو چھنچاؤ اُسکو چونچ میں لیکر آئی جب جمنا پر پہنچی کہ ایک
 اور شاہین اُس کو دو چار ہوئی جانا اُس نے اسکی چونچ میں طعمہ ہی اِس سے گتھ گئی ندان اُن دونوں
 میں ایسی لڑائی ہوئی کہ وہ پتھر سے چھوٹ گیا منی ایک مچھالی کے منہ میں جا پڑی قدرت
 خالق سے اُسے پیت رہ گیا بعد اُس مہینے کے ایک دھنور کے جال میں وہ پھنسی اُس نے
 پیت اُسکا جو چاک کیا ایک لڑکا ایک لڑکی دو گنا پیدا ہوئے نہایت متعجب ہوا اور دونوں کو
 راجا کے روبرو لیگیا مہا بھارت ارا کہہ سنایا راجا نے لڑکا تو اپنی فرزند ہی میں لیا اور
 متبھن اُسکا نام رکھا جب وہ بڑا ہوا دلالت دریا سے ستاج کی اُسکی جاگیر کر دی
 چنانچہ وہ اسی سبب مہا بھارت کہلائے اور لڑکی اُسکو پھیر دی ماہی گیر نے اُسکو
 پالا پرورش کیا ازبکہ اُسکے بدن سے پھلی کی باس آتی تھی بنا براسکے چھو درسی اُسکا
 نام تھہرادر یا پر اکثر اوقات رہتی اور ایک ڈونگی پر وارد صادر کو تھہر پار اُتار کرتی ایک
 مدت اسی طرح گذر گئی کہ ایک دن پر امر بن سکیت بن پشت برہما کہ برآ عبادتی ریاضتی
 تھا اُس دریا سے پار اُترنے لگا ایک بیک آنکھہ اُسکی اُس لڑکی کے جمال بے مثال پر جا
 پڑی زمام اختیار کی ہاتھ سے چھو گئی اِس قدر خواہش مند ہوا کہ اُس سے ارادہ
 مباشرت کا کیا وہ لڑکی اُس کی عظمت و جلالت سے ڈر کر بولی کہ میں تو افسانہ میں
 نظارگیوں کی شرم دامن گیر ہی اُس مرامض نے ایک افسون پر آمادہ نہیں ابر سیاہ اُٹھا

سمجھتے ہیں سعادت اُسکی تو صفت * اسی خاطر گیا کرتے ہیں تعریف
بعد اُسکے الی الان کہ چار ہزار نو سی اکاون اُسکے راج کو گذرے ہیں ویسا والی
مملکت کا دوسرا دنیا میں راہیں ہوا * اور اس اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے
ساتھ کوئی صاحب تاج و تخت کسی بشر نے نہیں دیکھا * (ابیات)

تھی اُسکی ذات صفات کریمہ کی منشا * بجاہی جتنی کرے کھئی اُسکی مدح و ثنا
جب اُس زمانے میں اُس کو کسی نہ تھا * تو کس طرح سے ہو اس دور میں عدیل سکا
باوجود اس قوت و قدرت کے داشت کی خدمت سعادت جانتا تھا اور اُسکی رضامندی
سب امور پر مقدم رکھتا * ساتھ اُسکی کار بار مالی ملکی موافق اُسکے حکم اور صلاح کے
سراجم دیتا اور اہل کاروں سے مطابق اُسکے امر کے کام لیتا * اس مرتبہ اُسکی خدمت
گذاری و فرمان برداری کی * کہ اپنے بیٹے کی سلطنت اسکو بھول گیا * کیونکہ اتنی
حکومت اُسکی انکے دور میں کبہ نہ ہوئی تھی * اور اسی اطاعت اُسکی کوئی نہ کی تھی *
جب سولہ برس اسی طرح گذرے ایک دن بھیم سینہ کے دھرتراشت کو ہرگز دست نہ رکھتا
تھا ختم تھونک کر بولایے بازو دے ہیں جنکے زور سے سو بیٹے ہر تراشت کے معہ فوج میں
مارے * اور تیغ تیز سے اُن کے سر اتارے * یہ سنا وہ نہایت آزرده ہوا اور وہاں کے
رہنے سے درگزر * (بیت)

یہ ہو سکے تو اور کئی مرتبہ کھاوے * پر مرد کرتی بات کی کی نہ آتا ہوے
آخر دنیا سے دست بردار ہو کر اپنی زوجہ اور پاندون کے ساتھ کشتی کے چیمیت جنگل کی طرف
چلا گیا * عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوا * تباہ تین برس کے تھانے کے تالاب کے
کنارے یاہر دوار میں گنگا اس جہان سے راہی ہوا * چنانچہ بیاس دیونے یہ
حوالی تمام و کمال اور کورون باندون کا سارا ماجرا بلکہ اُنکے اجداد کی بھی روداد سوائے اُسکے
اور بھی قصے نادر و عجائب بتفصیل لکھے ہیں اور اُس مجموعے کا نام مہا بھارت رکھا ہے وہ
متضمن لکھ اشوک اور اتھارہ باب کوہی اُس میں سے چھاسی ہزار اشوک بیان میں
ان امور کے معنی حقیقہ شریف و رفیع و حق جو سی و خدا طلبی اور بعضے عدل و جود کی نصائح میں
کچھ مضمین مذہب و ملت کے ردیوں کو اور کہنگی عالم کی کیفیت و نکو باقی رہے جو یہ ہزار

عمل کرنا اُن پر سزاوار نہیں * اس واسطے کہ آخرت میں وہ نتیجہ نیک نہیں بخشا * انسان اُس سے سودمند نہیں ہوتا * اور اس جماعت کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ بنیاس دیو حیات ابدی رکھتا ہے اب تک نہیں موابکہ عالم علوی و سفلی میں سیر کرتا کرتا ہی سبحان اللہ اُس زمانے کے لوگوں کو فیضان و عنایت الہی سے کس قدر قدرت تھی کہ بہتیرے عجائب و نوادر اُن سے ظہور میں آتے تھے * اور مشکل مشکل کام اُن کے ہاتھ سے آسانی ہو جاتے تھے بنیاس دیو بھی اُنھیں زمین سے ایک مخلوق کی طرح کہ بار بار اُس نے گذشتہ و آئندہ سے خبر دی * اور جس بات کی کہ اُس نے پیشکش کی وہ فوراً صورت پذیر ہوئی چنانچہ حالات و فرق عادات اُس کے ہندی کتابوں میں بطور ہمین سوائے اسکے اکثر ایثار و عطاکاری کی مثالیں سرسری مشن و نام دار جن و جرجود ہن وغیرہ کے ہاتھ سے بھی بار بار ہوئے کتابوں میں منقول ہیں * اور بہت سے ثقافت کے نزدیک مقبول * پر اس زمانے کے لوگ اپنی کم قیدگی و بی ہمتی پر قیاس کر کے غیر معقول جانتے ہیں اور طاقت بشری سے باہر سمجھتے ہیں مانتے * لیکن دے بھی اس امر میں ناچار ہیں کہ ہر ایک دور میں خلق و طرز دیگر پیدا ہوتی ہی اور قوت و قدرت بھی عاصمہ رکھتی ہی غرض مدار گردش روزگار کا علما و حکما ہند کے نزدیک چار جگ پر ہی (پہلا) ست جگ وہ سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار برس کا ہی لوگ اُس میں چھوٹے برے غنی غریب سیکسپ راستی و درستی سے موصوف و تقوی و طہارت سے (دوسرا) ماؤف عمر طبیعی اُنکی لاکھ برس * تریا وہ بارہ لاکھ چھانوے ہزار برس کا اسکا سے قریب قریب آدمی اُس میں بھی نیک ذات و خوش صفات ہوتے ہیں لیکن عمر طبیعی اُنکی دس ہزار برس * (تیسرا) دو اہر وہ آٹھ لاکھ چونتھم ہزار برس کا لیکن اُس میں قوت اور نیکیاں لوگوں سے بہ نسبت دوسرے جگ کے نوحہ گھٹ جاتی ہیں اور عمر طبیعی ہزار برس * (چوتھا) کل جگ بہ چار لاکھ بتیس ہزار برس کا ہے اور میں اخلانہ سندیدہ اور اوصاف حمیدہ لوگوں میں تیسرے جگ کی نسبت دسواں حصہ رہتے ہیں اور عمر طبیعی سو بخشش حق طہارت بہ ہی کہ بہ جگ سب سے برا ہی لوگ اس میں بیش تر بد چلن بد اطوار و دروغ گو

آنکھوں کے آگے ایک پردا سایہ لگایا، تھ کو تھ سو جھننے سے رہا تب اُس نے اُس نازنین کے ساتھ مقاربت کی فی الفور وہ حاملہ ہوئی اور ایک لڑکا جنی بلکہ اُسی وقت وہ چودہ برس کے لڑکوں کی مانند ہو گیا اور اپنے ماباپ کی تعظیم و تکریم بجا لاکر رخصت لے جنگل میں جا چپ تپ میں مشغول ہوا۔ قصہ پر اس کی کرامت کے سبب کسی نے اُس دختر کو آکر حالت مجامعت میں نہ دیکھا اور بیاسی دیو کی ولادت سے بھی نگوئی واقف نہوا سوا اسکے وہ کواری کی کواری رہی مگر مچھلی پر جو اُس کے بدن میں تھی وہ خوشبو سے بدل گئی لطف بہہ ہی کہ ان امور کو پہر بھر کے عرصے سے زبا نہ لگا بلکہ اسکے وہ عورت اب جاساتن کی زوجہ ہوئی اور راجا بچتر بیرج کو رون پاتہ و نندہ پوسھس سے پیدا ہوا قصہ مختصر جب کہ بیاس دیو کی کسرت اشتغال و اعمال سے حالت کسرت کی حاصل ہوئی * اور آنکھوں کے دل کی کھل گئی * تب طبیعی و ریاضی و منطق و مناظرہ بلکہ سیکسے علوم متعارف و غیر متعارف اُس کو بدون تحصیل حاصل ہوئے * آخر الامر اسرار سماوی و الارضی بھی اُس پر کھل گئے * فی الواقع یہ ابتداءے خلقت میں الہام سے برہما کی زبان پر جاری ہوئی لیکن بیاس دیو نے اُس کے چار حصے کر کے ہر ایک کا ایک نام جدا رکھا یعنی سیام، بیدو، کبیدو، جمریدو، تھیرین، بید پھر چاروں کو کائنات میں مٹھو رکھا سوائے اُس کے وے کنابین کہ برہما کے بیٹے پوتوں نے بید سے استبناط کی تھیں بعضی اُنہیں سے صحیفہ عالم سے ناپید ہو گئی تھیں بیاس دیو نے از مرنو اُن کو لکھا اور ترتیب دیا کتاب مہابھارت کہ جمیع علوم کی جامع ہی اُسکی تصنیفات کا ایک جز ہی ہے۔ بیدانت شاستر کہ علم الہی و مناظرے میں اُس سے بہتر کتب نہ تھیں وہ بھی اُسکی تصانیف سے ہی سوائے اسکے وحدت وجود کا مقام ایسی دلائل روشن و واضح سے لکھا کہ نامل و تردد اکثر مدققوں کے دلوں سے جاتا رہا قصہ اعتقاد اس گروہ کے دانشمندان کا یہ ہی کہ فقہ کے رسالوں میں سمرت اور نسخے تواریخ کے جو پران کر مشہور ہیں اور کتب حقیقت اور اکثر صحائف نجوم و حکمت سوائے اُن کے بہت سی قدیم کتابیں کہ منسوب بیاس دیو سے ہیں منظوم و منثر اور عمل اُن پر کرنا نہایت بہتر کہ نتیجہ اُس کا دیا دینی عقبی ہی سوائے اُن کے جو کتابیں کہ اور ہندوتون داناؤں نے اپنی جودت طبع و وحدت ذہن سے تصنیف و تالیف کی ہیں محل اعتبار نہیں * اور

پر چھت بن ابھمن بن ارجن کو کہ پانچون بھائیوں کی اولاد میں تھامک حوالے کیا مائے پر
اُسکے راج کیا نیکادیا اور خجش بن دھرتراشت کو وزارت کا کام سونپا پھر لباس
ماو کا نہ جواہر سمیت گلے سے اتار کر پوست درخت سے پوشیدہ بدن پر کی اور چارون
بھائیوں نے بھی یہی صورت اپنی بنائی آخر درویدی سمیت شہر سے جلے زق و مرد بھی
وٹانکے اُنکے پیچھے بے اختیار ہوتے ہوئے دکھائے گئے راجا نے اُنکی سبکو دلا ساد بکھر رخصت کیا *
اور شرق و جنگل کی لیا تھا اسے * ۱ * پھر بنگالے کے ملک کو دیکھت بھالتاد کھن میں
آیا وٹانکی سیر کر کے اُسکا لگا ہوا اُدھر وہاں سے راجا کا میں آکر سرکیشن اور بلہدر کو
رہنمائی کر کے بہت اُسکی فطرت نظر خرا پر * ۲ * اور ملتان و پنجاب میں ہوتا ہوا اکوہری
میں جا کر رہتے ہی گھوڑے سے اُتر پڑا * ۳ * گناہوں کے کفارے کے لئے
کرنے لگا آخر لگا ئے بیٹھا تھا بھانا اُسنے کہنا لگے اور اپنے اجسام بخوشی برف میں
گلا دیے دنیا میں رہنے اور شعلہ اُسکے پیچھے میں سر بلند ہی پائی * (بیت)

معزز ہو سکے گلے میں رہتے ہوئے * بخوبی جئے اور بخوبی موئے۔

رہ یہاں * ۴ * لیا وہاں جی اعلیٰ سے اعلیٰ مقام

پر راجا جہشتر کا بدن برف میں جو دکاتون رہا * ۵ * اور وہ مجسم یکنیتہ میں پڑھنا * ۶ * قصہ
مختصر کورون اور پاندون کی سلطنت واسو برس رہی باتفاق ایک دیگر چھتر برس
لیکن پاندون کے نکالنے بعد جہشتر جو دھن کی تیرہ برس حکومت رہی اور جنگ مہابھارت کے
بعد راجا جہشتر نے چھتر برس بادشاہت کی *

(احوال راجا پرچھت بن ابھمن بن ارجن)

جوقت کہ پاندون اور کورون میں لڑائی ہوئی پانچون بھائیوں کے بیٹے مارے گئے
ایک بھی اُنہیں جیتا نہ بچا بنا برا سکے پاندون کے دل کثرت غم سے مکدر اور ہجوم الم سے
مضطرب ہو رہے تھے مگر خدا سے امید رکھتے تھے اور تقدیر میں تھا کہ ایک مدت مدید بادشاہت
پاندون کی نسل میں رہے اس سبب کہ لڑائی میں جو ابھمن بن ارجن مارا گیا اُسکی
جور و پیت سے تھی چنانچہ نو مہینے کے بعد ایک بیٹا سعادت سے اُسے جیتا تھا جو کہ اُسکا
اُجالا ہوا اور سردشتہ سلطنت کا بانی رہا * (ایات)

و دغا باز ہونے میں اور اپنے میں جو اگلون کیسی طاقت و قدرت نہیں دیکھتے اُن کے واقعات و حالات کو مافوق طاقت بشری تھرا منجمہ محالات سمجھتے ہیں اور قابلین کو یاد دہانہ کہ * فصہ کو تاہ لے دو رہ جب تک کہ استاد اس عالم بے پایاں کا برقرار ہی آیا جایا کریں گے * اور لوگوں کے اطوار و ادضاع میں موافق ان کے تبدیلیں پایا کریں گے * کہتے ہیں کہ پانڈو ن کا راج دوا پر کے آفرین ہوا تھا چنانچہ دو چنڈ روز ہی میں نبر گیا پھر کل جگ نے اپنا عمل دخل کیا خلق کے اطوار و ادضاع اور دھنگ سے بے اثر آئے لگے * آثار و علامات فساد کے ہویدا ہوئے * چنانچہ یہ فصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی جگ نے پہلے سے پہلے مستند ہر میں ایک شخص نے کسی سے ایک جوبلی مول لی اور اُس پر پیر پیر کر شروع کی وہاں کی زمین کو جو کھدایا تھا قافا ایک دینہ روپی اشرفیوں کا نکل آیا اُس وقت تک زمانہ حق شناسی کا تھا پھر پیرا نے فروشدے سے جا کر ظاہر کیا کہ اس مکان میں سے ایک گنج ہکا ہکا چل کر اُسے لے اس واسطے کہ میں سوائے عملے اور زمین کے کسی چیز کا مالک نہیں بلاشبہ وہ تیرا مال ہی اُس مرد نے کہا میں نے جب کہ اُس گھر کو تمام و کمال بیچ دیا تھا پھر اس کے دینے سے بچ گیا اگر میری قسمت کا ہوتا تو اس سے پہلے نکلتا غرض کسی کے فخر پر پیر کیا آخر اسی وضع سے رد و بدل کرتے ہوئے راجا جہ شتر کی عدالت گاہ میں آئے اور اس ماجر کو اُسکے حضور بیان کیا راجا دانائے وقت تھا جی میں سمجھا کہ عقرب کل جگ آتا ہی لوگوں کی بے نیتیں نہیں رہنے کی بولا بال فعل اس نقد کو بطریق امانت رہنے دو چنڈ روز کے بعد اس حکم ہو گا و رہہ قضیہ چک جائیگا بعد تھوڑے دنوں کے کل جگ آئے شخص خاص کا احوال دگرگون ہو گیا ایک دن وے ہی دونوں اُسکے برعکس جھگرتے ہوئے وہاں آئے بیچنے والے کی گفتگو یہ تھی کہ میں نے عملہ و زمین بیچی ہی نقد و دینے کو بیع سے کیا علاقہ وہ میرا ہی میں لوٹا اور لینے والا یوں کہتا تھا کہ میں نے جب گھر کو عملے وغیرہ سمیت لیا پھر جو کچھ اس میں ہی اُس کا مالک میں ہوں تو کون ہوتا ہی اس تقریر کو سنکر مہاراج کو یقین ہوا کہ یہ آثار کل جگ کے ہیں دنیا سے برداشتہ خاطر ہوا اتنے ہی میں پیر پیر کر کے مرنے کی خبر اور جادو گر و نیک ہلاک ہوئی کہ کدست جس طرح و بسط سے کہ مہا بھارت میں ہی اُسکے کان میں پرتی زندگی سے تنگ آیا اور جہان روشن اُسکی نظروں میں تاریک ہو اسطیت سے ہاتھ اُٹھایا پھر

لکھا وہ اپنے آسن پر عبادت میں مشغول تھا بلکہ اوقات عزیز اپنی مدام یا دالہی میں
 بسر کرتا اور شام اپنی قیام و قعود میں سحر کرتا * پیشانی اُسکی نور ریاضت سے انور *
 اور صورت اُسکی ضیائے عبادت کی مظہر * (نظم)

جنگل میں تھا کشور کلاں وہ وہیرا نے میں بلکہ تھا جہان وہ
 او صاف حمیدہ سے بھرا تھا * تھا گنج و ہر لے چھپا ہوا تھا
 جہن میں لیا تھا اُس نے گوشہ * رکھتا تھا لنگی طاقت کا تو شہ
 دھیان اُس کا لگا ہوا اُدھر تھا * وہ رہا اور باخبر تھا
 تھی اُسکی فطرت نظر خدا پر * نہایت غیر کو وہ کیون کر

راجا اُسکی گھوڑے سے اُتر پڑا اور بانی مانگنے لگا وہ جو اپنے معبود سے رجوع
 کیے اور خالق کو گائیے تھا تھا بخانا اُس نے کہا کون ہی اور کیا کہتا ہی راجا اُسکی بے اعتنائی
 پر نہایت غضب ہوا اور شعلہ اُسکے سے کا بھڑک اُٹھا آخر ایک موئے سانپ کو کمان کے
 گوشے سے اُٹھا کر لے گیا گئے میں ہل دیا * اور اپنے محل کا رستہ لیا * اُس عابد کو اُسکی
 بھی خبر نہ ہوئی جس طرح وہی میں مشغول تھا ہر چند روز کے بعد اُس کا ایک پیتا کہ
 ہرنی کے پیت سے پیدا ہوا ہوا سر گذشت اُسکی پیدائش کی مشہور ہی چنانچہ سر پر اُسکے
 ہرن کیسے سینک تے اسی واسطے اُسکو سرنگی رکھتے تھے کسی جنگل میں پٹا کر رہا تھا
 اُس دن اُس سے فارغ ہو کر خوشی خوشی اپنے باپ کی ملاقات کو آنا تھا اور وہیں اُسکو کسی
 دوست نے کہا کہ توجو ایسا شاد شاد آتا ہے تو نے نہیں سنا کہ راجا پر یچھت نے ایک مو
 ہوا سانپ تیرے باپ کے گلے میں ڈالا ہی بہہ سکر وہ پیشی نہایت غضب ناک ہوا
 اور نالاب کے کنارے پر جا کر نہایا بعد اُسکے بہہ دعا کی کہ جس نے میرے باپ کے گلے میں سانپ
 ڈالا ہی سات دن کے بعد اُسکو نچھک سانپ کاٹے اور وہ مرجا وے وہ نہیں اُس سانپ
 کو حکم الہی پہنچا اور تیردعا اُس کا کارگر ہوا * جب مناجات سے فارغ ہوا باپ کی خدمت میں
 گیا کیا دیکھتا ہی کہ وہ عبادت میں مشغول ہے سانپ پر اتکتا ہی
 بے اختیار پکار پکار روئے لگا آخر باپ اُس کا متوجہ ہوا تب سرنگی رکھ بولا امی باجہ ہر
 تیری گردن میں سانپ ڈالا میں نے اُسکے حق میں بددعا کی وہ بزرگ نہایت غصے ہو کر کہنے لگا

مذہ یاس کو دل میں جازینہ مار * ہر ایک وقت میں رہ تو امید وار
 نجان اُسکی قدرت سے ہرگز بہ دور * گرجمک جائے نور
 القصہ وہ ترکا سیرت صورت میں لانا تھا نہ لانا تھا * کون کھانا خاں کی
 سلطنت پر بیٹھا عدل و انصاف سے کیا * کون کھانا خاں کی
 نواز انام اپنے جد و آبا کا روشنی * کون کھانا خاں کی
 (ابیات)

گھر کی آبادی جو بھی ہو * کون کھانا خاں کی
 امی خوشا احوال کر ہو نیل * کون کھانا خاں کی
 اُسکے ہوتے غیر گب ہو جا * کون کھانا خاں کی
 لیکن وہ بھی راجا پاندہ اپنے جد کی مانند * کون کھانا خاں کی
 صحرا نور دی کرنا تھا باوجود اسکے * کون کھانا خاں کی
 سے بھی غافل نہ تھا ایک مدت اسی و تیرے پر اُن کے * کون کھانا خاں کی
 سوار ہو کر کسی جنگل میں گیا اور جانور شکاری پرندوں کے * کون کھانا خاں کی
 لپکا سیاہ گوش ہرن پر دوڑا کتا گوش * کون کھانا خاں کی
 سبزک پر جھپٹتا بحری بڑے سے جالہتی شاہین نے کلنگ * کون کھانا خاں کی
 درندوں نے ہزاروں چرندے مار لئے * کون کھانا خاں کی
 ہوا سے زمین پر اُتار لئے * کون کھانا خاں کی
 (ابیات)

ہوئے شیریشم بھی بہان تک شکار * کون کھانا خاں کی
 پھر اُس دشت میں جتنے کچھ تھے درند * کون کھانا خاں کی
 زمین سے فلنگ جو پہنچا بہ ذکر * کون کھانا خاں کی
 نہ تھا حید بری ہی پر عرصہ تنگ * کون کھانا خاں کی
 پنچھوڑا ہوا جب چرند سے سیر * کون کھانا خاں کی
 اتنے میں ایک ہرن کو راجا نے نہ مارا وہ انھی * کون کھانا خاں کی
 فلنگ * کون کھانا خاں کی
 چاروں طرف پانی ڈھونڈنے لگا نضار ایک درویش ریاضت کیش کے آستانے پر جا

اسکی پاتون کو روزِ ہفت ہی * گا و ہر خ اپنا پیت بھرتا ہی

دور اُسکا نیت کلاں ہیگا * سایہ اُسکا جہان تہاں ہیگا

بھاپ سے منہ کی پر جلا دو نگا * اوج بہ خاک میں ملا دو نگا

دیکھو تو تو اپنے منتر سے اُسے پھر کر سبز کرتا ہی یا نہیں بارے اپنا افسون آزما اور مجھکو
اسکا اثر دکھا بہ کہ اُس درخت سبز سایہ دار کو کاتا اور اپنے زہر کی آگ سے
جلا کر راکھ کر دیا حکیم کامل نے بھی بلاتل و تعلق اچ لیگا کسوں کے اعجاز سے اُس
راکھ کو ویسا ہی درخت کر دیا بلکہ جسے آدمی کہتا تھا دالیان کات رہے تھے اور وہ
پہنچے کہ جنکے آشیائے اُسپر تھے بلکہ وہ وحشرات الارض سے کہ اُسکی شاخوں پر
پھر کے اُسے اور اُسی وضع پر کہ تورا اپنی اپنی حرکات کرنے لگے چھوٹے
سانپ اُسکی گردن پر اڑی و فسون ساز بن گیا کہ سردار نے لگا اور یوں کہنے کہ راجا کو حکم
الہی سے مارنا ضروری ہے پر بہ حکیم مسیحی نام اگر وہاں پہنچا تو ممکن نہیں کہ وہ ہلاک ہو * اور
اُسکا جسم میرے گھر سے جا کر ہو بہ سوچ کر کشب حکیم کی تعریف کرنے لگا اور
یوں کہنے لگا کہ تورا جا کے پاس پہنچے کہ میرے زہر سے اُسکو نجات دیکر بہت شامال
و مناع لیوے اگر بہ ہو تو کار ہی تو بہین تجھ سے لے رنج سفر مت کھینچ کشب نے اپنے
دل میں دھیان کیا جو راجا کی اجل ہی آئی ہی تو اغلب کہ میرا منتر اثر نہ کرے یا وہ اچھا ہو جائے اور
نفع تجھے نہ پہنچے پس یہ نفع کہ تھو کہ اپنی خواہش سے دیتا ہی اُسے چھوڑ کر ایک نہ
کے واسطے محنت کھینچی نیت مادی ہی نہ فرط طمع نے اُسکا گریبان کھینچا اور راجا کے
باس جانے سے باز رکھا تھو کہ سے کہے لگا جو کچھ دیا چاہتا ہی تجھے دے کہ میں اپنے گھر چلا
جاؤں سچ کہ راجا سے تجھے کیا کام تھو کہ نہایت شاد ہوا اور ایک نیت جو کہ راجا کو اُس کو
مرحمت کیا اور رہے کہ اُسکی خاضیت بہ ہی کہ جو کچھ تو اس سے مانگے گا بنا تاخیر پائیگا سواے
اسکے عہد کرتا ہوں کہ جس وقت تو تجھے طلب کرے گا تب سے پاس پہنچوں گا اور جو کام فرمائے گا
اُسکو بجالاؤنگا آخر اُس جو اہر کو وہ دیکر پہنچ گیا کہ جس کے پاس جمعی تمام دنان سے روانہ
ہو واجب ہوتا پورا میں پہنچا راجا کو دیکھا کہ ایک مکان محفوظ میں رہتا ہی پیر سے پہنچا
فسون ساز حکیم طبیب اُسکے گرد و پیش بیٹھے ہیں محال ہی کہ کوئی درندہ گزندہ چھوڑے

کہ بہت برا کیا تو تھے کہ ایسے زاجار عیت پرور کرم گستر کے حق میں بد دعا کی سوا اسے
 اسکے اور بھی سخن ناشائستہ اُسکے حق میں کہے اور ایک اپنے خادم کے ہاتھ راجا کو
 عمار ایہہ احوال کہلا بھیجا کہما حقہ اُسکو اس حقیقت سے آگاہ کیا راجا اپنے کئے سے نہایت
 پشیمان اور فقیر زادے کی دعائے بد سے ترسان ہو اکیونکہ اُس پر حالی ہو گیا کہ سات دن کے
 بعد بہہ امر مقرر ہو گا پیغام مرگ۔ لہٰذا مہم چنچا خادم کو اُس کے رخصت کیا اور ارکان دولت
 کے مشورے سے ایک برآئین طویل و عریض گنگا میں استادنہ کے ایک چھوٹی
 سی عبارت اُسپر بنوائی * اور اپنی بود و باش چند مصاحبوں سمیت تانا نقضامے
 مدت دعاے بد و نہیں تھہرائی * اور اُس اطراف میں بھی بہت سے افسون خوان اور
 مارگیر واسطے حفظ کے رکھے تریاقتی دوائیں کھانے پینے کے لیے بھیج دیں۔ اُسکے
 قدغن کیا کہ بہون حکم ایک مکھی اور چھوٹی بھی اس مکان میں بنانے پائے سنائے کے کاروبار دنیا
 کے ترک کئے چپ تپ میں دھیان لگایا * چھ دن تک کچھ نکھایا * اب ساتواں دن
 چھوٹا چھک سانپ آدمی کی صورت پکر راجا کے دہانے کے لیے اپنے مکان سے چلا
 اتفاقاً راہ میں اُس کو کشب حکیم مل گیا وہ فن طبابت میں ایسا درویش تھا کہ اکثر بیمار زندگانی
 سے مایوس اُس کے ہاتھ سے شفا پاتے تھے * اور ہزاروں مریض منعمین اُسکی تدبیر سے
 فوراً اچھے ہو جاتے تھے * خصوصاً سانپ کے دے ہوؤں کے حق میں دوا اُس نیک
 صفات کی تریاق حیات تھی * اور اُنکی لہر اتارنی اُسکے آگے ایک بات تھی * قصہ مختصر چھک
 نے اُس سے پوچھا تو کون ہی اور کہا کہ میں ہی حکیم نے کہا میں نے سنا ہی کہ ایک
 درویش نے راجا کے حق میں بد دعا کی ہے چاہئے کہ راجا کو ایک سانپ کاٹے اور وہ ایسا
 عادل ہی کہ زبردست اُسکی حمایت سے زبردستوں سے نہیں ڈرتے * اور مفلس اُسکے
 دست کرم سے محتاج نہیں رہتے * اسلئے میں جانا ہوں کہ بعد اُسکے دسنے کے دوا کی قوت
 اور افسون کی قدرت سے اُسے بھر کر جلاؤں * اور اُسکا زہر پیسترون کے زور سے اُتر واؤں *
 وہ بولا کہ جو راجا کو کاٹے گا وہ اپنے آپ کو بھڑکاتا رہے گا تو ابھی میں اس درخت
 کو کاٹ کر لے کر آؤں * (ایات)

گو کہ وہی بہہ درخت سر بفلک * شاخ پھنچے ہی اسکی طو ہی تلک

نتیجہ دہلی صفائی * اور عقبی میں غذا ہون سے رائی ہی * اور کتاب بھاگوت اُسمی جلسے
میں سیامی سکھ دیو بیاس دیو کے بیتے نے راجا کے نجات پانے کے لئے بلکہ ایک عالم
کے فیض اُٹھانے کے لئے ترتیب دی وہ حقیقت و طریقت کی کیفیات کو متضمن اور
سری کشن کی حالات کو مشتمل ہی نیشک و شبہ انسان اُٹھنے حقایق کی دریافت سے
قید علانی سے رائی پاتا ہی * اور خانہ دل اُسکا نور معرفت سے منور ہو جاتا ہی * چنانچہ
اُسی وقت سے اس جہان میں اُسکی شہرت ہوئی * اور ایک نابالغ غفیر کو اُسکی طرف رغبت ہوئی
اور احوال راجہ جمبھک بن راجا پر بچھوت)

جب راجا چار بھائیوں نے اس جہان فانی کو بجا * اُس وقت میں جا با * تب امیرون و زیرون
نے متفق ہو کر برے بیتے کو راجہ بنایا۔ اُسکی قبول کی کمر خدمت کی باندھی اگرچہ
یہ راجا خور و سال پر بند و بست مہکت اور انتظام سلطنت کا اس خوبی کے ساتھ کیا
کہ کوئی پیر جہان اُسکا اس امر میں فساد و انحراف نہ کر سکا ملک آباد ہو گئے * مغسذ
برباد ہو گئے * رعیت کا حال اچھا رہا * سپاہ مرزا احوال ہوئی * راجا اس دیار کے بعض
حکام کو اُسے نہ مانتے تھے باغی تھے اُنپر چڑھ گیا قرار واقعی اُنکو تنبیہ کی ملک پر اُنکے
قبضہ کر لیا بعد اسکے ہندوؤں میں داخل ہوا اُسوقت اُتنگ نام ایک سنی اپنے عصر میں برآ
صاحب کہاں و صاحب حال و قال تمہارا جا کی مجلس میں وارد ہوا راجا نے اُسکا مغسز جانا
کمال فروتنی و خوش خلقی سے پیش آیا سنی نے کہا اسی راجا کی طریقہ ہی کہ جن راجاؤں
نے تجھ سے کچھ بدی برائی نہیں کی اُنکو تاج پہنچاتا ہی ملک چھینتا ہی اس سبب سے
بازار جنگ گرم ہوتا ہی بندے خدا کے مارے جاتے ہیں رعیت پامال ہوتی ہی اپنی
گردن پر مظلمہ لیتا ہی اور جس کام سے کہ دنیا میں نیکنامی اور عقبی میں خوشحالی ہو
اُسکی طرف دھیان بھی نہیں کرتا راجا اس بات کو نہ بھینچک سا رہیگا
بعد تامل کے بولا کہ وہ کون سا حکم خواہ مخواہ کیا چاہیئے عابد نے کہا کہ تیرا باپ
نہایت عادل نیک شعار رعیت نواز سپاہ پروردگار تھا اُس نے اُسکو مارا اور
تو باوجود اس قدرت و قوت کے اپنے باپ کا اُس سے انتقام نہیں لیتا * اور اُسکو اس عمل
بد کی سزا نہیں دیتا * کہ تاقیامت تیرا نام دنیا میں رہے اور عقبی میں کچھ ضرر تجھے نہ پہنچے

سے چھوٹا اُس نک پہنچے متفکر ہوا کہ کیونکر اُس نک پہنچوں اور کاتون جب کہ دیکھا یا منہ نہ
 بد خوان راجا کے پاس آمد و رفت رکھتے ہیں تھک نے بھی اپنے فرزند و ن کو بلا کر
 ہر ایک کو برہمن کی صورت بنایا اور ہاتھ میں اُسکے میوہ دیکر دربانوں سے اجازت لیکر اندر بھیجا
 اور آپ بھی کر مک کی شکل بنکر کسی میوے میں پوشیدہ ہو گیا بیٹوں نے راجا کو اس سے
 دے میوے گدرا نے راجا نے اپنے مصاحبوں کو عنایت کیے قضا اور وہ میوہ کہ جس میں
 تھک چھپا تھا اپنے واسطے اُس کا ایک کر مک صغیر اُس سے نکلی راجا نے اُس کو دیکھ کر
 حاضرین مجلس سے کہا کہ درویش زادے کے ہر باب کہے کے آج ساتواں دن ہی اب
 آفتاب غروب ہوتا ہی شاید اُس کا کہا جاتا ہو اور یہی کر مک تھک ہو اور تھک کو قہر
 غرض تھک سے اُس کر مک کو اُتھا کر اپنی گرجا میں لے گیا اور وہیں تھک اپنی اصلیت پر
 آگیا اور ایک بر آجگر بن راجا سے لپٹ گیا اور گرجا میں اپنی بلند کی زبان راجا کی گنجین میں کات کر
 آسمان کی ہوا ہوا سبھوں نے بہ سانجہ دیکھا پھر سنے زہر کی تاثیر سے وہ مکان حمیت
 جانے لگا با منہم وغیرہ جتنے کہ وہاں تھے جلدی سے بھاگے اُن مکان میں ایک سمیت بھسم ہو گیا
 بعد اُس کے ستون اس زور سے گرا کہ اُسکی آواز نے صبح و شام کی تمام رات
 اُسکی صداے مہیب کی دہشت سے ہستیا پور کے باشندے سرخوئے دوڑے دن راجا کا
 جسم سوختہ نکال کر گنگا میں ڈال دیا اور ہر ایک روئے پیتنے میں مشغول ہوا ہر چند راجا نے
 اپنی رکھیا کے لئے بود و باش اسے مکان میں اختیار کی کہ عنقائے دہم کی بھی پہنچ وہاں
 نہ تھی لیکن اجل آئی ہوئی نہیں تلتی * یہاں مسیحا * جین چلتی * اگر لوہے کی کو تھمری میں بند
 کیوں نہو اُسکے ہاتھ سے چوگے دیکھ لو آخر راجا کی مذہبیر کچھ پیش رفت نہوئی اور جان
 کسی طرح نہ چھی *

(ابیات)

ہر ایک درد کا ملتا ہی ہر کہیں تعویذ * ولے اجل کا بغیر از اجل نہیں تعویذ
 بہ ہو سکے کہ ہوا کو کہیں نہ آنے دے * ولیک مو تکار ستر کہی نروک سیکے
 بلا ہو کیسی ہی لیکے * جین چلتی * موت کے مذہبیر کچھ نہیں چلتی
 جہ و آبا کے ذکر و اذکار سنا کرتا * یا پید انت شاستر کی سماعت کیا کرتا * کیونکہ اُس کا

استیک نام ایت بر آہنشی جوگی راجا کی مجلس میں وارد ہوا اور راجا کو اس سے
دیگر سانپوں کی شفاعت کی تفصیر انکی معاف کروائی جنکی قضا آئی تھی جلے مانڈیہ سانپ اُس
آتش جانگد از سے بچے سچ ہی جو کو خراجا دے * اُس پر کبھی نہ آفت آوے *
بچہ سانپ کہ جسکے واسطے آتش کدہ مشتعل ہوا تھا وہ بھی جان سلامت لیگیا
درویش کے طفیل سے اُس نار سوزان میں نہ جلا * (نظم)

ہوئی اُسکی شفاعت آب رحمت * کہ باقی لیگئے جان سلامت
موتے جلکد وہی جنکی قضا تھی * بچے سے وہ سب جنکی بقا تھی
کہا درویش کا راجا نے مانا * کہ کو قوت سانپوں کا جانا
موتے بخشش کی اُسکو بھی خوش آئی * کہ کھین آتش کدے سے دی رہی
غریب نے مزا بخشش کا یا لہذا عوض لینے سے اُس نے ہاتھ اٹھایا
پھر راجا نے بر آہنشی کیا اور کئی ہزار ہمنون کو نفیس نفیس کھانے کھائے ظروف نقصی
و طلائی بھی بخش دیئے اور بھاری بھاری جوئے پہنائے نقد و جنس بھی بہت سا بانٹا دے سونے
کے باسن بھی ہزاروں * غریب فقیر اہر احسان بہت سے کیئے * اور اسی جشن میں
راجے بابو کہ مہمان آئے۔ * کہ رو بروکتیان پوشاک و جواہر وغیرہ کی رکھین بلکہ ہاتھی
گھوڑے بھی ساز و عرق سمیت لطف فرمائے اور تحفے بھی ہر شہر دیار کے عطا کیئے پھر
سبکو خوش و خرم رخصت کیا چار ہزار آٹھ سو برس کچھ اُد پر گزرے ہمیں سوائے اس
راجا کے کسی سے یہ جگ ادا نہیں ہوا۔ * کہ جد و آبا باوجود اس قدرت کے کہ آسمان پر
جاتے تھے اور قعر زمین کی خبر لاتے تھے لیکن مرتکب اس امر کے نہوئے اور کس طرح سے
ہوتے کہ منشی قضا و قدر نے اتمام اسکار راجا جنسی جسی کے ہاتھ لگا تھا جنانچہ پیش از
وقوع اس واقعے کے ماضی و مستقبل کے خبر دہندے کتب تواریخ میں اس امر کا
انصرام پانا راجا مذکور کے ہاتھ سے تحریر کر گئے تھے * (بیت)

یہ سرنوشت میں تھا وہ کرتے اسے * کہ کبھی ہاتھ سے کس طرح ہو تا کام
جب راجا اس کام سے فراغت پاچکا * انتظام امور سلطنت میں مشغول ہوا جو جس
انصاف کرنے لگا بعد مدت کے اتفاقاً بیاس دیو راجا کی صحبت میں آنکلا راجا نے اُس

اذب کہ کلام درویش کا با اثر تھا راجا کے آنے والے اختیار گر پرے دیگ حمیت نے
جوش مارا شعلہ غیرت کا بلند ہوا اندان ارادہ کیا کہ چھک سانپ کو اُسکی قوم ممیت جلا کر
راکھ کر دیجئے بلکہ ایک تخم اڑدے اور سانپ کا دنیا میں باقی نہ کھئے * (ابیات)

بہر سکر اُسے سخت غیرت ہوئی * جلائے پہ سانپوں کے رغبت ہوئی

جو ہی مرد تو شیریں منہ نہوڑا * اُٹھا جان سے ہاتھ غیرت پھوڑا

غرض یوں لگا کہنے ہوئے غضب * کہ چھک سے بدلا میں دیتا ہوں اب

نہ کھو لگا سانپوں کا دنیا میں ڈون * جلاؤ لگا میں سب ایک تھاؤں

بنا بر ۱ مکے برے برے جادو گر ساحر اذان بید خوان بلائے اُنہیں ایک ایک ایسا تھا

کہ عالم علوی کو حاضر کرے آفتاب و مہتاب آسمان سے اُتارے اور جو کچھ اسکی حاجت و لوازم

سانپوں کے مارنے جلائے کے لئے چاہئے تھا جو دکر دیا ساحر دن نے اسکی محو طم آتش کا

درست کیا بعد ۱ سکے منتر پڑھنے شروع کیے اُنکی ناشی سے سانپوں ارشاد کے دلوں میں

عجب طرح کی وحشت مستولی و دہشت غالب ہوئی کہ ہر سانپ اپنے اپنے باہنیوں

خارون سے گھبرا گھبرا اٹکے اور اُس آگ میں گر کر جلدی لگے یہاں تک کہ سخت السرا اور عالم بالا میں

بھی جو سکونت رکھتے تھے وہ بھی آن پہنچے اور اس جلدی سے جلتے تھے * کہ آپس میں

کیت لیت جاتے تھے * مرتبہ اول بیس ہزار سانپ آنکر جاتے پھر ایک لاکھ ۱ سن آگ

میں راکھ ہوئے بعد ۱ مکے گیارہ لاکھ پھر دس کروڑ بعد ۱ مکے گنت آئے اور جل گئے کتنے

اُن میں گھر منہ تھے اور کتوں کی ہاتھی کی ساری نین نھیں اور بہتوں کے ناک اور کان

میں منہ تھا اکثر دن کے دس بہتوں کے چار چار تھے بعض ایک کوس کی لٹائی میں بعض دو

کوس کے عرصے میں بعض ایسے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں * اور جس جگہ ارادہ کریں

اپنے تین و نہیں پہنچائیں * غرض اس قدر جلے کہ اُنکے بدن کی چربی سے جو تین بہیں اور آتش

ایسی مشتعل ہوئی کہ اُسکے دھوئیں سے ایک طبقہ دھواں نکلا ہوا ہوا اندان

منتر دن نے بہ اثر کیا کہ بیس ہزار سانپ ہو کر چاہتا تھا کہ زمین کو اپنے دوش سے

دکھ دے اور اُس آگ میں آہرے لیکن حکم الہی نہ تھا کہ تختہ زمین ایک بارگی پاش پاش ہو دے

اور سانپوں کا بیج دنیا میں نہ رہے اس باعث سے وہ ہزار جگہ و کد تھہرا اس ہنگام میں

نہونا اور اُسکے ساتھ سنجہ ک نکرنا اور جو یوں بھی ہوا تو اُسکا محکوم نہو جائیو در صورتیکہ وہ عورت تیرے گھر میں آوے تو اُسکی متابعت نیکجو والا تجھ سے ایک گناہ عظیم ہوگا یہ کہہ کر یہاں سے دیو نظرون سے غائب ہو گیا جب روز معہو دہنچا سو داگر ایک گھوڑا پر پیکر نیکو منظر بہت خوش اسلوب و خوش رنگ * بر دو آراک آراں سنگ (قطعہ)

خندق و قلعہ نہو اُسکی دبست کے حائل * چون ہوا اُسکو سادی تھان شب اور فراز کرک اُسکی تھی چو مریدت میں اُسے کہئے کیا * باج وہ جسکتن صاعفے کی تھی آواز اُرکے رہ جاتی جہاں اُسکے تکا پو کی گرد * طائر وہم کو پہنچاتی نہ دانتک پرواز راجا کے در دولت پر لایا خاص و عام کا از دلچسپی ہو آریار ذہ رفہ راجا کو بھی خبر پہنچی اُسکے دیدہ بصیرت کے آگے پردہ پر گیا سچ ہی کہ چو کئے والی بات بن ہوئے نہیں رہتی بے اختیار اُسکے دیکھنے سے باہر نکل آیا اُسکی ہنسی و زبانی دیکھتے ہی زام اختیار کی ہاتھ سے چھت گئی جھٹ سے اُسکی پیٹھ لگا اور وہ باد پا فوراً اُسے لے بھاگا * ندان اسے بیابان ہو لنگ میں پہنچا کہ اجگر و رگے جگرے وہاں کے در خون کی عظمت و ہیبت سے تر کے جاتے تھے * اوپر سے درند و وحشیوں کی آوازوں سے شیروں کے دل دھڑکے جاتے تھے * راجا ہکا بکا ہکا گیا جہاں تک آرا کہ تھر تھر کا پینے لگا اور ادھر ادھر تکیے کو وہاں ایک پر بزا چودہ برس کی چوہو میں رات کے چاند سے رنگ روپ میں اعلیٰ بلکہ سورج کی چمک بھی اُسکی رنگت کے روبرو زرد * اور اندر کی اچھرا اُسکے حسن کے آگے گرد *

(نظم)

نکرے قتل عالم کو ایک آن میں * یہ عالم کہاں نوع انسان میں نہ بھول اُسکے مکھڑے آگے پہلے * نہ کبک اُس سے ہوتا مقابل چلے نہ نرگس کو آنکھوں سے دعا دہی * نہ سنبھل کو بالوں سے تک ہمہری اگر حسن کا اُسکے دیکھے سمان * تو مشاط بن جائے جو رجنان فضا اہماراج کو نظر آئی فی الفور ہو شہر سے طائر چلے * نے کنار کیا عشق گریبان گیر ہوا دامن شمل ہاتھ سے چھت گیا * کشور صبر و سکون یک تخت گیت ہاتھ چل خیار گھوڑے سے اُنرا اُسکے پاس جاتھا اور یوں پوچھا کہ امی پوی پیکر شک فر تو با صبر

آگاہ امرار غیب سے سوال کیا کہ میرے بزرگ اس قدر دانا و بینا تھے کہ امرار غیب
 انہر لھل رہے تھے اور بہت ایک لڑکا بھی جانتا ہی کہ حیات مستعار ہی ہمیشہ کوئی نہیں جیا
 دنیا میں سدا کوئی نہ ہیگا نہ سہر اسی اسی لڑکیاں لڑے کہ ہزاروں بھائی بند خویش
 اقربا تہ تیغ ہوئے * بلکہ یثمار ذبیحیات حیوان و انسان سے موئے * وجرہ اسکی کیا ہی ییاس
 دیو نے کہا کہ ارادہ الہی یو نہیں تھا کہ بیسے امور انکے ہاتھ سے ظہور میں آئیں پھر راجا نے کہا
 باوجود اس آگاہی کے نہ ارک اُسکے دفعیہ کا کیون نکلیا ییاس دیو بولا کی قدرت
 ہی کہ نقد بر الہی کو پھیرے جب کہ بادشاہ مجازی کا کم پھرنا ہی تو بادشاہ حقیقی کی قضاء
 میرم کس طرح تھے اور کی مجال ہی تھی اسے جھے * (نظم)

نقد بر الہی نہ فرشتے سے تھے نہ پیر کوئی سامنے اُسکے
 خالی گلیا تیر کا اُسکے تو گبھو دار گناہ نشا نے کتین اپنے
 ممکن نہیں چاہنے تین اُس سے بچا دے * فرصت نہ ہو اتنی جو سپرد و کینہ دے
 بالفعل ایک امر پردہ غیب سے تیرے لئے وقوع میں نہا ہی تو ایک گناہ عظیم میں گرفتار
 ہو گا اور میں علاج بھی اُسکا بنا دیتا ہوں اگر تجھے ہو سکتا ہے کہ اُس سے بچ رہے راجا
 بہ بات سنکر حیران رہ گیا بعد نامل کے سائل ہوا کہ وہ کون سی راہی کہ میرے واسطے
 مقدور ہوئی ہی اور میرے سر نوشت میں لکھی گئی ہی خدا کی واسطے تجھ پر کم کرو اور اُسکے مدافعت
 کی تدبیر بنا دو کہ پیش از وقوع اُسکا نہ ارک کروں تا اُسکے شر سے بچ رہوں * (ابیات)

برائے خدا تجھ کو جلدی نہ ہو میرے لئے کیا مقدور ہو
 مھر اُس سے بچوں کس طرح بہ بھی کہہ * خموشی کا موقع نہیں چپ نہ
 کہ پہلے ہی میں اُسکا چاراکروں * ابھی سے میں اُس سے کنار اکروں
 بہ ممکن ہی آفت سے بچ جاؤں میں * جو تیرے کرم سے امان پاؤں میں
 وہ آگاہ دل تو اُسکی ماہیت سے کما حقہ آگاہ نہا بیان کرے لگا کھلائی تاریخ ایک سوداگر
 خوب صورت گھوڑا بہت تیرے ہاتھ سے لیا چاہیے کہ تو اُس کو نہ لیوے بلکہ نگاہ بھی
 اُس پر نہ کرے اچانا اگر لیوے بھی تو زہار سوار نہو جو کیونکہ اگر تو سوار ہو تو وہ بلا تو قف
 جنگل میں لیجا بیگا اور وہاں ایک عورت نہایت حسین مہ جہین تجھے نظر آئیگی ہرگز تو اُس پر مہنا

لے عالم میں آگئے۔ بھیچک سے رہ گئے تیر غمزدہ اُسکا کھایا اور کھانے سے ہاتھ اُٹھایا * (بیت)
 غضب میں تک اپنے تائیں تو سنبھال * گنہ گار پر تیغ کو مت نکال
 بہت جلد تلو اور جس کی چلے * وہی ہاتھ صحت سے اکثر ملے
 راجا اس احوال کو دیکھتے ہی آگ ہو گیا * شعلہ غیرت اُسکا بلند ہوا * پلک مارنے میں
 برہمنوں کی جماعت خاک ہلاکت میں ملادی دنیا میں بدنامی لی اور عقبی میں عذاب کی سختی *

(ایات)

جون ہوئی و در شک زہرہ جاوہ گر * ہو گئے یک مرتبہ سب بخبر
 گر پرے بیہوش ہو بروئے خاک * جو گشتی سب کی قبائلی صبر چاک
 گر جیل ہر ایک کا جون سنگ تھا * لیک اُسدم موم کا عار نگ تھا
 شعلہ دہریے اُسکے پگھلائے * آئے بند صبر سے باہر نکل
 آپ سے آخروہ بچارے گئے * مرچکے سے لیک پھر مارے گئے
 بعد اُسکے نہایت بچھا یا افسوس سے ہاتھ ملنے لگا اور زار زار رونے لگا۔ اُسے اسابر اکام
 ہوا حمام عمر کی نیک نامی ہی بدنامی حاصل ہوئی عاتقہ اُسکے مکافات آخرت میں اُسکی
 نہایت بد ہو گی ہر چند غم نہ کھاتا تھا اور نہ امت کھینچتا تھا پر کچھ فائدہ نہوتا تھا اتنے میں
 بیاس دیو پھر حاضر ہوا اور کہنے لگا اسی راجا باوجود اُسکے کہ مینے تجھکو اس بات سے آگاہ
 کیا تھا پھر اس شدنی کو توئی کیوں نہ روکا اور دفع نکیا راجا بہت سانا دم ہوا اور بہت سعی
 منت و معذرت کی بعد اُسکے آسمان کی ایک گناہ عظیم کا تذکرہ و تلافی مجھے بتا کہ عاقبت میں
 اُسکے عذاب سے رائی پاؤں اور گرفتار ہوں بیاس دیو نے کہا بہت سعی خیرات
 و تصدقات کے بعد کتاب مہا بھارت کو پڑھوا کر گوش دل سے سن اور اُسکے معافی
 پر دھیان دھرا لبتہ نجات پائیگا * اور یہ گناہ تیر انجشا جائیگا * چنانچہ راجا نے تمام خزانے
 و دھنیں جتنے تھے بلکہ سارا اسباب فقر و ماکین کو بخش دیا اور کتاب مذکور کو سناتے
 کہ شاگرد رشید بیاس دیو کا تھا اس سے پوچھا کہ تیرا دل سے سنا گیا ہوں سے
 پاک ہو اعدا اب آخرت سے بچا اُسی وقت سے یہ کتاب تمام عالم میں پھیل رہی تھی جو ہر طرف
 ہوئی جب اُس سے فراغت حاصل کی بدستور امور مملکت میں مشغول ہوا عدل

گس گلشن کی ہی * اور سترن گونے چمن کی * کیا بجوگ پر اکہ تیرا آنا اس جنگل و بر میں ہوا *

(ابیات)

ایک ایک بستی میں گیا ہر باغ و صحرا میں بھرا * پر گبدن تجھ سا کہیں دیکھنا نہ میں اور فے سنا
والہ ہی تیرا سب جہان پھر تو کہاں جنگل کہاں * ہی چشم و دل تیرا ارکان تو شوق سے اب اس میں آ
اُس غنچہ دہن نے مسکرا کر عشوہ و ناز سے اپنا حسب و نسب اور سبب بیابان میں آنے کا بیان
کیا راجا اُسکی گفتار شیریں و کلام نمکین سنکر اور بھی مبتلا ہوا نہ ان موافق اپنے آئین کے
اُس مہجبین سے بیاہ کیا * اور وہیں آغوش میں اُسے لیا * ہوتھوون سے ہونت
ملا دیئے * اور بو سے ہزاروں لکے سے اب وصل اُسکے ساتھ ہی * اور بکارت
اُسکی لی * داسن صحرا لہ گون کیا * آخر اس کا خون کیا * (نظم)

ہر ایک نے لب سے لب باہم ملائے * مزے آپس میں کیا کیا کرائے
وہ زہرہ ماہ کے پھر بر میں آئی * جو لذت تھی اُتھانی اُتھائی
اچنبھے کی غرض یہ بات ہیگی * صد غم نے لعل اُٹھلے پائے موتی
بعد اُسکے راجا اپنے دارالسلطنت میں اُسکو لایا * اور سترن گون کی عورات کا اُسکو
مردار بنایا * یہاں تک اُسکا محکوم ہوا کہ اُسکے بن کہے ہاں کرتے تھے نہ بیتا سچ ہی کہ جو کام
نیک یا بد کسی کے ہاتھ سے ہو اچا ہوتا ہی اسباب اُسکے پہلے مہیا ہوتے تھے میں خواہ مخواہ وہ
اُس امر کا مرتکب ہوتا ہی ہر چند بچا دے بچ نہیں سکتا راجا کی سر نوشت میں شیت تھا کہ وہ
عورت باعث ایک گناہ عظیم کا پرہیزی باوجود آگاہی کے باز نہ آتا تھا ایک دن بہت سے برہمن
اُسکے گھر میں انواع و اقسام کی نعمتیں کھانے شہرین و نمکین کھا رہے تھے * اور اپنے
کام و زبان پر لذتیں اُٹھا رہے تھے * راجا بھی ثواب کے لکے وہاں حاضر تھا * (بیت)

ہر ایک صمت تھے خوانچے زر نگار * وہ اقسام کی نعمتیں بیشمار
جو کھا دے اُنہیں عمر میں ایک بار * نہ بھولے مزاننا سردار شمار
کہ وہ نازنین غارت کردین قیامت سے پہلے ہی پیکر خرابی ایمان غارت کن
گبر و صحران لہایت بنا و سنگار سے کہنے میں لدی ہوئی پوشاک بھاری پہنے ہوئے گنگھی جوتی
کئے ہوئے دولت سرا سے باہر نکل اُس مجمع میں چلی آئی اُسکو دیکھتے ہی وہ بیچارے سیکتے

بادون برس اور نو مہینے فرمان روائی و کشورستانی کرتا رہا آخر اس جہان سے راہی ہو ا بعد اُسکے *
 (راجا سون چرابن راجا میدھاوی) نے پچاس برس اور آٹھ مہینے ریاست کی اور
 مملکت کو رونق بخشی * (پھر راجا بھیکم ابن راجا سون چرنی) سینتالیس برس اور نو
 مہینے راج کیا سپاہ و رعیت کو خوشنود رکھا اور جہان کو عدل و انصاف سے آراستہ کر دیا بعد اُسکے
 (راجا پدارتھ بن راجا بھیکم) نے پینتالیس برس گیارہ مہینے سپاہ رعیت کو پالا
 اور عالم کو نوازا پھر * (راجا سوان بن راجا پدارتھ راجا ہوا) اور چوان لیس برس
 نو مہینے سپاہ و رعیت کو اُس نے امن میں رکھا پھر (راجا آونی بن راجا سوان نی)
 چوان لیس برس راج کیا اور خلق کی تالیف قلوب کرتا رہا اُسکے بعد (راجا آہنی بن راجا آونی)
 ا کاون برس تک راج پر قائم رہا سپاہ و رعیت کو داد و بخش سے نوازا کیا پھر *
 (راجا ندپال بن راجا آہنی) اچھتیس برس نو مہینے راجا رہا اور خلق کو آرام دیا کیا
 (راجا دھمال بن راجا ندپال نی) پینتالیس برس تخت حکومت پر جلو س فرمایا
 خلائق کو اپنے سایہ حمایت میں آراستہ سے رکھا اور گردن کشوں کو سرنگون کیا پھر *
 (راجا شیباک بن راجا دھمال) چھتیس برس امور سلطنت کو انتظام دیا کیا اور مفسدون
 خونوں کا لہو پیا کیا بعد اُسکے (راجا کھیم بن راجا شیباک) اچھاون برس پانچ مہینے اپنے
 باپ کا قائم مقام رہا اور جد و آبا کا نام روشن کیا پھر * (راجا کھیم بن راجا کھیم)
 راج پر بیٹھا لیکن امور سلطنت میں کاہلی اور عدالت کے طریقے میں سستی کرتا تھا مطلق مالی ملکی
 کاموں کی طرف دھیان نہ ہر تالے پر دیا اور اسی نے اپنا شغل کیا نہ ان سلطنت کو ہتھ
 سے کھو دیا بلکہ اپنی جان بھی دی خلاق کو ان مکان نے جہان کو جس سے پیدا کیا سرشتہ
 انتظام امور خلائق کا شان عظیم شان کے ہتھ میں دیا پس اُنکو ہم ہی کہ خلق کی رفاہ
 برآں میں چاہیں * اور عدل انصاف کے چلن بخوبی بناہیں * نہیں تو سلطنت جھن جائیگی *
 (بیت)

ہنہ پر داجو شہکو مملکت کی ~~ہر ایک کو جو چاہے~~ ہو دے سلطنت کی
 جب راجا کھیم کو امراد زرا نے برتہ غافل اور امور ملکی و مالی میں کاہلی پناجا جو وزیر کہ
 کار و بار سلطنت کا مختار تھا اُس کو امیدوار سلطنت کیا نہ ان اُس کو بھی حرص سلطنت کی

و انصاف کرنے لگا بعد مدت کو کب بقا اُسکا مغرب فنا میں غروب ہوا جہان رعیت و سپاہ کی نظروں میں تاریک ہو گیا اُسکی سلطنت کی مدت چوراسی برس تھی *

(راجا رسمید بن راجا جنمی جی) سب میں بر آتھا بعد اپنے باپ کے راج پر بیٹھا عدل و انصاف سے جہان کو روشن کیا مانند اپنے جد و آبا کے امور مملکت کو انتظام دیا مدت اُسکی راج کی بیاسی برس اور دو مہینے * (راجہ ادھن ابن راجا رسمید) نئی اٹھاسی برس دو مہینے راج کیا اور رعیت و سپاہ کو بہت سا آرام دیا * راجا مہاجی بن ادھن اپنی اکیاسی برس اور گیارہ مہینے ریاست کی اور تخت سلطنت کو زینت بخشی *

(راجا جسرت بن مہاجی نی) فرمان روائی اور مملکت پیرائی دو مہینے چھتر برس کی (راجا دشت دان بن جسرت نی) چھتر برس تین مہینے راج کیا اور ایک جہان آباد کیا * (راجا اگرہین بن راجا دشت دان) بعد اُسکے راجا ہوا رعیت پر در ملک ستانی کا نقار اُسنے بجایا آخر اٹھتر برس اور آٹھ مہینے کے بعد اس جہان سے گذر گیا پھر (راجا سورمین بن راجا اگرہین) اسی برس ملک راج کی سند پر رونق افزا رہا مالی ملکی کار بار کو بخوبی انتظام دیا کیا اُسکے بعد (راجہ سورمین بن راجا سورمین) نے پینتھہ برس دو مہینے راج کیا رعیت اور سپاہ کو چار برس رکھا اُسکے بعد *

(راجا رسمہ بن راجا سوہت نی) اٹھتر برس پانچ مہینے راج کی سند پر رونق بخشی اور جہان میں بخوبی حکومت کی بعد اُسکے (راجا بوجہل بن راجا رسمہ)

تخت حکومت پر بیٹھا اور چونٹھہ برس سات مہینے ملک مملکت کو آباد رکھا اُسکے بعد * (راجا سونہ پال بن راجا بوجہل) باسی برس اور ایک مہینے راجا جہان کو فتح و فاد سے پاک کیا * (راجا نرہردیو بن راجا سونہ پال) اکیاون برس گیارہ

مہینے حکم رانی و ملک ستانی میں مشغول رہا بعد اُسکے * راجا سوچرتھہ بن راجا نرہردیونی بیالیس برس اور گیارہ مہینے جہان بانی کی اور حسن سلوک سے زندگانی کاٹی *

(پھر راجا بھوپت بن راجا سوچرتھہ) راجا سونہ پال کے چاروں برس اور تین مہینے امور سلطنت کے انتظام دیا کیا بعد اُسکے * (راجا سوپن بن راجا بھوپت)

راج پر قائم ہوا پچیس برس اور آٹھ مہینے حکومت کرنا پھر (راجا میدھاوی بن راجا سوپن)

مہینے تک قضیہ جھگڑا خلق اللہ کا واجبی واجبی چکایا * بعد اُسکے (راجا سردہ می ہیں
 راجا امین پال نی) کشورستانی و ملک گیری میں اوقات گزاری آخر سینتالیس
 برس سات مہینے کے بعد بیکشتہ باسی ہوا پھر (راجا پدارتھہ بن راجا پردہ ہی نی)
 راست فرمان دہی کو بلند کیا * پچیس برس پانچ مہینے عدل و انصاف کا دکھایا بعد اُسکے
 (راجا ندھمل راجا پدارتھہ کا بیٹا) سند حکومت پر بیٹھا لیکن سپاہ و رعیت کی طرف
 منوجہ نہوا * عیش و عشرت میں پر گیا * بھنگ پینا اختیار کیا * نشے میں غرق رہنے لگا مرا
 وزرا سے بد سلوکیاں شروع کیں * آنکھ میں بکمر تہ بند کر لیں * راہ و رسم ریسون کی
 بھلا دی تالیف قلوب ترک کی آپ میں نرہ خبطی سا ہو گیا رٹیں کو لازم ہی کہ کسی
 نشے کی کثرت نکرے اور عادت نہ ڈالے نہیں تو خاصیت جماد کی پیدا کر لگا اور انسانیت
 سے جانا رہیگا صابھنگ بدتر بن نسل ہی اگر چہ ابتدا میں قدرے سرور لاتی ہی * بلکہ
 بھوک بھی لگاتی ہی لیکن آخر کار اُلو بناتی ہی * سدھ بدھ ساری بھلاتی ہی * برہنا اُسکا جسے
 کو گھٹاتا ہی * رنگ نہ کا پنا سا ہو جاتا ہی * اگر مشیر اُسے پیئے بکری سے درے *
 اور جو گیند اُسکا عادی ہو کر سے بھاگا کرے (ابیات)

جسے بھنگ پینا عادت ہوئی * اُسے جو دھمت سے نفرت ہوئی
 اگر ہووے کہیٹا ہی چالاک و چست * پر اس کو پیئے تو وہ ہو جاوے سست
 نہ چہرہ ہی اُسکا فقط زرد ہو * جو کثرت کرے اُسکی نامرد ہو
 سمجھنے لگے پھر تدرسی کو ناگہی * اگر یک ہلے وہ تو بس جائے بھاگ
 النصہ جب راجا بھنگ کی عادت سے از خود رفتہ ہو گیا ارکان دولت سے بدخویاں کرنے
 لگانے بیرماہ وزیر نے لوگوں کے درغلان نے سے قابو پا کر اُس کو مارا اور
 ملک کا مالک ہو بیٹھا واقعی جب ریاست میں سلطنت آدمی کو حق و محسن کے بھلا
 دینی ہی * بلکہ خوف الہی سے اتحاد دینی ہی * نہ جان بوجھ کر اُس امر کا مرتکب
 ہوتا ہی * جس کے سبب خوبی عقبی کھو گیا ہی * قصہ مختصر اس مقتول نے اکتیس برس اور
 آٹھ مہینے راج کیا اُسکے بعد راجا سردہ کی اولاد سے سرشت سلطنت منقطع ہو اور خانہ ان میں گیا
 (بیت) نہ بد ہی راس جہان میں نہ نیک * کہانی رہی ان کی ایک عمر لیک

ہوئی * موزن طمع نے چشم مروت اُسکی سسی دی * ایک دن قابو پا کر اُس نے راجا کو
 مار لیا اور آپ راج پر قائم ہو اغرض راجا کھمبہ نے اتھتالیس برس اور گیارہ مہینے
 راج کیا پانڈون کے خاندان میں سلطنت اُسی نیک تھی قضا و قدر سے اتھارہ سسی
 چونتھہ برس اُن کے گھرانے میں پادشاہت رہی راجا جہ شتر سے لیکر راجا کھمبہ نیک
 تیس شخصوں نے ریاست کی (راجا بسرا د) کہ مرتبہ وزارت سے پایہ سلطنت
 کو پہنچا اور حکومت پر بیٹھا اکثر اوقات کار و بار سلطنت میں مشغول رہتا * اور صوبہ بنین
 واسطے خلق کے بر غبت سہتا * لیکن ہر گاہ کہ احوال اُسکی اولاد کا مفصل معلوم نہ تھا
 اس واسطے مختصر کیا فقط ہر ایک کا نام اور مدت سلطنت لکھ دی قصہ مختصر (راجا بسرا د)
 نے ستر برس چار مہینے راج کیا پھر (راجا سورمہ بن) اُسکے بیٹے نے اپنے باپ کے
 بعد بیالیس برس اور آٹھ مہینے رعیت و سپاہ کو اپنے سایہ عدالت میں آرام سے رکھا
 آخر ملک عدم کو اکیلا چلا گیا پھر (راجا بیرساہ راجا سورمہ بن کا بیٹا) کی باپ کی سند پر
 بیٹھا اور باون برس دو مہینے اُس نے خلق کو اپنی پناہ میں رکھا بعد اُسکے (راجا آہنگ سناہ
 بن راجا بیرساہ) تخت نشین ہوا سینتالیس برس اور تین مہینے بھی عدل گستری
 اور رعیت پروری کی اُسکے بعد (راجا برجنٹ) بیٹا راجا آہنگ سناہ کا
 تخت نشین ہوا پینتیس برس گیارہ مہینے اُس نے راج کیا اور دولی مفراتے مملکت رہا پھر
 (راجا دھیر راجا برجیت کا خلف) راج پر بیٹھا جوان لیس برس کی اور تین مہینے حاکم
 رہا بعد اُسکے (راجا سودیال بن راجا دھیر) تخت سلطنت پر جلوں فرمایا *
 مملکت کو بخوبی بسا * بعد تیس برس نو مہینے کے اس جہان کو تجا بیکستھہ میں جا بسا
 اُسکے بعد (راجا دھیر راجا سودیال کی بیٹی نبی) تخت سلطنت کو زیب دیا
 اور آوازہ عدل و انصاف کا بلند کیا آخر بیالیس برس اور دو مہینے کے بعد ملک بقا کارا ہی
 ہوا پھر (راجا سنجی) راجا پور مست کا پورا اپنے باپ کے مقام پر بیٹھا پینتیس برس
 تین مہینے وہ بھی امور ملکی کے انتظام میں لگا رہا بعد اُسکے (راجا امجد دھ بن راجا سنجی)
 فرمان روا ہوا اور ستائیس برس چار مہینے امور جہان بینی کے بندوبست میں رہا پھر
 (راجا امین پال بن راجا امجد دھ نبی) نقار سلطنت کا بجایا * بائیس برس گیارہ

جوانی میں نہایت خوب ہی * چنانچہ ہر ایک جوان کو مرغوب ہی * خصوصاً جو جوانی میں دولت ہو اُسکے توحق بطرف ہی لیکن جنکو خدا نے عقل دی ہی وے سوچ سمجھکر عیاشی کرتے ہیں! سقہ رلگ نہیں پرتے امور مہمکت کو سب باتوں سے مقدم جانتے ہیں * اور کہا اپنے دولت خواہوں کا جان و دل سے مانستے ہیں * جو حاکم عیاش ہو اوہ دین و دنیا سے گینا نتیجاً عیاشی کا غفلت ہی اور کاہلی کا ذلت اکثر تخت نشین غفلت کے باعث صاحب حصیر ہوئے * بہترے سلاطین کہالت کے سبب حقیر ہوئے * القصہ جب بے پروائی و لا دہالی راجا کی بہت برہنگائی اور نارسانی اُسکی سب کے نزدیک ثابت ہوئی ارکان دولت و عیان سلطنت نے وزیر سے اتفاق کیا * اور راجا کو مار کر اُسکو راج پر بیٹھا دیا * حاصل یہ ہے کہ غفلت باد شاہوں کی اُنکے تخت سلطنت کو خاک میں ملاتی ہی * اور وزیروں کو پاؤں وزارت سے اور رنگ شاہی پر بیٹھاتی ہی * غرض راجا اُدھت نے تیس برس گیارہ مہینے راج کیا آخر اپنے کیئے کی سزا کو پہنچا قصہ کو تاہ راجا بیرماہ سے لے تا راجا اُدھت سولہ اشخاص نے سلطنت کی * چار سو چالیس برس کے بعد اُنکے خاندان سے ریاست گئی *

(نظام)

تو دنیا کو ایک لمحہ کر قیاس * ہی آج اسکے پاس اور کل اُسکے پاس
اسے نہ تیار درکار ہی * وفا سے ہمیشہ بہرہ بیزار ہی
زیادہ کہ جس سے تو لگ نچل * بخرداغ حسرت ندیگی بہ پھل
نہ بھول دیکھو کہ ہی داغ حسرت ہی اسکا اثر
(جب راجا دند ہوا) درجہ سلطنت کو پہنچا اکتالیس برس چھ مہینے سپاہ و
رعیت کی غورو پروردہ رانا، رانقا رہ رحلت کا بجایا گیا پھر * (راجا) دھوج بن راجا دند ہر)
راج پر بیٹھا پینتالیس برس خلق کا کام اُسکے ہاتھ سے جاؤں رہا بعد اُسکے *
(راجا مہاکنگ راجا سین دھوج کا بیٹا) حاکم ہوا اور اکتالیس برس دو مہینے کے بعد اُس نے
دخت ہستی کو باندھا اُسکے بعد * (راجا مہاجود مہ بن مہاکنگ) رئیس ہوا تینتیس
برس امور سلطنت کو انجام دینا رہا پھر * (راجا ناتھ بن راجا مہاجود مہ) اتھالیس
برس حاکم رہا آخر پیمانہ اپنی عمر کا پھر گیا اُسکے بعد * (راجا جیون راج بن ناتھ) راج پر

حاصل یہی کہ راجا براد سے لیکر اس راجا تک چودہ شخصوں نے پان سو ایک
 برس سلطنت کی پھر (راجا بیرماہ) پایہ وزارت سے جو مرتبہ سلطنت کو پہنچا
 پینتیس برس تخت نشین رہا بعد اُسکے (راجا جیپاب سنگھ) راجا بیرماہ کا بیٹا ستائیس برس اور
 سات مہینے راج کرنا آخر اس جہان کو تاج گیا پھر (راجا شیرکھن بن راجا جنجاپ سنگھ)
 سند نشین ہوا اور اکیس برس اُس نے راج کیا اُسکے بعد * (راجا مہی پت بن شیرکھن)
 پچیس برس اور چار مہینے اپنے باپ کا قائم مقام رہا اور امور ملکی کو انتظام دیا کیا بعد اُسکے
 (راجا بہار مل مہی پت کا بیٹا) تخت ریاست پر قائم ہوا اور چونتیس برس آٹھ مہینے طریقے
 ریاست و حکومت کے بجالایا * (پھر راجا سرو پت راجا بہار مل) کا بیٹا راجا ہوا
 اٹھائیس برس اور تین مہینے جیا بعد اُسکے * (راجا مترسین بن راجا سرو پت)
 نے چیس برس تین مہینے سند حکومت کو زینت دی سپاہ و رعیت کی پرورش
 و درستی میں اوقات گزاری پھر راجا (سکھان راجا مترسین) کا بیٹا حاکم ہوا اور ستائیس
 برس دو مہینے اُس نے راج کیا بعد اُسکے * (راجا جی مل سکھان) اٹھائیس برس
 دو مہینے راجا رہا آخر آگ میں جل کر راکھ ہوا اُسکے بعد (راجا گل راجا جی مل)
 کا پورا اپنے باپ کی سند پر بیٹھا اور اٹھائیس برس چار مہینے حاکم رہا پھر *
 (راجا گل من راجا گل تک) کے نور چشم نے جگ اُجالا کیا پچیس برس تک سواد
 ظلم کو مملکت میں آنے نہ دیا بعد اُسکے (راجا ستر مردن بن راجا گل من) نے تخت
 سلطنت کو آرائش دی آٹھ برس گیا وہ دنیا میں حکومت کی اُسکے بعد *
 (راجا جیون جات راجا ستر مردن) کا بیٹا قائم مقام اپنی جگہ کا رہا پچیس برس نو مہینے
 خلق کو اُس سے فیض پہنچا پھر (راجا ہرن جک جیون جات کا) بیٹا راجا ہوا اور تیر برس
 دو مہینے ملک امور ملکی کو انتظام دینا رہا اُسکے بعد راجا (بیرسین بن راجا ہرن جک)
 نے تخت حکومت پر جلو سے فرمایا پینتیس برس اپنے طریقے ریاست و حکومت
 کے بجالایا بعد اُسکے (راجا ادھت بن راجا بیرسین) رہے جس تھہرا لیکن اُس نے
 جوانی و فرمان روائی کے غرور سے امور مملکت کی طرف سے غفلت کی عیش و عشرت
 میں اوقات کاٹنے لگا اکثر اوقات محل میں رہنا اختیار کیا فی الواقع عیش و عشرت

اجارا جہاں نے چھبیس برس راج کیا حاصل یہی کہ ابادندہ سے لیکر اس راجا تک نو
 شخصوں نے ریاست کی آخر سلطنت اُنکے خاندان سے بعد راجا جہاں کے منقطع ہوئی (ہیت)

مذبحہا جہاں میں کوئی خاندان * کہ دولت رہی ہو ہمیشہ جہاں

نہ لینا بخود اہش کبھو اُسکا ناؤن * کہ بہہ بیو فادہاتی پھرتی ہی چھاؤن

جب راجا کبھونت کو جی والی ممالک محمد رسم کا ہوا اُس کے مزاج میں بھی نہایت
 غرور آگیا اُمراد زرا سے سلوک ناشایستہ کر فے نگاشتم می سلطنت کا سنبھال نہکا
 کم ظرف تو تھا جی اُبل چلا بدست ہو گیا اور بہہ حالات بادشاہوں کے شایان نہیں بلکہ
 خوش خلقی و سپاہ پروری و رعیت نوازی و قدردانی اُن کو لازم ہی جس سلطان نے
 اُن فعلوں کو ترک کیا سرشت سلطنت کا اُسکیے ہاتھ سے گم ہوا اور بہہ تو اس بد کرداری
 اور ناہنجاری کے ساتھ پوستی بھی تھا بسبب اسکی افراط کے عقل اسکی بالکل زائل
 ہو گئی تھی اکثر اوقات نشے میں سرشار بیخود می میں لیل و نہار رہتا تھا کمون کو کوئی نشا
 کھانا پینا سزاوار نہیں خصوصاً پوست کہ فقط پوست و استخوان ہی باقی رکھتا ہی
 قوی کو ضعیف بناتا ہی صحیح کو مریض سر و قامت اسکی کثرت سے کبر سے
 ہو جاتے ہیں * اور تنہا سے بن جاتے ہیں * گردن جھکی جاتی ہی * پینک چلی
 آتی ہی * رات کو جاگ کر نہا ہی اور دن کو سو یا کر نہا ہی صورت اصلی پر نہیں رہتا مسخ
 ہو جاتا ہی القصہ راجا اسی کے باعث چرپر آہو گیا تھا رعیت پر تعدی اور سپاہ کے
 حق میں نادہ بندی پر اُسکی بہتان کہ سن سے شاکی تھے ہی منحرف ہو گئے (ہیت)

جو کہ اختیار * کہ ظالم کی دولت میں پایدار

جب بہہ خبر اطراف سے آئی کہ راجا بکر ماجیت اُجین کا راجا نو راجی کر کے اُسپر چڑھ
 آیا اور بہہ بھی اپنی فوج لیکر اُسکے مقابل ہو اور دونوں لشکر آپس میں خوب لڑے * اور
 ہزاروں جوان مارے گئے * میدان دریا میں ہو گیا روز گاہ کا حال دگرگون ہو گیا *
 اجسام بہادر وں کے تیروں کی کثرت سے نہان بن گئے * سینے دلاور وں کے
 پیکانوں کی ہسات سے ایک لخت چھن گئے * آب نیل کی موجوں نے فوجوں کو
 موت کے کھات لگا دیا بلکہ رخت ہستی ہر ذبیحہ کا ایک لخت بہا دیا * آفرین صد آفرین

قائم ہوا پیتا لیس برس سات مہینے کا ربار سلطنت کا کرتار ہا اُسکے بعد *
 (راجا اُدے سین راجا جیون راج کا پیتا) تخت حکومت پر بیٹھا اور سینتیس برس پانچ
 مہینے دنیا میں رہا پھر * (راجا اند جل اُدی سین) کا پیتا اکاون برس حکومت کرتا ہا آخر
 تخت سلطنت کو چھوڑ گیا پھر * (راجا راج بال بن راجا اند جل) نے تخت حکومت پر
 جلوس کیا خلق اللہ کو آرام دیا جہاں بانی و ملک ستانی پر مصروف ہوا بزور شمشیر بہت سے
 ملکوں پر قبضہ کر لیا * اور اکثر گردن کشوں کو اپنا مطیع کیا * تب تو شراب نخوت کا نشہ
 خوب سا پڑھا * اور تکبر سے زیادہ برہا * چنانچہ اکبر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لاتا تھا * اور
 سلوک متکبرانہ سے پیش آتا * (نظم)

ہوا جاہ و دولت سے بھلن تک دماغ * کہ نہ گو نگاہ سمجھنے چراغ
 جو درگاہ نہی اُسکو زراہ غرور * سمجھتا تھا اوج فلک سے بھی دور
 حاصل یہ ہی کہ کثرت شکر و نسل سلاطین پر بغرور زندگانی کرتا تھا حکما و عظاما نے فرمایا ہی
 اور تجربے میں بھی آیا ہی کہ جن نے تکبر و نخوت و رعوت کی اندک زمانے میں ایسی
 سر جنگ کھائی کہ خاک میں مل گیا اور جس نے غرور سے پگڑی پٹی وہی پگڑی اُسکی فوراً
 گلو گیر ہوئی گلا اُسکا گھونٹا اور دم خفا کیا آخر کار خاک مذلت ہو کر * (نظم)
 تکبر ہوا جب کو حق کے سوا * یہ تھو کر لگی اُسکو اندھا گرا
 تکبر ہی پھینا اُسکے تئیر * سزاوار اُسکا تو یہ نہیں ۔

قصہ گو تاہ کھونٹ نامے راجا کہ دامشک کون میں تھیں * اُسکے ملک پر متصرف
 تھا سنا تھا اُسکے خراج * دینا تھا ابدن وہ اپنے ایک لکھ جہاں کا ہر راجا اُسے مملکت کو
 لیکر معہ شکر مہارا * مرقدہ گیا اور فتح باب ہوا آخر اسی حد (پیتا) سے عجیب کیا ہی اگر
 وہ ارادہ کرے تو ہمارے کو برگ کاہ اُکھا دے اور مور مار کو مارا * چنانچہ راجا راج بال
 باوجود اس قدرت و قوت کے اُس ضعیف کے ہاتھ سے مارا ہوا وہ ملک کا مالک ہو بیٹھا
 (نظم)

جو جاہ خداوند پر خیرین * تو دشوار یہ بات ہر گز نہیں
 قوی کو ہر یک ناتوان ڈالے مار * کہے شہر گریہ سے داہم فرار

کیا جب دو نین روز پیہم سنی ناچار ہو کر راجا دھار سے اُسکی حقیقت گئی و اجا متعجب ہو کر
 اُسکے کنارے پر آیا اور اُس صد اکو بگوش خود سنا بعد اُسکے یوں کہا کہ اگر واقعی تو راجا
 اندر کا بیٹا ہی اور قدرت امور غریبہ کے سرانجام کی رکشا ہی تو یک شہر بنا دے اپنی اس شہر
 کے گرد بنا دے تا مجھے تیرے قول کا اعتماد ہو دے پھر اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کر دوں
 گندھرپ سین نے فی الفور قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات کی معمار حقیقی کی قدرت
 سے بدون معمار اور لوہار کی مدد ایک حصار آہنی نہایت مستحکم شہر کے گرد نمود ہوا (بیت)

حصار اس طرح کا عریض و بلند * نہ پہنچے جہاں وہم کی بھی کند
 نہ بکھا کسی نے کبھی نے سنا * سو لوہے کا ایک آن میں بن گیا

خلق اس سانچے عجیب کو دیکھ کر اچھیے میں ہر گئی اور راجا کی عقلا جاتی رہی وہ نہیں و فائے
 وعدے کے لئے نالاب پر جا کر پکارا کہ اس امر عجیب کے ظاہر ہونے سے مجھے تیری
 بات کا یقین ہوا دغدغہ مطلق نہ اب تو پانی میں سے نکال کر اپنی بیٹی کا جلد مجھ سے عقد کر دوں
 گندھرپ سین فی الفور بہت ہماری اُس آب مگر سے باہر نکلا راجا اُسکو دیکھتے ہی
 مگر داب حیرت میں غرق ہو کر عرق خیمات میں آدب کیا جب اس حالت سے نکلا جی میں
 سوچا اگر اپنی بیٹی اسے دے تو اپنے بیگانے شہانت کرینگے اور جو مذون تو یہہ قدسی نژاد
 مجھے مبرے اہل مملکت بیت خاک سیاہ کر دیگا بلکہ ایک مسندس کہتا پتھو آگیا گندھرپ سین
 اُسکے منکی بوجہ کہ لا اسی راجا ٹھکوا اس پیکر میں دیکھ کر غمگین ہو گیا ہو یہ حکمت الہی ہی
 کہ دن کو گدھے کی پٹائی سے سنا ہوں اور رات کو آدمی کی شکل ہو اس قصہ راجا دھار کی
 بہ مجال نہوئی کہ سو دہ ہی ہو چکا ہے چارو ناچار اپنی بیٹی کو اُسکے ساتھ دیا گندھرپ سین
 دیکو تو گدھے کی پٹائی سے سنا ہوں اس کھانا * اور رات کو محل میں اپنی دلہن کے ساتھ
 عیش منانا * لیکن راجا دھار دشمنوں کی مشین سے ہر روز گڑبگڑ کی آواز سننے سے رنجیدہ و خجل
 رہنا تھا اور ہمیشہ اس امر کے اندر کہ یہ افکار و تردد کیا کرے شب کا ذکر ہی کہ
 گندھرپ سین بے عادت معبود جہہ ہماری چھوڑ کر بصورت اس کے محرم مراے میں گیا تھا
 راجا نے جو قابو پایا اُس جہم کو آگ میں جلا کر رکھ کر دیا گندھرپ سین اُس وقت
 باہر نکل آیا اور کہنے لگا اسی راجا مجھے جس وقت اندر نے سراپا تھا اُس وقت بہہ کہا تھا جب اس

دوران طرفین کی جرئت و شجاعت پر کہ ہر ایک نے حیات کے رشتہ کو توڑا لیکن دم واپسین ننگ دم خنجر و شمشیر سے منہ نہ نور آ * آخر راجا سکھونت کو ہی کو مقادرت کی تاب نہ رہی پانوں اُسکے اُٹھ گئے لیکن رزمگاہی میں مارا ہوا اور راجا بیر بکر ماجیت فتح باب ہو کر پھر اغرض راجا سکھونت کی حکومت چودہ برس رہی *

اگر شیر سے گرگ آکر لڑے * مقرر وہ نا فہم مارا ہوا ہے
جو سندرکھ ہو شہ زور سے ناتوان * تو جاتی رہے جان اُسکی ندان

(راجا بیر بکر ماجیت بن گندھرب سین)

اُسکی ولادت کے احوال میں اختلاف بہت ہی اور صاحب خلاصہ الہند بہ لکھنا ہی کہ بعض تاریخون اور اکبر نامے سے یوں دریافت ہوا ہے کہ ابا و اجداد سے بہ اجین کا راجا تھا باب اسکا گندھرب سین لیکن سنگھاسن بنیسی کے ترجمے سے یہ ہو جھا جانا ہی کہ ایک دن مجلس نشاط میں راجا اندر کے سامنے کتنی اچھہرائیں ناچ رہیں تھیں عجائب سمان بندہ رہا تھا کہ عین مزے میں گندھرب سین بن اندر کی نگاہ ایک اچھہرا پر پڑنے لگی * بلکہ دمدم اُس سے آنکھ لڑنے لگی * اور جاکی منظور نظر بھی تھی راجا اس حالت کو دیکھ کر نہایت برہم ہو اودنہیں اپنے بیٹے کو سرور عالم علوی سے عالم سفلی میں جا کر دن بھر گدھے کے بھیس میں رہے اور رات بھر انسان کے بہان تک کہ ایک راجا عظیم الشان اُسکا پیکر چناری آگ میں جلادے تب اپنی صورت میں آکر پھر عالم ملکوت کی طرف مراجعت کرے فی الفو گندھرب سین اپنے بیٹے کی اچھہرا ! جو گدھے کی صورت بن متصل دھارنہ کے ایک نالاب میں کرا اور وہیں جہاں کاہر اچھہرا ارادے پر کہ بہانکے راجا کی بیٹی لیجی اس جہہ حماری سے نجات پائے پھر اس بیٹا سے مقرر جلا دیگا اور میں شکل اصلی سے مقرر ہو کر اپنے مکان میں کرا رہی ہو نگادہ اس اندیشے میں تھا کہ ایک برہمن نہانیکو اُس نالاب کے کنارے کھڑا ہوا گندھرب سین اُسکی آہستہ سنکر پانی میں سے بولا اسی بامندہ میں گندھرب سین راجا اندر کا بیٹا ہوں بہان کے راجا سے جا کر کہہ کر اپنی بیٹی کو تجھ سے بیاہ دے پھر جو کچھ اُسکی حاجت ہوگی اُسے بر لاؤنگا * اور جو اس بات کو ناہنگا تو اُسکی ساری مملکت خاک میں ملاؤنگا * بامندہ نے اُسے ن تو اُس آواز کا اعتبار

تو بھول کے بھی ستم ضعیفوں پہ نہ کر * ہی آہ سحر میں اُنکی شعلے کا اثر
ز ہمارے عزیزوں کو نہ ایذا دینا * کرتے ہیں ترجمہ شیر و آذر

اور اسی طرح بھرتی کی بھی پردر شش و تربیت پر متوجہ ہوا فضل الہی سے دونوں بھائی
تھوڑے دنوں میں برے ہوئے لیکن بیر بکر ماجیت کی جبین میں سے جو علامتیں سلطنت و
ریاست کی ہو یہ اتھیں اس سبب راجا اُسکو بہت پیار کرتا تھا جب جوان ہوا صوبہ داری
مالوے کی اُسکے لئے مقرر کی پھر بکر ماجیت نے راجا کی خدمت میں درخواست کی کہ برے
بھائی کے ہوتے میں حکومت کا سزاوار نہیں بہتر یہ ہی کہ ناظم وہ ہو اور دیوان
میں ہوں راجا نے یہ بات اُسکی نہایت پسند کی حکومت و اُنکی بھرتی کو بخشی اور دیوانی
بکر ماجیت کو بھر دو نوںکو رخصت کیا جب اُسے صوبہ مذکور میں پہنچے بھرتی نے اُجین کو
دارالامارت مقرر کیا وہیں مسند حکومت پر بیٹھا اور بیر بکر ماجیت بھی پایہ وزارت پر قائم
ہوا نظم و نسق امور مالکی و مالی کے بخوبی کرنے لگا رفتہ رفتہ دونوں بھائیوں نے اکثر ملک
جو متصل اُس ولایت سے تھے اُنپر قبضہ کر لیا اور کتنے ملکوں کو اپنا محکم کیا پھر تو حکم اُن کا اکثر
ملکوں پر جاری ہوا اور آج اُجین کی طول میں تیرہ کوسہ مسافت میں نو کوس تھری
راجا بھرتی اُن کے رانی کو کہ نام اُسکا سینا تھا اُنکو لے کر گیا کہتے تھے بہت
چاہتا تھا اس واسطے اکثر محل میں رہتا اوقات عزیز اپنی اُسکے ساتھ ہوں کہ شہرت میں کھوتا مالکی
مالی مقامات کی طرف متوجہ کم ہوتا بالکل مدار مہمات حکومت کی کت کا بیر بکر ماجیت
پر تھا وہ خیر خواہ اور بہت ترغیب دینا کرتا کہ محل میں کت کے اوقات بسر کرنا
امور سلطنت سے سودہ ہی اس واسطے اُن سے یا اس لئے کہ
مدار اُلہام سے سخت راجا کو کت کے اس بات پر لائی کہ
بیر بکر ماجیت کو ملک سے اخراج کرے اُن کے قناری کی اُس نے وہ سبب
العقل محکوم زن بھائی سے اسی پر گھرا کہ برادر ہی کا لحاظ کیا نہ حق و کرم کی شافی کے سمجھا ایک
عورت خانہ برانداز ناقص العقل کی خاطر سے اُس انسان کامل کو بھرہ کر کیا اپنے ہاتھ سے
(نظم)

اپنا بازو توڑ دیا *

محبت پہ عورت کی ہر گز نجا * کہ انجام اُسکا نہیں جز دغا

گدھے کی کھال کو ایک زاجا جلا چکیگا میں پھر عالم سفلی سے مکان اصلی کو جس شکل سے
 دیکھا ہی ہو کر جاؤنگا تو نے برآیا حسان کیا کہ اُسکو جلا کر میرا کال کاٹا اور وبال دور کیا خدا
 تجھے جزا سے خیر دیوے اب میری خدمت میں التماس کرنا ہوں پہلے ایک بیتنا بھرتری نام
 میرے بہان ایک جبری سے پیدا ہو چکا ہے اب میری بیٹی جو پیت سے ہی بہر بکر ماجیت
 ایک لڑکا جنے گی ہزار مانگی کا زور اُسکے جسم میں ہوگا غرض صفحہ روزگار پر ان دو نو کا نام
 نادر و قیامت ثبت رہیگا اب اثر انداز کی دعا سے بدکانبر چکا ہے تجھے عالم علوی میں جایا جائے
 بس تم سے رخصت ہونا ہوں بہر کہلکہ آسمان کی طرف آؤ اور نظرون سے غائب ہو اور اجا
 اس امر عجیب کے مشاہدے سے ہکا بکا سارہ گایا زبان پچھتا گئے گا کہ اس قدسی نژاد کی
 تجھ سے افسوس کہ کچھ خدمت نہ ہو سکی اتفاق حسنہ سے بہر اس عالم میں وارد ہوا تھا ساتھ
 اُسکے جب بہر وہبان کیا کہ میری بیٹی سے اسکا ایک لڑکا اب اسے زور پیدا ہوگا کہ ہزار
 مانگی کی قوت اُس میں ہوگی تب ذرا کہ اچانا اُسکا کٹا جاوے اس عالم میں ہوا تو اپنے
 قوت بازو سے میری سلطنت چھین لے گا اور میں اُس سے مقابلہ نہ کر سکونگا کتنے اشخاص
 تعینات کئے کہ جب بہر لڑکا پاتا جائے اُسکو میرے پاس فنی ہوا اور اُتھلا دین کہ میں اُسکا
 کام تمام کروں اور اُسکے جسم سے بچوں وہ لڑکی ایک تو گندہ ہرچہ زمین کی آتش فراق سے
 جلتی بلتی تھی جب دیکھا کہ بہر گر وہ اسبات پر متعین ہوا ہے کہ جس وقت میں لڑکا جنوں اُسکو
 تھکا لے گا وہ زندہ رہے گا اور بھی دو بھر ہوئی دیکھا کہ اس صدمے کی تاب نہ لا سکونگی
 پیش از اُسکے ایک نیکوئی سے اپنا شکریہ کر دے اور اس کی اُنکے حیات کا قطع کیا
 انما قانون مہینا لگ گیا اور ارادہ الہی میں بہر تھمرا گیا تھا اور اچانک پیدا ہو دے
 اور دے کام کرے بشر سے نہوئے ہوں اور اسے بیتنا بھرتری سے بہر بکر ماجیت
 اُسکے پیت سے جینا لے کر اور نو پید ہونے میں پچھل کی مانند روئے گا کہ بہان اُس وقت
 زاجا کے حضور اُسکا نام سے کیفیت اُسکے مرنے کی اور حقیقت اسکی پیدایش کی
 من و عن عرض کی راہ صراط سبیل کے لئے پہلے سے مسموم تھا اب جو بیٹی کا مرنا سنا
 غم اُسکا زیادہ برآھا غرض اُس طفل یتیم کو دیکھتے ہی مہر دل میں آگئی اُس وقت اُسکی
 پرورش کے لئے دو دھ پلائی دایان کئی رکھ دیں *

(رہا ہی)

لگاوت ہی اُسکی سراسر فریب * نکھا اُسکا تو اسی برادر فریب
اگر مکر کا اپنے پھیلائے دام * تو پھس جائیں دنیا کے دانا تمام
قوی اُسکا ہی مکر شیطان سے * نہ ارک ہو کب اُسکا انسان سے

جب ایک مدت اسپر گزری اتفاقاً ایک برہمن کے قوت ریاضت سے ایک ایسا
پھل ہاتھ لگا کر جو کوئی اُسے کھائے حیات ابدی پائے چنانچہ اُسنے وہ امرت پھل وجہ معاش
کی امید پر اپنی جو رو کے کہنے سے راجا کی آکر نہ رکھا اور اپنی مراد کو پہنچا اور اجازت کہ اپنی
زوجہ سے تعشق رکھتا تھا اُس میوہ جان بخش کو اُسکے حوالے کیا وہ قحبہ اسطبل کے
داروغہ سے گرفتار تھی اُس تحفہ عظیم المثل کو اُسنے اُسے دے ڈالا وہ لکھا بید سو اکی
زنجیر عشق میں پائے بند تھا اُسنے اُس شرمناک کو لیجا کر لے تامل اُسکے آگے رکھ دیا اُس کی
سمجھ میں یہ آیا کہ زندگی جاودان پر ہیز گاروں اور نیک کرداروں کو چاہئے ہم سہ کاروں
کے حق میں اتنی ہی زیست و مال ہی بہتر یہی کہ اس امرت پھل کو راجا کی خدمت میں
گزارائے کیونکہ اُسکے فیض عام سے ایک خلق نہاں ہی * اور ایک عالم خوش حال *
پس اسے شخص کی طرف سے جو جاودانی ہو جائے * تو خلق کی قیامت آرام پائے *
نہ ان راجا کی خدمت میں پھل کو گزرا نہ راجا اُس پر حیران کر ہنگیا آخر
اس ماجرے کو خفیہ کر دیا رانی کے راز نہانی سے واقف ہوا اب اُس مکرانی نے
دیکھا کہ بات اپنے گھر جتا رہی مارے در کے ایک اونچے کھمبے سے گر پڑی اور
اسفل السافلین پہنچی راجا اُس پر اس کی محبت و مروت کی اُسے اپنی عمر گران
مائے کے رانگان جا * تاسف کیا *
(بیت)

زن کا مرنا بھلا ہے * نتیجہ زیست کا اُسے بیتا ہے
لیکن اور کنابوں میں راز کا ہمت کو میرا ہے اور مرنا اُس کا اس وضع سے نہیں لکھا بلکہ
اُسکی عصمت ثابت ہے اور موت اُسکی بون لگی ہی کہ ایک دن راجا بھر نری شکار لکھیا نے
کو سوا ہوا تھا قریب سے ایک موضع میں جو پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک رندی اپنے خصم
کی ارنہی کے ہمراہ آکر ہنسی خوشی اُسکے ساتھ جا کر رکھ ہو گئی راجا نے اُس سراپا
عصمت کی دوستی وفاداری پر بہت بسی خوشین و آفرین کی بلکہ ماجرہ اُس کا محل میں آکر

بیر بکر ماجیت چرند پرند کی بولی سمجھتا تھا اُس کا کلام سن کر دریا کے کنارے آکر منتظر کھڑا رہا۔
دو ساعت کے کیا دیکھتا ہی ایک مردہ دریا میں بہنا چلا آتا ہی وہ نہیں اُس کو اتھا لیا
انگوٹھی اُسکی انگلی میں دیکھی اور لعل کمر میں پائے تب گیدڑ کتیں سبجا جان کر اُس جسم
بے جان کو اُسکے آگے لا کر ڈال دیا اور آپ امید و ارعاضنت کا ہوا دوسرے دن اجین
کی سیر کو گیا یہ سبب اُسکے کہ وہ اُس کا مسکن مالوٹ تھا ہر کوچہ و بازار میں پھرنے لگا جب
ایک کھمار کے دروازے پر پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ سواری معہ تحملات شاہی وہاں کھڑی
ہی اور سب ارکان دولت بھی سپاہ صمیمیت حاضر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اُسکے بیٹے
کو ہاتھی پر سوار کر کے تختگاہ کی طرف لیجائیں طرف تر یہ ہی کہ ما باپ اُسکے گریبان چاک اپنے
دروازے پر کھڑے خاک آراتے ہیں * اور اشک خونیں اپنی آنکھوں سے متصل
بہاتے ہیں * بیر بکر ماجیت بہہ حالت دیکھ کر حیران ہوا کہ بے تو سب اسباب شادی
کے ہمیں پھر گریہ و زاری کس باعث آئے وہ نہ کا اس ماجرے کو کسی سے دریافت کیا بعد
اُسکے کھمار کے برہا بے پر اور اُسکے بیٹے کی جوانی پر رحم کر کے مخاطب ہوا کہ
ای پیر مرد تو ہر گز غم اور مطلق نہ رو کہ میں تیرے سے عوض اُس دیو کے
آگے جاتا ہوں یا مدد اُسکے اُسکو مار خلق اللہ کو اُس کا پیشہ سے بچھڑاتا ہوں *
یامارے جاکر بہشت کی نعمتوں کے مزے اٹھاتا ہوں * کیونکہ جو کوئی ہون کے بدلے مارا جاوے
البتہ اُس عالم میں امت ابدی پاوے * یہ سن کر کھمار اور اُسکی بیوی نے کہ ہمیں کیا لازم
کہ ایک مسافر دیو مرد غم نہ بخشائیں بالفرض اگر کھمار کی کیا توکل کیا کرینگے
نے کہو اُسودہ ہی ہے سبب یہی ہی کہ اور دن کی طرح یہ رہی باری کے دن آپ
حاضر ہو و سبب سبب ماجیت نے اس مقدمے کے بیج نہایت فتنہ کر کے اُس کھمار کے
بیٹے کی نوبت پر دوسری اور بطور معین بیٹے کے آئے ہیں کہ عین ہلے پھر صلاح و یراق سبب
فیل کو ہر سو اور ہو ہایت ترک و تجمل سے اپنے بھانا قلعے میں ہوا اور تخت شاہی
پر اجلاس فرمایا ارکان دولت بقدر مراتب اپنے اپنے پائے پر قائم ہوئے در ملکات میں مشغول
ہوئے اور حسب الحکم حضور قسم قسم کے کھانے اور طرح بطرح کے شربت قلعے کے اُس
دروازے پر کہ جو دیو کی گنہ رگاہ تھا مہیا کیے لیکن بیر بکر ماجیت کی پشانی پر آثار سلطنت کے

آباد کر برابر ایک مملکت کے تھا تھوڑے دنوں میں اُجاڑ ہو گیا سچ ہی کہ ولایت سیوا
حکم نہ بے سرکار کھنی ہی *
(بیت)

جہان بان سے ہیگا جہان کا دقار * نہو سر جو تن پر توجہ ہو خوار
جب اُس ملک کے باشندے بہت سے وہ بیرحم کھاچکاتب و انکے سرداروں نے آپس میں
مشورت کر کے اُس سنگدل سے بہہ التماس کیا کہ اپنی خورش کی تعیین کر و تا ایک آدمی
اپنی بازی میں حاضر ہو دے اور باقی اشخاص اُس روز آفت سے بچے رہیں بہہ بات اُسے
قبول کی اور فرمایا کہ اپنی باری کے دن وہ شخص مستحکومت پر حکم ران ہو اور سارے
ارکان دولت اُسکے حکم سے امور ملکی و مالی اُس روز تا شام جاری رکھیں بلکہ ہر متفلس ایک
بات کا بھی اُسکی نکرار نہ کرے * اور سر اطاعت اُسکے آگے دھرے * جب رات پڑے تب
وہی شخص میرا لقمہ ہو دے سبھوں نے بحسب ضرورت اس بات کو قبول کیا اور
اہل شہر پر اس نوبت کو قرار دیا چنانچہ ہر روز ایک شخص اُن میں سے اپنی باری
کے دن تا شام سلطنت کرنا اور وقت شب اُسکا لقمہ بننا اور باقی باشندے شہر کے
باورچی خانے کی بکریوں پر حملہ کر کے ہر صبح ہلاکت کے رہتے رہتے اور جو اپنے احوال پر نگاہ
کر و تو یہی صورت تمہارے ہے تاجل کے ہاتھ سے ہی چاہئے کہ نوبت ہر ایک تم
میں سے اُسکا لقمہ ہو کر نہ رہے * سہراوقات اپنی غفلت میں لکھو ماہیں * جان لو کہ کوئی
متفلس اُسکے ہاتھ سے نہ رہے * سلامت ہمیشہ نہ رہیگا *
(نظم)

جہان کس کا بھی بھائی تھا * تو خالق سے بہت کی اُنکے گناہ
جہان کی ہمت تو امید پر * کہ مارے جہاں کا ہر اچھا لکڑ
جب ایک مدت اس میں اتفاقات حسنہ سے ایک ایک شخص کو بھلائی ہوئی
آکر اچین کے قریب دیکھ کر ہنسنے لگے کہ کچھ عرصہ پہلے تو کرمی میں سفر میں
بنجاروں کا رفیق تھا جب اس وقت ہوئی بہت سی تیرا اپنی عادت پر جو کچھ لے آئیں ایک
گیدڑ اپنی زبان میں بولے گا کہ بعد دو تین گھنٹہ کے ایک مردہ اس دریا میں
ہوتا ہوا آتا ہے چار لعل بیش قیمت اُسکی کمر میں بندھی ہیں اور ایک فیروزی کی انگوتھی
اُنکلی میں جو کو اُس مردے کو نکال کر مجھے کھلا دے * سلطنت ہفت اقلیم کی اُسکے ہاتھ آوے *

سلطنت اس ملک پر سے گیا اور حق بحق دار پھنچا پھر سبھوں کے گھر سے مہربانہ ہی اور
طاعت اسکی اپنے پر لازم پکڑی امور مملکت بخوبی جاری ہوئے * ظالم سرکس ظلم و سرکشی سے
جاری ہوئے * ہر ایک نے موافق اپنے حوصلے کے مجلس نشا ط ترتیب دی شہر اب عیش و متاع
چاہنے لگی شہر میں کوئی گھر نہ تھا جہاں مبارک سلامت نہ تھی * اور کوئی مجلس نہ تھی جس میں
ناچ راگ کی صحبت نہ تھی * پیر و جوان کا غنچہ خاطر ا ہوا * بلکہ غنچہ تصویر بھی کھل گیا *
باشندے شہر کے ایک لخت شاد ہوئے ملک نئے سرے آباد ہوئے * نغمہ پردازوں
کی صدائے گزبنہ ذک گوئی ا تھا * اور سازوں کی نوا سے فرش سے ا عرش تک
بھر گیا * رقاصوں کی گتیں دیکھ نہ رہے کو مور جھاگت آنے لگی * اور انکی چمک نمک کی
اداسے بجلی کی سرت جانے لگی * عجب طرح کا جشن اہل شہر نے کیا * کہ اندر کی سبھا کا
ہوش کھو دیا * کو چہ کو چہ نو بتیں بجنے لگیں * گھر بگھر شادیان مچ گئیں * آغوش نشاط
و انبساط کی یہ کثرت برہی کہ سپاہ درد و غم سب کی سب پائمال ہوئی * (ابیات)

لگے بجنے قانون و بین و رباب * بہار افسانہ جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طباہی مرد نک کی * صدا ادبھی کے بعد لگی چنگ کی
کہا چون کو سہاریوں نے بنا * خوشی سے نہ تھکے نہ تھکے سر میں ملا
گکا موم نارنگی پہ منہ چنگ کے * تنیروں کے سر کھینچوں نارنگی کے
ستار وار کے پردے بنا کر درست * بجائے لگے سحر بنا کی کھجست
ہر ایک کے سر پہ بون کا ہجرت * پی ناچ اور راگ کھانے میں دھوم
فلک سودہ ہی * ا تھا گنبد چرخ نور * اور ادھمک
مفا قاف * اور ا بھیر میر رنگ بھی پر * اور گلال عبیر آرنے *
فمقے جد * اور ا بھیر میر رنگ بھی پر * اور گلال عبیر آرنے *
منہ کی * اور پو شاک ز غفر * اور گلال عبیر آرنے * (نظم)

عبیر استند ر خاک او پر گرا * طبق ایک ز ایسر عبیری ہوا
پرے بسکہ بھو دل کہر جاکنک * گئے جیسے نارے زمین پر چھٹک
الفصلہ راجا کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد قدردانی اسکی دیکھ کر وزیر امیر سردار اہلکار

نمودار جو دیکھے تمام ذن اُسکی سلامتی کے لئے دست بدعا رہے جب رات ہوئی دہو نے بدستار
وہاں آکر بخوابش تمام دئے نفیس نفیس طعام زہر مار گئے * اور شربت بھی انواع و اقسام
کے پیئے * بعد اسکے اندر گیارہ دیکھا کہ ایک جوان نہایت وجہ نخت پریتھا ہی چاہتا تھا کہ آگے
برہے بیر بکر ماجیت دیکھتے ہی اُسے مستعد جنگ کا ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا آخر دونوں میں کشتی
ہوئے لگی کہ بھی دیو غالب ہوتا تھا کہ جو وہ آخر کام کشتی سے گزر گیا تب بیر بکر ماجیت نے تلوار
میان سے لی کہ کام اُس نابکار کا تمام کرے دیو متاثر ہوا کہ بہر جوان بھی برا زور دار و قوی ہیکل ہی
اس سے صلح کیجئے اور راد بخت کی لیجئے * بہر سوچ کر لڑنے سے باز رہا اور یوں مخاطب ہوا کہ اسی
جوان تو نے میری ضیافت بآئین شایستہ کی کھائے لہذا لہذا کھلائے * اور شربت لطیف لطیف
پلائے * بنا بر اسکے میں نے تیری جان بخشی کی بلکہ میری خاطر سے تمام شہر کو امان دی اب میں
جانا ہوں سلطنت اس ملک کی تجھ کو مبارک ہو کسی اور کو قابل اس امر کے نہ دیکھا تھا جب
کوئی مہم تجھے درپیش ہو تجھے یاد کیجو بنا تو قف اپنے پاس پھنچا جانیو کیونکہ میں تیرا دل سے
دوست اور ہوا خواہ ہوا اگر آدم ہے کہ وقت تیرا شریک ہو نگا بلکہ تیرے عوض آفت اپنے سر
پر لو نگا بیر بکر ماجیت بولا بہر * بلکہ تجھے جان سے مار دوں اور ایک ہلق کے خون کا انتقام لون
لیکن تیرا کلام محبت انجانہ ہے جس سے دست بردار ہوا اور تجھ کو بہر پاس تقاضا محبت کا بہر
ہی کہ تو یہاں سے چلا جا کر مجھے ضرورت پیش آئیگی تجھ کو بلا جبر و غفرت بعد اس کلمہ و
کلام کے اُجین سے چلا کر حنا دہا سپاح لوگ جو قلعے میں آئے اُس کو جیتا بہر کر حیران رہ گئے کہ
بہر بھی تو انسان ہیں نہایت کمون کر اُس دیو مرد سے بچ رہا بلکہ اُس کی اُمت ہو اشکر ہی قال
لا یزال کا جس نے اسرار بہادر جوان یہاں بھیجا کہ اُسکی قتل کیا جاوے اور اس کا عالم اس شہر
سے نکلا پھر تو حشاش ہو کر تمام اہل شہر کو جا چکر لی اس شہر کو آکر
اُس زندہ دیکھا جانا کہ اس کے شہر میں اور بھانگا متاثر ہوئے اس شخص کو سنی
قدسی نژاد ہی یا کسی بادشاہ بدوہ قبائل کا یا بیر بکر ماجیت راجا بھر پور کا بھائی
والا انسان کی کیا قدر ہے اس سے اپنے تئیں بچا دے اور بہر تو محال ہی کہ اُس کو بھگا دے
ندان پرشس احوال سے معلوم ہوا کہ بیر بکر ماجیت ہی لیکن اُسے نکلے ایک مدت جو
گزر گئی نہی پہچانا جاتا تھا آخر کردار و آثار اُسکے جو بغور دیکھے شاد ہوئے کہ خدا کا شکر ہی دیو کا

انکو مجلس افروز سمجھکر بیان کرتے ہیں * اور وہ اُنکے مضامین پر بخوبی دھیان کرتے ہیں

(بیت)

سن بدل اہل سلف کی واردات * ایک دن کام آئے گی تیرے یہ بات
جب راجا بیر بکر ماجیت دارفانی سے سرانے جاو دانی کو گیا پانویں برس کے بعد راجا
بھوج نام ایک راجا برآئیک ذات خجستہ صفات صاحب عدل و داد عالی نژاد مالوے کا عاکم
ہوا اور برج ہند ت اُسکا دیوان بھی نہایت خوش نیت و نیک دیانت تھا اسی واسطے
راجا نے اُسکو اپنا کلید عقل و مدار المہام مقرر کیا تھا الغرض حکایات و نواقل عجیب و غریب
اس راجا عالی مقدار اور اسکے وزیر باوقار کے بھی بعد راجا بیر بکر ماجیت کے زمانے میں تا
ہنوز شہرت رکھتی ہیں اتفاقاً ایک دن راجا بھوج شکار کھیانے ایک جنگل میں گیا تھا دیکھتا
کیا ہی کہ بہت سے لڑکوں نے ایک طفل خورد سال کو بادشاہ اور ایک کو وزیر ایک کو کوتوال
تھہرا کر تمام عملہ فعلہ سلطنت کا اُنکے مطیع کیا ہی اور کہیں زمینیں بادشاہ بھی اُنکا ایک پشتے پر
منت و حکومت سے بادشاہوں کی مانند اجرائے امور سلطنت و احکام عدالت میں حکم کر رہا
ہی راجا کے آنے سے پہلے مترد نہوا اسی طرح کے چند شہزادے بھی تھے کہ اس
بادشاہ بازی نے لعل و جواریکا جھگر آج کسی بادشاہ کی طرف سے انفسال نہوا تھا
اُسکو اس خوبی سے چکایا تھا کہ عقلاے زمانہ حیران و برنگ ہوں ان رہ گئے تھے راجا
اس ماجرے کو نہ کر اور اُسکی حکومت کو دیکھ کر متعجب نہ ہوں بولا کہ اُسکو میرے
میں لے آؤ جسے چاہو اُنکا جواب تھا کہ یہ بہت کم ہے کہ اسے لے آؤں
مگر چروہ سودہ ہی ہے اسے لے آؤں اُسکی دیکھ کر فرمایا کہ یہ بہت کم ہے اسے لے آؤں
تھا بھکر کے لے آؤں اُسکو جلد ملو زمین کے لے آؤں اُسکی فقط بھی تخت تھا
لگا رپنت سے لے آؤں تو مہاراج کو چاہیے کہ سب حکم کو اسکی تخت پر لگا دے
والا یہ بیچارہ لڑکا امور عدالت و حکومت کو کیا جانے آخر کہا اسے و خرم ہو کر اپنے
دارالسلطنت میں لیگیا چاہتا تھا کہ اُس پر پانون رکھے کہ بتیس بیٹیوں میں سے ایک پتی
خدا کے سے بول اُتھی کہ ای راجا بھوج یہ سنا گھاسن راجا بکر ماجیت کی ہی تو اُسکا سا

مسرور ہوئے * اور لطف و کرم سے اُسکے اکثر بے مقدر و صاحب مقدر ہوئے
طریقہ فریاد کا جہان سے اُتھ گیا عداوت کا عملہ اکثر معطل رہنے لگا * (بیت)

ہو اعدا کا اُسکے جگ میں بہہ شور * مسافر کی چوکی لگے دینے چور
کوئی کنبھی اور قفل کا ہیکو لے * کڑھتے ہیں دروازے اب یہاں کھلے

سیر چشمی نے بھی اُسکی سپاہ و رعیت کو مرفعال کر دیا * اور داد و ہمش نے فقر اغربا کا
گھر باہر بھر دیا * پھر تو ہر مستفس اُسکے حق میں صبح و شام دعا کرنے لگا * اور ہر ایک شخص
مدام اُسکی مدح و ثنا کرنے * ایام ریاست میں اُسکے مینہ وقت پر برسا کیا کال کبھو نہ پر آ
مفلس ایک مستفس نہ رہا * فاقہ کسی نے نہ کیا * پرانے مال پر دست انداز کوئی نہوسکا *
ظلم و ستم کا رستہ سد و دھو گیا * دزدی و رہزنی کا چلن مفقود ہو گیا * (بیت)

ہر ایک عہد میں اُسکے مامون تھا * بہ از خانہ ہر کوہ و مامون تھا

کسی ملک میں تھا نہ چور و ن کا در * دکانیں کھلین رہتے تھیں رات بھر

از بسکہ راجا کو سوائے علم و فضل ظاہر کے تصفیہ باطنی بھی تھا سب اُسکے ہر ایک کے
دل کی بوجھ لیتا تھا اور غم و غصہ بھی چنانچہ گذشتہ و آئندہ بھی اکثر خبر دیتا تھا *
(نظم)

ہر ایک حکم و حکم راجا کا سردار تھا * وہ اپنے زمانے میں توتار تھا

شجاعت و ہمت بھی گماں نہ تھی کہ دکھن اور آریہ بنگالہ اور گجرات شومنت

تنگ لے لیا حکام کو واپس لے آیا محکوم کیا آخر اُسکا حکم پوٹ کر اُسکی جھین لی ناکا

عمل کر لیا احوال راجا کے دست کے مارے جانیکا سنا تھیں اُسکا کام اچھا تھا آہی الغرض

راجا کو اذ بسکہ معاویہ نہ تھا و غیبی بھی سب اُسکے حاکمین ہر ایک کے

صاحبان مراد کی بلا مہلت تھی * کوئی اُسکی بات نہ مانا بلکہ اس کے مطالب

و مقاصد اہل غرض کے بالاعتبار نہ تھے بشری سرور راج و احاطہ عقلی سے باہر تھے اُسکے منہ

نہ پھیرنا اور بوجہ احکام کر دینا چنانچہ اُسکی حاجت روائی کی نقلین عجیب عجیب کتنی

کتا بون میں لکھی ہیں لیکن سنگھاسن بتیسی میں بیشتر کیونکہ اس کتاب میں فقط اُسکی راجا

حالی ہمت کا احوال ہی کسی اور کانہیں باوجود اُسکے اکثر اشخاص ریسوں کی مجلسوں میں

سا کا کرے جب اسپریتھم را جا اُس کے بولنے سے متحیر ہو کر کہنے لگا امی پتلی وہ کون سا کام
 نادر را جا بیر بکر ماجیت نے کیا ہی بیان کر غرض بتیس پتلیوں نے بتیس کہانیاں عجیب
 و غریب را جا بھوج کے سامنے کہیں را جا اُنکو سنا کر ساکت رہ گیا اور برج پندت نے اُنکو
 سنسکیرت کی بھا کھائیں بخوبی لکھا پھر اُس مجموعہ کا نام سنگھاسن بتیسی رکھا چنانچہ وہ
 کتاب اے الان ممالک محروسہ میں مشورہی * (بیت)

کئے اُس نے دے کام زیر فلک * کہ بھیچک رہیں سنے جنکو ملک

یہیں سے دانا یاں روزگار و شان عالی مقدمہ مقرر کیا کہ جو بادشاہ و رئیس کہ برب
 کار اے عمدہ شہرہ آفاق ہو جائے * اور اُس کا نظیر عدل و انصاف میں کم ہاتھ آئے *
 تاریخ اُسکے جلوس کی اطراف و اکناف میں شایع ہو اغلب کہ حاکمان عصر اُسکے
 روئے پر چلن اور امور خلق کو اُسی نہج سے انتظام دیوین چنانچہ بہتیرے راؤ اور
 کتنے را جا عظیم ایشان مملکت ہندوستان میں گذرے ہیں تاریخ ہر ایک کی انہیں
 سے اُنکی سلطنت ہی تلک رہی جب کہ وہ صفحہ ہستی سے اُتھ گئے وہ بھی نیست و
 نابود ہو گئی مگر تاریخ سے ان کی یاد باقی رہی کہ جا بجا مشہور ہوئی تھی بحال بھی موجود ہی چنانچہ
 سائق احوال اُسکا کچھ سے میں آیا ہی پھر را جا بیر بکر ماجیت بھی کہ صفات محمودہ سے
 موصوف اور ملک کا یہی حاجت روا اُسی میں معروف تھا تاریخ اُسکے بھی جلوس کی
 مالوے کی سلطنت کے حصار میں روز کہ را جا سکھو پت لو مار سلطنت دہلی کی چھبیں بی تھی
 را جا جہ شتر کے تیرے کہ جو ان لیس برس کے بعد اہل ہند کے اُن میں ثبت ہوا
 اور اہلک کہ اتھارہ برس کسی برس اُسکے عہد کو گذرے تھا کہ را جا بھوج
 کا صفحہ روزگار سے ہٹا دیا گیا کہ تا انقضائے زمین کی کہ تاریخ میں (بیت)

جو موانع کی ہر مین ہو چکا ہے جس کا ہر روز رہیگا اس کے
 پس ہر اہل حشمت و عجب ریا سوار * کہ حاجت ہو اسی میں وقت
 بر لیجائے * اور لا لہ نہ سنا نہ فرمائے * کیونکہ دنیا کی جاہ و حشمت کا لچھ اعتبار نہیں * اور
 اُسکو مطلقا و اصلا قرار نہیں ہستی اُسکی سر تا پایستی * اور آبادی اُسکی مشرف بخوابی *
 محل اُسکے چمن کے خار دار * اور نسیم بہار سموم کر دار * جس کو اُس دولت

اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ۲۵ برس تین مہینے تک خلق
 کو آرام پہنچایا * مذ ان اپنے بدن خاکی کو آگ میں جلایا پھر * (راجا کوپال پریم کو بند پریم کا)
 بیتا قاسم مقام اپنے باپ کا ہو اپنہ ۲۵ برس تین مہینے تک کار و بار سلطنت میں مشغول رہا
 آخر الامر اُس نے بھی ملک عدم کا رستا پکڑا * (راجا مہما پریم کوپال پریم کا خلف)
 بعد اپنے باپ کے تخت سلطنت پر بیٹھا بظاہر امور ملکی مالی میں مشغول بھی رہتا لیکن باطن
 میں اُسے دنیا و مافیہا سے کمال نفرت و کراہت تھی اکثر اوقات درویشوں اور آزاد منشوں
 سے ملا کرتا * بلکہ معین اہل معرفت و صاحبان ریاضت کے گوش دل سے سنا کرتا * حاصل یہ
 ہی کہ سلطنت دنیوی سے دل اُس کا آلودہ نہ تھا اور دولت آزادگی سے باطن اُس کا کمال
 آلودہ تھا عروس دنیا ہر چند ایک نئے بناؤ سے ہر روز اُسکے آگے آتی * لیکن اُسکی چشم حق بین
 میں ایک ذرہ جاگہ نہ پاتی * حقا کہ جسکی آنکھ میں تصور یار کا سما یا ہی * اُسکی نظروں میں
 فقر کب خوش آیا ہی * جس کا دل نور ہدایت سے روشن ہوا * جس کو شمع سلطنت کا
 جلا کب بجلا لگا * جس کو منزل بقا کا سیدھا رستہ ملا * جس کو ہمارے فنا کی تیر تھی
 اہوں میں کب بھٹکا * فی الواقع آراستگی و آزادگی سے بے پروا اور نعمت
 عدم الہامی ہی حشمت دنیا و دولت عقبی سے نہیں بہتر تھی * خلعت بادشاہی سے
 کہیں بہتر * جسے گوشت تنہائی قبول کیا * وہی اس سر اے رب جوں کہ پھیلا کر سوا * آخر
 اُس آزاد منش کو فقر کی کشش نے اپنی طرف کھینچا * فقیر بنا کی کت اُس نے خاک پر
 پھینکا * اور کلابہوش ہو کر رہ گیا * سر بھجوا کر جاؤ لگیا کہ کس دور اندیش پر کہ
 ست آئندہ آئے * اسودہ ہو کر دنیا کی دولت سے بے بین رہ گیا * (ابیات)
 پھیلا کر سوا * سبک دو سرے بھی فکرت سے ہمیں پایا
 وہ ہمارا جو کہ ایک تھانہ تھا * جس سے ہم نے پھر پانوں
 میں سے کوئی ان سے جلدی اُس میں اس کی گاسیر دونوں ہندوں میں
 طبع کی آنکھ رکھی جس نے نت بند * راودہ مرقے مرے اور خود سند
 بحر نام خدا کچھ اور مت لے * قناعت کو نہ ہرگز ہمت سے دے
 اُس درویش طینت نے چھ برس آتھ مہینے کی الغرض راجا ہر پریم سے لیکر

جوانی و لذت جسمانی سے بہرہ مند ہو راجا کے ایام زندگانی تمام ہو چکے تھے فوراً جوگی
 دم میں آگیا اور اُس علم کو اُس سے سیکھ کر اپنی روح کتئیں ایک جوانا مرگ کے جسم میں
 ڈال دیا جوگی تو اس علم کا مشاق تھا و نہین اپنی روح اُس نے راجا کے جسم میں ڈال دی
 اور بلا توقف اُس کو قتل کیا پھر تختِ طاووس پر قائم مقام اُس کا ہوا * (بیت)

* بہنیرے گرے خاک کے چر دنگئے ہمیں فلک پر *

* اور چرخ کے ساکن موئے ہمیں خاک میں دل کر *

ہر چند کہ یہ حکایت مشہور ہی لیکن اہل فردا و صاحبانِ تیسرا اسکے قائل نہیں اسکو تھیک نہیں
 جان تے کیونکہ روح ایک ماہیت مجردہ و لطیف ہی بذات خود پیری و جوانی و ضعف و قوت و ناتوانی سے
 مبرا مگر بواسطہ بدن وے کیفیتیں اسے عارض ہوتی ہیں ہر گاہ کہ راجا کا بدن سبب پیری کے ناتوان
 ہو چکا تھا اور جو اس وقوی بھی جواب دے چکے تھے پھر کیونکر جوگی کی روح لے آسکے بدن میں آکر

جوانی کی حالت بہم آسانی اور مصدر افعال مطلوبہ کا بخوبی ہوئی اس لئے کہ قوت و نقاہت
 اُسکی موقوف بہ نظر ہی ہے اسے اس بات کے تکذیب پر یہ بھی ایک دلیل ہی کہ
 جب راجا کے جسم میں روح نے علاقہ پکڑا پھر سمندر پال اُسکو کہنا کس واسطے تھا
 کیونکہ علاقہ نام کا شخط ہے جس سے وہ بدن جسم کے ہوتا نہیں اور روح لچھ محسوس نہیں

کہ اُسکو زید یا عمر کہیں کہہ بہ بات اگر فی الحقیقت ہوتی تو راجا بکہ ماجیت ہی اُسکو کہتے
 صاف معلوم ہوتا کہ جس طرح جناح بدن کی صحت نہیں رکھتی لیکن سمندر پال جو اب کا انیس و
 جلیس جمیع اوقات کہتے کہ اُسکے سرخا دو کے سبب بھی راجا کی موت کر دیا تھا ساتھ
 اسکے ارکان دولت سے کر ویدہ تھے جب راجا اپنے جہان کی موت کر دیا تھا ساتھ

مارا اہل کارون نے اسے نکھڑ کر اُسے تخت پر بیٹھا دیا اور اسے پادشاہی کا کام دیا
 پیدائش میں اختلاف ہے کہ کون کون سے تین تین بھی چند در چند ہیں
 کیا فائدہ کو شہنشاہی یا توجہ کی ہو یا ہی آخر تیرے تین امیر و گھوڑے اوقات
 کہتے ہیں کہ راجا کی عمر گیارہ برس کی ہوئی اور دلی کی سلطنت نوے برس کی پھر راجا

کہ مملکت فقیر چھوڑ کر پابجہ سلطنت کا ہوا ابتدا میں بظاہر دن رات عبادت میں لگا رہا تھا
 باطن میں اپنے صاحب سے ہمیشہ جدا رہتا تھا لوگوں کے فقط دکھانے کو جوگ

(راجا الکھن سین نرائین سین) کا نور دیدہ بزم سلطنت کا ضیا بخش ہوا چھ برس گیارہ مہینے تک اُس نے شمع عدالت سے جہان کو منور رکھا۔ ان صرصر اجل سے چراغ حیات اُس کا بھی بجھ گیا پھر راجا (دامودر سین راجا الکھن سین) کا بیٹا اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا لیکن جوانی کی جمالت اور نادانی کی غفلت اُسکی طبیعت پر آگئی سدھہ بردہ اُس میں نام کو نہ ہی صحبت میں ازال و بد اطوار در آئے * قاعدے اور طریقے انگلوں کے اُس نے سرا سر بھلانے * عدل و انصاف سے مزاج اُس کا پھر گیا * ظلم و ستم کا پیشہ اختیار کیا * سچ ہی کہ ہر امصاحب شیطان مجسم ہی اُنھیں بیتھتے ہر وقت اُنھیں در غلائیگا * اور راہ راست نہیں دکھانے کا * بلکہ شام و پگاہ اُنھیں گمراہ کرے گا زہرا اِسے کو اپنے پاس آنے نہ دیجو * اور اُسکی صحبت سے حذر کیجو * جیسے خزان گلشن کا آب و رنگ خاک میں ملاتی ہی * ویسی ہی بد اندیش کی صحبت دولت کے کمال پر زوال لاتی ہی * (نظم)

صحبت اجلات سے کرا جتنا ب * ورنہ ہو دیگی تیری طبیعت کرا ب
دوستی بھوتوں سے اسی غافل نہکر * لاٹنگے آفتروں سے بد باظ جان پر
مت چراغ غول پر تو دھیان کر * صرف اندھ سے سجدے دھرم دھرم
مان کہنا اُس طرف ہر گز نہجا * اپنے تئیں انا سے علی لیشن مت گرا

القصر راجا نے اپنی طینت پر سے * یادوں کی ترغیب و کد سے * سب سونوں کی دولت خواہ کو * اور
ہو اخواہان درگاہ کو * رتبے سے گرا دیا * خراج گزاروں اور زیر جمع بنائی کہ کرنا شروع کیا * جب
شہسودوں اور قلمدانوں نے اُسکے لئے اطوار دیے * حردم آزاری سے * کہنے لگے اہل خرد
در رعیت کا مالک * سودہ ہرے والو سے لگے چند روز کے عرصے میں اُن کی رونق جاتی رہی *
آبادی * اسی ملکوں کی گھٹ گئی * سلطنت بھی فخرابی پر تھی * ارکان
ہا * راجا اپنے گیسے * برہمن * وہ ظالم حاکم رہا غرض
سوں * راجا کا جادو در سین ملک چکر * اشخاص سنا * سو برس راج کیا *
یب سنگ) کو ہی کہ کوہستان سوا لک کا والی تھا * اظنت ملکی بکثرت تھی اور
کی نہایت شہرت راجا جادو در سین کے اہل کار صوبہ دار ازل سے اُسکی
روایہ ادہندی سے تنگ آئے تھے کوہستان میں جا کر تمام اپنے حقیقت اور

مہما پریم تک چار شخصوں نے ترپن برس اور نگ شاہی پر جلوس فرمایا * آخر آگ نے اُنکو جلا کر راکھ بنایا * جب مشہور ہوا کہ اندر پرست کے بادشاہ نے دنیا کو ترک کیا * اور گوشہ تنہائی لیا * تخت شاہی خالی ہی * اور مملکت وسیع یسوالی * ہر ایک ملک کے حاکم نے ارادہ کیا کہ مملکت کو چھینے بنابر اسکے سب نے شکر کشی کی لیکن راجا دھرم سین بنگالے کا راجا سب سے پہلے ایک شکر عظیم ساتھ لیکر نہایت جلد اندر پرست میں پہنچا حاکم تو دمان کوئی تھا ہی نہ جو مقابلہ کر تا بدون جنگ و جدل مملکت پر قبضہ کر لیا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا امیر و وزیر اہل کار جتنے سے آخضر ہوئے (بیت)

یہی ہی جہان کی ریاست کا طور * جو ایک اُتھ گیا آن بیٹھا ایک اور

الفصہ اُس نے بھی اتھارہ برس پانچ مہینے سلطنت کے امور کو آراستہ کیا آخر اپنی موت ہوا
 (پھر راجا بلارل سین ان ہوسین) کے بیٹے نے بارہ برس چار مہینے حکومت کی نہ ان
 بیکتھم میں جاسکے کہی * بعد اُسکے * (راجا کپسوسین بلارل سین) کا فرزند باپ کا
 قائم مقام پندرہ برس کی عمر میں رہا آخر کار اس جہان سے گزر گیا * اُسکے بعد *
 (راجا ماد ہوسین) کے بیٹے نے مملکت کو عدل و انصاف سے گیارہ
 برس اور چار مہینے تک
 (راجا سورسین) کا بیٹا تخت نشین ہوا اور بیس برس دو مہینے تک
 اُس نے سلطنت کا بخیر و خیر کیا آخر الامرا پناخت ہستی باندھا * پھر *
 (راجا بھیم سین) کے بیٹے پانچ برس دو مہینے تک
 رہا نہ ان اُسکی بھی عمر کم ہو اُسکے (راجا کپسوسین) کا فرزند پانچ برس
 مسند حکومت پر قدم رکھا اور بارہ برس نو مہینے کے بعد
 (راجا ہری سین) کا بیٹا پندرہ برس دو مہینے
 میں مشغول رہا آخر کار اس جہان سے گزر گیا (راجا کھن سین) کا
 کے نور چشم نے آٹھ برس مہینے اپنے باپ دادا کا نام مملکت میں روایات
 بھی چراغ ہستی صرصر تپ رہی نے یحیٰی یا بعد اُسکے (راجا نراین سین) کے
 دو برس تین مہینے سلطنت کی نہ ان جان اپنی جہان آفرین کو سو نہی

قصہ کوتاہ سلطنت اُس محو غفلت و مائل عشرت کے ہاتھ نہیں رہتی چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں ریاست اسکے ہاتھ سے جاتی رہی * اور دشت گربت کی راہ اُس نے لی * پھر وہیں رہ نور و بادِ عدم کا ہوا * مدت اسکی سلطنت کی بیس برس پانچ مہینے راجا دیب سنگ سے لیکر جیون سنگ تک چھہ شخصوں نے ایک سو اٹالیس برس راج کیا احوال (راجا پرتھی راج مشہور بہ پتھورا) جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہ ہوا کہ اسے پتھورا بیراتھ کا والی کہ ہمیشہ جیون سنگ سے امیدوار رہتا تھا مالک اتنی برائی سلطنت کا ہو جائے * اور ایک مملکت وسیع اُسکے قبضے میں آئے * راجا جیون سنگ نے بسبب حماقت ذاتی کے یا کوئی مہم اُسے درپیش ہوئی تمام سرداروں کو فوج حمیت کو ہستان کی طرف کہ اُسکے جد و ابا کا وہی منکن تھا بھیج دیا اور اپ کتنے مصاحبوں سے دارالسلطنت میں رہا اے پتھورا اُسے تنہا اور غافل جان کر ایک کٹر عظیم سے یکایک آن پھنچا راجا جیون سنگ نے جو دیکھا کہ سامان جنگ کا مطلقاً نہیں اُس جماعت سے حمیت کو ہستان دشوار گزار کی طرف بھاگا آخر وہیں اُسکا پیمانہ عمر بسر ہوا پتھورا شادیا نے فتح کے بجوا کر تخت سلطنت پر بیٹھا *

(بیت)

اگر سانپ سے ہوئے وہ دینے خطر * تو عاقل چھوٹ علی شمان کی گنج زر

جب پندرہ برس اُسکی سلطنت پر گذرے سلطان شہاب یون بیج دی غزنین سے کئی مرتبے آیا اور کئی بار لڑا آخر مقام نرائنی میں کہ نہاؤڑی کر جمع ہوا کہ راجا جیون کو اُس نے لایا اور آپ تخت پر اجلاس فرمایا اور عرض راجاؤں کہ حال یہ جو لکھنے میں آیا مطابق راجاؤں کے ہی لیکن اکبر نامے کے ہرے دفتر میں اور بعض نسخہ اسودہ میں لیکن بیرون کہ بیر بکر ماجیت کے چھٹی فتح لایا اور اُسکی اولاد سے بیرون کے چار سو اٹالیس برس اس پانچ مہینے ستائیس ہزار سلطنت کا بجایا دیوان پورا اسکا کہ پرتھی راج کراٹ تیار رکھتا اور یوچان سے لڑا اور باغرض بیر بکر ماجیت کے آٹھ سو اٹالیس سن میں سلطنت تو نور کی قوم سے نکل کر کے قبضے میں گئی لیکن راجا بلدیو نے اور اُسکی اولاد سے سات شخصوں نے

رعیت کی حالت سپاہ کی برہمی * اہل خدم کی بے اتفاقی * اُسکے حضور بیان کی *
 اور اندر پرست کی سلطنت پر رعبت دلائی * سنتے ہی اس نوید کے اُس نے طبل شادیکا
 بجوا دیا * اور فوج بیٹھ مار سے مملکت مذکور کی طرف کوچ کیا * الغار و ن جلا چنانچہ عرصہ
 قلبیں میں آچھنچا اور اُس شراب غفلت کے مدھوش کو قید کر لیا بعد اُسکے آپ
 ساعت نیک دیکھ کر تخت حکومت پر بیٹھا اور شمع عدالت سے تاریکی ظلم کو دور کر کے
 جہان کو روشن کیا ستائیس برس دو مہینے تک کاروبار سلطنت میں نگارہا آخر الامر ملک
 عدم کارا ہی ہوا * بعد اُسکے (راجارن سنگھ راجا دیب سنگھ) کا فرزند بائیس برس
 پانچ مہینے حاکم رہا آخر اپنی موت مو ا پھر * (راجا راج سنگھ رن سنگھ) کے نور چشم نے
 مملکت کو عدل و انصاف سے فروغ بخشا اور سپاہ کو نہایت راضی رکھا ندان نو برس اور
 آٹھ مہینے گزرے عدم کار ستا پھر آ * بعد اُسکے (راجا بر سنگھ بن راجا راج سنگھ)
 نے تخت سلطنت پر کورونی بخشی * اور عدل و انصاف سے جہان میں کمال نیکنامی
 حاصل کی * آخر چھ برس اور ایک مہینے کے بعد منزل فنا کی راہ لی * پھر (راجا نور سنگھ
 ولد راجا بر سنگھ) اپنے باپ کا ہوا اور اُس کی طرح سپاہ و رعیت کو
 سخاوت و عدالت سے حکمرانی بھی شاد رکھا آخر پچیس برس تین مہینے گزرے
 بیکنٹھہ کار ستا لیا (جیون سنگھ راجا نور سنگھ) کا خلف جب تخت نشین
 ہوا اُسکی نو جوانی میں زندگی گانی و عیش و عشرت میں بسر کرتے لگا * پلے پروا
 ولاد بالی سے امور کی طرف توجہ نہوا * سچ ہی کہ آج کل کے عجب میں شہو
 نفس نہایت غالب ہو کر ہی اور طبیعت انسان کی عیب و اچھوتیں ابھرتی
 ہر ایک کا کام نہیں تین اُس ہنگام میں باوجود ہمہ اہم امور کی
 سے باز رکھے اور صرف اپنے عیش و عشرت میں لگا ہوا * وہ
 کہ ایسے وقتوں میں نفاسی کرتے ہیں جو ہمارے لئے درتے ہیں
 نیکنامی اور عقوبت میں رہنے کے واسطے ہی *
 ہنگام جوانی میں سے دولت ہو * اور عیش و نشاط سے
 اُس سانہیں کوئی مرد بر آ دنیا میں * عقوبت میں وہی مور

طرفین کے مابین گئے پر راسے مذکور نے اُس نازنین کو پھوٹا اور لڑائی سے منہ
 آخراپنی دولت سرا میں جاتا رہا اور یہاں تک اُس کے دام محبت میں گرفتار ہوا کہ ملکی
 کاروبار سے دست بردار ہو جب ایک برس! سیطرح گذرا سلطان شہاب الدین
 ری کو بھی یہ خبر پہنچی اُس نے راجا جی چند کے ساتھ دوستی کی بنا ڈالی اور بیر بکر ماجیت
 کے سنہ ۱۲۳۳ میں ہجری بھی اُس وقت ۵۸۸ سے سلطان مذکور آتھو بن مرتبے ایک
 مکہ عظیم جمع کر ملک گیری کے ارادے دہلی کی طرف متوجہ ہوا بلکہ بہت سے محال لے لئے
 سوقت کی کوالتی جرت نہوئی کہ راجا سے اس امر کی اطلاع کرے آخر ارکان دولت
 نے مشورت کر کے چاند اجات کو عرم سرا سے میں بھیجا کہ اُس پری پیکر سے یہ حقیقت
 کہ ناوہ راجا ننگ پھنچائے چنانچہ راجا مطاع ہوا لیکن کئی مرتبہ سلطان پر جو فتح یاب ہوا تھا
 اس کو کچھ چیز نہ سمجھا اور سبب غرور و نخوت کے خاطر میں نہ لایا چنانچہ نہوئی سسی فوج
 ساتھ لیکر نکلا اور راجا جی چند نے بھی اُس کا ساتھ نہ یا بلکہ سلطان کا یہاں (القصہ)
 شعلہ جدال و قتال نہایت بھڑکارا جا کا دل سمجھ گیا نہ ان سلطان کو پیکر کیا اور سلطان
 اُس کو قید کر کے غزنین میں لیگیا جب چاند اباد فروش نے حقیقت مسجودہ کی اطلاع پائی غزنین کی
 راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کر کے مورد الطاف کا ہوا اور راجا کی بھی خدمت میں
 پہنچا اور زندان میں دس ساری اُسکی کرنے لگا ایک دن بمشورت پتھو راجا کی اطلاع پائی
 بادشاہ کے وود بر و بہان ننگ کی کہ وہ مرتبہ مشتاق ہوا اُس کی اطلاع پائی اور اسی
 تاجازت تین دنوں کے میں بھی دی راسے مذکور نے تیرد گما کی کہ میں اُتھالیا اور ایک
 اُس نشانہ آسودہ ہی لیکن فارس تیرد بخون میں پتھو لا ہوا چاند اباد وری کے میدان
 سلطان شہاب الدین کے اُس کا ایک مدت کی فتح اُسے فدا اُس کی کھوکھر کے ہاتھ
 کہ اس ماجرے میں اختلاف ہی العالم عند راجا پتھو راجا کے
 جانے کے بعد ہندوستان کی حکومت ہندو سے گئی اُسے شہنشاہ مسلمان کے ہاتھ
 الغرض راجا جہ شتر سے لیکر پتھو راجا ننگ ایک سو بیس اشخاص نے چار ہزار
 برس سلطنت کی پھر ہر ایک نے منزل عدم کی راہ لی منجھہ اسکے پتھو راجا کے

تین سو پچاسی برس سات مہینے بادشاہت کی جب بلند یو کے حاتو بن پورستے کو کہ جس کا نام پتھور اتھانوبت حکومت کی پہنچی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبے یورش کی اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست کھا کر پھر گیا باوجود اسکے بھی مملکت ہند کے لینے کی تدبیر میں اکثر اوقات رہتا تھا پر کچھ بن نہ پرتی تھی اس اثنا میں راجا جسی چند راتھور فوج کا راجا اکثر راجاؤں پر غالب ہو ا بنا بر اسکے جگ راجا جسو کے بجالانیکا اُس نے قصہ کیا شرح اس جگ کی سابق لکھی کئی ہی غرض راجا مذکور نے سامان و سرانجام کو اُسکے ارشاد فرمایا ساتھ اسکے ہم بھی ارادہ کیا کہ اُس مجلس میں اپنی بیٹی کو کسی برے راجا کے ساتھ بیاہے اس واسطے ہر ایک ملک کے راجا بلوائے پتھور اپنے بھی ہو جب اُسکی طلب کے ارادہ اُس سمت کلا گیا کرنا گمان اُسکے متوسلون میں سے کسی کے منہ سے نہ نکلا کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ کا قصد جی چند کرے یہ جائے تعجب ہی اس پر کانٹھ بٹ لیکر اُس میں اس سے عجیب تر سنتے ہی اسکو راجا آگ ہو گئے اور اُسکے ایک پر بارادہ جنگ چرہ دو تار راجا جسی چند بھی اس خبر کو سنکر مارے مارے ہوئے کھانے لگا لیکن ساعت جگ کی جو قریب پہنچی تھی بسبب اسکے مصالحت و فتنہ کیلئے سے محسوس کی مورت پتھور اسکی شکل بنوا کر دریا فون کی طرح اُس کو دروازہ لیا پتھور اے پتھور اس حالت کو سنکر مارے غصے کے الغاروں چلا اور پتھور جنار پتھور میں وہاں پہنچ کر اپنی تصویر کو اٹھا کر تا بھر بتا اپنے ملک کی طرف پھر لوگ عام آئے لیکن راجا جسی چند نے ہر مرتبہ اسکو سے فراغ کی ہر اُسکی بیٹی نے کہا جا کو پسند نہ کیا مگر پتھور اسکی شہنشاہی کا چاہتا ہوئی در کر کے کہاں شہنشاہی واسطے اُسکے باپ کے اسے دیا اور ایک جدی جو بلی ہارایہ پتھور اس حالت سے واقف ہوئے مند اُسکا ہوا اور چاندی شش کو کہاں باقی سے راجا جسی چند نے اب چیدہ چیدہ لوگ اسے بیکار نوکر و ن کی مانند اُسکے ہمراہ ہوا جب راتھور اپنے پتھور نے دختر مذکور کو جوان مردی سے لیا اور دہلی کی طرف اس ماجراے کو سنتے ہی مع فوج چرہ دو تارہ ان آپس میں جنگ

موجود نہیں سوائے اسکے کچھ کچھ عمارتیں جو یلیان شہزادوں نے بھی شہر مذکور میں بنیاد لیں بلکہ امراے والا شان نے بھی خصوصاً عمارت ابو الحسن آصف خان بن اعتماد الدولہ کی نہایت زینت بخش ہوئی اور شاہ جہان کی بھی بادشاہت میں آبادی اسکی دن بدن بڑھا کی جب عالمگیر کا وقت آیا تب دریائے راوی ایسا چڑھا کہ شہر کے اکثر باغات و عمارات کو صدمہ عظیم پہنچا تب بادشاہ نے چوتھے سن جلوسی میں ارشاد کیا کہ ایک باندہ مستحکم بنائیں کہ عمارات کو بار دیگر اس طرح کا صدمہ نہ پہنچے فرمان برداروں نے بھی ویسا ہی باندہ مضبوط کوس بھر کے طول کا باندہ اوپر اکثر جاگہ سیر تھیان پکی دریا میں بنا کر کنارے کو خوش اسلوب کر دیا بلکہ عمارتیں پکی پکی اور جلیان اچھی اچھی لب دریا بنا کر شہر کو بھی صفحہ تصویر بنا دیا غرض چوتھے سال کی شروع سے چالیس برس تک ہر سال مرمت و تعمیر اسکی سرکار والا سے ہوتی رہی اور مبلغ کثیر خرچ ہوا کیئے پھر تو وہ حجستہ بنیاد ایک دست آباد ہوا لوگوں کی کثرت اور ہر مند و نیکی بہتایت ایسی کم کسی شہر میں ہوئی ہوگی مفاسد و تنگدستی کے دروازے یک لخت مفقود * اجناس ہفت کثرت بلکہ اشیائے بحر و بر با فراط موجود * خرید فروخت لیا و نہاد * لین دین کا ہمیشہ گرم بازار * اگرچہ کوچہ و بازار مسجد سے خالی نہ تھا لیکن دریا کے کنارے مقابل دولتناہ عالمگیر کے ایک مسجد سنگن علیشان ایسی تعمیر ہوئی جسکی بنا پر پانچ لاکھ روپیہ صرف ہوئے سوائے اسکے شہر کے بیچون بیچ وزیر خان عرف حکیم عالم الملہ بن شاہجہانی نے ایک جامع مسجد ایسی خوش قطع بنا کی کہ شہر کی رونق دو چند ہو گئی مزار بھی اکثر بزرگوں کے شہر میں ہیں خصوصاً میر علی خجوبری کہ جامع فضیلت و ولایت تھا وہ بھی وہیں آسودہ ہی لیکن آنا اس بزرگ کا غزنین سے لاہور میں سلطان محمود کے ساتھ ہوا بلکہ سلطان ممد و ناج کا عقیدہ یہ ہی کہ صوبہ مذکور کی فتح اُسکے ہنر قدم سے ہوئی اور مقبرہ جہانگیر بادشاہ کا دریائے راوی کے آسپار شاہ درے کے متصل واقع ہی لگا ہوا اُس سے مقبرہ آصف خان ابو الحسن جہانگیری کا اگرچہ جابجائی شہر میں باغ اکثر پر فضا ہیں لیکن باغ شالامار کہ شاہ جہان نے نقل باغ کشمیر کنی بنایا ہی اسکی سیر سے اکثر خاطر بستہ گوشت گشتی اور دلی پر مردہ کو تازگی ہوتی ہی جب کہ احوال دار السلطنت کا قدرے لکھنے میں آیا لازم ہوا کہ کچھ کچھ قصبات کا بھی تحریر کیجئے *

(جالندھر)

ایام سلطنت اُنچاس برس ہمیں جب سے خالق کون و مکان نے عالم کون و فساد کو جاودہ کر لیا کسی ذیحیات کو خلعت حیات ابدی کا نہیں بخشا * اور ریاست کو بھی ایک قوم سے مخصوص نہیں کیا * ہر ایک شخص کو موت آتی ہی * اور سلطنت و ریاست بھی ایک خاندان سے خاندان دیگر میں جاتی ہی * پس ہر عاقل کو لازم ہی کہ مال و دولت کو اپنا بنانے اور اس حیات مستعار پر نہ بھولے * اور دولت ناپایدار پر نہ پھولے * (ابواب ۱۰۰)

پاؤں جنے تخت شاہی پر دھرا * آخر شس تختے پہ وہ ساکن ہوا
 تھے جو راکب سیکڑوں رہو ار کے * دے گئے آخر کو کا نہ ہے چار کے
 ایند تے ہمیں سر پہ رکھہ جو ناج زر * خاک ایک دن کھا نیگی اُنکا بھی سر
 خالق جو اس دار فانی میں ہوا * ایک دن راہی عدم کا ہو یوگا
 واقعی دنیا برادر ہیج ہی * جاہ و شمت بہہ سر امر ہیج ہی
 تیپ تاج کیس فاشہ کی دیکھہ کر * محو مت ہو بہہ دغا ہی سہر سر
 قلب اس کے ہوئے وفا * آنکھہ میں اِصکی نہیں شرم و حیا
 بھول کر بھی خواہش نکر * داغ حسرت سے نہ بھر اپنا جگر
 دام حرص سے نہ پھنس * جگ میں ہی اند بس باقی ہو س

یہ تاریخ حادی فیہ تہذیب عربی میں کامل فاضلون میں افضل فارسی دان کے بدل مقبول
مولوی محمد اسلم کے تصنیف میں بنا بر افزائش آرائش کتاب لکھنے میں آئی (ابواب
گزین آل خیر خلاصہ) قبل از یغم یزدان * کہ آمد از سماں گر آید بہم آن از
چہ اوصافش بیان سے است ادب جامع ہرقہ * بنظم و تہذیب کا ہر ایک جہت سے
تخلص میکند افسوس کہ اردو لہجہ آراستہ * ز ہم طرحان خود را چہ
چو تاریخ دیار ہست * نیکو آراستہ میں خود آراستہ بازیہ
چنان کہ طب الاسرار * در تخریر این نظر الہ * کہ شد از حرف غزلش بر خط
شدہ از محفل آراستہ * م آرایش محفل * مواد و شنش عاز دا
رقم زد سال تاریخش برائے یادگار اسلم * بحمد اللہ بنکیلی آ

* تمام شر *

صوبہ دار لاہور کا ہوا اور اُس سے رائے رام دیو بھتی نے تمام پنجاب کو نو لاکھ تکے پر
 اجارے لیا اتفاقاً ایسی واردات درپیش ہوئی کہ رائے مذکور مسلمان ہوا اور یہی
 اُسکی پیش آمد کا باعث تھا بعد اسکے ۸۷۷ ہجری اور ۱۵۰۰ سیر بکرماجیتی میں خان موصوف
 کی اجازت سے پتالے کو کہ محض ایک جنگل تھا آباد کیا وجہ سبب اُسکی یہی کہ شہر کی
 بنیاد کے وقت بدشکینی ہوئی تھی بسبب اسکے جاگہ بدلی قریب ہی اسکے ایک پشے پر
 بنا اُسکی پھر دالی اور پتالا پنجابی زبان میں مبادیے کو کہتے ہیں اس واسطے قصبہ مذکور کا یہی نام
 رکھا پھر بہت سے جنگل کٹوا کر گاؤں بسائے کھیت بوائے آخر ایک پرگنہ مقرر ہو گیا چنانچہ
 تحصیل اُسکی اور نگ زیب کے وقت میں تو گنج قارن سے بھی کچھ افراد نہی القصہ قصبہ
 مذکور ابند امین چند ان آباد نہ تھا نہ مشیر خان جو کہ اکبر کے وقت جو دمان کا کردار اہوا اُسے
 ایک مکان حاکم نشین اور تالاب لطیف و باغ وسیع و مان بنا کر رونق اُسکی دو چند کر دی *
 پھر دن بدن آبادی برہتی گئی * یہاں تک کہ ایک شہر معقول ہوا بعد اسکے شیخ المشایخ
 کرداری نے ایک عمارت نپت انوٹھی اور چلواری بہت خاصی بنائی اُس نے آبادی کو
 اور ترقی دی * اور بہار تازہ بخشی * پھر اور نگ زیب کے وقت وزیر خان عرف مرزا
 محمد جان جب امین ہوا اُس نے عالم گیر کے بارہویں سن جلوس میں تمام دکانیں بازار کی پختہ
 کر دیں اور بانکے رائے اور سبجان سنگ دونوں قانون گوؤں نے بلکہ اُنکے بیٹوں نے
 بھی کتنے مکانات پر فضا بنائے سوائے اُنکے ایک کاروان سرائے اور پرہ بھی بنا کیا بعد اسکے
 قاضی عبدالحی نے عمارتیں سنگین و رنگین بنائیں ساتھ اسکے ایک بازار کاروان سرا بھی
 نہایت وسیع * اور ایک مسجد جامع مرتبہ رفیع بنوائی * بلکہ ایک باغ بھی بہت برآ
 دلکش بنوایا پھر تو شہر کی رونق چوگنی ہو گئی * اور آبادی حد سے زیادہ برہی * بعد اُنکے
 گنگا دھر ہیرا نند کے بیٹے نے ایک پکا کوا شہر کے بازار میں کھدایا * ساتھ اسکے ایک
 باغ معہ باؤلی سواد شہر میں لاہور کے رستے پر بنایا * غرض دونوں مقاموں کو آبر و بخشی *
 اور دوائے باشندہ کو بلکہ مسافروں کو راحت دی * از بسکہ دونوں کا پانی آب گنگا سے
 سادی ہی بسبب اسکے اُنکے پانی کا ناؤ گنگا دھر شہر ہوا اگرچہ اطراف شہر میں باغ
 بہت بہار و گلزار پر بہار میں لیکن امرنگ قانون گو نے ایک باغ شالامار کے مشابہ

ایک قصبہ قدیم دوآبے میں ہی شاہ ناصر الدین ونہیں مدفون ہوا * اور مزار اُس کا زیارت گاہ
خلاتی تھرا * خصوصاً گرمیوں میں اکثر اشخاص وہاں زیارت کو جاتے ہیں * اور نیاز میں نذرین
اُسکی قبر پر چڑھاتے ہیں * کہتے ہیں کہ شیخ مرحوم اپنے وقت میں صاحب ولایت و
خلاصہ اہل ریاضت تھا اور مزار شیخ عبداللہ سلطان پوری کا بھی اُسی کی نواح میں ہی
کمالات و حالات اُسکے مشہور و معروف خطاب اُس کا سلیم شاہ کی سلطنت میں شیخ الاسلام
تھاپھر ہمایوں و اکبر کے عہد میں محمد و الملک تھرا اور اُسی دوآبے میں (بجوارا)

بھی ایک پرانا قصبہ ہی سر بصر و بافتہ دور یہ پچھو لہ جھونہ سفید چیرہ پتکا سنہری
آنچل دار وہاں کا ہند میں مشہور ہی لیکن چھینت سلطان پور ہی میں خوب چھپتی ہی بلکہ باد
بہ ونہیں کا نہایت چمک کے ساتھ ہونا ہی اور دوآبے میں * (ہیبت پور بہتی)
ایک پرگنہ ہی وہاں کھوڑے عراقی کی مانند ہوتے ہیں چنانچہ بعضے دس دس پندرہ پندرہ
ہزار روپی کو بکتے ہیں اور بھتی ہیبت پور کے متعلقات سے چگ گور دھر گو بند ایک
مقام ہی اُس میں ایک باغ نہایت پر فضا * اور ایک نالاب نہایت خوشنما * سیر کے
قابل * اور دہ کے لائق ہی * چنانچہ یہاں لکھی کے دن وہاں ہزاروں آدمی جمع ہوتے
ہیں اور اُس سے دو تین کوس پر * (رام تیو تھ)

ایک بڑی پرستش گاہ ہی ہنود وہاں کی بھی پرستش کا نتیجہ ثواب عظیم جانتے ہیں
نئی کوس دہ سے * (پنا لہ)

ایک قصبہ دلکشا * اور محمودہ خوش آب و ہوا * ہی ہانے والا اُس شہر گارائے رام
دیو بھتی ہی کہ کپور تھل کا زمیندار اور اپنی قوم کا سردار تھا مشہور ہی کہ سابق اس سے
ایک مرتبہ پنجاب میں اس طرح کا طوفان آیا کہ ستلج سے چناب تاگ تمام زمین سطح آب
ہو گئی بسبب اس کے عمارتیں دھ گس اور بستیاں خراب ہوئیں بلکہ ہزاروں ذبیحات بھی
دوب کر ہلاک ہوئے چنانچہ طوفان کے جانے کے بعد بھی ایک مدت یہ سر زمین ویران
پڑی رہی بعد ایک عرصہ کے بعض بعض جاگہ آباد ہوئی لیکن مغل باغی و گاہلی از بسکہ ہر سال
پنجاب پر دوڑا کرتے تھے اس جہت سے یہ ولایت نہ توں خراب رہی زراعت اس میں
بہت کم ہوتی تھی حامل بھی چندان نہ تھا جب سلطان بہلول لودھی کا وقت آیا تب نار نارخان

بیر بکر ماجیت چرند پرند کی بولی سمجھتا تھا اُس کا کلام سنکر دریا کے کنارے آکر منتظر کھڑا رہا۔ بعد دو ساعت کے کیا دیکھتا ہے ایک مردہ دریا میں بہتا چلا آتا ہے وہ نہیں اُس کو اتھا لیا انگھو تھی اُسکی انگلی میں دیکھی اور لعل کمر میں پائے تب گیدڑ کتین سچا جان کر اُس جسم بے جان کو اُسکے آگے لا کر ڈال دیا اور آپ امیدوار سلطنت کا ہوا دوسرے دن اجین کی سیر کو گیا یہ سب اُسکے کہ وہ اُسکا مسکن مالوف تھا ہر کوچہ و بازار میں پھرنے لگا جب ایک کھمار کے دروازے پر چھنپا کیا دیکھتا ہے کہ سواری معہ تحملات شاہی دہان کھڑی ہے اور سب ارکان دولت بھی سپاہ سمیت حاضر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اُسکے بیٹے کو انھی پر سوار کر کے تخت گاہ کی طرف لیجائیں طرف تر یہ ہے کہ بابا اُسکے گریبان چاک اپنے دروازے پر کھڑے خاک اتراتے ہیں * اور اشک خونیں اپنی آنکھوں سے متصل بہاتے ہیں * بیر بکر ماجیت یہ حالت دیکھ کر حیران ہوا کہ اُسے تو سب اسباب شادی کے ہیں بھر گریہ و زاری کس باعث آنر رہا اُس ماجرے کو کسی سے دریافت کیا بعد اُسکے کھمار کے برہا لے پر اور اُسکے بیٹے کی جوانی پر رحم کر کے مخاطب ہوا کہ امی پیر مرد تو ہر گز غم نہ کھا اور مطابق نرو کہ میں تیرے بیٹے کے عوض اُس دیو کے آگے جانا ہوں یا مدد الہی سے اُسکو مار خلق اللہ کو اُسکے پنجم ظلم سے بچھڑاتا ہوں * یا مارے جا کر بہشت کی نعمتوں کے مزے اُٹھاتا ہوں * کیونکہ جو کوئی کسی کے بدلے مارا جاوے البتہ اُس عالم میں راحت ابدی پاوے * یہ سنکر کھمار اور اکثر اشخاص بولے کہ ہمیں کیا لازم ہے کہ ایک مسافر کو ناحق لقمہ دیو مردم خوار کا بنائیں بالفرض اگر آج یوں کیا تو کل کیا کریں گے یعنی کہ اُسکے عوض بھیجیں گے بہتر بھی ہے کھاو روں کی طرح یہ بھی اپنی باری کے دن آپ جا حاضر ہووے القصہ بیر بکر ماجیت نے اِس مقدمے کے بیچ نہایت جھوٹ کر کے اُس کھمار کے بیٹے کی نوبت اپنے پرانی اور بطور معین پوشاک شانہ پہن کر عطر پاکیزہ ملے پھر صلاح و یراق سبک کر فیل کو ہیکر پر سوار ہو نہایت تزک و تجمّل سے شادیاں بجاتا قلعے میں داخل ہوا اور تخت شاہی پر اجلاس فرمایا ارکان دولت بقدر مراتب اپنے اپنے پائے پر قائم ہو کر امور مملکت میں مشغول ہوئے اور حسب النظم حضور قسم قسم کے کھانے اور طرح بطرح کے شربت قائم کے اُس دروازے پر کہ جو دیو کی گنہ رگاہ تھا مہیا کیے لیکن بیر بکر ماجیت کی بیٹھانی پر آثار سلطنت کے

نہایت مطبوع و دلچسپ بنایا اور اُسکے تین درجے رکھے اور پر کا درجہ شہر سیر خان کے نالاب پر مشرف ہی القصہ اُسکے سیر کو سی غم نہیں جسے نہیں کھوتی * اور اُسکی دید سے طبیعت کسیکی کبھی سیر نہیں ہوتی * سوائے عمارات و باغات کے اندر شہر کے اور باہر اُسکی اطراف میں بہت سے مردانِ خدا آسودہ ہیں اُنھیں میں سے شہاب الدین بخاری و شاہ اسمعیل و شاہ نعمت اللہ و شیع اللہ داد ہیں کہ ہر ایک اپنے عصر میں اہل کمال و صاحبِ حال تھا اور وہاں سے دو کوس پر موضع *

(مسالی)

اُس میں مزار شاہ بدالدین کا بھی سلسلہ اُس عزیز کا پیر دستگیر کو پہنچتا ہی چار کوس پتالے سے •

(دیپال ڈال)

اُس میں درگاہ شاہ شمس الدین دربائی کی ہی اُس بزرگ کی بھی کرامات و خرق عادات زبان زدِ خلایق ہیں چنانچہ اُسکے حینِ حیات کی ایک سرگزشت یہہی کہ ایک ہندو دیپالی نام بر آرا سخ الاعتقاد تھا جب گنگا کے نہان کا موسم آیا اور ہندؤن کے گروہ کے گروہ جانے لگے دیپالی نے بھی اُس بزرگ سے رخصت مانگی اُس نے فرمایا کہ جب روزِ معہود آوے تجھے یاد دلاؤ چنانچہ جب وہ دن آیا دیپالی نے عرض کی فرمایا آنکھیں بند کر جو نہیں کیں اپنے تئیں گنگا کے کنارے پر دیکھا اور بھائی بندون سے ملاقات کر کے اُنکے ساتھ نہایا اُنھوں نے بھی اُسے دیکھا پھر جو نہیں آنکھیں کھول دیں اپنے تئیں اُس ہادی کی مجلس میں پایا نہایت حیران ہوا جب کہ اُسکے بھائی بند اپنے اپنے گھروں میں آئے اور اُسکو وطن میں دیکھا ہر ایک نے کہا کہ دیپالی ہمارا شریک تھا چنانچہ باہم گنگا میں نہائے بھی تھے لیکن مراجعت کے وقت ہم سے پیش قدمی کر کے پہلے پہنچا ہم پیچھے آئے آخر الامر حقیقت حال سے واقف ہوئے * اور ایک مدت دریاے حیرت میں غرق رہے * نادر تر اس سے یہہی کہ اُسکے انتقال کے چند سال بعد برہیوں نے کلانور کے حاکم کے حکم سے سرس کا درخت کو اُسکی قبر کے نزدیک تھا اُسے کات کر عمارات کے واسطے ٹکڑے ٹکڑے کیا ابلا کی ایک آواز ہیئتِ ناگ آئی اور زمین و آسمان کی کانپنے لگی پھر اُس درخت کا تنہ خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا برہی اُس سانچے سے در کر بھاگ گئے وہ تھمتھ پھر سرسبز ہوا اس واردات نے اطراف میں شہرت پکڑی * اور خلق کی رجوع زیادہ ہوئی * غرض اب تک بھی اُسکی

نسلط اس مملک پر سے گیا اور حق بحق دار پہنچا پھر سبھوں نے مکر مذمب بانہ ہی اور ذ
اطاعت اُسکی اپنے پر لازم پکڑی امور مملکت بخوبی بھاری ہوئے * ظالم سرکش ظلم و سرکشی سے
کاری ہوئے * ہر ایک نے موافق اپنے حوصلے کے مجلس نشاط ترتیب دی شراب عیش متعل
چانیے لگی شہر میں کوئی گھر نہ تھا جہاں مبارک سلامت نہ تھی * اور کوئی مجلس نہ تھی جس میں
ناچ راگ کی صحبت نہ تھی * پیر و جوان کا غنچہ خاطر وادھا * بلکہ غنچہ تصویر بھی کھل گیا *
باشندے شہر کے ایک لخت شاد ہوئے ملک نئے سر سے آباد ہوئے * نغمہ پردازوں
کی صدائے گنبد تنگ گونج اُٹھا * اور سازوں کی نوا سے فرش سے لے عرش تک
بہر گیا * رقصوں کی کتیں دیکھ زہرہ کو مور جھاگت آنے لگی * اور انکی چمک تک کی
اداسے بجلی کی سرت جانے لگی * عجب طرح کا جشن اہل شہر نے کیا * کہ اندر کی سبھا کا
ہوش کھو دیا * کہو کہو بکو چہ نوبتیں بجنے لگیں * گھر بگھر شادیان مچ گئیں * آخر فوج نشاط
وانبساط کی یہ کثرت برہی کہ سپاہ درد و غم سب کی سب پائمال ہوئی * (ابیات)

لگے بجنے قانون و بین و رباب * بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طباق کی مردنگ کی * صدا ادبھی ہونے لگی چنگ کی
کما چون کو سارنگیوں نے بنا * خوشی سے ہر ایک انک سر میں ملا
گکا موم نارون پہ منہ چنگ کے * تنیورون کے سر کھینچے ایک رنگ کے
ستاروں کے پردے بنا کر درست * بجانے لگے سب و دچالاک و چست
ہر ایک کھ میں تھا مظم بون کا ہجوم * وہی ناچ اور راگ کی جگ میں دھوم
فنگ پر بھی سازوں کی چھنچی گمک * اُٹھا گنبد چرخ سارا دھمک
اتفاقا وے دن ہولی کے تھے چنانچہ ہر مجلس میں رنگ بھی برے لگا * اور گمال عبیر اُڑنے *
قمریہ جہ درندہ مارنے * اور آئے آئے ہر طرف لگے پکارنے * رنگت ہر ایک کے
(نظم)
منہ کی ارغوانی ہوئی * اور پوشاک زعفرانی *

عبیر استند خاک اور گرا * طبق انیک زمین کا عبیری ہوا
پرے بسکہ بھو دل کہہر جاکنک * گئے جیسے نارے زمین پر چھٹک
النصہ را جا کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد قدردانی اُسکی دیکھ کر وزیر امیر مردار اہلکار

نمودار جو دیکھے تمام دن اُسکی سلامتی کے لئے دست بدعا رہے جب رات ہوئی دیو نے بدستور وہاں آکر بخواہش تمام وہے نفیس نفیس طعام زہر مار کیئے * اور شربت بھی انواع و اقسام کے پیئے * بعد اسکے اندر گیا دیکھا کہ ایک جوان نہایت وجہ نحت پر بیٹھا ہی جاہتا تھا کہ آگے برہے بیر بکر ماجیت دیکھتے ہی اُسے مستعد جنگ کا ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا آخر دونوں میں کشتی ہوئے لگی کبھی دیو غالب ہوتا تھا کبھی وہ آخر کام کشتی سے گزر گیا تب بیر بکر ماجیت نے تلوار میان سے لی کہ کام اُس نابکار کا تمام کرے دیو متاثر ہوا کہ یہ جوان بھی برا زور اور قوی ہیکل ہی اس سے صلح کیجئے اور راہ نجات کی لیجئے * یہ سوچ کر ترے سے باز رہا اور یوں مخاطب ہوا کہ اسی جوان تو نے میری ضیافت بتائیں شاید تمہی کھانے لڈ بڈ لڈ کھلائے * اور شربت لطیف لطیف پیلائے * بنا بر اسکے میں نے تیری جان بخشی کی بلکہ تیری خاطر سے تمام شہر کو امان دی اب میں جاتا ہوں سلطنت اس ملک کی تجھ کو مبارک ہو کسی اور کو قابل اس امر کے نہ دیکھتا تھا جب کوئی رسم تجھے درپیش ہو تجھے یاد کیجیو بلا تو قف اپنے پاس پھنچا جانیو کیونکہ میں تیرا دل سے دوست اور خواہ ہو اگر آرم کے وقت تیرا شریک ہو نگا بلکہ تیرے عوض آفت اپنے سر پر لو نگا بیر بکر ماجیت بولا میں چاہتا تھا کہ تجھے جان سے ماروں اور ایک خلق کے خون کا انتقام لوں لیکن تیرا کلام محبت انجام نہ کر قتل سے دست بردار ہوا اور تجھ کو بہل کیا پس تقاضا محبت کا یہ ہی کہ تو یہاں سے چلا جا جب تجھے ضرورت پیش آئیگی تجھ کو بلا جیجیو نگا عنایت بعد اس کلمہ و کلام کے اُجین سے چلا گیا علی الصبح لوگ جو قلعے میں آئے اُس کو جیتا دیکھا کہ حیران رہ گئے کہ یہ بھی تو انسان ہیں تھا بھر کیوں کر اُس دیو مردم خوار سے بچ رہا بلکہ اُس پر غالب ہوا شکر ہی قادر لایزال کا جس نے ایسا زور اور بہادر جوان یہاں کر سجا کہ اُسکی قوت بازو سے ایسا ظالم اس شہر سے نکلا پھر تو حشاش ششاش ہو کر تمام اہل شہر کو جا خبر کی امرا و زرا نے وہاں آکر جو اُس زندہ دیکھا جانا کہ دیو اُس سے عہدہ برانہوا اور بھاگتا مل ہوئے کہ یہ شخص کوئی قد سی نزاد ہی یا صلب کسی بادشاہ بلند اقبال کا یا بیر بکر ماجیت راجا بھرتی کا بھائی والا انسان کی کیا قدرت کہ اُس سے اپنے تئیں بچاوے اور یہ تو محال ہی کہ اُس کو بھگاوے نہ ان پر شش احوال سے معاموم ہوا کہ بیر بکر ماجیت ہی لیکن اُسے کچلے ایک مدت جو گزر گئی تھی پہچانا نہ جاتا تھا آخر کردار و آثار اُسکے جو بنو دیکھے شاد ہوئے کہ خدا کا شکر ہی دیو کا

مہینے ٹنک قضیہ جھمکے اخلق اللہ کا واجہی چکایا * بعد اُنکے (راجا سرد می بن
 راجا امین پال نی) کشور ستانی و ملک گیری میں اوقات گزاری آخر سیتالیس
 برس سات مہینے کے بعد بیکنتھہ باسسی ہوا پھر (راجا پدارتھہ بن راجا ہرنہی نی)
 رائٹ فرمان دہی کو بلند کیا * پچیس برس پانچ مہینے عدل و انصاف کا ڈنکا دیا بعد اُنکے
 (راجا ندھمل راجا پدارتھہ کا بیٹا) سند حکومت پر بیٹھالیکن سپاہ و رعیت کی طرف
 متوجہ نہوا * عیش و عشرت میں پر گیا * بھنگ پینا اختیار کیا * نشے میں غرق رہنے لگا مرا
 وزرا سے بد سلوکیاں شروع کیں * آنکھیں بکمر تہ بند کر لیں * راہ و رسم ریسون کی
 بھلا دی تالیف قلوب ترک کی آپ میں نرم و خبطی سا ہو گیا رئیس کو لازم ہی کہ کسی
 نشے کی کثرت نہ کرے اور عادت نہ ڈالے نہیں تو خاصیت جماد کی پیدا کر یگا اور انسانیت
 سے جانارہیگا خصوصاً بھنگ بدتر بن نشا ہی اگر چہ ابتدا میں قدرے سرور لاتی ہی * بلکہ
 بھوک بھی لگاتی ہی لیکن آخر کار اُلوبناتی ہی * سدھ بدھ ساری بھلاتی ہی * برہنا اُسکا جیسے
 کو گھٹاتا ہی * رنگ نیم کا پنا سا ہو جاتا ہی * اگر شیر اُسے پیئے بکری سے درے *
 اور جو گیند اُسکا مادی ہو تو بھیر سے بھاگا کرے (ابیات)

جسے بھنگ پینے کی عادت ہوئی * اُسے جو دوہمت سے نفرت ہوئی
 اگر ہو دے کیسا ہی چالاک و چست * پر اُس کو پیئے تو وہ ہو جاوے سست
 نہ چہرہ ہی اُسکا فقط زرد ہو * جو کثرت کرے اُسکی نامرد ہو
 سمجھنے لگے پھر تو رسی کو ناگ * اگر تیک ہلے وہ تو بس جائے بھاگ
 القہر جب راجا بھنگ کی افراط سے ازخود زندہ ہو گیا ارکان دولت سے بد نویان کرنے
 لگا تب بیر ماہ وزیر نے لوگوں کے درغلان نے سے قابو پا کر ایک دن اُس کو مارا اور
 ملک کا مالک ہو بیٹھا و افقی جب ریاست و حرص سلطنت آدمی کو حقوق محسن کے بھلا
 دیتی ہی * بلکہ خوف الہی دل سے اُتھا دیتی ہی * تب جان جو جھمکرا اُس امر کا مرتکب
 ہونا ہی * جس کے سبب خوبی عقبی کھونا ہی * قصہ مختصر اُن مقتول نے اکتیس برس اور
 آٹھ مہینے راج کیا اُسکے بعد راجا سرد کی اولاد سے سرشت سلطنت منقطع ہو اور خانہ ان میں گیا
 (بیت) نہ بد ہی رہا اس جہان میں نہ نیک * کہانی رہی اُن کی ایک عمر لیک

منہر و زہوئے * اور لطف و کرم سے اُسکے اکثر بے مقصد و صاحب مقصد و زہوئے *
 طریقہ فریاد کا جہان سے اُتھہ گیاعدالت کا عملہ اکثر معطل رہنے لگا * (بیت)
 ہوا عدل کا اُسکے جگ میں بہہ شور * ماسفر کی چو کی لگے دینے چور
 کوئی کنبھی اور قفل کا ہیکو لے * کرہتے ہیں دروازے اب بہان کھلے
 حیرت حسی نے بھی اُسکی سپاہ و رعیت کو مرذ حال کر دیا * اور داد و ہش نے فقرا غریبا کا
 گھر باہر بھر دیا * پھر تو ہر متنفس اُسکے حق میں صبح و شام دعا کرنے لگا * اور ہر ایک شخص
 مدام اُسکی مدح و ثنا کرنے * ایام ریاست میں اُسکے مینہ وقت پر برسا کیا کال کبھو نہ پر آ
 مفلس ایک متنفس نہ رہا * فاقد کسی نے نہ کیا * پر ائے مال پر دست انداز کوئی نہوسکا *
 ظلم و ستم کا رستہ سدود ہو گیا * دوز دی و رہزنی کا چلن مفقود ہو گیا * (بیت)
 ہر ایک عہد میں اُسکے مامون تھا * بہ از خانہ ہر کوہ و مامون تھا
 کنسی ملک میں تھا نہ چور و ن کا در * دکانیں کھلین رہتے تھیں رات بھر
 از بسکہ راجا کو سوائے علم و فضل ظاہری کے تصفیہ باطنی بھی تھا سب اُسکے ہر ایک کے
 دل کی بوجھ لیتا تھا اور غیب دانی بھی تھی چنانچہ گزشتہ و آئندہ کی بھی اکثر خبر دیتا تھا *
 (نظم)

ہر ایک راؤ و راجا کا سردار تھا * وہ اپنے زمانے میں آؤنا تھا
 شجاعت و ہمت بھی اُسکی ایسی تھی کہ دکھن اور آریسہ بنگالہ اور بہار گجرات و سمنات
 ملک لے لیا حکام کو و مان کے اپنا محکوم کیا آخر اجا سکھو پت کو مار کر دلی بھی چھین لی ناکابل
 عمل کر لیا احوال راجا سکھو پت کے مارہرے پٹیکسا سابق اس سے لکھنے میں آیامی الغرض
 راجا کو از بسکہ معاونت فلکی و غیبی تھی سبب اُسکے حاجتیں ہر ایک محتاج کی اور مرادیں
 صاحبان مراد کی بلا مہلت بر لاتا * کوئی اُسکے در دولت سے محروم نہ جاتا بلکہ بعضے بعضے مطالب
 و مقاصد اہل غرض کے کہ قوت بشری سے خارج و احاطہ عقلی سے باہر تھے اُسے بھی منہ
 نہ پھیرتا اور بوجہ احسن سرانجام کر دیتا چنانچہ اُسکی حاجت روائی کی نقلیں عجیب عجیب کتنی
 کتابوں میں لکھی ہیں لیکن سنگھاسن بتیسی میں بیشتر کیونکہ اس کتاب میں فقط اُسی راجا
 عالی ہمت کا احوال ہی کسی اور کانہیں باوجود اُسکے اکثر اشخاص رئیسوں کی مجلسوں میں

جوانی میں نہایت خوب ہی * چنانچہ ہر ایک جوان کو مرغوب ہی * خصوصاً صاحب کو جوانی میں دولت ہو اُسکے توحق بطرف ہی لیکن جنکو خدا نے عقل دی ہی دے سوچ سمجھ کر عیاشی کرتے ہیں اس قدر لگ نہیں پرتے امور مہاکت کو سب باتوں سے متقدم جانتے ہیں * اور کہا اپنے دولت خواہوں کا جان و دل سے مانتے ہیں * جو حاکم عیاش ہو اوہ دین و دنیا سے گینا بیجا عیاشی کا غفلت ہی اور کاہلی کا ذلت اکثر تخت نشین غفلات کے باعث صاحب حصر ہوئے * بہتر سے سلاطین کہالت کے سبب حقیر ہوئے * القصہ جب بے پروائی و لاوہالی راجا کی بہت برہنگی اور نارسانی اُسکی سب کے نزدیک ثابت ہوئی ارکان دولت و عیان سلطنت نے وزیر سے اتفاق کیا * اور راجا کو مار کر اُسکو راج پر بٹھا دیا * حاصل یہ ہی کہ غفلت باد شاہوں کی اُنکے تخت سلطنت کو خاک میں ملاتی ہی * اور وزیروں کو پائے وزارت سے اورنگ شاہی پر بٹھاتی ہی * غرض راجا اُدھت نے بیس برس گیارہ مہینے راج کیا آخر اپنے کپکے کی سزا کو پھنچا قصہ کو تاہ راجا بیس برس سے لے تا راجا اُدھت مور اشخاص نے سلطنت کی ۵ چار سو چالیس برس کے بعد اُنکے خاندان سے ریاست گئی *

(نظام)

تو دنیا کو ایک فاشہ کر قیاس * ہی آج اُسکے پاس اور کل اُسکے پاس اُسے نت نیا بار درکار ہی * وفا سے ہمیشہ بہرہ بیزار ہی زیادہ کہو اُس سے تو لگ بچل * بجز داغ حسرت نہ لگی بہرہ پھل نہ بھول اُسکی بہرہ کر و فردیکہہ کر * کہ ہی داغ حسرت ہی اُسکا ثمر (جب راجا دندمر) منصب وزارت سے دیکھ سلطنت کو پھنچا اکتالیس برس چھ مہینے سپاہ و رعیت کی غورو پرداخت کرنا و آخر نقارہ رحلت کا بجا گیا پھر * (راجا سین دھوج بن راجا دندمر) راج پر بٹھا پینتالیس برس خلق کا کام اُسکے ہاتھ سے جاری رہا بعد اُسکے * (راجا مہاکنگ راجا سین دھوج کا بیٹا) حاکم ہوا اور اکتالیس برس دو مہینے کے بعد اُس نے رخت ہستی کو باندھا اُسکے بعد * (راجا مہاجود مہین مہاکنگ) ریس ہوا تینتیس برس امور سلطنت کو انجام دینا رہا پھر * (راجا ناتھ بن راجا مہاجود مہ) اکتالیس برس حاکم رہا آخر پیمانہ اپنی عمر کا پھر گیا اُسکے بعد * (راجا جیون راج بن ناتھ) راج نہ

حاصل یہ ہے کہ راجا برادے لیکر اس راجا تک چودہ شخصوں نے پان سو ایک برس سلطنت کی پھر (راجا بیرماہ) پایہ وزارت سے جو مرتبہ سلطنت کو پہنچا پینتیس برس تخت نشین رہا بعد اُسکے (راجا جنجاب سنگھ) راجا بیرماہ کا بیٹا ستائیس برس اور سات مہینے راج کرنا رہا آخر اس جہان کو تاج گیا پھر (راجا شیرکھن بن راجا جنجاب سنگھ) سندھ نشین ہوا اور اکیس برس اُس نے راج کیا اُسکے بعد * (راجا مہی پت بن شیرکھن) پچیس برس اور چار مہینے اپنے باپ کا قائم مقام رہا اور امور ملکی کو انتظام دیا کیا بعد اُسکے (راجا بہار مل مہی پت کا بیٹا) تخت ریاست پر قائم ہوا اور چونتیس برس آٹھ مہینے طریقے ریاست و حکومت کے بجالایا * (پھر راجا سرود پت راجا بہار مل) کا بیٹا راجا ہوا اتھائیس برس اور تین مہینے جیا بعد اُسکے * (راجا مترسین بن راجا سرود پت) نے چیس برس تین مہینے سندھ حکومت کو زینت دی سپاہ و رعیت کی پرورش و درستی میں اوقات گزاری پھر راجا (سکھان راجا مترسین) کا بیٹا حاکم ہوا اور ستائیس برس دو مہینے اُس نے راج کیا بعد اُسکے * (راجا جی مل بن سکھان) اتھائیس برس دو مہینے راجا رہا آخر آگ میں جل کر راکھ ہوا اُسکے بعد (راجا گل نک راجا جی مل) کا پورا اپنے باپ کی سند پر بیٹھا اور اُنتالیس برس چار مہینے حاکم رہا پھر * (راجا گل من راجا گل نک) کے نور چشم نے جگ اُجالا کیا چھالیس برس تک سواد ظلم کو مملکت میں آنے نہ دیا بعد اُسکے (راجا ستر مردن بن راجا گل من) نے تخت سلطنت کو آرائش دی آٹھ برس گیارہ مہینے دنیا میں حکومت کی اُسکے بعد * (راجا جیون جات راجا ستر مردن) کا بیٹا قایم تمام اپنے باپ کا ہوا چھبیس برس نو مہینے خلق کو اُس سے فیض پہنچا پھر (راجا ہرن جک جیون جات کا) بیٹا راجا ہوا اور تیرہ برس دو مہینے ملک امور ملکی کو انتظام دینا رہا اُسکے بعد راجا (بیروہن بن راجا ہرن جک) نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا پینتیس برس دو مہینے طریقے ریاست و حکومت کے بجالایا بعد اُسکے (راجا ادمت بن راجا بیروہن) ریس تمہرا لیکن اُس نے جوانی و فرمان روائی کے غرور سے امور مملکت کی طرف سے غفلت کی عیش و عشرت میں اوقات کاٹنے لگا اکثر اوقات محل میں رہنا اختیار کیا فی الواقع عیش و عشرت

راجا راج پال نے پھبیس برس راج کیا حاصل یہی کر راجا مذہم سے لیکر اس راجا تک نو
شخصوں نے ریاست کی آخر سلطنت اُنکے خاندان سے بعد راجا راج پال کے منقطع ہوئی (بیت)
مذ یکھا جہان مین کوئی خاندان * کہ دولت رہی ہو ہمیشہ جہان
نہ لینا بخدا ہش کبھو اُسکا ناؤن * کہ بہہ یو فادہاتی پھرتی ہی چھاؤن

جب راجا کھونت کو ہی والی ممالک مجرورہ کا ہوا اُس کے مزاج مین بھی نہایت
غرور آگیا اُمراد زرا سے سلوک ناشایستہ کر فے نگاشتم می سلطنت کا سنبھال نہکا
کم ظرف تو تھا ہی اُبل چلا بدست ہو گیا اور بہہ حالات بادشاہوں کے شایان نہیں بلکہ
خوش خلقی و سپاہ پروری و رعیت نوازی و قدر دانی اُن کو لازم ہی جس سلطان نے
ان فعلوں کو ترک کیا سرشت سلطنت کا اُسکے ہاتھ سے گم ہوا اور بہہ تو اس بد کرداری
اور ناہنجاری کے ساتھ پوستی بھی تھا بسبب اسکی افراط کے عقل اسکی باکلاں زائل
ہو گئی تھی اکثر اوقات نشے مین سرشار بینخودی مین لیل و نہار رہتا تھا کمون کو کوئی نشا
کھانا پینا مزادار نہیں خصوصاً پوست کہ فقط پوست و استخوان ہی باقی رکھتا ہی
قوی کو ضعیف بناتا ہی اور صحیح کو مریض سر و قامت اُسکی کثرت سے کبر سے
ہو جاتے ہیں * اور تنو مند تنکا سے بن جاتے ہیں * گردن جھکی جاتی ہی * پینک چلی
آتی ہی * رات کو جاگا کر ناہی اور دن کو سو یا کر ناہی صورت اصلی پر نہیں رہتا مسخ
ہو جاتا ہی ۲ قصہ راجا مذہم ہوشی کے باعث چرچر آہو گیا تھا رعیت پر تعدی اور سپاہ کے
حق مین نادہندی شروع کی سر دار تو اُسکی بد سلوکیوں سے شاکی تھے ہی منحرف ہو گئے (بیت)
جو حاکم ہو اعدل کر اختیار * کہ ظالم کی دولت نہیں بایدار

جب بہہ خبر اطراف مین مشور ہوئی راجا بیر بکر ماجیت اُجین کاراجا فوج کشی کر کے اُسپر چڑھ
آیا اور بہہ بھی اپنی فوج لیکر اُسکے مقابل ہوا دونوں لشکر آپس مین خوب لڑے * اور
ہزاروں جوان مارے پرے * میدان دریائے خون ہو گیا روز نگاہ کا حال دگرگون ہو گیا *
اجسام بہادر وں کے تیروں کی کثرت سے بنیان بن گئے * اور سینے دلا درون کے
پیکانوں کی ہنایت سے ایک لخت چھن گئے * آب نیل کی موجوں نے فوجوں کو
موت کے کھات لگا دیا بلکہ رخت ہستی ہر ذہجیات کا ایک لخت بہا دیا * آفرین صد آفرین

قائم ہوا اپنی تالیس برس سن مہینے کا ربار سلطنت کا کرنا؛ اُس کے بعد *
 (راجا اڈے میں راجا جیون راج کا بیٹا) تخت حکومت پر بیٹھا اور سینتیس برس پانچ
 مہینے دنیا میں رہا پھر * (راجا اندجل اُدی میں) کا بیٹا اکاون برس حکومت کرنا؛ آخر
 تخت سلطنت کو چھوڑ گیا پھر * (راجا راج بال بن راجا اندجل) نے تخت حکومت پر
 جلوس کیا خلق اللہ کو آرام دیا جہاں بانی و ملک ستانی پر مصروف ہوا بزور شمشیر بہت سے
 ملکوں پر قبضہ کر لیا * اور اکثر گردن کشوں کو اپنا مطیع کیا * تب تو شراب نخوت کا نشہ
 خوب سا چڑھا * اور تکبر سے زیادہ برہا * چنانچہ اکثر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لانا تھا * اور
 ملکوں تکبرانہ سے پیش آتا * (نظم)

ہوا جاہ و دولت سے یہاں تک دماغ * کہ نہ کو نگاہ سمجھنے چراغ
 جو درگاہ نہی اُس کو زراہ غرور * سمجھتا تھا اوج فلک سے بھی دور
 حاصل یہ بھی کہ کثرت شکر و تسلط سلاہین پر بغرور زندگانی کرنا تھا حکما و عقلا نے فرمایا ہی
 اور تجربے میں بھی آیا ہی کہ جن نے تکبر و نخوت و رعونت کی اندک زمانے میں ایسی
 مرجنگ لکھائی کہ خاک میں مل گیا اور جس نے غرور سے پگرتی پھیر لکھی وہی پگرتی اُسکی فوراً
 گلوگیر ہوئی گلا اُس کا گھونٹا اور دم خفا کیا آخر کار خاک مذلت پر وہ گرا * (نظم)
 تکبر ہوا جس کو حق کے شوا * یہ تھوکر لگی اُس کو اوندھا گرا
 تکبر ہی پھینا اُس کے تئیں * سزاوار اُس کا تو بندہ نہیں
 قصہ کو تاہ کھنوت نامے راجا کہ دام نہ کوہ کماؤں میں نحو آئے سے ملک پر متصرف
 تھا ساتھ اس کے خراج بھی اُسے دینا تھا ایک دن وہ اپنے ارکان سلطنت و وزراء سے مملکت کو
 لیکن مغر شکر سہارا ج پر چڑھ گیا اور فتح باب ہوا خدا کی قدرت سے عجب کیا ہی اگر
 وہ ارادہ کرے تو بہار کو برگ کاہ اُکھارے اور مور مار کو مارے چنانچہ راجا راج بال
 باوجود اس قدرت و قوت کے اُس ضعیف کے ہاتھ سے مارا پڑا اور وہ ملک کا مالک ہو بیٹھا
 . (نظم)

جو جاہ خداوند چرخ برین * تو دشوار یہ بات ہرگز نہیں
 تو ہی کو ہر یک ناتوان دالے مارے کرے شہر گریب سے داہم فرار

نکیا جب دو تین روز پیہم سنی ناچار ہو کر راجا دھار سے اُسکی حقیقت کہی راجا متعجب ہو کر آپ اُسکے کنارے پر آیا اور اُس صدا کو بگوش خود سنا بعد اُسکے بون کہا کہ اگر واقعی تو راجا اندر کا بیٹا ہی اور قدرت امور غریبہ کے مہر انجام کی رکھتا ہی تو ایک شہر بنا دہنی اس شہر کے گرد بنا دے نا تجھے نیرے قول کا اعتماد ہو دے پھر اپنی بیٹی کی شادی تجھ سے کر دوں گندھرپ سین نے فی الفور قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات کی معمار حقیقی کی قدرت سے بدون مہار اور لوہار کی مدد ایک حصار آہنی نہایت مستحکم شہر کے گرد نمود ہوا (بیت)

حصار اسطرح کا عریض و بلند * نہ چھنچھے جہان و ہم کی بھی کمند

نہ بکھا کسی نے کبھی نے سنا * سولوہ کا ایک آن میں بن گیا

خلق اس سانچے عجیب کو دیکھ کر اچنبھے میں پر گئی اور راجا کی عقل جاتی رہی و نہین و فائے وعدے کے لئے نالاب پر جا کر پکارا کہ اس امر عجیب کے ظاہر ہونے سے تجھے نیری بات کا یقین ہو ادغدغہ مطلق نہ اب تو پانی میں سے نکال کر اپنی بیٹی کا جلد تجھ سے عقد کر دوں گندھرپ سین فی الفور بہیت حماری اُس آب گیر سے باہر نکلا راجا اُسکو دیکھتے ہی گر داب حیرت میں غرق ہوا اور عرق خیمالت میں ڈوب گیا جب اس حالت سے نکلا جی میں سوچا اگر اپنی بیٹی اسے دوں تو اپنے بیگانے شہانت کرینگے اور جو مذون تو بہر قدسی نژاد تجھے میرے اہل مملکت محبت خاک سیاہ کر دیا بلکہ ایک مستفس کو جینا چھوڑ دیا گندھرپ سین اُسکے منگنی بوجہ نہ کر بولا امی راجا تجھکو اس پیکر میں دیکھ کر غمگین مت ہو بہر حکمت الہی ہی کہ دن کو گدھے کی صورت رہتا ہوں اور رات کو آدمی کی شکل بتا ہوں القصہ راجا دھار کی بہر مجال نہوئی کہ اُس امر سے پھرے چار و ناچ اپنی بیٹی کو اُسکے ساتھ بیاہ دیا گندھرپ سین دیکھو تو گدھے کی شکل ہو طویلے میں گھاس کھانا * اور رات کو محل میں جا کر اپنی دلہن کے ساتھ عیش منانا * لیکن راجا دھار دشمنوں کی شہانت اور ہرزہ نگاروں کی طعنہ زنی سے رنجیدہ و خجل رہنا تھا اور ہمیشہ اُس امر کے مذاکر میں تفکر و تردد کیا کرنا ایک شب کا ذکر ہی کہ گندھرپ سین بعدادت معبود جہت حماری چھوڑ کر بصورت انسان عر مہر اے میں گیا تھا راجا نے جو قابو پایا اُس جسم کو آگ میں جلا کر داکھم کر دیا گندھرپ سین اُس وقت باہر نکل آیا اور کہنے لگا امی راجا تجھے جس وقت اندر نے مڑا تھا اُس وقت بہر کہا تھا جب اس

دور ان طرفین کی جرئت و شجاعت پر کہ ہر ایک نے حیات کے دشمن کو توڑا *
لیکن دم واپس نلک دم بخور و شمشیر سے منہ نہ نور آ * آخر راجا سکھونت کو ہی کو مقادمت کی
ناب نہ بھی پانڈون اُسکے اُتھ گئے لیکن رزنگاہی میں مارا ہر آ اور راجا بیر بکر ماجیت فتح باب
ہو کر پھر اغرض راجا سکھونت کی حکومت چودہ برس رہی * (نظم)

اگر شیر سے گرگ آ کر لڑے * مقرر وہ نا فہم مارا پرے
جو سندرکھہ ہوشہ زور سے ناتوان * تو جاتی رہے جان اُسکی نہ ان
(راجا بیر بکر ماجیت بن گندھرب سین)

اُسکی ولادت کے احوال میں اختلاف بہت ہی اور صاحب خلاصہ الہند یہ لکھنا ہی کہ
بعضی نارنجون اور اکبر نامے سے یون دریافت ہو اہی کہ ابا و اجداد سے یہ اجین کا
راجا تھا باب اسکا گندھرب سین لیکن سنگھاسن بتیسی کے ترجمے سے یہ بوجھا جاتا ہی
کہ ایک دن مجلس نشاط میں راجا اندر کے سامنے کتنی اچھمرائیں ناچ رہیں تھیں عجائب
سمان بندہ رہا تھا کہ عین مزے میں گندھرب سین بن اندر کی نگاہ ایک اچھمراہر
پرتے لگی * بلکہ دمدم اُس سے آنکھ لڑنے لگی * اور وہ راجا کی منظور نظر بھی تھی
راجا اس حالت کو دیکھ کر نہایت برہم ہو ا و وہیں اپنے بیٹے کو سراپا کہ عالم غلوی سے عالم سفلی
میں جا کر دن بھر گدھے کے بھیس میں رہے اور رات بھر انسان کے بہان تک کہ ایک راجا
عظیم الشان اُسکا پیکر حماری آگ میں جلادے تب اپنی صورت اصلی میں آکر پھر عالم
ملکوت کی طرف مراجعت کرے فی الفور گندھرب سین اپنے مکان سے بھاگے گدھے کی
صورت بن متصل دھارا نگر کے ایک نالاب میں گیا اور وہیں ساکن ہو اس ارادے پر کہ
بہانے راجا کی بیٹی لیجئے تا اس جہت حماری سے نجات پائے کیونکہ راجا اسکو مقرر جلا دینگا اور
میں شکل اصلی سے متشکل ہو کر اپنے مکان مانوس کو رہی ہو نگا وہ اس اندیشے میں تھا کہ
ایک برہمن نہا نیکو اُس نالاب کے کنارے وارد ہوا گندھرب سین اُسکی آہستہ سنکر پانی میں
سے بولا اسی ہا منہ میں گندھرب سین راجا اندر کا بیٹا ہون بہان کے راجا سے جا کر کہہ کہ
اپنی بیٹی کو تجھ سے بیاہ دے پھر جو کچھ اُسکی حاجت ہوگی اُسے بر لاؤنگا * اور جو اسبات کو
نا نیکا تو اُسکی ساری ملکیت خاک میں ملاؤنگا * ہا منہ نے اُس دن تو اُس آواز کا اعتبار

تو بھول کے بھی ستم ضعیفوں پہ نکر * ہی آہ سحر میں اُنکی شعلے کا اثر
ز ہمار مغیروں کو نہ ایذا دینا * کرتے ہیں ترجم اُنپہ شیر و اژدر

اور اسی طرح بھرنری کی بھی پرورش و تربیت پر متوجہ ہوا فضل الہی سے دونوں بھائی
تھوڑے دنوں میں برے ہوئے لیکن بیر بکر ماجیت کی جبین میں سے جو ملا متین سلطنت و
ریاست کی ہو یہ انھیں اس سبب راجا اُسکو بہت پیار کرتا تھا جب جو ان جو اصولہ داری
مالوے کی اُسکے لئے مقرر کی پھر بکر ماجیت نے راجا کی خدمت میں درخواست کی کہ بڑے
بھائی کے ہوتے میں حکومت کا سزاوار نہیں بہتر یہ ہے کہ ناظم وہ ہو اور دیوان
میں ہوں راجا نے بہ بات اُسکی نہایت پسند کی حکومت و اُنکی بھرنری کو بخشی اور دیوانی
بکر ماجیت کو بھر دو نوںکو رخصت کیا جب یسے صوبہ مذکور میں پہنچے بھرنری نے اُجین کو
دارالامارت مقرر کیا و نہیں مسند حکومت پر بیٹھا اور بیر بکر ماجیت بھی پایہ وزارت پر قائم
ہو انظم و نسق امور مالکی و مالی کے بخوبی کرنے لگا رفتہ رفتہ دونوں بھائیوں نے اکثر ملک
جو متصل اُس ولایت سے تھے اُنپر قبضہ کر لیا اور کتنے حاکموں کو اپنا محکم کیا پھر تو حکم اُن کا اکثر
ملکوں پر جاری ہوا اور آبادی اُجین کی طول میں تیرہ کوس اور عرض میں نو کوس تھری
راجا بھرنری ان کے اپنی رانی کو کہ نام اُسکا سینا تھا بنگلا بھی اُسکو کہتے تھے بہت
چاہتا تھا اس واسطے اکثر محل میں رہتا اوقات عزیز اپنی اُسکے ساتھ عیش و عشرت میں کھونا ملکی
مالی مقامات کی طرف متوجہ کم ہوتا بالکل مدار مہمات حکومت و سلطنت کا بیر بکر ماجیت
پر تھا وہ خیر خواہی سے راجا کو بیشتر نصیحت کیا کرتا کہ محل مرا میں بیٹھ تراوقات بسر کرنا
امور سلطنت پر دھیان نہ دھرنا مناسب نہ تھا رانی اس واسطے اُس سے یا اس لئے کہ
مدار المہام سلطنت کا تھا آزدہ تھی سخت است راجا کو کہتا کہ اس بات پر لائی کہ
بیر بکر ماجیت کو مملکت سے اخراج کرے اور خدمت مختاری کی اُس سے لے لے وہ مہم
العقل محکوم زن بھائی سے ایسا بھر گیا نہ برادری کا لحاظ کیا نہ حقوق جانفشانی کے سمجھا ایک
غودت خانہ برانداز ناقص العقل کی خاطر سے اُس انسان کامل کو شہرہ رکھا اپنے ہاتھ سے
(نظم)

اپنا بازو تو آردیا *

محبت پہ عورت کی ہرگز نجا * کہ انجام اُسکا نہیں جز دغا

گدھے کی کھال کو ایک راجا جلا چکیگا میں پھر عالم سفلی سے مکان اصلی کو جس شکل سے تھا
 وہی باہی ہو کر جاؤنگا تو نے برآ۱ حسان کیا کہ اُسکو جلا کر میرا کال کاتا اور وبال دور کیا خدا
 تجھے جزاے خیر دیوے اب نیری خدمت میں التماس کرنا ہوں پہلے ایک بیتا بھرتی نام
 میرے یہاں ایک چیری سے پیدا ہو چکا ہے اب نیری بیٹی جو پیت سے ہی بہر بکر ماجیت
 ایک لڑکا جنے گی ہزار ہا نھی کا زور اُسکے جسم میں ہوگا غرض صفحہ روزگار پر ان دونوں کا نام
 ناز و قیامت ثبت رہیگا اب اثر اندر کی دعا سے بدکانبر چکا ہے تجھے عالم علوی میں جایا چاہئے
 بس تم سے رخصت ہونا ہوں بہر کہہ کر آسمان کی طرف اُڑا اور نظرون سے غائب ہوا راجا
 اس امر عجیب کے مشاہدے سے ہکا بکا سار ہگیا مذہن پچتا نے لگا کہ اس قدر سی نزا د کی
 تجھ سے افسوس کہ کچھ خدمت نہو سکی اتفاق حسنہ سے بہر اس عالم میں وارد ہوا تھا ساتھ
 اُسکے جب بہر دھیان کیا کہ میری بیٹی سے اسکا ایک لڑکا اباشہ زور پیدا ہوگا کہ ہزار
 ہا نھی کی قوت اُس میں ہوگی تب ذرا کہ اجیانا اُسکا نالو جو اس عالم میں ہوا تو اپنے
 قوت بازو سے میری سلطنت چھین لیگا اور میں اُس سے مقابلہ نہ کر سکو لگا کتنے اشخاص
 تعینات کئے کہ جب بہر لڑکی بیتا جنے اُسکو میرے پاس فی الفور اُتھالا دین کہ میں اُسکا
 کام تمام کروں اور اُسکے شر سے بچوں وہ لڑکی ایک تو گندھرپ سین کی آتش فراق سے
 جاتی بستی تھی جب دیکھا کہ بہر گر وہ اسبات پر متعین ہوا ہے کہ جسوقت میں لڑکا جنوں اُسکو
 تھمکا لے تو آوے زندگی اُسکو اور بھی دو بھر ہوئی دیکھا کہ اس صدمے کی تاب نہ لا سکو لگی
 پیش از اسکا ایک چھری سے اپنا شکم چاک کر دالا اور رشتہ حیات کا قطع کیا
 اتفاقاً ان مہینا لگ چکا تھا اور ارادہ الہی یہ تھا کہ بہر لڑکا دنیا میں پیدا ہو دے
 اور دے کام کرے کہ کسی بشر سے نہوے ہوں اور نہو سکین بنا بر اسکے بہر بکر ماجیت
 اُسکے پیت سے جینا نکل پڑا اور نو پیدا بش چوں کی ماتہ روئے لگا نگہبان اُسوقت
 راجا کے حضور اُسکو لیگئے کیفیت اُسکی مان کے مرنی کی اور حقیقت اُسکی پیدا بش کی
 من و عن عرض کی و اجا گندھرپ سین کے لپے پہلے سے مغموم تھا اب جو بیٹی کا مرناسنا
 غم اُسکا زیادہ برآھا غرض اُس طفل یتیم کو دیکھتے ہی مہر دل میں آگئی اُسوقت اُسکی
 برویش کے لپے دودھ پلائی دایمان کسی رکھ دین *

(رہا ہی)

رانی کے سامنے بیان کیا اُس نے سنا کر کہا کہ صاحب عصمت رندیونکی محبت سے بہت بات
 بعید ہی کہ اپنا کام جلد سے نکال پھینچائیں * اور ایک آہ سرد کے ساتھ فرجائیں * راجا کے دل
 میں بہت بات اُسکی کھینک کر تھی ایک دن ازمانش کے لئے شکار گاہ میں سے کسی آدمی نالان
 و گریان بھیجئے کہ شہر میں جا کر کہیں کہ راجا میں اور ایک دیو میں لڑائی ہوئی تھی آخر دیو غالب
 ہوا اور راجا مارا گیا اُنھوں نے اسی حالت سے اس خبر کو پہلے تو جایا منتشر کیا نہ ان رانی
 نمک بھی پھینچایا * بلکہ اُسکی صدق کے لئے راجا کا لباس خاص خون آلودہ دکھایا * رانی کہ چاہت
 میں ہکی اور محبت میں پوری تھی جھوٹ سچ کی امتیاز نہ کی فی الفور جی سے گزر گئی دعوا
 اپنی محبت کا اثبات کیا * اور نام اپنا یکناموں کے دفتر میں لکھوا دیا * (بیت)

محبت میں جنھوں نے جی گواہ کیا * اُنھوں میں نے مزاجیں کا پایا

اور بعضے کنابوں کے رو سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ راجا بھرتی کے دو جو روئیں تھیں اور
 دونوں کو چاہتا تھا ایک تو میرا خور کی محبت کے نتیجے سے کو تھے سے گر کر ہلاک ہوئی نام
 اُس کا سینا تھا دوسری جو راجا کے مرنے کی خبر سنا کر بلا تو قف مر گئی وہ ہنگامہ مشہور تھی
 قصہ کو تاہ راجا بھرتی اُس فاسقہ کے مرنے کے بعد غیرت سے یا اُس زن صالحہ کی موت
 کے غم سے سلطنت کو چھوڑ کر صحرائے نجر دکارا ہی ہوا آخر منزل مقصود کو پہنچا ریاضت و
 عبادت کی کثرت سے نور ہدایت اُسکے باطن میں پیدا ہوا پر وہ تاریکی کا دیدہ دل کے آگے
 سے اُٹھ گیا دوست کا جمال دمدم دیکھنے لگا جاں کے صدمے سے بھی پچا حیات جاودانی کے
 محو طے میں مقیم ہوا سبب اس کا یادہ امت پھل ہی یا عبادات شاقہ غرض ہنود کے نزدیک وہ
 اہلک جیتا ہی اور چھپے چھپے عالم سفلی کر سیر کرتا ہی * (بیت)

ملی جنکو حیات جاودانی * حلیقت اُنکی پار و کسے جانی

جب راجا بھرتی نکل گیا ملک بیوالی ہو اپھر اب اکون تھا کہ دیون کے شر سے خلق اللہ کو بچانا
 چنانچہ اطراف ممالک میں ہزاروں عنبریت پھیل گئے اور آدمیوں کو اذیت دے زیادہ
 پھینچانے لگے شہر اُجین میں بھی پرتھویال نام ایک دیو جس کے فرمان بردار بہتیرے دیو مردم
 آزاد اور اکثر عنبریت آدم خوار تھے وارد ہوا اور وہاں کے لوگوں کو ستانے بلکہ کھانے لگا
 اکثر تو اُسکے کام ناکام کے لقمے ہوئے اور بہتیرے اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلے وہ شہر

لگاوت ہی اُسکی سراسر قریب * نکھا اُسکا تو اسی برادر قریب
اگر مکر کا اپنے پھیلائے دام * تو پھس جائیں دنیا کے دانا تمام
قوی اُسکا ہی مکر شیطان سے * نہ ارک ہو کب اُسکا انسان سے

جب ایک مدت اسیر گزری اتفاقاً ایک برہمن کے قوت ریاضت سے ایک ایسا
پھل ہاتھ لگا کر جو کوئی اُسے کھائے حیات ابدی پائے چنانچہ اُسنے وہ امرت پھل وجہ معاش
کی امید پر اپنی جورو کے کہنے سے راجا کی آکر نہ رکھا اور اپنی مراد کو پہنچا دیا اور اسکا
زوجہ سے تعشق رکھتا تھا اُس میوہ جان بخش کو اُسکے حوالے کیا وہ قحبہ اسطبل کے
داروغہ سے گرفتار تھی اُس شخصہ عہدیم المثل کو اُسنے اُسے دے ڈالا وہ لکھا بیسوا کی
زنجیر عشق میں پائے بند تھا اُسنے اُس شرمناک کو لیجا کر بتا دل اُسکے آگے رکھ دیا اُس کی
سمجھ میں بہہ آیا کہ زندگی جاودان پر ہیتر گارون اور نیک کردارون کو چاہئے ہم سبہ کارون
کے حق میں اتنی ہی زبست و بال ہی بہتر یہی کہ اس امرت پھل کو راجا کی خدمت میں
گزارائے کہونکہ اُسکے فیض عام سے ایک خلق نہال ہی * اور ایک عالم خوش حال *
پس ایسے شخص کی زندگانی اگر جاودانی ہو جائے * تو خلق اللہ تا قیامت آرام پائے *
نہ ان راجا کی خدمت میں آکر اُس پھل کو گنہ رانا راجا اُسکو پہچان کر حیران رہ گیا آخر
اس ماجرے کو تحقیق کیا اور رانی کے راز نہانی سے واقف ہوا جب اُس مکرانی نے
دیکھا کہ بات اپنے ہاتھ سے جاتی رہی مارے در کے ایک اُدبھے کو قہر سے گھر پر ہی اور
اسفل السافلین میں جا پہنچی راجا اُس پھنسال کی محبت سے نادم ہوا اور اپنی عمر گران
مائے کے رانگان جانے پر تاسف کیا * (ہیت)

زن بدکارہ کا مرنا بھلا ہی نتیجہ زبست کا اُسکے برا ہی

لیکن اور کنابون میں رانی کی چاہت کو میرا خور سے اور مرنا اُسکا اس وضع سے نہیں لکھا بلکہ
اُسکی عصمت ثابت کی ہی اور موت اُسکی یوں لکھی ہی کہ ایک دن راجا بھر تری شکار کھیلنے
کو سوار ہوا تھا قریب شہر سے ایک موضع میں جو پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ ایک رندی اپنے خصم
کی ارنہی کے ہمراہ آکر ہنسنی خوشی اُسکے ہاتھ جلمہ رکھ ہو گئی راجا نے اُس سراپا
عصمت کی دوستی وفاداری پر بہت سخی تحسین و آفرین کی بلکہ ماجرہ اُسکا محل میں آکر

بیر بکر ماجیت چرند پرند کی بولی سمجھا تھا اُس کا کلام سنکر دریا کے کنارے آکر منتظر کھڑا رہا۔
 بعد دو ساعت کے کیا دیکھتا ہی ایک مردہ دریا میں بہتا چلا آتا ہی وہ نہیں اُس کو اٹھایا
 انگھو تھی اُسکی انگلی میں دیکھی اور لعل کمر میں پائے نب گید رکتیں سچا جان کر اُس جسم
 بے جان کو اُسکے آگے لا کر ڈال دیا اور آپ امیدوار سلطنت کا ہوا دوسرے دن اجین
 کی سیر کو گیا بہ سبب اُسکے کہ وہ اُس کا مسکن مالوت تھا ہر کوچہ و بازار میں پھرنے لگا جب
 ایک کسھار کے دروازے پر پہنچا کیا دیکھتا ہی کہ سواری معہ تحملات شاہی دہان کھڑی
 ہی اور سب ارکان دولت بھی سپاہ سمیت حاضر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اُسکے بیتے
 کو انھی پر سوار کر کے تختگاہ کی طرف لیجائیں طرف تر بہہ ہی کہ بابا اُسکے گریبان چاک اپنے
 دروازے پر کھڑے خاک آراتے ہیں * اور اشک خونیں اپنی آنکھوں سے متصل
 بہاتے ہیں * بیر بکر ماجیت بہہ حالت دیکھ کر حیران ہوا کہ اُسے تو سب اسباب شادی
 کے ہیں پھر گریہ و زاری کس باعث آنر دہن کا اس ماجرے کو کسی سے دریافت کیا بعد
 اُسکے کسھار کے برہا بے پر اور اُسکے بیتے کی جوانی پر رحم کر کے مخاطب ہوا کہ
 امی پیر مرد تو ہرگز غم نہ کھا اور مطلق نہ دیکھتا تیرے بیتے کے عوض اُس دیو کے
 آگے جانا ہوں یا مدد الہی سے اُسکو مار خالق اللہ کو اُسکے پنجم ظلم سے بچھڑانا ہوں *
 یا مارے جاکر بہشت کی نعمتوں کے مزے اٹھانا ہوں * کیونکہ جو کوئی کسی کے بدلے مارا جاوے
 البتہ اُس عالم میں راحت ابدی پاوے * بہہ سنکر کسھار اور اکثر اشخاص بولے کہ ہمیں کیا لازم
 ہی کہ ایک مسافر کو ناحق لقمہ دیو مردم خوار کا بنائیں بالفرض اگر آج یوں کیا تو کل کیا کرینگے
 یعنی کہ اُسکے عوض بھیجینگے بہتر بھی ہی کہ اودون کی طرح بہہ بھی اپنی باری کے دن آپ
 جا حاضر ہووے القصہ بیر بکر ماجیت نے اس مقدمے کے بیچ نہایت جد و کد کر کے اُس کسھار کے
 بیتے کی نوبت اپنے پر لی اور بطور معین پوشاک شانہ پہن کر عطر پاکیزہ ملے پھر صلاح و یراق سبک
 فیل کو ہیکر پر سوار ہو نہایت نزک و تحمل سے شادیاں بجاتا قلعے میں داخل ہوا اور تخت شاہی
 پر اجلاس فرمایا ارکان دولت بقدر مراتب اپنے اپنے پائے پر قائم ہو کر امور مملکت میں مشغول
 ہوئے اور حسب الجزم حضور قسم قسم کے کھانے اور طرح بطرح کے شربت قلعے کے اُس
 دروازے پر کہ جو دیو کی گزرگاہ تھا مہیا کیے لیکن بیر بکر ماجیت کی بیٹانی پر آثار سلطنت کے

آباد کہ برابر ایک مملکت کے تھا تھوڑے دنوں میں اُجاڑ ہو گیا سچ ہی کہ ولایت بیوالی
حکم تن بے سرکار کھتی ہی *
(بیت)

جہان بان سے ہیگا جہان کا وقار * نہو سر جو تن پر توجہ ہو خوار
جب اُس ملک کے باشندے بہت سے وہ ببرجم کھا چکا تب دہانکے مرداروں نے آپس میں
مشورت کر کے اُس سنگدل سے بہہ التماس کیا کہ اپنی خورش کی تعیین کر دنا ایک آدمی
اپنی باری میں حاضر ہو دے اور باقی اشخاص اُس روز آفت سے بچے رہیں بہہ بات اُس نے
قبول کی اور فرمایا کہ اپنی باری کے دن وہ شخص مستحکومت پر حکم ران ہو اور سارے
ارکان دولت اُسکے حکم سے امور ملکی و مالی اُس روز تا شام جاری رکھیں بلکہ ہر مستفس ایک
بات کا بھی اُسکی نگرار نہ کرے * اور سر اطاعت اُسکے آگے دھرے * جب رات پرے تب
وہی شخص میرا لقمہ ہو دے سبھوں نے بحسب ضرورت اس بات کو قبول کیا اور
اہل شہر پر اس نوبت کو قرار دیا چنانچہ ہر روز ایک شخص اُن میں سے اپنی باری
کے دن تا شام سلطنت کرنا اور وقت شب اُسکا لقمہ بننا اور باقی باشندے شہر کے
باورچی خانے کی بکریوں کے مانند مترصد ہلاکت کے رہتے اسی یار و جواپنے احوال پر نگاہ
کر دو تو یہی صورت تمہاری عفریت اجل کے ہاتھ سے ہی چنانچہ نوبت نوبت ہر ایک تم
میں سے اُسکا لقمہ ہوتا ہی * سپراوقات اپنی غفلت میں کھوتا ہی * جان لو کہ کوئی
مستفس اُسکے ہاتھ سے نہ بچے گا اور سلامت ہمیشہ نہ رہے گا *
(نظم)

جہان کس سے کرتا ہی بھائی وفا * تو خالق سے بس اپنے دلوں نگہ
جہان کی نہ رہنا تو امید * کہ مارے ہیں تجھ سے بہت پالگر
جب ایک مدت اس پر گزری اتفاقات سے ایک جماعت بنجاروں کی گجرات سے
آکر اجین کے قریب دریا کے کنارے اُتری بیر بکر ماجیت بھی بہہ نہ نوکری اُس سفر میں
بنجاروں کا رفیق تھا جب رات ہوئی بہت سے گیدڑ اپنی عادت پر بولنے لگے اُنہیں ایک
گیدڑ اپنی زبان میں یوں کہنے لگا کہ بعد دو تین گھنٹہ کے ایک مردہ اس دریا میں
ہستا ہوا آتا ہی چار لعل بیش قیمت اُسکی کمر میں بند ہی ہیں اور ایک فیروزی کی انگوٹھی
اُنکلی میں جو کہ اُس مردے کو نکال کر مجھے کھلا دے * مطاقت ہفت اقلیم کی اُسکے ہاتھ آوے *

نسلط اس مملک پر سے گیا اور حق بحق دار پہنچا پھر سبھوں نے مکر مذمب باندہی اور
اطاعت اُسکی اپنے پر لازم پکڑی اور مملکت بخوبی جاری ہوئے * ظالم سرکش ظلم و سرکشی سے
عاری ہوئے * ہر ایک نے موافق اپنے حوصلے کے مجلس نشاط ترتیب دی شراب عیش متصل
چاہنے لگی شہر میں کوئی گھر نہ تھا جہاں بہار ک سلامت نہ تھی * اور کوئی مجلس نہ تھی جس میں
ناچ راگ کی صحبت نہ تھی * یہاں جوان کا غنچہ خاطر اہوا * بلکہ غنچہ تصویر بھی کھل گیا *
باشندے شہر کے ایک تختہ ناماد ہوئے ملک نئے سر سے آباد ہوئے * نغمہ پردازوں
کی صدا سے گنبد فلک گونج اُٹھا * اور سازوں کی نوا سے فرش سے اُعرش تک
بہر گیا * رقاصوں کی گتیں دیکھ زہرہ کو مور جھاگت آئے لگی * اور اُنکی چمک تمک کی
اداسے بجلی کی سرت جانے لگی * عجب طرح کا جشن اہل شہر نے کیا * کہ اندر کی جھبھا کا
ہوش کھو دیا * کوہ بکو چہ نو بتیں * بجھنے لگیں * گھر بگھر شادیان مچ گئیں * آخر فوج نشاط
وانبساط کی بہ کثرت برہی کہ سپاہ درد و غم سب کی سب پائمال ہوئی * (ایات)

لگے بجھنے قانون دین و باب * بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طباق کی مردنگ کی * صدا ادبھی ہونے لگی چنگ کی
کما چوں کو سار نگینوں نے بنا * خوشی سے ہر ایک اُنکے سر میں ملا
گگاموم نارون پہ منہ چنگ کے * تنبورون کے سر کھینچے ایک رنگ کے
ستارون کے پردے بنا کر درست * بجانے لگے سب و دچالاک و چست
ہر ایک گھر میں تما مطربوں کا ہجوم * پسی ناچ اور راگ کی جگ میں دھوم
فلک پر بھی سازون کی پہنچی گمک * اُٹھا گنبد چرخ سارادھمک

اتفاقا دے دن ہولی کے تھے چنانچہ ہر مجلس میں رنگ بھی پرانے لگا * اور گلال عبیر اُترنے *
قسمتے جہ در نہ ہر لگے مارنے * اور آئے آئے ہر طرف لگے پکارنے * رنگت ہر ایک کے
منہ کی ارغوانی ہوئی * اور پوشاک زعفرانی * (نظم)

عبیر استندار خاک او پر گرا * طبق ایک زمین کا عبیری ہوا
پرے بسکہ بھو دل کہر جاکنک * گئے جیسے نار بے زمین پر چھتک

الفہمہ راجا کے تخت سلطنت پر بیٹھنے کے بعد فہرہ دانی اُسکی دیکھ کر وزیر امیر سردار اہلکار

نمودار جو دیکھتے تمام دن اُسکی سلامتی کے لئے دست بدھار سہا جب رات ہوئی دیو نے بدستور
 وہاں آکر بچہ امش تمام دے نفیس نفیس طعام زہرا کیے * اور شربت بھی انواع و اقسام
 کے پیئے * بعد اسکے اندر گیا دیکھا کہ ایک جوان نہایت وجہ نخت پر بیٹھا ہی چاہتا تھا کہ آگے
 برہے بیر بکر ماجیت دیکھتے ہی اُسے مستعد جنگ کا ہوا تھا کھڑا ہوا آخر دونوں میں کشتی
 ہوئی لگی کبھی دیو غالب ہوتا تھا کبھی وہ آخر کام کشتی سے گزر گیا تب بیر بکر ماجیت نے نوار
 میان سے لی کر کام اُس نابکار کا تمام کرے دیو متامل ہوا کہ ہلے آجوان بھی براز و راد قوی ہیکل ہی
 اس سے صلح کیجئے اور راہ نجات کی لیجئے * بہر سوچ کر ترے سے باز رہا اور یوں مخاطب ہوا کہ اسی
 جوان تو نے میری ضیافت بآئین شایہ کی کھائے لذت یز کھلائے * اور شربت لطیف لطیف
 پلائے * بنا بر اسکے میں نے تیری جان بخشی کی بلکہ تیری خاطر سے تمام شہر کو امان دی اب میں
 جانا ہوں سلطنت اس ملک کی تجھ کو مبارک ہو کسی اور کو قابل اس امر کے نہ دیکھا تھا جب
 کوئی سہم تجھے درپیش ہو تجھے یاد کیجو بلا توقف اپنے پاس پہنچا جانیو کیونکہ میں تیرا دل سے
 دوست اور خواہ ہو اگا رہم کے وقت تیرا شریک ہو نگا بلکہ تیرے عوض آفت اپنے مر
 پر لو نگا بیر بکر ماجیت بولا میں چاہتا تھا کہ تجھے جان سے ماروں اور ایک خلق کے خون کا انتقام لون
 لیکن تیرا کلام محبت انجام نہ کر قتل سے دست بردار ہوا اور تجھ کو بہل کیا پس تقاضا محبت کا بہر
 ہی کہ تو یہاں سے چلا جا جب تجھے ضرورت پیش آئیگی تجھ کو بلا جھجھو نگا عنایت بعد اس کلمہ و
 کلام کے اُجین سے چلا گیا علی الصبح لوگ جو قلعے میں آئے اُس کو جیتا دیکھ کر حیران رہ گئے کہ
 بہر بھی تو انسان ہیں تھا بہر کیوں کر اُس دیو مردم خوار سے بچ رہا بلکہ اُس پر غالب ہوا شکر ہی قادر
 لایزال کا جس نے اباز و راد بہادر جوان بہان جھجھکا کہ اُسکی قوت بازو سے اب ظالم اس شہر
 سے نکلا پھر تو حشاش شاش ہو کر تمام اہل شہر کو جا خبر کی امر او زرافے وہاں آکر جو
 اُس زندہ دیکھا جانا کہ دیو اُس سے عہدہ برا نہوا اور بھاگتا مل ہوئے کہ بہر شخص کوئی
 قدسی نژاد ہی یا صلب کسی بادشاہ بلند اقبال کا یا بیر بکر ماجیت راجا بھر نری کا بھائی
 والا انسان کی کیا قدرت کہ اُس سے اپنے تئیں بچا دے اور بہر تو محال ہی کہ اُس کو بھگا دے
 نہ ان پر شش احوال سے معلوم ہوا کہ بیر بکر ماجیت ہی لیکن اُسے نکلے ایک مدت جو
 گزر گئی نہی پہچانا نہ جانا تھا آخر کردار و آثار اُسکے جو بنور دیکھے شاد ہوئے کہ خدا کا شکر ہی دیو کا

اُنکو مجلس افروز سمجھ کر بیان کر رہے ہیں * اور وہ اُنکے مضامین پر بخوبی دھیان کرتے ہیں

(بیت)

سن بدل اہل شاعری کی راز دات * ایک دن کام آئے گی تیرے یہ بات
جب راجا بیر بکر ماجیت دار فانی سے سر آئے جاودانی کو گیا پانچویں یالیس برس کے بعد راجا
بھوج نام ایک راجا برانیک دار نے جس نے صفات صاحب عدل و داد عالی نژاد مالوے کا عاظم
ہو اور برج ہند ات اسکا دیوا بھی نہایت خوش نیت و نیک دیانت تھا اسی واسطے
راجا نے اُسکو اپنا کلید عقل و مدار المہام مقرر کیا تھا لغرض حکایات و نواقیل عجیب و غریب
اس راجا عالی مقدار اور اسکے وزیر باوقار کے بھی بعد راجا بیر بکر ماجیت کے زمانے میں تا
ہنوز شہرت رکھتی ہیں اتفاقاً ایک دن راجا بھوج شکار کھیلنے ایک جنگل میں گیا تھا دیکھتا
کیا ہی کہ بہت سے لڑکوں نے ایک طفل خود رسال کو بادشاہ اور ایک کو وزیر ایک کو کوتوال
تھہرا کر تمام عملہ فعلہ سلطنت کا اُنکے مطیع کیا ہی اور کھیل رہے ہیں بادشاہ بھی اُنکا ایک پشتے پر
منانت و حکومت سے بادشاہوں کی مانند اجرائے امور سلطنت و احکام عدالت میں حکم کر رہا
ہی راجا کے آنے سے اصلاً مترد نہوا اُسی طرح بے پروا ہٹھارہا مشہور ہی کہ اس
بادشاہ بازی نے لعل کی چوریکا جھگڑا جو کسی بادشاہ والا جاہ سے انفصال نہوا تھا
اُسکو اس خوبی سے چکایا تھا کہ عقلاے زمانہ حیران و برنگ تصور نگہان رہ گئے تھے راجا
اس ماجرے کو سنکر اور اُسکی حکومت کو دیکھ کر متعجب ہوا اور بولا کہ اُسکو میرے
پاس لے آؤ جب اسے پشتے سے نیچے اُتار دیا جا کی ہیبت اُسپر غالب آئی لڑکوں
کی طرح رونے لگا پھر راجا کے حکم سے پشتے پر لیگئے بدستور سابق حکم رانی
کرنا تھا پھر کرنے لگا راجا نے یہ حالت اُسکی دیکھ کر فرمایا کہ یہ ناشر اس پشتے کی ہی اس
لڑکے کا یہ جو صلہ نہیں اُسکو جلد کھودو حسب الحکم جو اُسکو کھودا ایک تخت جو اہر
نگار نیت اسلوبہ اور نکلاتب تو مہاراج کو یقین ہوا کہ سب حکم رانی کا اُسکی فقط ہی تخت تھا
والا یہ بیچارہ لڑکا امور عدالت و حکومت کو کیا جانے آخر کمال خوش و خرم ہو کر اپنے
دار السلطنت میں لیگیا چاہتا تھا کہ اُس پر پانون رکھے کہ بتیس پتیوں میں سے ایک پتی
خدا کے حکم سے بول اُتھی کہ اسی راجا بھوج یہ سنا گیا سن راجا بیر ماجیت کی ہی تو اُسکا سا

مہرور ہوئے * اور لطف و کرم سے اُسکے اکثر اہل مقدر صاحب مقدر ہوئے *
 طریقہ فریاد کا جہان سے اُتھ گیا بعد الت کا عملہ اکثر معطل رہنے لگا * (بیت)

ہو اعدل کا اُسکے جگ میں بہر شور * سا فرادہ چو کی لگے دینے چور
 کوئی کنبھی اور قفل کا ہی کو لے * کر رہتے ہیں دروازے اب بہان کھلے
 سہر شمس نے بھی اُسکی سپاہ و رعیت کو مرز حال کر دیا * اور داد و ہش لے فقرا غریبا کا
 گھر باہر بھر دیا * پھر تو ہر متنفس اُسکے حق میں صبح و شام آگیا کرنے لگا * اور ہر ایک شخص
 مدام اُسکی مدح و ثنا کرنے * ایام ریاست میں اُسکے مینہ وقت پر برسا کیا کال کبھو نہ پر آ
 مفلس ایک متنفس نہ رہا * فاقد کسی نے نہ کیا * پر اے مال پر دست انداز کوئی نہو سکا *
 ظلم و ستم کا رستہ سد و دھو گیا * دوز دی و رہزنی کا چلن مفقود ہو گیا * (بیت)

ہر ایک عہد میں اُسکے مامون تھا * بہ از خانہ ہر کوہ و مامون تھا
 کسی ملک میں تھا نہ چور و ن کا در * دکانیں کھلین رہتے تھیں رات بھر
 از بسکہ راجا کو سوائے علم و فضل ظاہری کے تصفیہ باطنی بھی نہا سبب اُسکے ہر ایک کے
 دل کی بوجھ لینا تھا اور غیب دانی بھی تھی چنانچہ گذشتہ و آئندہ کی بھی اکثر خبر دینا تھا *
 (نظم)

ہر ایک راؤ و راجا کا سردار تھا * وہ اپنے زمانے میں آوار تھا
 شجاعت و ہمت بھی اُسکی ایسی تھی کہ دکن اور آریسہ بنگالہ اور بہار گجرات سو منات
 تنک لے لیا حکام کو وہاں کے اپنا محکوم کیا اور راجا سکھوپت کو مار کر دلی بھی چھین لی ناکابل
 عمل کر لیا احوال راجا سکھوپت کے مارے جانیکا سابق اس سے لکھنے میں آیا ہی الغرض
 راجا کو از بسکہ معاونت فلکی و غیبی تھی بسبب اُسکے حاجتیں ہر ایک محتاج کی اور مرادین
 صاحبان مراد کی بلا مہلت بر لانا * کوئی اُسکے در دولت سے محروم نہ جاتا بلکہ بعضے بعضے مطالب
 و مقاصد اہل غرض کے کہ قوت بشری سے خارج و احاطہ عقلی سے باہر تھے اُسے بھی منہ
 نہ پھیرنا اور بوجہ احسن سرانجام کر دینا چنانچہ اُسکی حاجت روائی کی نقلین عجیب عجیب کتنی
 کتابوں میں لکھی ہیں لیکن سنگھاسن بتیسی میں بیشتر کیونکہ اس کتاب میں فقط اُسی راجا
 عالی ہمت کا احوال ہی کسی اور کا نہیں باوجود اُسکے اکثر اشخاص رئیسوں کی مجلسوں میں

و نعمت سے کامران گیا * آخر سیکو افلاس و آلام سے سرگردان کیا * (بیت)

شہدِ دالِ اُس نے جس کے کام میں * زہر گھولا آخر اُس کے جام میں
اکبر نامے میں لکھتا ہی کہ راجا بیراجیت نے اواخر عمر ارادہ ملک گیری کا کیا اور دکھن میں جا کر
سالباہن سے لڑا اتفاقاً اُس کے ہاتھ ہار ہو گیا جب دیکھا کہ وہ قتل کرنا ہی نہ تھی ہو اکہ میرے
سن اور تاریخ دفتر روزگار سے معدوم نہ ہو دین ہی ہو س ہی اور بس سالباہن نے
اُس کو قبول کیا اور بدستور سابقہ کو بحال رکھا چنانچہ اب تک بھی زمانے میں رائج ہیں اور
سن راجا سالباہن کے اس واسطے رہے کہ ایسے راجائے عالیشان رفیع المکان کو اسیر
کر کے اُس نے قتل کیا پر راجا دلی اور راج ترگنی میں یوں نہیں لکھا بلکہ اُس کا مرنا سمندر
پال جوگی کے ہاتھ سے ثابت کیا ہی تقریر اسکی یوں ہی جب راجا بیراجیت دولت
وریاست سے کامیاب و کامران ہو چکا ایک مدت مدید سلطنت اُس نے کی اور راحت خلق کو
بخشی آخر گلشنِ جوانی کو صرصر پیری لگی * اور قامت اُسکی سرورسی برہا ہی کے صدمے
سے جھک گئی * چہرے پر جھمبیاں پر تین آنکھوں کی بینائی گھٹی دانت قوت گئے کان
سنے سے رہے دماغ ضعیف ہو گیا جو اس میں خلل پر آگوشست بدن پر نہا استخوانوں
پر پوست رہا گیارہ نگہی بدتراز مرگ ہو گئی حرکت غیر پر موقوف رہی * (بیت)

نہایت شیریں ہی جگ میں زندگانی * اگر دائرہ رہے عہدِ جوانی

اسی حالت میں سمندر پال جوگی برآ جادو گر منتر جتھر سیکر ون اُس کو یاد * طلسم کے
فنون میں امتداد کو چاہے بات کہتے ہو وہ لے ایک آن میں دیوانہ کر دے ساتھ اس کے
علم خلع بدن میں بھی برسی دستگاہ رکھتا تھا بارے کسی دھب سے راجا کی صحبت میں دخیل
ہوا اور اپنے فسانہ و فسون سے اُس کو فریفتہ کیا بلکہ ذرا ارا کو بھی مسح کر لیا غرض اس قدر
سلطہ ہوا کہ راجا اور ارکان دولت اُس کے کہنے سے سر مو تفتا و ت نہرتے تھے * اور
اُس کے جادو اطاعت سے ایک قدم باہر نہ دھرتے تھے * ایک دن مکر و فریب سے راجا کو
کہنے لگا کہ بدنِ عضری نیراہہ سبب پیری کے نہایت زار و ناتوان ہو گیا ہی طاقت حرکت کی
بھی نہیں رہی صلاح یہ ہی کہ خلع بدن کا طریقہ تجھ سے سیکھ کر اس جہ ضعیف کو چھوڑ
اور کسی جوان کے پیکر قوی میں کہ روح اُس سے تازہ جدا ہوئی ہو درآتا دوبارہ دولت

سا کا کرے جب اسپریشمہ راجا اُس کے بولنے سے متحیر ہو کر کہنے لگا اسی پتلی وہ کون سا کام
 نادر راجا بیر بکر ماجیت نے کیا ہی بیان کر غرض بتیس بتیوں نے بتیس کہانیاں عجیب
 و غریب راجا بھوج کے سامنے کہیں راجا اُنکو سن کر ساکھ و چور ہنگیا اور ہر رچ پندت نے اُنکو
 سنسکرت کی بھالکھامین بخوبی لکھا پھر اُس مجموعے کا نام کنگھاسن بتیسی رکھا چنانچہ وہ
 کتاب اے الان ممالک محروسہ میں مشورہی * (بیت)

کئے اُس نے دے کام زیر فلک * کہ بھیچا اُنکے ہمیں سنکے جنکو ملک
 یہیں سے دانیان روزگار و شان عالی مقدار نے مقرر کیا کہ جو بادشاہ و رئیس کہ بسبب
 کار بے عمدہ شہرہ آفاق ہو جائے * اور اُس کا نظیر عدل و انصاف میں کم ہاتھ آئے *
 تاریخ اُسکے جلوس کی اطراف و اکناف میں شایع ہو اغلب کہ حاکمان عصر اُسکے
 روئے پر چلن اور امور خلق کو اُسی نہج سے انتظام دیوین چنانچہ ہستیرے راؤ اور
 کتنے راجا عظیم الشان مملکت ہند و سنان میں گزرے مہین تاریخ ہر ایک کی انہیں
 سے اُنکی سلطنت ہی تلک رہی جب کہ وہ صفحہ ہستی سے اُٹھ گئے وہ بھی نیست و
 نابود ہو گئی مگر تاریخ راجا جہ شتر کی کہ جا بجا مشہور ہوئی تھی الحال بھی موجود ہی چنانچہ
 سابق احوال اُسکا کچھ کچھ لکھنے میں آیا ہی پھر راجا بیر بکر ماجیت بھی کہ صفات محمودہ سے
 موصوف اور ملک ستانی و حاجت روائی میں معروف تھا تاریخ اُسکے بھی جلوس کی
 مالوے کی سلطنت سے یا جس روز کہ راجا سکھو پت لو مار سلطنت دلی کی پھیلنے لگی تھی
 راجا جہ شتر کے تین ہزار چوان لیس برس کے بعد اہل ہند کے دفنوں میں ثبت ہوئی
 اور اہلک کہ اتھارہ سی کئی برس اُسکے عہد کو گزرے ہمیں نام اُسکا اور راجا بھرتی
 کا صفحہ روزگار سے حک نہیں ہوا اغلب کہ تا انقضائے زمانہ باقی رہے * (بیت)

جو موالس دہر میں ہو نیک نام * تا اب زندہ رہیگا اُسکا نام

پس ہر اہل حشمت و صاحب ریاست کو لازم ہی کہ حاجت روائی خلق میں اوقات
 سر لیجائے * اور لالچ کو کام نہ فرمائے * کیونکہ دنیا کی جاہ و حشمت کا کچھ اعتبار نہیں * اور
 اُسکو مطلقاً و اصلاً قرار نہیں ہستی اُسکی سر ناپا ہستی * اور آبادی اُسکی مشرف بخرابی *
 گل اُسکے چمن کے خاردار * اور نسیم بہار سموم کر دار * جسکو اُس نے دولت

لیکن دل میں اُسکے کچھ اور ارادہ تھا * خاک ساری جتنے پر نہ واسطے خاکساری کے لپیتی تھی
 بلکہ اپنے باطن کی کدورت ظاہر کر رہی تھی * بصورت درویش تھا * لیکن بمعنی دنیا کی کوفت
 سے دل ریش تھا * دھیان اُس نے خدا سے لایزال رکھا تھا * وہ بیتل مال بندہ بیربنال کا تھا *
 اگرچہ زبان ظاہری اُسکی بند رہتی تھی * پر سان باطنی کیا کیا کچھ کہتی تھی * چہرے پر اُسکے
 بھبھوت لگا تھا * لیکن دلو اُسکے بھورپ لگا تھا * جب تپ اُسکی دھوکے کی تپتی تھی * بارضت
 اُسکی خاک اور مٹی تھی * دست ظاہر نے دنیا سے اُتھایا تھا * لیکن دل کا ہاتھ اُسکی خواہش
 میں برہا یا تھا * چشم ظاہر بین اُسنے دنیا کی طرف سے موند لی تھی * پر آنکھ دلی اُسکے انتظار میں
 کھول دی تھی * ظاہر میں شب و دن کی شکل بنا تھا * لیکن باطن میں وہ دنیا کا کتا تھا * (آیات)

حرص دنیا سے ہو باطن میں بری * ورنہ لا حاصل ہی فقر ظاہری
 امی تپشی دل سے صاحب کا نام * ورنہ تو تا بھی کہتے ہی رام رام
 ہاتھ مت بہر ریاضت کر بلند * ای مرائی مکر کی ہی یہ کمند
 باطن اپنا صاف کر لے اول * جب بھبھوت اپنے بدن پر تو لگا
 لیک مالا ! تھ میں مت دے دعا * اپنے داتا سے تو دل میں لو لگا
 جگمیں اُس سا کوئی بھی ہی بہ نہاد * دین کے بدلے لیکے دنیا جو ہو شاد
 اُسکی آرایش یہ امی غافل نہ بھول * جز غم و حسرت نہیں اُس کا حصول
 اُسکی دولت کو نہیں ہر گز قیام * صبح گر آئی تو پھر جاوے گی شام
 دولت عقبی کو داسم ہی بقا * اُسکو اس فانی کے پیچھے مت گوا
 غرض بہتیرے کم عثمان فسون سازی کے باعث اُسکے دام میں آگئے * اور کتنے نافص
 شعبہ بازی کو اُسکی کرامت سمجھ کر سر جھکا گئے * سیکر و ن کیما کے لالچ سے
 اُسکے خاکپا ہوئے اور ہزاروں کنٹی کی ہوس سے اُسکی محبت میں موئے * حاصل یہہ ہی کہ ایک
 عالم اُس مکار کا گرفتار و فرمان بردار ہوا * ریاضت سے جو نتیجہ اُسے مطلوب تھا سو ملا * یعنی حصر
 گدائی چھوٹا * اور نخت پادشاہی ہاتھ لگا * لیکن فی الحقیقت گوگرد احمر کو گنوا یا * اور آہن
 زنگ آلود کو لیا * بلکہ آسمان کو چھوڑا اور زمین کو پکڑا وہ تھوڑی سی زندگی پر اور چند روز
 کے عیش کی خاطر مندر پال نے دھرم سی دولت اور فقر کی مملکت گنوا کر کس کس محنت

جوانی و لذت جسمانی سے بہرہ مند ہو راجا کے ایام زندگی تمام ہو چکے تھے فوراً جوگی کے دم میں آگیا اور اُس علم کو اُس سے سیکھ کر اپنی روح کثیر ایک جوانا مرگ کے جسم میں ڈال دیا جوگی تو اس علم کا نشان تھا وہ نہیں اپنی روح اُس سے راجا کے جسم میں ڈال دی اور بلا توقف اُس کو قتل کیا پھر تخت حکومت پر قائم مقام اُس کا ہوا * (بیت)

* بہتیرے گرے خاک کے چرہ دیکھئے جن فلک پر *

* اور چرخ کے ساکن موئے ہمیں خاک میں رل کر *

ہر چند کہ یہ حکایت مشہور ہی لیکن اہل فردا اور صاحبان تیرہ اسکے قائل نہیں اس کو تھیک نہیں جان تے کیونکہ روح ایک ماہیت مجردہ و لطیف ہی بذات خود پیری و جوانی و ضعف و ناتوانی سے مبرا مگر بواسطہ بدن و کیفیتیں اسے عارض ہوتی ہیں ہر گاہ کہ راجا کا بدن سبب پیری کے ناتوان ہو چکا تھا اور جو اس وقوی بھی جواب دے چکے تھے پھر کیونکر جوگی کی روح لے آسکے بدن میں آکر جوانی کی حالت بہم پہنچائی اور مصدر افعال مطلوبہ کا بخود ہی ہوئی اس لئے کہ قوت و نقاہت اُسکی موقوف بدن پر ہی سوائے اس بات کے تکذیب پر بہہ بھی ایک دلیل ہی کہ جب راجا کے جسم سے جوگی کی روح نے علاقہ بکرا پھر سمندر پال اُس کو کہنا کس واسطے تھا کیونکہ علاقہ نام کائنات خاص سے ہی وہ بدن جسم کے ہوتا نہیں اور روح کچھ محسوس نہیں کہ اُس کو زید یا عمر کہیکے پکارئے یہ بات اگر فی الحقیقت ہوتی تو راجا بکر ماجیت ہی اُس کو کہتے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حکایت خلع بدن کی صحت نہیں رکھتی لیکن سمندر پال جو اُس کا انیس و جلیس جمیع اوقات تھا سوائے اسکے سحر و جادو کے سبب بھی راجا کو اُس نے مہوت کر دیا تھا ساتھ اسکے ارکان دولت بھی اُس سے کر دیدہ تھے جب راجا اپنی موت مرچکا یا سالباہن نے اسے مارا اہل کاروں نے متفق ہو کر اُسے تخت پر بیٹھا دیا غرض جیسے کہ راجا بکر ماجیت کی پیدائش میں اختلاف ہی دیا ہی اُسکے مرنے میں بھی چند در چند ہی * (بیت)

کیا فائدہ کو خشر تک امی یار تو جیتا رہا * ہونا ہی آخر تیرے تئیں ایک روز لہر موت کا

کہتے ہیں کہ راجا کی عمر گیارہویں برس کی ہوئی اور دلی کی سلطنت نوے برس کی پھر راجا سمندر پال کہ مملکت فقیر چھوڑ کر پابند سلطنت کا ہوا ابتدا میں بظاہر دن رات عبادت میں لگا رہتا تھا پھر باطن میں اپنے صاحب سے ہمیشہ جدا رہتا تھا لوگوں کے فقط دکھانے کو جو گ سا دھاتا تھا *

اور خراج اُسے لیا لیکن اس پر بھی عرص ملک گیری کی اُس سے گنسی چنانچہ فوج کشی کر کے اکثر بلاد پر چڑھ جاتا اور اقبال کی نادری اور بازو کی زور آوری سے فتح پاتا۔ اسی طرح سے ایک مدت ملک آراہی و قلعہ سازی اُس سے کی اور فرمانروائی کو رونق بخشی جب اُسکی زندگانی فانی کے دن نہو نہو کر رہے اور ارادہ الہی میں بہہ تھہرا کہ سلطنت اس خاندان سے اور قوم میں جائے راجا کو بربیب غرور و وعونت کے یوجہ نلوک چند بہراج کے راجا پر چڑھ گیا وہ بھی اپنے لشکر کو آراستہ کر کے مقابل ہوا برسی لڑائی ہوئی * خوب تلوار چلی * ہزاروں جوان مارے گئے * سیکر وں دلبر وں بہادر وں کے سر اُتارے گئے * کشن کے انبار اُٹھیں کی مسنگ تنک چھنجیے * اور لاشوں کے تودے رزمگاہ میں منارے بن گئے آخر مشیت ایزد متعال سے راجا بکرم پال شکست کھا کر مارا گیا اور راجا نلوک چند فتح باب ہوا القصر راجا بکرم پال نے چوان لیس برس تین مہینے راج کیا سلطنت اُسکے خاندان میں سمنہ رپال سے لیکر اُس تنک سولہ شخصوں نے تین سو تینتالیس برس کی بعد اُسکے اور کھرانے میں منتقل ہوئی * (بیت)

بہر دنیا ہی تحقیق دار فنا • نہیں اُسکی دولت کو ہر گز بقا

کہ ہر بہر چمن زار اور تو کہان * نہ پھول ایک دم کے لئے غنچہ سان

دیکھو راجا نلوک چند بہراج کا ناکم نہو رہے سے ملک کا مالک تھا کبھی کبھی اندر پرست کے پادشاہ کو فوج دینا تھا طاقت اُسکی نہ تھی کہ بکرم پال سے بہادر عالیجاہ بادشاہ کو جسکے ساتھ بہر فوج کی ہتھت اور اسباب جنگی کی کثرت شکست دیوے فقط اقبال اُس کا یاد رہو کہ اندر پرست کی سلطنت اُسے نصیب ہوئی اور وہاں کا بادشاہ ہوا لیکن مرگنے امان اُسکو نہ ہی • ہر جہت دد برس حکومت کی • پھر (راجا کا تک چند) اُس کا بیٹا راج بریتھا چار برس اور تین مہینے جیا بعد اُسکے (راجا رام چند) اُس کا خلف چودہ برس اور گیارہ مہینے تنک سلطنت کی نوبت بجاتا رہا آخر اس جہان سے کوچ کر گیا اُسکے بعد (راجا ادھر چند) رام چند کا چشم و چراغ اتھارہ برس دو مہینے تنک بزم سلطنت کا ضیا بخش رہا نہ ان مصرعہ اجل کے جہو کے سمجھ گیا (پھر راجا کلیان چند راجا ادھر چند) کافر زند تخت نشین ہو اپنہ رہا اور سات مہینے تنک عیش و آرام اُس نے کیا آخر الامردن

و مشقت سے سلطنت دنیا حاصل کی * آخر حمرت و ذامرت سمیت ملک عدم کی راہ لی * (دبیت)

سدھ نہ جسکو صبح کی نے شام کی * بیخبر کی زندگی کس کام کی

مدت اُسکی سلطنت کی چوبیس برس دو مہینے * (پھر راجا چندر پال)

بیتا راجا سمندر پال کا پینتالیس برس اور پانچ مہینے تخت حکومت پر مقیم رہا آخر سفر راہ عدم کا ہوا

(راجا ننن پال بن راجا چندر پال) نے اکاون برس اور پانچ مہینے کو مس حکومت بجایا

آخر ملک عدم کو کوچ کیا * (راجا دیس پال ولد راجا انندر پال) سینتالیس برس

دو مہینے فرمانروائی کرنا نہ ان دینا سے گزر گیا * (راجا نور سنگ پال راجا دیس پال)

کا بیتا آتھتالیس برس تین مہینے سلطنت سے کامیاب رہا بعد اسکے حمرت و ذامرت ساتھ لگیا

(راجا سونہ پال والد راجا نور سنگ پال) نے سینتیس برس گیارہ مہینے راج کیا آخر

سب کچھ چھوڑ گیا * (راجا لکھ پال ابن راجا سونہ پال) آتھتیس برس تین مہینے

اپنے باپ کا قائم مقام رہا اور امور سلطنت کو انتظام دیا کیا (راجا امرت پال راجا لکھ پال)

کے بیٹے نے ستائیس برس چھ مہینے حکومت کی اور عدل و انصاف سے خلق کو

آسائش دی * (راجا بیننی پال امرت پال) کا بیتا اُتالیس برس دو مہینے حاکم

رہا آخر الامریکنتھہ میں جا بسا * (راجا گوہند پال والد راجا بیننی پال) پچپن برس

پانچ مہینے ناک کار و بار مملکت میں مشغول رہا اور سپاہ و رعیت کو داد و دھش سے

نوازا کیا * (راجا ہر پال بن راجا گوہند پال) نے جوئیس برس نو مہینے ریاست

کی اور خلق کو عدل و داد سے راحت بخشی * (راجا بھیم پال ہر پال) سکے بیٹے نے

اتھتالیس برس آٹھ مہینے امور مملکت کو انتظام دیا نہ ان بیکنتھہ میں جا بسا لیا *

(راجا گوہند پال راجا بھیم پال) کا بیتا بعد اپنے باپ کے اکیس برس دو مہینے قلعہ

کشائی اور ملک آرائی کرنا رہا آخر کار ملک عدم کا راہی ہوا *

(راجا مدن پال والد راجا گوہند پال) ستائیس برس نو مہینے ملک ستانی میں رہا

نہ ان فانی ہو گیا * (راجا کریم پال بن راجا مدن پال) نے پینتالیس برس پانچ مہینے

جہاندری میں اپنی اوقات گزاری آخر عدم کی راہ لی * (راجا بکریم پال راجا کریم پال)

کا بیتا جب باپ کے قائم مقام ہوا ملک گبری پر اُس نے کرنا نہ ہی اکثر حاکموں کو اپنا محکوم کیا

نے اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور اس برس تین مہینے تک خلق کو آرام پہنچایا * نہ ان اپنے بدن کی کو آگ میں جلا یا پھر * (راجا کو بال پریم کو بند پریم کا)
 بیتا قائم مقام اپنے باپ کا ہو اپنا * اس تین مہینے تک کار و بار سلطنت میں مشغول رہا
 آخر الامر اُس نے بھی ملک عدم کا نہ سنا پکڑا * (راجا مہما پریم کو بال پریم کا خلف)
 بعد اپنے باپ کے تخت سلطنت پر بیٹھا بظاہر امور ملکی مالی میں مشغول بھی رہتا لیکن باطن
 میں اُسے دنیا و مافیہا سے کمال نفرت و کراہت تھی اکثر اوقات درویشوں اور آزاد منشوں
 سے ملا کرتا * بلکہ سختی اہل معرفت و صاحبان ریافت کے گوش دل سے سنا کرتا * حاصل یہ
 ہی کہ سلطنت دنیوی سے دل اُس کا آلودہ نہ تھا اور دولت آزادی سے باطن اُس کا کمال
 آلودہ تھا عروس دنیا ہر چند ایک نئے بناؤ سے ہر روز اُٹھنے لگے آتی * لیکن اُسکی چشم حق بین
 میں ایک ذرہ جاگہ نہ پاتی * حقا کہ جسکی آنکھ میں تصویر یار کا سما یا ہی * اُسکی نظروں میں
 غیر کب خوش آیا ہی * جس کا دل نور ہدایت سے روشن ہوا * اُسکو شمع سلطنت کا
 اُجالا کب بجلا لگا * جسکو منزل بقا کا سیدھا راستہ ملا * وہ اس سرائے فنا کی تیر تھی
 راہوں میں کب بھٹکا * فی الواقع آراستگی و آزادی دولت بے زوال اور نعمت
 عدم الہی شہرت دنیا و دولت عقبی سے نہیں بہتر * فرقہ گدائی خلعت پادشاہی سے
 کہیں بہتر * جسے گوشہ تنہائی قبول کیا * وہی اس سرائے فانی میں پاؤں پھیلا کر سوا * آخر
 اُسے آزاد منش کو فقر کی کشش نے اپنی طرف کھینچا * تاج سلطنت اُس نے خاک پر
 بھینکا * اہر کلاہ قناعت کو سر پر رکھا * سر بصر اُنکا * آفرین اُسکی عقل دور اندیش پر کہ
 نعمت آئندہ آخرت کو جاودانی سمجھ کر دنیا کی دولت بالفعل کو چھوڑ دیا * (ابیات)
 خوشا وہ بار دنیا جس نے پھینکا * سبک دوشی کا لطف اُس نے ہمیں پایا
 برنگ کوہ تھہرا جو کہ ایک تھانؤں * نہ دامن سے نکالا اُس نے پھر پانؤں
 حمان کے خوان سے جلدی اُتھا جو * رہیگا سیر دونوں جگ میں بس دو
 طمع کی آنکھ رکھی جس نے نت بند * را وہ مرتے مرنے شاد و خور سند
 بحر نام خدا کچھ اور مت لے * قناعت کو نہ ہرگز تھ سے دے
 سلطنت اُس درویش طینت نے چھہ برس آٹھ مہینے کی الغرض راجا پریم سے لیکر

خاک اپنا آگ کو سو پنا بعد اُسکے (راجا بھیم چند ولد راجا کلپان چند) آٹھارہ برس تین مہینے ملک سنانی
 و شمشیر زنی میں رہا آخر کار کتہ تیغ اجل کا ہو ابھر (راجا لوه چند بھیم چند کا خلاف) پچیس برس
 پانچ مہینے باغ سلطنت میں شمر بخش رہا آخر کو داغِ حسرت سننے پر لیگیا بعد اُسکے *
 (راجا گوہند چند لوه چند کا بیٹا) بائیس برس دو مہینے شراب دولت و حکومت
 سے سرشار رہا مذاں اپنی عمر کا پیمانہ بھر گیا * (بھدرانی بھم دیوی راجا گوہند چند کی)
 بیٹی کو تخت نشین کیا اس لئے کہ راجا مذکور کے بیٹا نہ تھے اس کار جو اُسکے نپوت نیک نہاد تھے
 حق نیک کو نہ بھولے و فاداری کا شیوہ گم نکلیا اپنی مخدومہ کو تخت پر بیٹھا دیا اطاعت
 و فرمان برداری اُسکی قبول کی اور کمزومت سب نے محکم باندھی اہل خدمت و سب الارشاد
 اُسکے امور مالی و ملکی کو انتظام دینے لگے * اور اپنے اپنے اہلکار و نئے بخوبی کام لینے لگے *
 لیکن اُس عذیفہ کو مرگ نے امان ندی ایک برس کے بعد جہان سے پرار مان گئی القصر راجا
 تاوک چند سے پدم دیوی نیک دس شخصوں نے ایک سو پچیس برس سلطنت کی * (ہیت)
 مہلت کسی بشر کیتیں ایک زمانہ دی * ہر چند چاہا مرگ نے لیکن امان ندی
 دولت کہیں دوبارہ بھی بخشی ہی اسی فلک * لیکن کسی کی لی ہوئی پھر تو نے جان ندی
 (بھدر راجا مہریریم) کہ گدائی سے درجہ بادشاہی کو پہنچا تخت نشین ہوا مابرا اُسکا یون
 ہی کہ جب کوئی راجا گوہند چند اور رانی پدم دیوی کے وارثوں میں نہ رہا اور مملکت کو پادشاہ
 سے خالی دیکھا ارکان دولت و ہواخوان سلطنت نے قسیمہ ہو کر باہم مشورت کی کہ ابور
 مملکت کے انتظام کے لئے اور سلطنت کے کام کے لئے فرمان روا ضرور ہیں پس ہر
 پریم درویش کہ سراپا اخلاق و خلاصہ آفاق ہی ایک خلیفہ اُسکی خدمت میں ارادت رکھنی *
 ہی بلکہ امیر بھی اُسکے معتمد ہیں کیونکہ اُسکی اطاعت اور فرمان برداری ناگوار نہوگی
 ہر ایک اُسکی خدمت سعادت جانیگا * اور کہا اُسکا دل سے مانیکا * بہتر یہ ہی کہ اُسکو
 تخت پر بیٹھائے اور نظم و نسق مملکت میں جو اُسکا حکم ہو اُسے بجالائے * کیونکہ وہ درویش
 خدا پرست و دانا بندگان خدا کی برائی بچا ہیگا * رویہ عدل و انصاف کا بخوبی نباہیگا * قصہ
 مختصر و زرا امرانے جا کر برکت اُسکو حصر گدائی پر سے اُٹھایا * اور تخت پادشاہی پر بیٹھایا *
 سات برس اور پانچ مہینے اُس نے سلطنت کی * آخر ملک عدم کی راہ لی (راجا گوہند پریم)

(راجا لکھن سین نرائن سین) نور دیدہ بزم سلطنت کا ضیاء بخش ہوا چھ برس گیارہ مہینے
 تک اُس نے شمع عدالت سے یہاں کو منور رکھا نہ ان مصرعہ راجل سے چراغ حیات اُس کا
 بھی بجھ گیا پھر راجا (نامودرہ) راجا لکھن سین) کا بیٹا اپنے باپ کے بعد تخت
 حکومت پر بیٹھا لیکن جوانی کی جہالت اور نادانی کی غفلت اُسکی طبیعت پر آگئی سدھہ بدھ
 اُس میں نام کو نہ ہی صحت میں ازالہ و باداوار در آئے * قاعدے اور طریقے اگلوں کے
 اُس نے سراسر بھلائے * عدل و انصاف کے مزاج اُس کا پھر گیا * ظلم و ستم کا پیشہ اختیار کیا *
 سچ ہی کہ ہر امصاحب شیطان مجسم ہی اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت تجھے در غلائیگا * اور راہ
 راست نہیں دکھانے کا * بلکہ شام و پگاہ تجھے گمراہ کرے گا نہار ایسے کو اپنے پاس آنے
 نہ دیجیو * اور اُسکی صحبت سے حذر کیجیو * جسے خزان گلشن کا آب و رنگ خاک میں
 ملائی ہی * ویسی ہی بد اندیش کی صحبت دولت کے کمال پر زوال لاتی ہی * (نظم)
 صحبت اجلات سے کرا جتناب * ورنہ ہو دیگی تیری طینت خراب
 دوستی بھوتوں سے امی غافل نہکر * لا لگینگے آفت نے آخر جان پر
 مت چراغ غول پر تو دہیان کر * صرف اندھیرا ہی قدم او دھرم دھرم
 مان کہنا اُس طرف ہر گز نہجا * اپنے تئیں اندھے کو نے میں مت گرا

النصہ راجا نے اپنی طینت بد سے * یا بدون کی ترغیب و کد سے * ملا زمان دولت خواہ کو * اور
 ہوا جو امان درگاہ کو * رنج سے گرا دیا * خراج گزاروں اور زبردستوں پر ظلم کرنا شروع کیا * جب
 مفسدون اور فتنہ انگیزوں نے اُسکے لئے اطوار دیکھے مردم آزادی مذہر تک کرنے لگے اہل فرد
 اور رعیت کا مال و مناع بے تحاشا لوٹنے لگے چند روز کے عرصے میں مملکت کی رونق جاتی رہی *
 اور آبادی اُجار ہو نے لگی * آمدنی ملکوں کی گھٹ گئی * سلطنت میں خرابی پڑی * ارکان
 دولت نے کنار اکیا * راجا اپنے کنے کی مزا کو پہنچا * گیارہ برس تین مہینے وہ ظالم حاکم رہا غرض
 راجا دھرم سین سے راجا دمودر سین تک بارہ اشخاص نے دیر سو برس راج کیا *
 (راجا دیب سنگ) کو بھی کہ کوہستان سوا لک کا دالمی تھا سپاہ اُسکی بکثرت تھی اور
 عدالت کی نہایت شہرت راجا دمودر سین کے اہل کار صوبہ دار اربکھ اُسکی
 بد ساوکی واپزاد ہندی سے تنگ آئے تھے کوہستان میں جا کر تمام اپنے حقیقت اور

مہما پریم تک چار شخصوں نے تیرہن برس اور نگ شاہی پر جلوس فرمایا * آخر آگ لے
 اُنکو جلا کر رکھہ بنایا * جب مشہور ہوا کہ اندر پرست کے بادشاہ نے دنیا کو ترک کیا *
 اور گوشہ تنہائی لیا * تخت شاہی خالی ہی * اور دھت و سبغ بیوالی * ہر ایک
 ملک کے حاکم نے ارادہ کیا کہ مملکت کو چھینے بنابر اس کے سب نے شکر کشی کی لیکن
 راجا دھرسین بڈگالے کا راجا سب سے پہلے ایک لشکر عظیم ساتھ لیکر نہایت جلد
 اندر پرست میں چھنچا حاکم تو وہاں کوئی تھا ہی نہ جو مقابلہ کرنا بدو ن جنگ و جدل مملکت پر
 قبضہ کر لیا اور تخت سلطنت پر جلوس فرمایا امیروزیر اہل کار جتنے تھے حاضر ہوئے (بیت)
 یہی ہی جہان کی ریاست کا طور * جو ایک اُٹھ گیا آن بیٹھا ایک اور

القصہ اُس نے بھی اتھارہ برس پانچ مہینے سلطنت کے امور کو آراستہ کیا آخر اپنی موت ہوا
 (بھوراجا بلارل سین ادھرسین) کے بیٹے نے بارہ برس چار مہینے حکومت کی نہ ان
 بیکہ تھہ میں جاسکونت کی * بعد اُسکے * (راجا کپسوسین بلارل سین) کا فرزند باپ کا
 قائم مقام پندرہ برس آٹھ مہینے رہا آخر کار اس جہان سے گزر گیا * اُسکے بعد *
 (راجا مادھوسین کپسوسین) کے بیٹے نے مملکت کو عدل و انصاف سے گیارہ
 برس اور چار مہینے ملک آباد رکھنا ان ملک فنا کا رستا پکڑا * بعد اُسکے *
 (راجا سورسین مادھوسین) کا بیٹا تخت نشین ہوا اور بیس برس دو مہینے ملک
 اُس نے سلطنت کا بخوبی بندوبست کیا آخر الامرا اپنا رخت ہستی باندھا * پھر *
 (راجا بھیم سین سورسین) کا بیٹا پانچ برس دو مہینے ملک شراب دولت سے مغمور
 رہا نہ ان اُسکی بھی عمر کا پیمانہ لبریز ہوا بعد اُسکے (راجا کاتک سین بھیم سین کی بیٹی نبی)
 سند حکومت پر قدم رکھا اور چار برس نو مہینے کے بعد عدم کا رستا پکڑا * اُسکے بعد *
 (راجا ہری سین کاتک سین) کا خلف تخت پر بیٹھا بارہ برس دو مہینے ملک امور مملکت
 میں مشغول رہا آخر خالی ہاتھ اس جہان سے گیا * پھر (راجا کھن سین راجا ہری سین)
 کے نور چشم نے آٹھ برس گیارہ مہینے اپنے باپ دادا کا نام مملکت میں روشن رکھا آخر اُسکا
 بھی چراغ ہستی صرصر ہستی نے بجھا دیا بعد اُسکے (راجا نراہن سین کھن سین) کے بیٹے نے
 دو برس تین مہینے سلطنت کی نہ ان جان اپنی جہان آفرین کو سو نہی اُسکے بعد *

قصہ کوتاہ سلطنت اُس محوِ غفلت و مائلِ عشرت کے ہاتھ نہیں رہتی چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں ریاست اُسکے ہاتھ آگئی جاتی رہی * اور دشتِ غربت کی راہ اُسنے لی * پھر وہیں رہ نور و بادِ عدم کا ہوا رہا تھی اسکی سلطنت کی .. سس برس پانچ مہینے راجا دیب سنگ سے لیکر جیون سنگ .. چھ شخصوں نے ایک سو اٹالیس برس راج کیا احوال (راجا پرتھی راج مشن) یہ پتھورا) جب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہ ہوا کہ اسے پتھورا بیراتھ کا والی کہ ہمیشہ جیون سنگ سے امیدوار رہتا تھا مالک اتنی برسی سلطنت کا ہو جائے * اور ایک مملکت وسیع اُسکے قبضے میں آئے * راجا جیون سنگ نے بسبب حماقت ذاتی کے باکوئی مہم اُسے درپیش ہوئی تمام سرداروں کو فوج حمیت کو ہستان کی طرف کر اُسکے جہ و ابا کا وہی مسکن تھا بھیج دیا اور اپ کتنے مصاحبوں سے دارالسلطنت میں راجا اُسے پتھورا اُسے تنہا اور غافل جان کر ایک شکرِ عظیم سے یکایک آن چھنچا راجا جیون سنگ نے جو دیکھا کہ سامانِ جنگ کا مطلقاً نہیں اُس جماعتِ قلیل حمیت کو ہستان و شوار گزار کی طرف بھاگا آخر وہیں اُسکا پیاناہُ عمر لبریز ہوا اور اُسے پتھورا شادیا نے فتح کے بجوا کر تختِ سلطنت پر بیٹھا * (بیت)

اگر سانپ سے ہوئے وہ بیخاطر * تو عاقل چھوڑے کبھی گنج زر

جب پندرہ برس اُسکی سلطنت پر گذرے سلطان شہاب الدین غوری غزنین سے کئی مرتبے آیا اور کئی بار لڑا آخر مقامِ نرائنی میں کہناوڑی کر مٹھو رہی راجا مذکور کو اُسنے مار لیا اور آپ تختِ سلطنت پر اجلاس فرمایا الغرض راجاؤں کا احوال یہہ جو لکھنے میں آیا مطابق راجا ولی اور راج نرگنی کے ہی لیکن اکبر نامے کے تیسرے دفتر میں اور بعضے اور نسخوں کے بیچ یوں کہہ ہی کہ بیر بکر ماجیت کے چار سو اُنتیسویں سن میں راجا تنکپال تو نور - بادشاہ ہو کر اندر پرست کے قریب شہرِ دہلی بسایا اور اُسکی اولاد سے بیس شخصوں نے چار سو اُتیس برس ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا آخر الامریہ و ان پورا اُسکا کہ پر تھی راج کر اٹھنا دیکھنا باوجود یوں سے لڑا اور کام آیا غرض بیر بکر ماجیت کے آٹھ سو اٹھتالیس سن میں سلطنت تو فور کی قوم سے ٹکڑ کر چوہانوں کے قبضے میں گئی لیکن راجا بلدیو نے اور اُسکی اولاد سے سات شخصوں نے

ورعیت کی حالت سپاہ کی برہمنی * اہل خدم کی بے اتفاقی * اُسکے حضور بیان کی *
 اور اندر پرست کی سلطنت پر رغبت دلائی * سنتے ہی اس نوید کے اُس نے طبل شادیکا
 بجوا دیا * اور فوج بیٹھ مار سے مملکت مذکور کی طرف کوچ کیا * الغارون جلا چنانچہ عرصہ
 قلیل میں آچھنچا اور اُس شراب غفلت کے مدھمکے کو قید کر لیا بعد اُسکے آپ
 سماعت نیک دیکھ کر تخت حکومت پر بیٹھا اور شمع عدالت سے تاریکی ظلم کو دور کر کے
 جہان کو روشن کیا ستائیس برس دو مہینے تک کا امارت سلطنت میں نگارہ آخر الامر ملک
 عدم کارا ہی ہوا * بعد اُسکے (راجارن سنگھ راجا دیپ سنگھ) کا فرزند بائیس برس
 پانچ مہینے حاکم رہا آخر اپنی موت مو ا پھر * (راجا راج سنگھ رن سنگھ) کے نور چشم نے
 مملکت کو عدل و انصاف سے فروغ بخشا اور سپاہ کو نہایت راضی رکھا نہ ان نو برس اور
 آٹھ مہینے گزرے عدم کار ستا پھر آ * بعد اُسکے (راجا جابر سنگھ بن راجا راج سنگھ)
 نے تخت سلطنت کو رونق بخشی * اور عدل و انصاف سے جہان میں کمال نیکنامی
 حاصل کی * آخر چھالیس برس اور ایک مہینے کے بعد منزل فنا کی راہ لی * پھر (راجا نر سنگھ
 ولد راجا جابر سنگھ) قائم مقام اپنے باپ کا ہوا اور اُس کی طرح سپاہ و رعیت کو
 سخاوت و عدالت سے اسنے بھی شاد رکھا آخر پچیس برس تین مہینے گزرے
 یکسٹھ کار ستا لیا (راجا جیون سنگھ راجا نر سنگھ) کا خلف جب تخت نشین
 ہوا اُسکی نو جوانی تھی چنانچہ اپنی زندگانی وہ عیش و عشرت میں بسر کرتے لگا * لے پروائی
 و لاد بالی سے امور مملکت کی طرف متوجہ نہ ہوا * سچ ہی کہ آغاز شباب میں شہوت
 نفس نہایت غالب ہوتی ہی اور طبیعت انسان کی عیاشی کی طالب ہوتی ہی *
 ہر ایک کا کام نہیں جو اپنے تئیں اُس ہنگام میں باوجود نشہ دولت کے اُس مزے
 سے باز رکھے اور مرتکب بدکاری و شرابخواری کا نہوے * وے برے مرد ہمیں
 کہ اسے وقتوں میں نفس کشی کرتے ہیں * اور خدا سے دُراتے ہیں * فی الواقع دنیا میں
 نیکنامی اور عقبی میں شادمانی انھیں کے واسطے ہی * (رباعی)

ہنگام جوانی میں جسے دولت ہو * اور عیش و نشاط اُسے نفرت ہو

اُس سانہیں کوئی مرد برآ دنیا میں * عقبی میں وہی مورد صد رحمت ہو

آدمی غزنین کے مارے گئے پر اسے مذکور نے اُس نازنین کو بچھوڑا اور لڑائی سے منہ
نور آ آخر اپنی دولت سر امین جاؤ اور یہاں تک اُس کے دام محبت میں گرفتار ہوا کہ ملکی
مالی کار و بار سے دست بردار ہوا۔ ایک برس! سبط مروج گذرا سلطان شہاب الدین
غوری کو بھی بہر خبر پہنچی اُس نے راجا جی چند کے ساتھ دوستی کی بندہ الی اور بیر بکر ماجیت
کے سنہ ۱۲۲۳ میں ہجری بھی اُس وقت ۵۸۸ سے سلطان مذکور آتھو بن مرتبہ ایک
لشکر عظیم جمع کر ملک کبریٰ کے اراکے دہلی کی طرف متوجہ ہوا بلکہ بہت سے محال لے لے
اُس وقت کیکو اتی جرت نہوئی کہ راجا سے اس امر کی اطلاع کرے آخر ارکان دولت
نے مشورت کر کے چاند اہیات کو عرم سراے میں بھیجا کہ اُس پری پیکر سے یہ حقیقت
کہے تا وہ راجا تک پہنچائے چنانچہ راجا مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ سلطان پر جو فتوح یا ب ہوا تھا
اُس کو کچھ چیز نہ سمجھا اور سبب غرور و نخوت کے خاطر میں نہ لایا چنانچہ تھوڑی سی فوج
ساتھ لیکر نکلا اور راجا جی چند نے بھی اُس کا ساتھ نہ یا بلکہ سلطان کا شریک ہوا (القصہ)
شعلہ جدال و قتال نہایت بھڑکارا جا کا دل سمجھ گیا نہ ان سلطان کے رفقاء نے اُس کو پکڑ لیا اور سلطان
اُس کو قید کر کے غزنین میں لے گیا جب چاند اباد فروش نے حقیقت حال سے اطلاع پائی غزنین کی
راہ لی آخر وہ سلطان کی ملازمت حاصل کر کے مورد الطاف کا ہوا بعد اُس کے پتھوڑا کی بھی خدمت میں
پہنچا اور زندان میں دس ساری اُسکی کرنے لگا بلکہ نہ مشورت پتھوڑا کے تیر لگانے کی تعریف
بادشاہ کے روبرو یہاں تک کی کہ وہ برتبہ مشاق ہوا اور اُس کو بلو ا بھیجا بلکہ اُسے
وقت اجازت تیر اندازی کی بھی دی راے مذکور نے تیر و کمان و دھنیں اُتھالیں۔ ایک
تیر اُس نشانہ ناوک تقدیر کے ایسا ہی مارا کہ کام اُس کا تمام ہوا اُسی وقت بادشاہی نوکر و
نے بھی راجا کو چاند اہیات ممیت مار لیا لیکن فارسی تاریخوں میں پتھوڑا کا مارا جانا تا وری کے میدان
میں لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا ایک مدت کے بعد فدائی کھوکھر کے ہاتھ
حاصل یہہ ہی کہ اس ماجرے میں اختلاف بہت ہی العلم عند اللہ غرض راجا پتھوڑا کے
مارے جانے کے بعد ہندوستان کی حکومت ہندو سے گئی اور سلاطین مسلمین کے ہاتھ
جا پڑی الغرض راجا جہ شتر سے لیکر پتھوڑا تک ایک سو بیس اشخاص نے چار ہزار
چار سو آٹھ برس سلطنت کی پھر ہر ایک نے منزل عدم کی راہ لی منجہا اُسکے پتھوڑا کے

تین سو پچاس سہی برس سات مہینے بادشاہت کی جب بلالہ کے ساتوین پوتے کو کہ جس کا نام پتھور اتھا فوت حکومت کی پہنچی سلطان شہاب الدین غوری نے سات مرتبے یورش کی اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست کھا کر پتھور گیا باوجود اسکے بھی مملکت ہند کے لینے کی نہ بیرمین اکثر اوقات رہتا تھا پر کچھ بن نہ پڑتی تھی اس اثنا میں راجا جسی چند راتھور فوج کا راجا اکثر راجاؤں پر غالب آتا ہوا آئے جس کے بجائے ان کا سنیہ قصد کیا شرح اس جگہ کی سابق لکھی گئی ہے غرض راجا مذکور نے سامان و سرانجام کو اُسکے ارشاد فرمایا ساتھ اسکے یہ بھی ارادہ کیا کہ اُس مجلس میں اپنی بیٹی کو کسی برے راجا کے ساتھ بیاہے اس واسطے ہر ایک ملک کے راجا بلوائے پتھور آئے پتھور اسے بھی بموجب اُسکی طلب کے ارادہ اُس سمت کا کیا کہ ناگہان اُسکے متوسلون میں سے کسی کے منہ سے نکلا کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگہ کا قصد جی چند کرے یہ جانیے تعجب ہی اور آپ کا شریف ایسا نا اُس میں اس سے عجیب تر سنتے ہی اس کو راجا آگ ہو گیا اور اُسکے ملک پر بارادہ جنگ چڑھ دو اور راجا جسی چند بھی اس خبر کو سنکر مارسیاہ کی مانند ہیچ کھانے لگا لیکن ساعت جگہ کی جو قریب پہنچی تھی بسبب اسکے مصلحتاً وقفہ کیا اور ایک سونیکلی مورت پتھور اکی شکل بنوا کر دربانوں کی طرح اُس کو دروازے پر بٹھا دیا راتے پتھور اس حالت کو سنکر مارنے غصے کے الغاروں چلا اور تھوڑے دنوں میں وہاں پہنچ کر اپنی تصویر کو اُٹھا لے کر تھوڑا بھرتا اپنے ملک کی طرف پھرا لوگ بہت کام آئے لیکن راجا جسی چند نے ہر صورت جگہ سے فراغت کی پر اُسکی بیٹی نے کسی راجا کو پسند نہ کیا مگر پتھور اکی شجاعت و جوان مردی دریافت کر کے کہاں مشتاق ہوئی اسی واسطے اُسکے باپ نے اپنے محل سے اُس کو نکال دیا اور ایک جہی جہلی میں رکھا راتے پتھور اس حالت سے واقف ہو کر نہایت خواہش مند اُس کا ہوا اور چاند آباد فروش کو کہاں مہر بانی سے راجا جسی چند کے پاس بھیجا اور اب چیدہ چیدہ لوگ ساتھ لیکر نوکر و نوکر کی مانند اُسکے ہمراہ ہو جب بھات فوج میں پہنچا راتے پتھور اپنے دختر مذکور کو جوان مردی سے لیا اور دہلی کی طرف کوچ کیا راجا جسی چند اس ماجرا سے کو سنتے ہی مع فوج چڑھوئے ان آپس میں جنگ عظیم ہوئی سات ہزار

درگاہ چھوٹے برتن کی زیارت گاہ ہی ہر جمیرات کو وہاں بھسیر ہوتی ہی خصوصاً صانوحندی جمیرات کو تو زن و مرد بکثرت دور دور سے بھی آتے ہیں * اور نذرین قسم قسم کی ہر دہاتے ہیں * بلکہ اپنے مطالبوں پر نذرین مانتے ہیں اور مرادین باتے ہیں پر اچنبھا زیادہ بہرہ ہی کہ اُس بزرگ کی درگاہ کے خادم ہندو ہیں دیپالی کی اولاد سے ہر چند اہل اسلام نے چاہا کہ اُس جماعت کو وہاں سے دفع کریں اور اس خدمت کو چھین لیں پر کچھ پیش رفت نہوا چنانچہ عالمگیر کے وقت تک تو مجاور وہی لوگ تھے اب کی خدا جانے قریب اُسکے * (دھیان پور)

ایک مکان ہی وہاں بابا لال ایک درویش برآمد صاحب کمال رہتا تھا باوجود اُسکے سابقہ تقریر کا بھی اُسکو خوب تھا چنانچہ وحدانیت و معرفت الہی اس خوبی سے بیان کرتا تھا کہ سامعین حظ وافر اُٹھاتے تھے * اور اُسکے کلام کے سننے کو اکثر اوقات آتے تھے * اور نظم ہندی بھی اُسکی اس مضمون کی بہت ہی بلکہ اکثر اشخاص اُسکو ورد و طیفیے کے طور سے پڑھتے ہیں اور بہت سے خاص و عام اعتقاد اُسے رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ داراشکوہ کی اُس بزرگ سے بیشتر ملاقات تھی اور کلمہ و کلام عارفانہ بھی باہم اکثر رہتے تھے چنانچہ چند زبان منشی شاہجہانی نے طرفین کے جواب و سوال کو جمع کر کے ایک کتاب عبارت فارسی میں نہایت مربوط لکھی ہی بارہ کوس پتالے سے راوی کے کنارے * (بابا ذاک کا مکان ہی)

عالمگیر کے وقت تک اُسکی اولاد و نہیں رہتی تھی غرض اپنے وقت میں وہ برآجوگی پیشی دھرمی تھا ہندو کے اکثر فرقے اُسکی مکرات کے قائل ہیں خصوصاً سکھوں کو بہت مانتے ہیں اور ایتوں میں ایک فرقہ نانک پنڈتیوں کا جو ہی اُسکا سلسلہ اُسی کو پہنچتا ہی بہت سے دھرم اُسکے جسے وحدانیت و معرفت پسندی پر ہی مشہور ہیں چنانچہ اکثر اہل مذاق اُنکو ذوق شوق کی حالت میں پڑھتے ہیں * اور اُنکے ٹیک پڑھتے ہیں * قصہ کوتاہ پندرہ سو چھتیس سیریکر ماجیتی میں مطابق جب کے ۸۹۲ ہجری میں توندی کے بیج یہ پیشی پیدا ہوا اور وہیں اپنے نانا کے گھر میں پنا لیکن لڑکانی سے اُسکو چپ تپ کا دیان تھا رام سے دن رات لوگائے ہی رہتا چنانچہ آثار فقیر کے اور کشف و کرامت کے

ایام سلطنت انچاس برس میں جس نے غلامی کوں و مکان نے عالم کوں و فساد کو جلوہ گر
لیا کسی ذیحیات کو خلعت حیات ابدی کا نہیں بخشا * اور ریاست کو بھی ایک قوم سے
مخصوص نہیں کیا * ہر ایک شخص کو موت آتی ہی * کہ سلطنت و ریاست بھی ایک خاندان
سے خاندان دیگر میں جاتی ہی * بس ہر عاقل کو لازم کہ مال و دولت کو اپنا بنانے اور
اس حیات مستعار پر نہ بھولے * اور دولت ناپاکہ دار پر نہ پھولے * (ابیات)

پاؤں جس نے تخت شاہی پر دھرا * آفریںش تخت پہ وہ ساکن ہوا
تھے جو راکب سیکڑوں رہو ارکے * وے گئے آخر کو کاڈھے چار کے
ایند تے میں سر پہ رکھہ جو تاج زر * خاک ایکدن کھائیگی اُنکا بھی سر
خانی جو اس دار فانی میں ہوا * ایک دن راہی عدم کا ہو یگانا
واقعی دنیا برادر ہیج ہی * جاہ و شہمت بہہ سرا سر ہیج ہی
تیپ تاپ اس فاشم کی دیکھہ کر * محرومت ہو بہہ دغا ہی سر سر
قلب میں اسکے نہیں بوئے وفا * آنکھوں میں اُسکی نہیں شرم و حیا
بھول کر بھی اُسکی تو خواہش نہ کر * داغ حسرت سے نہ بھر اپنا جگر
دام حرص و آرزو میں نادان نہ پھنس * جگ میں ہی اللہ بس باقی ہو بس

یہ تاریخ حادی فضائل علم عربی میں کامل فاضلون میں افضل فارسی دان نے بدل مقبول عالم
مولوی محمد اسلم کی طبع زاد ہی بنا بر افزائش آرائش کتاب لکھنے میں آئی (ابیات)

کز تن آل خیر خلق و شبل ز بیغم بزدان * کہ آمد از سماش بر علی خوش اسم آن افضل
چہ اوصافش بیان سازم کہ هست او جامع ہر فن * بنظم و نثر و طب و حکمت و فتنہ و کلام اکمل
تخلص میکند افسوس دارد لہجہ اُردو * ز ہم طرحان خود دارد در بن فن بہرہ اُشمل
چون تاریخ دیار ہند طبع نکتہ آرایش * نمود آراستہ بازیب و زینت نیمہ اول
چنان رطب اللسان گردیدہ در تحریر این نسخہ * کہ شد از حرف عذیش بر خط مسطر روان جدول
شدہ از محفل آرایش زم آرایش محفل * مواد روشنش سازد عیون ناظران اکمل
دفر ز د سال تاریخش براسے یادگار اسلم * بحمد اللہ تکمیل آمدہ آرایش اول

* تمام شد *

کہ اپنے مرشدوں کے دوہرے راگ میں گانیں * اور لوگوں کے دلوں کو لبھائیں * دوست
 دشمن کو ایک سا بنائیں * سوائے اپنے دیون کے کسی سے علاقہ نہ رکھیں * فی الواقع
 جو مانگ پانچویں کافر اپنے مرشدوں سے اعتقاد رکھتا ہی ایسا کوئی اور کم ہمیں رکھتا ہوگا
 چنانچہ وارد صادر کی خدمت اپنے مرشد کے نام پر عبادت عظیم جانتے ہمیں ہر چند کہ کیسا ہی
 اجنبی ہو بلکہ جو راہزن تک جب بابانک کا نام اُسنے لیا ہرے اُسکا اپنا بھائی ہی
 سمجھ گئے اور موافق مقدمہ کے خدمت بھی کرینگے تیار سے دو کوس * (اجل نام ایک)
 جگہاں ہی سیام کا رنگ مہاد بولے بیتے سے مسوب قدم پر ستشکاہ و بان ایک ہر آگرہا
 ہی آگ سے معمور لیکن آگ اسلی تاخیر آب سرد کی رکھتی ہی موسم بہار میں ہزاروں
 انیت جھگی اور برے برے پیشی ریاضتی آکر و بان اترتے ہمیں سوائے انکے اور بھی
 ہند و جھوٹے برے زن و مرد اطراف و اطراف سے آتے ہمیں کثرت خلاق کو سون چھ
 دن ملک رہتی ہی ایک جماعت کو فقط فقرا ہی کی زیارت سے سرور * ایک گروہ
 دوسون آشناؤں کی ملاقات سے سرور * کتنے اشخاص قسم قسم کے لوگوں کا انہوہ دیکھکر
 خاق کی قدرت کی نہرت کے حیران * بہترے بری و شون اور خوبڑیکے حسن و جمال پر
 نظارہ گمان * بعضے مہمان دوست لوگوں کی ضیافتوں سے شاد و فرسند * بہت سے مریض
 فقر کی دوا دارو سے سود مند * ایک طرف دو رستہ بازار لگا ہوا * رستازن و مرد کی
 کثرت سے جہان نہان بھرا ہوا * دوکانوں میں انواع و اقسام کی جنس رنگ برنگ کے
 پھول طرح بطورت کے میوے بھانت بھانت کی مٹھنی جسوقت چاہو مہیا * جہرہ ہر دیکر
 ایک عالم نظر آئے نیا * کسی دوکلن کی دیوار رنگ برنگ کی تصویر و سی لہی ہوئی *
 کسی جاگہ مٹی کی مورتوں کی ایک قطار لگی ہوئی * لینے دینے والوں کا ازدحام * خرید فروخت
 کی جابجا دھوم دھام * کسی مجلس میں قصہ جوانوں کی لہکار * کسی مجمع میں نقلیوں کی پکار *
 کسی سمت دو پیارگوئے طنز و رے لگتے تھے ہمیں * کہیں دس پانچ فقیر نقارے ہی
 بجاتے ہمیں * کسی رستے پر تین چار بھنگی زبگی جھنگر رہے ہمیں * ایک دنگل میں بہاوان
 کشتی ہی لڑ رہے ہمیں * کہیں ناچتے ہمیں بھولے کسی * کہیں نتونے لینے ہمیں ایک گت نئی
 (ایبات)

اُسی سن میں اس سے ظاہر تھے اور اکثر اشخاص اس کے معتقد آخر بہت سے ملکوں کی سیر کر کے پتائے میں آیا وہ نہیں کہ خدا ہوا اور قصہ مذکور کے ایک گاؤں میں دریا کنارے رہنا اختیار کیا از بس کہ شہر حق شناسی اور خدا پرستی کا اُسکی ملک بملک پہنچا ایک عالم اطراف ممالک سے آکر اُس کا مرید ہو اچنانچہ ایک گویا مردانہ نام اُس کا برآمد مقرب تھا وہ اُسکے اکثر دوسرے اس لطیف سے گاتا کہ ایک عالم ربحہم جاتا * بلکہ اُسکے کہاں کا اعتماد لاتا * نہ ان وہ پیشیوں و ریاضیوں کا پست و اسلیم شاد افغان کے عہد سلطنت میں ستر برس سے کچھ اوپر ہو کر بیکنٹوہ باسی ہوا اگرچہ لکھنؤ میں اس کا بیٹا سیوٹ تھا لیکن جوگ کی دولت جو اُسکی قسمت میں نہ تھی البتہ نام کھتری کو کہ اُس کا خاص مصاحب تھا گرو انند خطاب دیکر مرنے وقت اس کا مقام کر گیا وہ تیرہ برس اُس کا جانشین رہا جب مرنے لگا اولاد نہ تھا بنا بر اس کے اپنے داماد کو کہ اُس کا مرد اس نام تھا خلیفہ کیا اُن نے بھی بائیس برس نلک سررشتہ فتر کا جاری رکھا * اور ایک خلیق کو گرویدہ کیا * پھر بیکنٹوہ کا رستہ لیا * اگرچہ اولاد اُسکے تھی لیکن آخری وقت اُس نے بھی اپنے داماد رام داس کو اپنی جاگہ پر بٹھلایا اُس نے سات برس نلک زندگی کی اور وہی راہ چلی * آخر ہستی کی بستی تھی * بعد اُن کے گروا جن اُس کا بیٹا اُسکے مقام پر بیٹھا آخر پچیس برس کے بعد اُس کا بھی انتقال ہوا پھر گرو دھرم گو بند اُس کا خلیفہ خلیفہ ہوا اٹھائیس برس نلک جیا اور اُسی چلن پر چلا اُسکے بعد گرو دھرم راے اُس کا پوتا جانشین تھا ہر ایک کو نلک بیٹا اُس کا اُسکے آگے ہی مریچکا تھا قصہ کوتاہ وہ بھی اپنے گھرانے کے مریدوں معتدون کو ستر برس راہ بتاتا رہا اُس کے پیچھے گرو دھرم کشن اُس کا بیٹا خور د سال تھا تین برس نلک جوگ کی دسند پر بیٹھا رہا لیکن اُس کے بعد ایک چھوٹا بیٹا گرو دھرم گو بند ہی کا تیغ بہادر نام پھر جانشین ہوا اور گیارہ برس نلک اپنے جد و آبا کے طریقے کو بدستور اُس نے جاری رکھا آخر الامرا بادشاہی امیروں کی قید میں پھنسا قصہ کوتاہ سنہ ۱۰۸۱ ہجری میں کہ مطابق اُس کے سترہ سن عالمگیری تھے حسب الحکم بادشاہ کے جہان آباد میں مارا گیا لیکن خلاصۃ الہند کی تصنیف کے وقت گرو دھرم گو بند راے گرو تیغ بہادر ہی کا بیٹا اپنے باپ کا جانشین تھا اور بائیس برس اُسکی سجادہ نشینی کو گزرے تھے القصہ مرید بابا نانک کے اکثر صاحب حال قال ہونے میں اور اُنکی خاص عبادت یہی

اُسکی آبادی تھی غرض عالمگیر کے وقت سے سیالکوٹ مشہور ہوا جمیع قصبہات سے یہ صوبہ زیادہ آباد تھا جب سلطان شہاب الدین غوری نے پانچویں مرتبہ سنہ ۶۰۰ ہجری میں آکر لاہور کو لکھیرا اور فتحیاب اُسپر ہوا تب سیالکوٹ کی طرف آیا اور وہاں کے پرانے قلعے کی پھر تعمیر و مرمت کی بلکہ کچھ فوج بھی اپنی وہاں بھجوا دی بعد ایک مدت کے راجا مان سنگ اکبر شاہی جموں کا فوجدار اور سیالکوٹ کا جاگیردار قلعے کی مرمت اور شہر کی آبادی پر متوجہ ہوا سن بعد اُسکے دفعہ رخاں جہانگیر ہی جب کہ فوجدار سی قصبہ مذکور کی اُسکو ہوئی اور برگٹہ مسطور اُسکی بھی جاگیر ہو اٹھا موصوف نے تو قلعے اور برجوں کو نئے سرے سے بنایا بعد اُسکے بھی اُس حاکم مرمت کرتے رہے غرض یہ شہر فیض بنیادوں میں آراستہ و آباد ہونا چاہتا ہے وہ قانون گو جو قوم مدہ سے تھے اُنہوں نے بھی عمارتیں نہایت مطبوع و دلچسپ بنائیں بلکہ بعضے اور بھی اشخاص اکثر اوقات تعمیر میں مشغول رہے اس سبب رونق مدام برتنی گئی اور آراستگی اُسکی مرتبہ اعلیٰ کو پہنچی کاغذ بھی شہر مذکور میں خوب بتا ہی خصوصاً صامان سنگی اور حریری ایک کاغذ کہ جہانگیر نے فرمائی بنوایا تھا وہ بھی نہایت سفید و صاف و خوش قماش دیا یہاں ہونا ہی چاہتا ہے اُسکو بھی بعضی اطراف و نواح میں بطریق تخیف بھیجتے ہیں اگرچہ دستکاری کے طریقے و ہنگے اہل حرفہ اکثر طرح کے رکھتے ہیں خصوصاً ماربشم و کلاہتوں کی جگہ کے تھان بجلیے حیرے سوزیان و سترخان ادبجیے خوانچوں و غیرہ نہایت صفائی و خوبی کے ساتھ بناتے ہیں * قلعے بھی اُسکی بیع و شرا میں اُٹھتا ہے ہیں * چنانچہ اورنگ زیب کے وقت تک ہر سال میں چکن دوزون کو لاکھ روپیہ کا انتفاع ہوتا تھا اور ہتیاروں میں وہاں کٹاری برہمی نہایت آمدار و خوش قطع بنائی ہی باغ بھی اُس شہر کی اطراف میں بہت سے ہیں خصوصاً ماندہ محمد بھونے کا باغ نہایت بہار و مسود دار ہی رنگ برنگ کے پھول اُس میں نہایت سے پھولتے ہیں ایک خلق وہاں سیر کو جاتی ہی اور حظ اُٹھاتی ہی متصل اُسکے ایک نالہ بہتا ہی کہ سرچشمہ اُسکا جموں کے بہار میں ہی غرض وہ نالہ شہر سے آگے برآہم کر دس دس کوس کے عرصے میں پھیلا ہی اور اطراف میں متفرق ہو ا ہی لیکن جب موسم برسات میں خوب عرقنا ہی تب شہر کے باشندے لنگیان ماندہ ماندہ مشکین لے لے وہاں آتے ہیں * اور آب بازی کی کیفیتیں اُٹھاتے

دکھاوین کسب بہان میان اُدھر * اُدھر کو جڑھین ننگیان بانس پر

غرض جسے چسے پر ایک نیا تماشا اور قدم قدم پر ایک اجنبیے کارولارات دن رہتا ہی *
 کان پری آواز سنی نہیں جاتی * خلق کو کھانے کی بھی سرت نہیں آتی * اگر عالم علوی بھی وہاں
 آتا * تو ایک نظارے میں عجب سب سماوی کو بھول جاتا * القصہ ربع مسکون کے سیاحوں
 نے اور بحر و بر کے مسافروں نے اس طرح کا میلہ کسی سرزمین میں نہیں دیکھا اگر
 بتالے کے باشندے سیکر و ن کو س کی صافت پر کسی ہی جمیعت و حکومت و دولت
 سے ہوں پر اُسکی دید کی خواہش اُنکو کیا معنی جو نہوناظرین کو معلوم ہو راقم نے بتالے کا
 احوال اتنا طول و طویل جو لکھا وجہ اسکی محض خلاصۃ الہند کی مطابقت تھی اور اُسکے مولف
 نے جو اس قدر برہمایا بجا کیا کہ مقام مذکور اسکا مولد تھا اور پچاس کو س بتالے سے اُسی
 والے میں اُتر طرف کے پہاڑوں کے بیچ *

(گڑھ کا تذکرہ)

ایک قلعہ ہی حصانت و منانت اُسکی شہرت رکھتی ہی اور جسے اُسکا نگر کوٹ ایک قدیم
 معبد ہی تھکر این وہاں کی بھوانی برس میں دو مرتبے وہاں بھی خانق کا ہجوم ہوتا ہی لوگ ایک
 برس کی راہ سے بھی بوجا کو آتے ہیں * اور اپنی مراد میں پاتے ہیں * بعضے اپنی حاجت روائی
 کے لئے زبان کات دالتے ہیں کیکی تو کئی ساعت کے بعد جون کی تون ہو جاتی ہی اور
 کیکی دو تین دن کے پیچھے عجیب تر سے یہ ہی کہ بعضے اشخاص اپنے برتن سے جدا کر
 دیتے ہیں اور رفیق اُنکے اُٹھا کر دھڑ دھڑ دیتے ہیں رام کی دیا سے بدستور لگے جاتے ہیں
 اور وے پھر کر جی اُٹھتے ہیں نگر کوٹ سے دو کو س پر *

(جواہر لا مکھی)

ایک مکان ہی وہاں کئی جاگہہ اگ کے شعلے بھڑکتے ہیں اکثر ہنود بوجا کو اُس مقام میں
 بھی آتے ہیں * اور طرح طرح کی اشیائے معاون میں ڈال کر جلاتے ہیں * اور
 راکھ ہونا اُسکا اپنے حق میں اکبر جانتے ہیں *

(دیناؤ)

بھی دو آلمین قدیم شہر ہی راجا شل نے اُسے آباد کیا تھا چنانچہ کتاب مہا بھارت میں کہ
 اُسکی تصنیف کو پانچ ہزار برس سے کچھ اُوپر ہوئے یوں لکھا ہی اور سیا کوٹ بھی اُسے کہتے ہیں
 اِس وجہ سے کہ بعضے اُسکو راجا سالباہن سے منسوب کرتے ہیں چنانچہ ایک پکا قلعہ اُسکا
 اتناک یادگار ہی ایک زمانے میں دار الحکومت پنجاب کا بھی تھا تین کو س کے عرصے میں

راوی سے جا ملا اور جموں میں قلعہ کی کھان بھٹی ہی پتھر بان لوہی مدی سے لا کر وہیں آنچ دیتے ہیں ایسی قلعہ سفید و پاکیزہ و صاف و پامدار بتی ہی کہ وہی کہیں نہیں ملتی (ساڈھورا) ایک راقصہ چناب کے کنارے پر ہی شاد جہان کے وقت میں نواب علی مردان خان نے متصل اُسکے ابراہیم آباد ایک رستہ ایشے بیتے کے نام پر بنایا * اور ایک برآباغ پر فضا رشک شہ رمار بنایا * سوائے اُسے اور بھی عمارات و مکانات عالی شان تعمیر کیے اور ایک بڑی درہمی لوہی سے اُس باغ کے واسطے لایا غرض ہمہ لالہ رہی اُنکی تعمیر و ساخت میں خرچ ہوئے اور ساڈھورے دیہات میں سے ایک گاؤں سرکار اعلیٰ سے باغ و شہر مذکور کی مرمت و تعمیر کے واسطے بطریق انعام آل تمنا نواب موصوف کے نام مر مقرر ہوا اور دو آلے میں *

ایک قصبہ ہیں کہ اکبر آباد کی سلطنت میں ساڈھوریا لکوت کے علاقے سے کچھ گاؤں نکال کر اُس سے متعلق کیے اور ایک پر کنہہ قرار دیا لیکن ابتدا میں یہ قصبہ چندان رونق نہ رکھتا تھا جب سے خلاصہ عرفا شاہ دولہ نے اُس میں رہنا اختیار کیا اور تالاب کوئے مسجد میں بنائیں بلکہ دریا پر دی ہاں بندھوا بناب سے آبادی اُس کی زیادہ ہوئی اور رونق برہی کہتے ہیں کہ شاہ صاحب مذکور اوائل میں کما بندہ ساڈھوریا لکوتی کا نام تھا لیکن محبت فقر اسے بدل رکھتا خصوصاً سید نادر کی خدمت اکثر بجاتا اور بہت ترانے حضور حاضر رہنا جب سید موصوف کی رحلت کا وقت پہنچا اُنکی نظم توجہ اُس پر گر گئی فی الفور ایک حالت تارسی ہوئی اور چشم باطن نے روشنی لیکر پھر ساڈھوریا لکوت سے گجرات میں جا کر مقیم ہوا اور بہت سے مکان بنوائے پل بندہ ہوائے خصوصاً امن آباد سے پانچ کوس دریا سے دیک پر لاہور کی سمت شاہ راہ میں ایک ہاں برآمکام بندھوا یا ایک خلیق کو آرام پہنچایا سخاوت بھی اُس میں اس قدر تھی کہ حاتم کا اگر معاصر ہوتا تو کوئی اُس کا نام بھی نہ لیتا جبکہ خلافیق دور نزدیک کی اُس کے حضور نقد و جنس وغیرہ بطریق نذر لیماتی * اُس سے دگنا چوگنا انعام پاتی * آخر وہ بزرگوار عالمگیر کے ستر ہو بن سن جلوس میں جان بحق ہوا قریب شہر اُس کی درگاہ آج تنگ زبارت نگاہ ایک عالم کی ہی قصہ مخضر ہر طرح کے آدمی و مان رہتے ہیں اور ہر دیار کی اجناس بہم پہنچتی ہی بلکہ تحائف روزگار اگر درکار ہوں تو بسر ہو نوین چنانچہ تاو

ہمیں * اور اس خطہ برکت افزا میں حضرت امام زین العابدین کے کسی فرزند کا مزار ہی
 چھوٹے برتے وہاں بھی اثر زیارت کو آیا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ وہ سید بزرگ بہت سے
 مسلمانوں کو ہمراہ لیکر بقصد جہاد ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا تھا اتفاقاً ایک روز وہ
 درپیش ہوئے کہ سیالکوٹ کی طرف آنکلا قصہ مختصر وہاں ہنود سے لڑ کر درجہ شہادت کو
 پہنچا، علما فضلاء بھی اکثر شہر مذکور میں وارد صادر ہوا کرتے بلکہ بعضوں نے تو وطن بھی و نہیں
 اختیار کیا چنانچہ اکبر کے وقت مولانا کمال برآ صاحب کمال زبدہ، فضلاء خاصہ، علما کشمیر کے
 حاکم سے رنجیدہ ہو کر ۹۷۱ ہجری میں آیا اور علم کا اُسیے وہاں رواج دیا طالب علموں کو
 سالانہ سال پر دہایا بعد اُسکے شاد جہان کی سلطنت میں خلاصہ فضلاء جدیدہ وقیم مولوی
 عبدالکیم کے ایک بحر مواج تھا وہ مدرس ہوا چنانچہ اکثر کتابوں پر اُسکے حاشیے ہمیں حاصل
 یہ ہی کہ اُسکی مدرسہ میں دور دور سے طالب علم آئے اور فراغ حاصل کر گئے بعد اُسکی
 رحلت کے مولوی عبداللہ اکبر و سرایتا کہ فی الواقع خلیفہ الصدق تھا وہ اُس کام میں
 مشغول ہوا طالب علموں کو درس دینے لگا ایک عالم اُسے فیض کو پہنچا کیونکہ صاحب علم
 ظاہری و باطنی تھا فضیلت اُسکی درویشی سے ہم آغوش تھی * اور علمیت معرفت کے
 ساتھ ہمدوش * آخر قضاے الہی سے عالمگیر کے ۳۶ سن میں اُسنے وفات پائی * اور
 جنت میں آرامگاہ بنائی سیالکوٹ سے بارہ کوس پر * (دھونکل)

ایک مکان ہی کہ اُسکو سلطان سرور سے منسوب کرتے ہیں اگرچہ وہ ہمیشہ زیارت گاہ
 خالق ہی لیکن گرمیوں کے موسم میں اکثر ملکوں سے زن و مرد کے غول کے غول غت
 کے غت وہاں زیارت کے لئے آتے ہیں بہتری مذہبین جڑھاتے ہیں وہ مہینے ٹنک
 خلیق کا وہاں انہو رہتا ہی اور بندہ کو س شہر مذکور سے * (پورہ مندل)

ایک مکان جموں کے پہاڑوں میں ہی تھا کہ اُسکا سہادیو بیہماکھی میں وہاں ایک دینا ذاتی
 ہی * اور بہت سی خلقت آتی ہی * یہاں ٹنک کہ ایک برآ انہو ہو جاتا ہی پھر پہاڑ کا
 راجا بھی ایک دھوم دھڑکے سے آتا ہی * اور اپنی تیراندازی کے کرتب اور کمال
 اُس دنگل کو دکھاتا ہی * اور مقام مذکور سے ایک دریاؤ بھی نکل کر ظفر دال وغیرہ کے
 دیہات و حدود میں جوتا ہوا شاہ دولا کے پل تلے جا پہنچا پھر دولت آباد و فیروز آباد وغیرہ سے گذرتا ہوا

پہار پر سات کو س برس * (دہرامن گدھ)

ایک قلعہ ہی باٹا ناتھ جو اسی میں تیشا کی کمرتا بڑا ہانی اُسکی چار کو س کی لیکن ایسا مہموم
میں خدو عات و برت کے دن و دان برتی بھی تہوتی ہی بہت سے جوگی انیت بھی جمع ہوتے
ہیں اور پو جا کرتے ہیں قلعہ اور اسات حوال اماکن مشہور وہیں سے بانچ و آبلے کا
لکھنے میں آیا اس حوال قلعہ ریڈون کا بھی کچھ کچھ لکھنا ضرور ہوا کیونکہ وہ سے بھی اسی
موجے سے علاقہ رکھتے ہیں یہاں : (ستاج)

کوہ بھونٹ سے نکلا اور کلو کی تدون میں پہنچ کر شہر میں آیا بعد اس کے شیر گدھ کے پہار
میں ہونا کلو کی تدون میں گذرنا اور ماک مذکور کو تین طرف سے احاطہ کیا بنا برائے نیکیے اور
پہار و ن کے قرب کے باعث باشندے اُس ولایت کے بادشاہی امیروں سے
بغی رہتے تھے پھر دریائے مذکور پہار سے نکلی دو کنگ جو ماکورال و کیرت پور کے نلے آیا
اور قصبہ رویرنگ پہنچتے پہنچتے ہر ایک ہو گیا اور اُسی ہیئت سے ماچھی وارے کے
قرب ہو کر لودینا نے میں پہنچا کہ شاہراہ میں واقع ہوا پھر وہاں سے قصبہ (تلون و تھار)
کے قریب گذر مغل موضع پور کہ متعلق برکنہ ہیئت پور پستی کا ہی دریائے سیاح سے جالما اور
دو آبا جو ان دو دریائوں کے درمیان ہی اُسکو جالندھرو سہروال کہتے ہیں (دوسرا یہاں)
وہ بھی بھونٹ کے پہار کے ایک تالاب سے نکلا اور قصبہ کلوڈ کے نلے بہتا ہوا منڈی میں
جا پہنچا پھر سو کھیت اور محلو رسی کی تدون میں گذرنا شہر تدون میں کہ کوستان کے فوجدار
کی لود و بانٹس کا مکان ہی جا نکلا پھر وہاں سے اطراف دہوال و سنیہ و گوالیار میں آیا
گو کہ گوالیار کچھ برائے ملک نہیں لیکن راجہ و ان کا اُس دریا کے حائل ہونے سے اور پہار
کے اتصال کے سبب اُمرائے بادشاہی سے اکثر اوقات بکرا رہتا ہی بعد اس کے
دریائے مذکور نور پور کے دیہات سے گذرنا ہوا ایک پہار پر گیا پھر وہاں سے زمین براتر
گالواہن کہ ایک شکار گاہ بادشاہی ہی اُس کے بائیں آنکلا پھر قصبہ رہلمہ کے نلے ہوتا ہوا
شہر گو بند وال میں پہنچا اور وہاں سے لود کے قریب ستلج سے ملا پھر دونوں اکٹھے ہو
فیروز پور اور مہدوت میں جا نکلے اور وہاں سے سرکار دیپال پور کے محالوں میں پہنچ دو کمرے
ہونے ایک سوتا تو دکھن کی طرف گیا نام اُسکا ستلج ہوا دوسرا اتر کی سمت گیا نام اُسکا

جمہدہم و دان بہتر سے بہتر بنتے ہیں اور کام چکن کا بھی و دان کے کاری گر سیال کو ت
والان سے بوجہ احسن کرتے ہیں سوائے اسکے ملک مذکور میں گھوڑا عراقی کی مانند
پیدا ہوتا ہی بعضا تو دس ہزار روپی قیمت پر بکتا ہی اور * (سندھ ساگر)
کے دو آبے میں نمک سنگ ایسا لطیف لگتا ہی کہ روئے زمین میں اُسکی لطافت کا شور
ہی قدرت الہی سے سارا پہاڑ کا پہاڑ لون کا خلق ہوا ہی طول اُس کا سو کو س سے کچھ زیادہ
بتاتے ہیں نام اکبر نامے میں کہ جو دم لکھا ہی اس واسطے کہ جو دم نام ایک رئیس چھیہواہ
کی قوم کا تھا یہ پہاڑ اُسکے نام پر مشہور ہوا اولاد اُسکی اورنگ زیب کے وقت ملک
کر چھاک و نڈانہ و مکھالے وغیرہ پر گون میں سکونت و ریاست رکھتی تھی اور وہ جماعت کہ
لون و دان سے نکالتی ہی نام اُسکا لاشہ کش ہی الغرض بہاڑ کے دامن میں کتنے لاشہ کش
ایک نقب تین سو گز کی گہری کھود کر نیگے مادر زاد ایک کہ ال کندھے پر رکھ کر چراغ ہاتھ میں لے
اُس اندھیری سرنگ میں جاتے ہیں * اور دو تین من کا ایک کون کا ڈالا کھود کر نکال لاتے
ہیں * ناظمون سے مزدوری بھی منہ مانگی پاتے ہیں از بس کہ شاق ہوئے ہیں اُس
اندھیری سرنگ کی آمد و رفت سے اور لون کے کھودنے اور لانے کے رنج و مصوبت
سے خوف و ڈکا ہاں نہیں کرتے لیکن ہوا اُس نقب میں ہر ایک موسم کے بیج معتدل
رہتی ہی ہر چند کہ لون نکالنے کے اور بھی مقام ہیں پر کھوہرہ اور کھوہ دو نو برسی سرنگیں
شمشاد آباد کے متصل واقع ہوئیں ہیں ہر سال کسی لاکھ من نمک و دان سے نکالتا ہی اور محصول
پر گون کے حاصل حمیت سرکار اعلیٰ میں ضبط ہوتا ہی اکثر کار یگر و دان لون کے طباق رکابیان
سرپوش چراغدان بنا بنا بیٹھتے ہیں اور نفے اُٹھاتے ہیں قریب اُسکے دو دیہا پنہر کی کھان
ہی برے برے آدمیوں کے مکانات میں چونا و نہیں کے پتھر و نکا بنا کر پھیرتے ہیں بارگاہی
پبالے آخوڑے نفیس نفیس اُنکے بنا کر بیٹھتے ہیں اور متصل اُسکے مکھیا لے کی حد و دان میں (کتا چھہ)
ایک نالاب ہی کہ اُسکی نھاہ کیے ہاتھ نہیں لگی ہند و دان کا فہم نیرتھ ہی جب سورج میں کا
ہو تا ہی یعنی آفتاب برج حوت میں آتا ہی ہر ایک چھوٹا بڑا نکا و دان نہانے کو جاتا ہی
یہاں تک کہ چند روز ایک مجمع رہتا ہی غرض اعتقاد اس قوم کا یہ ہی کہ زمین کی دو آنکھیں
ہیں داہنی آنکھ نالاب بھکرہ جمیر کے متصل اور بائیں آنکھ یہاں نالاب اور اُسی

انتظار نہ کرے ہوا لیکن بھول بھر پھنچتے پھنچتے بارہ کو س کی مسافت پر پھرا کھڑا ہو گیا بعد اسکے سیالکوٹ کے دیہات سے گذر سادہ روڑے تلے جوتا ہوا وزیر آباد میں جا پہنچا سالکی لکڑی سوداگر کوستان ختنہ وغیرہ سے اُسی دریا کی راہ سے وزیر آباد میں لاتے ہیں * اور بہت سے انتفاع اُٹھاتے ہیں * پھر اسکی کشتیاں بنا کر بطور تجارت دریا کی راہ سے لاتے پھر کی طرف لیجاتے ہیں بعد اسکے وہ دریا جاکوٹار و لو دھیانہ و بھونہ منزل اور ہزارے میں آ پہنچا چار کو س ہرے ہزارے سے قریب میرا بنجھا کی اُسی دریاؤ کے کنارے پر ہی عشق اُنکا مشہور پنجابیوں نے اُنکی محبت و بیقراری کے بیان میں سیکڑون سہین کہیں ہیں جناح گویے وہاں کہ اُنکو اکثر کاتے ہیں * اور اہل درد کو رولاتے ہیں * پھر وہاں سے چند لوٹ کے نزدیک دو چھوٹے پہاڑوں میں سے ہو نکلا شہر مذکور میں مزار شاد بہان کا ہی اکثر لوگ اُس بزرگ سے بھی اعتقاد رکھتے تھے پھر وہاں سے ہوتا ہوا جنگ سیالے میں آ کر دریا سے بہت سے مل گیا * (پانچوان)

دریاؤ بہت مابین اُسکے اور چناب کے جو نالہ ایک دو آبہ مشہور ہی غرض دریاے مذکور کوستان تبت میں ایک حوض سے نکلا اور کشمیر میں آ کر کوچہ و بازار میں بہنے لگا چنانچہ شہر مذکور میں جابجابل بند ہے ہیں اکثر باغات و عمارات و سیرگاہیں اور مکانات اُسکے کنارے پر ساتھ ایک قریبے کے واقع ہیں پھر کشمیر سے نکل کر کشن گنگ سے پکھلی میں ملا پھر وہاں سے دانگلی کے تے آنکلا قصبہ مذکور کے گرد کا دار الحکومت ہی پھر اُسکے حدود سے اور میرپور سے گذرنا ہوا جوہینام کے تلے پھنچا اور شاہراہ میں واقع ہوا نام اُسکا موضع مذکور کا پھر پھر وہاں سے کرچھاک و نندے وغیرہ سے گذرنا ہوا جنگ سیال میں جا کر چناب کے ساتھ ملا ہوا نام اُسکا ہوا * (چھٹا دریا و سندھ)

مابین اُسکے اور دریا و بہت کے ولایت بونہو ہر اور سندھ ساگر کا دو آبہ مشہور ہی اور یہی ہندوستان و کابلستان کے بیچ عامل لیکن سرچشمہ اُسکا ظاہر نہیں وہاں بعضے سیاح کہتے ہیں کہ قلماق کے کسی مقام سے نکل کر حدود کاشغر و کافرستان و تبت و کشمیر و بنگالی و دہلی میں پھنچا پھر وہاں سے یوسف زئی کے اولکے میں جا نکلا اور دریاے نیلاب کسی مذہبون صمیمیت قلعہ ایک بنارس کے تلے دریا سے ملا اُسکے پات اُسکا وہاں چھوٹا

بیاض تھرا بعد کئی فرسخ کے پھر دو نون ملکر فتح پور کھروڑ وغیرہ کی اطراف میں جا پھنچے نام اُس مجموعے کا اُس مقام میں کھلو کھارا ہوا پھر بلوچوں کی حد میں پھنچکر سندھ و راوی و چناب سے ملے اُس مقام میں ہیبت مجموعی کا نام سندھ تھرا * (تیسرا راوی) اُس میں اور بیاض میں ایک دواہ باتری مانجھا مشہور ہی دریائے مذکور من مہس پہاڑ سے نکلا مکان مذکور قدر تیر تھم ہی تھا کروان کا مہادیو اور وہاں سے شہر چھت کہ دارالانگومت وہاں کے حاکم کا ہی اُسکے نیچے گزرا ملک مسطور کی جواہر ف کے پرانے سے کابل و کشمیر کی سسی ہی میو سے بھی اکثر لطیف و شیرین وہاں پیدا ہونے ہمیں حاکم وہاں کا مہکت کی وسعت سے جمیعت کے کثرت سے اور یہاڑوں کی بہتایت سے بے پرواہی بادشاہوں کو کچھ نہیں جانتا اور مطلقاً اُنکا حکم نہیں مانتا الغرض سوہلی کی بھی حدوں سے گذر شاہ پور کے تے جا نکلا اور وہاں سے چار نہریں اُس سے نکلیں ایک تو لاہور میں شالامار کے بیچ آئی دوسری برگنہ بتھان میں تیسری پتالے میں جو تھی برگنہ ہیبت پور میں اکثر محالوں کی زراعت کو اُن سے فیض پھنچتا ہی پھر دریائے موصوف نصیب مذکور سے بہتا ہوا برگنہ بتھان و کانھو و کلا نور و پتالہ و امن آباد وغیرہ کی اطراف میں جا پھنچتا اور وہاں سے لاہور میں آباد شاہی عمارت کے بائیں بننے لگا پھر وہاں سے سندھوان و فرید آباد و دیک و راوی میں جوتا ہوا سندھو سرائے کے قریب ملتان سے جس کو مس بر سے چناب سے جانا * (چوتھا چناب)

اُس میں اور راوی میں رچناؤ ایک دواہ مشہور ہی لیکن ہندی کتابوں میں نام اُس دریائے کا چندر بھا کا کھا ہی ماجر اسکائیون ہی کہ دریائے چندر جین کی طرف سے نکر خیبر سے گذرنا ہوا کشتوار میں گزر عفران جہانانی مشہور ہی پھنچتا اور دریائے بھا کا نہایت کی طرف سے آکر اُس سے ملا اُس لیے نام اُس کا چندر بھا کا تھرا پھر وہاں سے نیپال و پھو نیال میں جوتا ہوا نہر کتا کہ تابع جموں اور بھوانی سے منسوب ہی اُسکے قریب آنکلا اور وہاں سے انبار آباد و اکھنور کے تے پھنچتا پھر ایک پہاڑ میں جا کر نہایت آب و تاب سے بہنے لگا چنانچہ مکان مذکور طرف سیرگاہ و نادر تماشا گاہ ہی پانی بھی وہاں کا بہتر از مشرب بہت نبات و پیاموں کے حق میں آب حیات ہی القفہ دریائے مذکور وہاں سے کچھ آگے برآمد کر

ہی نہایت زور شور سے بہتا ہی یہاں تک کہ دیکھنے والوں کی نگاہ خیرگی کرتی ہی مطلقاً و اصلاً
 نہیں تھہرتی موج کی شدت سے نہنگوں کا جگر آب ہو جاتا ہی اور پہاڑوں کا تینہ موجوں کے
 صدمے سے ٹکرے ٹکرے مگر دریائے مذکور اُس جگہ شاہراہ میں واقع ہی گزارے کی نادیں
 پانی کی تیز روی کے سبب اس کنارے سے اُس کنارے طرفۃ العین میں پہنچتیں ہیں مغرب
 کی طرف وہاں جلالیہ نام ایک سیاح پتھر ہی کبھو کبھو ناؤ اُس سے ٹکر کھا کر پھٹ جاتی ہی
 بنا برائے ملاح ہمیشہ اُس سے کشتی کو بچاتے ہیں اور حتی المقدور اُسکی طرف نہیں لاتے
 وجہ تسمیہ اُسکی بقول عوام یہ ہی کہ اُسکے اوپر ایک بزرگ کی قبر ہی نام اُسکا جلالیہ
 تھا لیکن خواص اس امر میں یوں کہتے ہیں کہ اکبر کے وقت میں ایک پٹھان جلالیہ نام نہایت
 مفسد و شور پست تھا اتفاقاً پادشاہ سیرتکار کے واسطے اُس دریاؤ سے پار اترتے تھے
 ایک بیک جو ہر خانے کی ناؤ اُس سے ٹکر کھا کر تو ت گئی فی الفور حضرت کی زبان مبارک
 سے نکلا کہ یہ پتھر بھی جلالیہ ہوا تب ہی سے یہ نام اُسکا تھرا نزدیک اُسکے راجہ ہو دی کی
 عمارات ہیں نہایت سنگین و رنگین اگلے زمانے میں وہی وہاں کارج کرنا تھا اور اُسی کے
 کنارے شرق کی طرف قلعہ ایک ہی ہر وارد و صادر اُس میں ہو کر آتا جاتا ہی کیونکہ سوائے
 اُسکے اور رستائیں عمارات بھی اُس میں نہایت پر فضا و دلکش الب دریا خصوصاً مقام
 حاکم نشین کہ برتبہ فرحت افزا و نہایت اعلیٰ ہی آب و ہوا بھی نہایت اعتدال کے
 ساتھ گویا ہندوستان و کابلستان میں یہ ایک سرخ واقع ہی اسطرف اُسکے زوئے
 اور جلن ہندوستان کے اور بولی بھی نہیں کی اور اسطرف طور و آئیں پٹھانوں کے
 اور زبان بھی اُنکی القصبہ یہ دریا کو ہستان افغان خانگ و غیرہ سے نکل کر سنبھل کے
 پٹھانوں کی حد میں پہنچا اور وہاں سے بلوچستان و ملتان میں حانکا غرض پانچ دریا پنجاب کی اُتر طرف
 کے پہاڑ سے نکلے اسطرف ملتان کے ایک دوسرے سے جدا بلوچوں کی حد میں اس
 دریا سے ملے نام مجموعے کا سندھ تھرا پھر وہاں سے ایک دریائے کالن ہوا اور قلعہ ہسکر کو
 دو گنگ کے بیچ میں لے لیا بنا برائے اُس کے وہ قلعہ بے لگاؤ اور محفوظ ہی بعد اُسکے دریائے
 مذکور ولایت سیوستان سے ہوتا ہوا تھتھے میں آیا پھر ہندو لائری کے قریب دریائے
 شور سے جاما بندر مذکور شہر طور سے تیس کو س پر ہی حاصل یہ ہی کہ صوبہ لاہور

